جنتی زیور
تالیف
حضرت شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مجددی

يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا

جنت میں جنتیوں کو سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور پہنائے جائیں گے

جنّتی زیور

اسلامی مسائل وخصائل کا خزانہ

تالیف

حضرت شیخ الحدیث

علامہ عبدالمصطفٰی اعظمی مجددی مدظلہ

نام کتاب : ـــــــــــ جنتی زیور

مصنّف : ـــــــــــ علاّمہ عبدالمصطفےٰ اعظمی مدظلہ

طابع : ـــــــــــ

ناشر : ـــــــــــ اسلامی کتب خانہ، فضل الٰہی مارکیٹ

ـــــــــــ چوک اُردو بازار لاہور

کتابت : ـــــــــــ بشیر احمد کیلانی

قیمت : ـــــــــــ روپے

تقریظ

حضرت علامہ مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی مدظلہ

علامۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا الحاج عبد المصطفیٰ صاحب اعظمی مجددی قبلہ مدظلہ العالی اپنے علمی جاہ و جلال اور فضل و کمال کے اعتبار سے اکابر علماء اہلِ سنّت میں ایک خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز ہیں۔ آپ ایک مسلم الثبوت، ماہر درسیات ساحرالبیان اور ایک خصوصی طرزِ تحریر کے موجد و کامیاب مصنف ہونے کی بنا پر ملک و بیرونِ ملک میں "جامع الصفات" مشہور ہیں۔ چند خاص اور اہم موضوعات پر آپ کی چھوٹی بڑی پندرہ کتابیں طبع ہو کر عوام و خواص سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

زیرِ نظر کتاب "جنتی زیور" آپ نے عوام اور خاص کر عورتوں کے لیے تصنیف فرمائی ہے۔ جس کو میں بغور پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ضروریاتِ زمانہ کے لحاظ سے یہ کتاب بہت ہی اہم، نہایت ہی انمول اور بے حد مفید ہے۔ اور بحمدہٖ تعالیٰ صحیح و معتمد مسائل اور بہترین آداب و خصائص کے ساتھ ساتھ عبرت خیز نصیحتوں اور رقت انگیز واقعات کا لاجواب مجموعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصنّف قبلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور برادرانِ اہلسنّت وخواتینِ ملّت کو اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ حبیبہ سیّد المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

جلال الدین احمد امجدی
خادم دارالافتاء فیض الرسول براؤن شریف
ضلع بستی
۲۵ر ذی القعدہ ۱۳۹۹ھ

سببِ تالیف

مسلمان عورتوں کی آزاد خیالی سے مسلم معاشرہ کی تباہی و بدحالی دیکھ کر بار بار دل کڑھتا اور جلتا تھا۔ اس لیے ایک مدت سے یہ خیال تھا کہ مسلمان عورتوں کی اصلاح و فلاح اور ان کی بداعتقادیوں اور بداعمالیوں کی اصلاح کے لیے ایک کتاب لکھ دوں۔ مگر افسوس کہ کثرتِ کار و ہجوم افکار کے میدانِ محشر میں اس طرف توجہ کی فرصت ہی نہیں ملی۔ یہاں تک کہ میرے مخلص مرید مولوی اعجاز حسین صاحب قادری مالک اعجاز بکڈپو ہوڑہ نے بڑی دل سوزی کے ساتھ میرے نام ایک خط میں تحریر کیا کہ ایک ایسی کتاب کی بے حد ضرورت ہے جو مسلمان عورتوں کی دینی و دنیاوی ضرورتوں کے متعلق ضروری معلومات کی جامع ہو۔ تا کہ وہ مسلمان بچیوں کے تعلیمی کورس میں داخل ہو سکے۔ اور مسلمان لڑکیوں کو جہیز میں دی جا سکے۔ اس کے بعد میری تصانیف کے دوسرے قدردانوں نے بھی زبانی اور قلمی طور پر تقاضوں کا ایسا طومار باندھ دیا کہ میں احباب کے اس مطالبہ کو نظر انداز نہ کر سکا۔ حد ہو گئی کہ سب سے آخر میں ضلع بستی کے سیٹھ الحاج ملّا محمد حنیف یار علوی جن کا بمبئی کے علم دوست و دیندار سیٹھوں میں شمار ہے۔ انہوں نے براؤں شریف میں میرے رُوبرو بیٹھ کر برجستہ یہ کہہ دیا کہ آپ نے ہمارے لڑکوں کے ہاتھوں میں دینے کے لیے تو بہت سی کتابیں لکھ دی ہیں۔ لیکن ہماری لڑکیوں کے ہاتھوں میں دینے کے لیے آپ نے اب تک کچھ بھی نہیں لکھا۔ یہ سُن کر مجھے بے حد تاثر ہوا اور میں نے یہ عزم کر لیا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک ایسی کتاب لکھوں گا۔ جو عورتوں اور مردوں دونوں کی اصلاح کے لیے ذریعہ ہدایت اور مجھ گنہگار کے لیے سامانِ آخرت بن جائے۔ چنانچہ خداوند کریم کا بے شمار شکر ہے کہ صرف

چند ماہ کی قلیل مدت میں قسم قسم کے گلہائے مضامین کو چن چن کر مسائل و خصائل کا ایک خوبصورت گلدستہ "جنتی زیور" کے نام سے ناظرین کی خدمت میں نذر کرتا ہوں۔

یہ کتاب مندرجہ ذیل دس۱۰ عنوانوں کا مجموعہ ہے۔

۱۔ معاملات ۲۔ اخلاقیات ۳۔ رسومات ۴۔ ایمانیات

۵۔ عبادات ۶۔ اسلامیات ۷۔ تذکرہ صالحات ۸۔ متفرق ہدایات

۹۔ عملیات ۱۰۔ میلاد و نعت

اور بحمدہٖ تعالیٰ ہر عنوان کے تحت ضروری ہدایات اور اسلامی مسائل و خصائل کا ایک حد تک کافی ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ اس لیے ناظرین سے اُمید کرتا ہوں کہ میری کوتاہیوں کی اصلاح فرمائیں گے۔ اور اُمتِ مسلمہ کی صلاح و فلاح کے لیے اس کتاب کی اشاعت میں اپنی طاقت بھر ضرور حصہ لیں گے۔ خداوند کریم میری اس حقیر قلمی خدمتِ دین کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ (آمین)

آخر میں حضرت گرامی مولانا الحاج مفتی جلال الدین صاحب قبلہ امجدی مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف و عزیز القدر مولانا قدرت اللہ صاحب رضوی مدرس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کا شکرگزار ہوں کہ ان دونوں صاحبان نے کتاب کی تصحیح میں حصہ لے کر میرے بار کو ہلکا اور میرے قلب کو مطمئن کر دیا۔

فجزاھما اللہ تعالیٰ احسن الجزاء وھو حسبی و نعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

عبدالمصطفےٰ الاعظمی عفی عنہ

گھوسی ۷ شوال ۱۳۹۹ھ

اِنتساب

میری اہلیہ صالحہ خاتون کے نام

جو ۴۳ برس سے نہایت وفاداری کے ساتھ میری خدمت کر رہی ہیں۔ میرے بچوں کو پالا۔ میرا گھر سنبھالا۔ اور مجھے علمی و دینی خدمتوں کے لیے خانگی فکروں سے آزاد کر دیا۔ ان کے لیے میری دعا ہے کہ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

عبدالمصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ
۶ر شوال ۱۳۹۹ھ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

*

حمد

اے خداوندِ جہاں ! اے خالقِ لیل و نہار
ہو نہیں سکتی تری حمد و ثناء ہے بے شمار

تو دو عالم کا حقیقی مالک و مختار ہے
ذرّے ذرّے پر ترا چلتا ہے حکم و اقتدار

تو نے بخشی ہے فلک کے چاند تاروں کو چمک
تیری قدرت سے گل و غنچہ پہ آتا ہے نکھار

رحمتِ عالم کے دامانِ کرم کا واسطہ
بخش دے میرے گناہوں کو ہوں نادم، شرمسار

کھول دے میری دعاؤں کے لیے بابِ قبول
عرض کرتا ہوں ترے آگے بچشمِ اشکبار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعت

روضۂ پُر نور پر ہم کو بلائیں یا رسولؐ
پھر وہاں سے عمر بھر واپس نہ آئیں یا رسولؐ

منظرِ طیبہ بنا دیتا ہے دل کو بے قرار
یاد آتی ہیں مدینہ کی فضائیں یا رسولؐ

گلستانِ زندگی بندرِ خزاں ہونے لگا
بھیج دو باغِ مدینہ کی ہوائیں یا رسولؐ

گنبدِ خضرا کو دیکھیں دشت و صحرا میں پھریں
تیری آغوشِ کرم میں مسکرائیں یا رسولؐ

آپ کے دربارِ اقدس میں ہزاروں کی طرح
ہم بھی آ کر داستانِ غم سنائیں یا رسولؐ

1

معاملات

✻

معاملات نہ ہوں گر درست انسان کے
تو جانور سے بھی بدتر ہے آدمی کی حیات

عورت کیا ہے؟

✻

عورت :۔ خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔
عورت :۔ دنیا کی آبادکاری اور دینداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے
عورت :۔ مرد کے دل کا سکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔
عورت :۔ دُنیا کے خوبصورت چہرہ کی ایک آنکھ ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی صورت کانی ہوتی۔
عورت :۔ آدم علیہ السلام و حضرت حوّا کے سوا تمام انسانوں کی "ماں" ہے۔ اس لیے وُہ سب کے لیے قابلِ احترام ہے۔
عورت :۔ کا وجود انسانی تمدن کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔
عورت :۔ بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے۔ اس لیے عورت دنیا میں پیار و محبت کا ایک "تاج محل" ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ط

عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا۔ دنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و وقعت ہی نہیں تھی۔ مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ایک "کھلونا" تھیں۔ عورتیں دن رات مردوں کی قسم قسم کی خدمت کرتی تھیں۔ اور طرح طرح کے کاموں سے یہاں تک کہ دوسروں کی محنت مزدوری کر کے جو کچھ کماتی تھیں وہ بھی مردوں کو دے دیا کرتی تھیں۔ مگر ظالم مرد پھر بھی ان عورتوں کی کوئی قدر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جانوروں کی طرح ان کو مارتے پیٹتے تھے ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے کان، ناک وغیرہ اعضاء کاٹ لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو دفن کر دیا کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے بھی مالک بن جایا کرتے تھے۔

اور ان عورتوں کو زبردستی لونڈیاں بنا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی، بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستور تھا کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا۔ وہ جھونپڑے سے باہر نہ نکل سکتی تھیں نہ غسل کر سکتی تھیں نہ کپڑے بدل سکتی تھیں۔ کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری

کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد اُن کے آنچل میں اُونٹ کی مینگنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن کو رگڑیں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور ادھر اُدھر اونٹ کی مینگنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ بات اس کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدت ختم ہو گئی ہے۔ اسی طرح کی دوسری بھی طرح طرح کی خراب اور تکلیف دہ رسمیں تھیں جو غریب عورتوں کے لیے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گھٹ گھٹ کر اور رو رو کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں۔ اور ہندوستان میں تو بیوہ عورتوں کے ساتھ ایسے ایسے دردناک ظالمانہ سلوک کیے جاتے تھے جن کو سوچ سوچ کر کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ ہندو دھرم میں ہر عورت کے لیے فرض تھا کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمتیں کر کے "پتی پوجا" (شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی "چتا" کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر "ستی" ہو جائے۔ یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت بھی جل کر راکھ ہو جائے۔ غرض پوری دنیا میں بے رحم اور ظالم مرد عورتوں پر ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے کہ ان ظلموں کی داستان سن کر ایک دردمند انسان کے سینے میں رنج و غم سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ان مظلوم اور بیکس عورتوں کی مجبوری ولاچاری کا یہ عالم تھا کہ سماج میں نہ ان عورتوں کے کوئی حقوق تھے نہ ان کی مظلومیت پر داد و فریاد کے لیے کسی قانون کا کوئی سہارا تھا۔ ہزاروں برس تک یہ ظلم و ستم کی ماری دکھیاری عورتیں اپنی اس بے کسی اور لاچاری پر روتی بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہیں۔ مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہم رکھنے والا، اور ان کی مظلومیت کے آنسوؤں کو پونچھنے والا دور دور تک نظر نہیں آتا تھا نہ دنیا میں کوئی ان کے دُکھ درد کی فریاد کو سُننے والا تھا۔ نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لیے بال برابر بھی رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔ عورتوں کے اس حال زار پر انسانیت رنج و غم سے بے چین اور بے قرار تھی۔ مگر اس کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ رحمت

خداوندی کا انتظار کرے کہ ارحم الراحمین غیب سے کوئی ایسا سامان پیدا فرمائے کہ اچانک ساری دنیا میں ایک انوکھا انقلاب نمودار ہوجائے۔ اور لاچار عورتوں کا سارا دکھ درد دور ہوکر ان کا بیڑا پار ہوجائے۔ چنانچہ رحمۃ للعالمین کی رحمت کا آفتاب جب طلوع ہوگیا تو ساری دنیا نے اچانک یہ محسوس کیا کہ ؎

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

عورت اسلام کے بعد

جب ہمارے رسول رحمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے "دین اسلام" لے کر تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارا چمک اُٹھا اور اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم و ستم سے کچلی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند و بالا ہوگیا کہ عبادات و معاملات بلکہ زندگی اور موت کے ہر ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر عورتیں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہوگئیں اور مردوں کی برابری کے درجہ پر پہنچ گئیں۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہوگئے۔ اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لیے خداوندی قانون آسمان سے نازل ہوگئے۔ اور ان کے حقوق دلانے کے لیے اسلامی قانون کی ماتحتی میں عدالتیں قائم ہوگئیں۔ عورتوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہوگئے۔ چنانچہ عورتیں اپنے مہر کی رقموں، اپنی تجارتوں، اپنی جائیدادوں کی مالک بنادی گئیں۔ اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن اولاد اور شوہروں کی میراثوں کی وارث قرار دے دی گئیں۔ غرض وہ عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار، اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں۔ وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور اُن کے گھروں کی ملکہ بن گئیں۔ چنانچہ قرآن مجید نے صاف صاف لفظوں میں اعلان فرمادیا کہ:

خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا — اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہاری جنس

لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط

سے بیویاں پیدا کردیں تاکہ تمہیں ان سے تسکین حاصل ہو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت و شفقت پیدا کردی۔

اب کوئی مرد بلا وجہ نہ عورتوں کو مار پیٹ سکتا ہے نہ اُن کو گھروں سے نکال سکتا ہے نہ کوئی ان کے مال و اسباب یا جائیدادوں کو چھین سکتا ہے۔ بلکہ ہر مرد مذہبی طور پر عورتوں کے حقوق ادا کرنے پر مجبور ہے۔ چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا کہ:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر اچھے سلوک کے ساتھ۔

(سورۂ بقرہ رکوع ۲۸)

تمام دنیا دیکھ لے کہ دین اسلام نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی صدارت اگرچہ مرد کو عطا فرمائی ہے۔ اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنا دیا ہے تاکہ نظام خانہ داری میں اگر کوئی بڑی مشکل آن پڑے تو مرد اپنی خداداد طاقت و صلاحیت سے اس مشکل کو حل کر دے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر واجب کر دیئے ہیں۔ وہاں عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں اس لیے عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کے حقوق میں جکڑے ہوئے ہیں تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کر کے اپنی اجتماعی زندگی کو شادمانی و مسرت کی جنت بنا دیں۔ اور نفاق و شقاق اور لڑائی جھگڑوں کے جہنم سے ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جائیں۔

عورتوں کو درجات و مراتب کی اتنی بلند منزلوں پر پہنچا دینا۔ یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ احسانِ عظیم ہے کہ تمام دنیا کی عورتیں اگر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکریہ ادا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان

احسان کی شکر گزاری کے فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتیں۔ سبحان اللہ! تمام دنیا کے محسن اعظم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت کا کیا کہنا؟ ؎

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ۔ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا ۔ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ماویٰ ضعیفوں کا ملجیٰ ۔ یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

عورت کی زندگی کے چار دَور

عورت کی زندگی کے راستہ میں یوں تو بہت سے موڑ آتے ہیں۔ مگر اس کی زندگی کے چار دَور خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ عورت کا بچپن ۔ ۲۔ عورت بالغ ہونے کے بعد
۳۔ عورت بیوی بن جانے کے بعد ۔ ۴۔ عورت ماں بن جانے کے بعد۔

اب ہم عورت کے ان چاروں زمانوں کا۔ اور ان وقتوں میں عورت کے فرائض اور اس کے حقوق کا مختصر تذکرہ صاف صاف لفظوں میں تحریر کرتے ہیں تاکہ ہر عورت ان حقوق و فرائض کو ادا کر کے اپنی زندگی کو دنیا میں بھی خوشحال بنائے۔ اور آخرت میں بھی جنّت کی لازوال نعمتوں اور دولتوں سے سرفراز و مالا مال ہو جائے۔

۱۔ عورت کا بچپن

عورت بچپن میں اپنے ماں باپ کی پیاری بیٹی کہلاتی ہے۔ اس زمانے میں جب تک وہ نابالغ بچی رہتی ہے۔ شریعت کی طرف سے نہ اس پر کوئی چیز فرض ہوتی ہے نہ اس پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ ہوتا ہے۔ وہ شریعت کی پابندیوں سے بالکل آزاد رہتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ کی پیاری اور لاڈلی بیٹی

بنی ہوئی کھاتی پیتی، پھلتی اور بڑھتی اور ہنستی کھیلتی رہتی ہے۔ اور وہ اس بات کی حقدار ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن اور سب رشتہ ناطہ والے اس سے پیار و محبت کرتے رہیں اور اس کی دل بستگی اور دل جوئی میں لگے رہیں اور اس کی صحت و صفائی، اور اس کی عافیت اور بھلائی میں ہر قسم کی انتہائی کوشش کرتے رہیں تاکہ وہ ہر قسم کی فکروں سے اور رنجوں سے فارغ البال، اور ہر وقت خوش و خرم اور خوشحال رہے۔ جب وہ بولنے لگے تو ماں باپ پر لازم ہے کہ اس کو اللہ و رسول کا نام سنائیں پھر اس کو کلمہ وغیرہ پڑھائیں ———— جب وہ کچھ اور زیادہ سمجھ دار ہو جائے تو اس کو صفائی ستھرائی کے ڈھنگ اور سلیقے سکھائیں اس کو نہایت پیار و محبت اور نرمی کے ساتھ انسانی شرافتوں کی باتیں بتائیں اور اچھی اچھی باتوں کا شوق اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔ جب پڑھنے کے قابل ہو جائے تو سب سے پہلے اس کو قرآن شریف پڑھائیں۔ جب کچھ اور زیادہ ہوشیار ہو جائے تو اس کو پاکی و ناپاکی، وضو و غسل وغیرہ کا اسلامی طریقہ بتائیں اور ہر بات اور ہر کام میں اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرتے رہیں۔ جب وہ سات برس کی ہو جائے تو اس کو نماز وغیرہ ضروریاتِ دین کی باتیں تعلیم کریں۔ اور پردہ میں رہنے کی عادت سکھائیں اور برتن وغیرہ دھونے، کھانے پینے، سینے پروتے اور چھوٹے موٹے گھریلو کاموں کا ہنر بتائیں۔ اور عملی طور پر اس سے یہ سب کام لیتے رہیں اور اس کی کاہلی اور بے پروائی اور شرارتوں پر روک ٹوک کرتے رہیں۔ اور خراب عورتوں اور بد چلن گھرانوں کے لوگوں سے میل جول پر پابندی لگا دیں۔ اور ان لوگوں کی صحبت سے بچاتے رہیں۔ عاشقانہ اشعار اور گیتوں اور عاشقی اور معشوقی کے مضامین کی کتابوں سے گانے بجانے اور کھیل تماشوں سے دُور رکھیں تاکہ بچیوں کے اخلاق و عادات اور چال چلن خراب نہ ہو جائیں۔ جب تک بچی بالغ نہ ہو

جائے ان باتوں کا دھیان رکھنا ہر ماں باپ کا اسلامی فرض ہے۔ اگر ماں باپ اپنے ان فرائض کو پورا نہ کریں گے تو وہ سخت گناہگار ہوں گے۔

۲۔ عورت جب بالغ ہو جائے

جب عورت بالغ ہو گئی تو اللہ و رسول (جل جلالہ، و صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے شریعت کے تمام احکام کی پابند ہو گئی۔ اب اس پر نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کی وہ ذمہ دار ہو گئی۔ اب اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے تمام فرضوں کو ادا کرے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچتی رہے، اور یہ بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی تعظیم و خدمت بجالائے اور اپنے چھوٹے بھائیوں بہنوں اور دوسرے عزیز و اقارب سے پیار و محبت کرے پڑوسیوں اور رشتے ناطے کے تمام چھوٹوں، بڑوں کے ساتھ ان کے مراتب و درجات کے لحاظ سے نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے۔ اچھی اچھی عادتیں سیکھے اور تمام خراب عادتوں کو چھوڑ دے اور اپنی زندگی کو پورے طور پر اسلامی ڈھانچے میں ڈھال کر سچی پکی پابند شریعت اور ایمان والی عورت بن جائے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت اور صبر و رضا کی عادت ڈالے۔ مختصر یہ کہ شادی کے بعد اپنے اوپر آنے والی تمام گھریلو ذمہ داریوں کی معلومات حاصل کرتی رہے کہ شوہر والی عورت کو کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کرنا اور اپنا گھر سنبھالنا چاہیئے وہ اپنی ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں سے پوچھ پوچھ کر اس کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھے اور اپنے رہن سہن اور چال چلن کو اس طرح سدھارے اور سنوارے کہ نہ شریعت میں گنہگار ٹھہرے نہ برادری و سماج میں کوئی اس کو طعنہ مار سکے، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، سونے، جاگنے بات چیت غرض ہر کام، ہر بات میں جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھائے مگر گھر والوں کو آرام و راحت پہنچائے بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہ کوئی سامان اپنے استعمال

میں لائے نہ کسی دوسرے کو دے۔ نہ گھر کا ایک پیسہ یا ایک دانہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر خرچ کرے نہ بغیر ماں باپ سے پوچھے کسی کے گھر یا ادھر ادھر جائے۔ غرض ہر کام، ہر بات میں ماں باپ کی اجازت اور رضامندی کو اپنے لیے ضروری سمجھے، کھانے پینے، سینے پرونے، اپنے بدن کپڑے اور اپنے مکان و سامان کی صفائی۔ غرض سب گھریلو کام دھندوں کا ڈھنگ سیکھ لے۔ اور اس کی عملی عادت ڈال لے تاکہ شادی کے بعد اپنی سسرال میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور میکہ والوں اور سسرال والوں کے دونوں گھروں کی چہیتی اور پیاری بنی رہے۔

پردہ کا خاص طور پر خیال اور دھیان رکھے۔ غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے سامنے آنے جانے تانک جھانک اور ہنسی مذاق سے انتہائی پرہیز رکھے۔ عاشقانہ اشعار اخلاق کو خراب کرنے والی کتابوں اور رسائل و اخبارات کو ہرگز نہ دیکھے۔ بدکردار اور بے حیا عورتوں سے بھی پردہ کرے، اور ہرگز کبھی ان سے میل جول نہ رکھے، کھیل تماشوں سے دور رہے اور مذہبی کتابیں خصوصاً سیرت المصطفیٰ و سیرت رسول عربی، تمہید ایمان اور میلاد شریف کی کتابیں مثلاً زینتہ المیلاد وغیرہ علمائے اہل سنت کی تصنیفات پڑھتی رہے۔

فرض عبادتوں کے ساتھ نفلی عبادتیں بھی کرتی رہے۔ مثلاً تلاوت قرآن و تسبیح فاطمہ و میلاد شریف پڑھتی پڑھاتی رہے اور گیارہویں شریف اور بارہویں شریف و محرم شریف وغیرہ کی نیاز و فاتحہ بھی کرتی رہے کہ ان اعمال سے دنیا و آخرت کی بیشمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ ہرگز ہرگز بدعقیدہ لوگوں کی بات نہ سنے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

۲۔ عورت شادی کے بعد

نکاح:۔ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو ماں باپ کو لازم ہے کہ جلد از جلد مناسب

رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کر دیں۔ رشتہ کی تلاش میں خاص طور سے اس بات کا دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ہر گز ہر گز کسی بدمذہب کے ساتھ رشتہ نہ ہونے پائے بلکہ دیندار اور پابند شریعت اور مذہب اہل سنت کے پابند کو اپنی رشتہ داری کے لیے منتخب کریں۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے شادی کرنے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔

۱۔ دولتمندی ۲۔ خاندانی شرافت ۳۔ خوبصورتی ۴۔ دینداری

لیکن تم دینداری کو ان سب چیزوں پر مقدم سمجھو۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۶۷ مجتبائی)

اولاد کی تمنا اور اپنی ذات کو بدکاری کی نیت سے بچانے کے لیے نکاح کرنا سنت اور بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ یعنی تم لوگ بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دو۔

(پارہ ۱۸ رکوع ۱۰)

حدیث شریف میں ہے کہ توراۃ شریف میں لکھا ہے کہ:

"جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی عمر کو پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑ گئی تو اس کا گناہ لڑکی والے کے سر پر بھی ہوگا"

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۷۱ مجتبائی)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لی ہے۔

۱۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے آزاد ہونے کے لیے کسی قدر رقم ادا کرنے کا عہد کرے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو۔

۲۔ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا۔

۴۔ وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔" (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۶۷ مجتبائی)

عورت جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے۔ اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آجاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لیے بہت ہی بڑا فریضہ ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی۔ اور اس کی قبر میں سانپ بچھو اس کو ڈستے رہیں گے۔ اور وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لیے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر اپنے شوہر کی فرمانبرداری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

شوہر کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ اس لیے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے۔ اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بڑا گناہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔"

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۱ مجتبائی)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائے گی۔"

اور یہ بھی فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لیے بلائے تو وہ عورت اگرچہ چولھے کے پاس بیٹھی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے۔"

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کیسے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ:

"اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ پیلے رنگ کے پہاڑ کو کالے رنگ کا بنا دے اور کالے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنا دے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجا لانا چاہیئے۔" (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۳ مجتبائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو جب بھی عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرمانبرداری کے لیے اپنی طاقت بھر کمربستہ رہنا چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

"جب شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کر دے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سو رہے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔"

(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبائی)

پیاری بہنو! ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بہت بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا فرض ہے۔ شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے

نیچے لکھے ہوئے یہ چند حقوق بہت زیادہ قابلِ لحاظ ہیں۔

۱۔ عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر، نہ کسی دوسرے کے گھر۔

۲۔ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال وسامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

۳۔ شوہر کا مکان اور مال وسامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

۴۔ عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

۵۔ بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لیے بہت بڑا فریضہ ہے۔

۶۔ عورت کو لازم ہے کہ مکان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ ا میلی کچیلی نہ بنی رہے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

"بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے۔ اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔ اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے۔"

(مشکوٰۃ شریف جلد۲ ص ۲۶۸ مجتبائی)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ

یاد رکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آگئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں۔ اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد و عورت ان پر عمل کرنے لگیں تو اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ پاک ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں کا ہر گھر امن و سکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائے گا۔

۱۔ ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اُوپر یہ لازم کر لے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لیے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لیے دُنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اُٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

۲۔ ہر عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں اور کون کون سی باتیں ناپسند ہیں۔ اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اُٹھنے۔ بیٹھنے، سونے جاگنے، پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟

خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے۔ خواہ شوہر کی مرضی کے لیے عورت وہی کام کرے جو شوہر کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہرگز ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام۔

۳۔ عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے، نہ کبھی اس کو طعنہ مارے نہ کوسنے دے، نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان و سامان وغیرہ کو حقیر بتائے، نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل و صورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے۔ اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام جھگڑے لڑائی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکہ میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے۔ اور میکہ اور سسرال دونوں خاندانوں میں بھی اس طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

۴۔ عورت کو چاہیئے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر و شکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لا سکے تو کبھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ کرے، نہ غصہ سے منہ پھلائے

نہ طعنہ مارے نہ افسوس ظاہر کرے بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے۔ کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود ہی پوچھے کہ میں تمہارے لیے کیا لاؤں تو عورت کو چاہیئے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرے، اور جب شوہر کوئی چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہیئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا۔ اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا۔ اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی۔ اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا۔ اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

۵۔ عورت پر لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے۔ اور ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی۔ ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی۔ اس اُجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا۔ میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا۔ مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس کنگلا اور دلدر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ اُلّو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی۔ جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اُٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی۔ جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے

گا مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی رہتی ہیں۔ اور اپنی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا ہے یہ سن کر صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں تو آپ نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بری خصلتوں کی وجہ سے۔ ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں، دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں۔ چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کرتے رہو۔ لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں گی تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔

(بخاری شریف جلد ا ص ۹)

۶۔ بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی بھی باہر سے گھر میں آئے تو عورت کو چاہیئے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس کی مزاج پرسی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام و راحت کا انتظام کر دے اور اس کے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے۔ اور ہرگز ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

۷۔ اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے۔ اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ میں بھر کر عورت کو برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیئے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر، پاؤں پکڑ کر

جس طرح وہ مانے اُسے منالے۔ اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کرکے شوہر کو خوش کر لینا چاہیئے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے۔ اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اپنے شوہر سے معافی تلافی کرنے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لیے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کرلے۔

۸۔ عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہروں کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی ہو کر مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے۔ اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہیئے کہ اپنے شوہر کے کہیں آتے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

۹۔ جب تک ساس اور خُسر زندہ ہیں عورت کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی رکھے۔ ورنہ یاد رکھو کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے۔ اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر جا تپ چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائیگا۔ اور میاں بیوی کے باہمی تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں اور نندوں، بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتتے اور ان سبھوں کی دلجوئی میں لگی رہے اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو

ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سسرال میں ساس اور خسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ مل جل کر رہنے میں ہی بھلائی ہے۔ کیونکہ ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس اُمید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دلہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دلہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دلہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھنجلاہٹ پیدا ہوگی اس لیے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ وفساد شروع ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جھگڑے تکرار کی نوبت آجاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی میں ہرگز ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے۔ اور اتفاق واتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

۱۰۔ عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکہ میں آکر چغلی نہ کھائے۔ کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکہ میں آکر ماں باپ سے کرنی یہ بہت ہی خراب

اور بُری بات ہے۔ سُسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابلِ نفرت ہو جاتی ہے۔ اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

۱۱۔ عورت کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور پھوہڑ نہ بنی رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگار بھی کرتی رہے۔ کم از کم ہاتھ پاؤں میں مہندی، کنگھی چوٹی، سُرمے کاجل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑپن عام طور پر شوہروں کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے خدانہ کرے کہ عورت شوہر کے پھوہڑپن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر بیٹھنے دھونے اور سر پیٹنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہ جائے گا۔

۱۲۔ عورت کے لیے یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور خسر وغیرہ نہ کھا پی لیں خود نہ کھائے بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے اخیر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائے گی۔

۱۳۔ عورت کو چاہیئے کہ سُسرال میں جاکر اپنے میکے والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سُسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے۔ اس لیے سُسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں

۱۴۔ گھر کے اندر ساس، نندیں یا جٹھانی دیورانی یا کوئی دوسری دو عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہیئے کہ ایسے وقت میں ان کے

قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلاوجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

۱۵۔ عورت کو یہ بھی چاہیئے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اُٹھ کر خود بھی وہ کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہوگا کہ وہ عورت کو اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں گی جس سے خود بخود ساس نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ خصوصاً ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمار داری میں حصہ لینا چاہیئے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر، نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبۂ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار خدمت گذار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں چار چاند لگ جاتے ہیں۔

۱۶۔ عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لیے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کر لیا کرے اس میں ہرگز ہرگز نہ عورت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم۔ بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ کنوئیں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں۔ خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے۔ اسی طرح امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کر اونٹ کو کھلانے کے لیے باغوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لیے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کی مالش بھی کرتی تھیں۔

۱۷۔ ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر شوہر کی آمدنی کم ہو تو ہرگز ہرگز شوہر پر بے جا فرمائشوں کا بوجھ نہ ڈالے۔ اس لیے کہ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھا لیا اور خدا نہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہو گیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا۔ اور میاں بیوی دونوں کی زندگی تنگ ہو جائے گی۔ اس لیے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے گا خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے۔ اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

۱۸۔ عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچتے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکہ میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لیے میکہ میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کا ناز اٹھانے کو

تیار ہوگا۔ اس لیے سسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑچڑاپن عورت کے لیے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے عورت سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاتی ہے۔

۱۹۔ عموماً سسرال کا ماحول میکہ کے ماحول سے الگ تھلگ ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے سچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لیے ایک امتحان گاہ ہے۔ جہاں اس کی ہر حرکت و سکون پر نظر رکھی جائے گی۔ اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا۔ اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں کوسنوں کی کڑوی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی۔ ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے عورت کو چاہیئے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے۔ اور ان کے طعنوں کوسنوں پر صبر کرکے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے یہ بہترین طریقہ عمل ہے۔ ایسا کرتے رہنے سے انشاءاللہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آ جائیں گی۔

۲۰۔ عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہیئے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے۔ اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت و خوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لیے کہ یہ غرور و گھمنڈ کی علامت ہے جو کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور نہایت نرم اور پیار بھرے لہجوں میں بات کرے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر ٹھیس لگے تاکہ عورت سسرال

والوں اور رشتہ ناطہ والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کی پہچان

اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

بہترین بیوی وہ ہے!

۱۔ جو اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرضِ منصبی سمجھے!

۲۔ جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

۳۔ جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

۴۔ جو خود تکلیف اُٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

۵۔ جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

۶۔ جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

۷۔ جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزّت و ناموس کی حفاظت کرے۔

۸۔ جو شوہر کے مال اور مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

۹۔ جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

۱۰۔ جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

۱۱۔ جو میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزّت ہو۔

۱۲۔ جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروّت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مدّاح ہوں۔

۱۳۔ جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو۔ اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔

۱۴۔ جو سُسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

۱۵۔ جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھانے بیٹھے۔

ساس بہو کا جھگڑا

ہمارے ہندوستانی سماج کا یہ ایک بہت قابلِ افسوس اور دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا مگر ساس بہو کی جنگِ عظیم یہ ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لیے سب سے زیادہ بے چین اور بیقرار رہتی ہے اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی دُلہن تلاش کرتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی مگر جب غریب دُلہن اپنا میکہ چھوڑ کر اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور رشتہ ناطہ والوں سے جُدا ہو کر اپنی سُسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس اپنی بہو کی حریف بن کر اپنی بہو سے لڑنے لگتی ہے اور ساس بہو کی جنگ شروع ہو جاتی ہے۔ اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسنے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے۔ اور اس کے لیے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور میکہ چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا بھیجہ کھولنے لگتا ہے۔ اور اگر بیوی کی پاسداری

میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ و پکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں "عورت کا مرید" "زن پرست" بیوی کا غلام" کہلانے لگتا ہے۔ اور ایسے گرم گرم اور دلخراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے۔ لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس کا ہوا کرتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے اور دن رات میں سینکڑوں مرتبہ اماں اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سوپ بھر کا ہو جایا کرتا ہے۔ اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں۔ اور میرا بیٹا میرا فرمانبردار ہے۔ لیکن شادی کے بعد جب بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رُخ کر لیتی ہے۔ اور بیٹا کچھ نہ کچھ بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا میں نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا۔ اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے اپنی کمائی مجھے دیتا تھا۔ اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب میں گھر کی مالکن نہیں رہی۔ اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذبہ حسد میں اپنی حریف اور مدِ مقابل بنا کر اس سے لڑائی کرنے لگتی ہے۔ اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے۔ اور قسم قسم کے طعنے اور

کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے۔ جو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے۔ کچھ دنوں تک چُپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے زیادہ حلق میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو بہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایکدم سینہ تان کر ساس کے آگے طعنوں اور کوسنوں کی قے کرنے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے تُرکی بہ تُرکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور دونوں خاندانوں میں بھی جنگِ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔

میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریق ساس، بہو اور بیٹا، تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو ادا کرنے لگیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے۔ ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ ان کو بغور پڑھو۔

ساس کے فرائض

ہر ساس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے، اگر بہو سے اس کی کم سنی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنہ مارنے اور کوسنے دینے کی بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جُدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے اس کے لیے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور ٹھان لے کر مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے۔ بہو مجھے خواہ کچھ بھی سمجھے مگر میں تو اس

کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی۔ تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

بہو کے فرائض ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرمانبرداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی کے ساتھ سُن لے اور ہرگز ہرگز، خبردار خبردار کبھی ساس کو پلٹ کر الٹا سیدھا جواب نہ دے بلکہ صبر کرے اسی طرح اپنے خُسر کو بھی اپنے باپ کی جگہ جان کر اس تعظیم و خدمت کو اپنے لیے لازم سمجھے اور ساس خُسر کی زندگی میں اُن سے الگ رہنے کی خواہش ظاہر نہ کرے اور اپنی دیورانیوں اور جیٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ رکھے اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دُلہن گھر میں آجائے تو حسب دستور اپنی دُلہن سے خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے، اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ہاتھ سے کرتا رہے اور اپنی دُلہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر میری ماں اور میرے باپ کی رائے لیے ہرگز ہرگز نہ کوئی کام کرے نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لیے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون و اطمینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرمانبردار ہیں۔ پھر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی جو لڑکے شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دُلہن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں۔ عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں۔ لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنے مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لیے بے حد ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال و لحاظ رکھیں۔ خداوند کریم

سب کو توفیق دے اور ہر مسلمان کے گھر کو امن و سکون کی بہشت بنا دے۔ آمین

بیوی کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں، اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں۔ جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْہِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں۔"
(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبائی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ:

"تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم لوگ میری وصیت قبول کرو۔"
(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبائی)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ:

"کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و حسد اور نفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اس کی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔"
(مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں بلکہ اس میں کچھ اچھی کچھ بری ہر قسم کی عادتیں ہوں گی تو مرد کو چاہیئے کہ عورت کی صرف خراب عادتوں ہی کو نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر پھیر کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہرحال اللہ اور رسول ؐ نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیئے ہیں۔ لہٰذا ہر مرد پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے ورنہ خدا کے دربار

میں بہت بڑا گنہگار اور برادری سماج کی نظروں میں ہرگز ذلیل و خوار ہوگا۔

۱۔ ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے پینے اور پہننے اور دوسری ضروریاتِ زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ بھائی بہن اور تمام عزیز و اقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دُکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے۔ اس لیے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو کہ جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان نفقہ اور اخراجاتِ زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار و عذابِ نار کے سزاوار ہیں۔

۲۔ عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہیئے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ ادھر ادھر تاک جھانک نہ کرے۔ جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔ اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں اگر خدا نہ کرے شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے، تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کرالے۔ بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے۔ اس بارے میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین رات کو رعایا کی خبر گیری کے لیے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے ہی دردناک

لہجہ میں پڑھ رہی تھی کہ ؎

فَوَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ تُخْشیٰ عَوَاقِبُہٗ لَزُحْزِحَ مِنْ ھٰذَا السَّرِیْرِ جَوَانِبُہٗ

یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلا شبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔

امیر المومنین نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے۔ امیر المومنین کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ کر بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۹۵)

۳۔ عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہرگز ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارتا ہے۔ پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۲۸۰ مجتبائی)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو بہ بدلہ لینے یا دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی اصلاح اور تنبیہہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔

(قرآن مجید)

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں۔

۱۔ شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑ اور میلی کچیلی بنی رہے۔

۲۔ شوہر صحبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلا عذر شرعی منع کرے۔

۳۔ عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔
۴۔ بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہیئے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے۔ مگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کے ساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے۔ اور ایسی سخت نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

۴۔ میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لیے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لیے وبال جان ہو جاتی ہے۔ اس لیے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی سیرت و صورت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان نا چاقی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ عذابِ جان بن جاتی ہے۔

۵۔ مرد کو چاہیئے کہ خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شاید میرے شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے۔ اور یہ خیال عورت کے دل کا ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لیے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھو! کہ جس طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز

ہو، اسی طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لا سکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری عورت سے تعلق ہو۔ بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی تباہ و برباد کر دے گا۔

۶۔ مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر پھر مرد کے لیے ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو۔ کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کر دے گی مگر اس کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

۷۔ مرد کو چاہیئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لیے روک ٹوک کرتا رہے۔ کبھی سختی اور غصہ کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور جنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے جو مرد ہر وقت اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں۔ ماسوائے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں۔ اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں اور بیوی لاکھوں غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں۔ ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر شوہروں کو اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔ اس لیے شوہروں کو چاہیئے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کریں کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است　　　　چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقعے پر بہت اچھی چیز ہیں جیسے فصد کھولنے والا کہ زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہیئے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا۔ بلکہ سختی اور نرمی موقعہ موقعہ سے دونوں پر عمل کرتا رہے۔

۸۔ شوہر کو یہ بھی چاہیئے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لیے ضرور لائے، کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے یہ کہے کہ یہ خاص تمہارے ہی لیے میں لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے بہت خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے۔ اور اس کو میرا خیال لگا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کس قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

۹۔ عورت اگر اپنے میکہ سے کوئی چیز لا کر خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہیئے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو۔ مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تاکہ عورت کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔ خبردار خبردار عورت کے پیش کئے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز ہرگز نہ ٹھکرائے نہ ان کو حقیر بتائے نہ ان میں عیب نکالے۔ ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ

باقی رہ جاتا ہے۔

۱۰۔ عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غمخواری اور تیمارداری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی۔ اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

۱۱۔ شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو جانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے۔ اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائیگا، بیوی پر اعتماد کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی۔

۱۲۔ عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے۔ پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی نگاہوں میں رسوا کرے۔ (مسلم جلد ۱ ص ۴۶۴)

۱۳۔ شوہر کو چاہیئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیونکہ شوہر

جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال اُلجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

۱۴۔ عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر عورت کی نفاست اور بناؤ سنگھار کا سامان یعنی صابون، تیل، کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔

۱۵۔ شوہر کو چاہیئے کہ معمولی معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھداری سے کام لے۔ یاد رکھو کہ معمولی شبہات کی بناء پر بیوی کے اُوپر الزام لگانا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لیے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا

ہوگیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ دادوں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا لیا ہو۔ اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہوگیا۔ (بخاری جلد ۲ ص ۷۹۹)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بناء پر اپنی بیوی کے اُوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

۱۶۔ اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے۔ بلکہ اپنے غصہ کو ضبط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ سمجھ کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز ہرگز طلاق نہ دے۔ کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(ابوداؤد جلد ۱ ص ۳۰۳ باب کراہیۃ الطلاق مجتبائی)

اگر خدانخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آ جائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی، کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی

غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ منہ سے نکل گیا، کبھی کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی، کبھی کہتے ہیں کہ میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ان سب صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بدنصیب ہیں کہ تین طلاق دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ میں نے ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی کو رکھ لیتے ہیں۔ اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین

١٧۔ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے کھانے پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے، اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گذارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے، یاد رکھو! کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حقدار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدان محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائیگا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا۔

(ترمذی، جلد ١ص ١٣٦)

١٨۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل، بدخوئی، بداخلاقی، سخت مزاجی، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کبھی کچھ اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیئے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی، ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ ٹوٹ جائے گی۔ یعنی طلاق کی نوبت آجائے گی۔ لہٰذا اگر عورت سے فائدہ اُٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اُٹھالو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی"

(بخاری جلد ۲ ص ۷۷۹)

۱۹۔ شوہر کو چاہیئے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے نہ اپنی طاقت سے بہت کم نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

۲۰۔ شوہر کو چاہیئے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چہار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے۔ اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسنوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو، اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

مسلمان عورتوں کا پردہ

اللہ ورسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لیے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے

پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی
(پارہ ۲۲ رکوع ۱)

تم اپنے اپنے گھروں کے اندر رہو اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دورِ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی تھیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زیادہ جاہلیت میں کفارِ عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں اور بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں۔ اسلام نے اس بے پردگی اور بے حیائی سے روکا اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانہ جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں۔ بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔ حدیث شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ:

"عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک کر دیکھتا ہے۔" (ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

"بناؤ سنگار کر کے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی ہی نہ ہو۔" (ترمذی جلد ۱ ص ۱۳۹)

اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس

سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بد چلن ہے۔" (نسائی)

پیاری بہنو! آج کل جو عورتیں بناؤ سنگار کر کے اور عریاں لباس پہن کر خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینما، تھیٹروں میں جاتی ہیں وہ ان حدیثوں کی روشنی میں اپنے بارے میں خود ہی فیصلہ کر لیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گناہگار ہیں؟" اے اللہ کی بندیو! تم خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ و رسول نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے، تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ و رسول کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو، اللہ و رسول نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے تم کو لازم ہے کہ تم پردہ میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ داداؤں کی عزت و عظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی آنی فانی ہے۔ یاد رکھو! ایک دن مرنا ہے اور پھر قیامت کے دن اللہ و رسول کو منہ دکھانا ہے۔ قبر اور جہنم کے عذابوں کو یاد کرو۔ حضرت خاتونِ جنت بی بی فاطمہ زہرا اور اُمت کی ماؤں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیویوں کے نقشِ قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارو اور خدا کے لیے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔

پردہ عزت ہے، بے عزتی نہیں

آج کل بعض ملحد قسم کے دشمنانِ اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہکایا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزتی کی ہے اس لیے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہیئے۔ مگر پیاری بہنو! خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گندا اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سوجھا ہو گا۔

اے اللہ کی بندیو! تمہیں انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور بے پردہ رہتی ہیں۔ مگر قرآن شریف پر ہمیشہ غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا تو بتاؤ کیا قرآن مجید پر غلاف چڑھانا یہ قرآن شریف کی عزت ہے یا بے عزتی؟ اس طرح تمام دنیا

کی مسجدیں ننگی اور بے پردہ رکھی گئی ہیں۔ مگر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے، تو بتاؤ کیا کعبہ مقدسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزت ہے یا بے عزتی! تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اور کعبہ معظمہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزت و عظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ قرآن مجید ہے۔ اور تمام مسجدوں میں افضل و اعلیٰ کعبہ معظمہ ہے۔ اسی طرح مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دے کر اللہ و رسول کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوام عالم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

پیاری بہنو! اب تمہیں کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے مسلمان عورتوں کو پردہ میں رکھ کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزتی کی ہے؟

کن لوگوں سے پردہ فرض ہے؟

ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہاں اُن مردوں سے جو عورت کے محرم ہوں اُن سے پردہ کرنا عورت پر فرض نہیں۔ محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً باپ، دادا، چچا، ماموں، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسہ، خسر ان لوگوں سے پردہ ضروری نہیں ہے۔ غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہے۔ جیسے چچا زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، جیٹھ، دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں۔ اور ان سب لوگوں سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہندوستان میں یہ بہت ہی غلط اور خلاف شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل پردہ نہیں کرتیں۔ بلکہ دیوروں سے ہنسی مذاق اور ان کے ساتھ ہاتھا پائی تک کرنے کو بُرا نہیں سمجھتیں۔ حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے۔ اس لیے دوسرے تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیوروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیوروں سے پردہ

کی تاکید ہے کہ: "اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ"، یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسے کہ موت، اور عورت کو دیور سے اسی طرح دور بھاگنا چاہیئے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۲۶۸)

بہرحال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ چاہے وہ اجنبی مرد ہو یا رشتہ دار، دیور، جیٹھ بھی غیر محرم ہی ہیں، اس لیے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کفار ومشرکین کی عورتوں سے بھی مسلمان عورت کو پردہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ہیجڑوں اور بدچلن عورتوں سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔ اور ان کو گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لیے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ اور پیر کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے۔ بلکہ پیر کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار کر لیتی تھی تو آپ اس سے فرما دیتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی۔ خدا کی قسم کبھی بھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ (بخاری جلد۲ ص ۷۲۶)

بہترین شوہر کی شان

شوہروں کے بارے میں اُوپر لکھی ہوئی ہدایات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین شوہر کون ہے؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

بہترین شوہر وہ ہے

۱۔ جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسنِ سلوک کے ساتھ پیش آئے!

۲۔ جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے۔
۳۔ جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔
۴۔ جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔
۵۔ جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔
۶۔ جو اپنی بیوی کی تُند مزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔
۷۔ جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔
۸۔ جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دلجوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔
۹۔ جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔
۱۰۔ جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا ہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔
۱۱۔ جو اپنی بیوی اور اہل و عیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔
۱۲۔ جو اپنی بیوی کے میکہ والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔
۱۳۔ جو اپنی بیوی کو ذلّت و رسوائی سے بچائے رکھے۔
۱۴۔ جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔
۱۵۔ جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی بُرائی کی طرف رُخ بھی نہ کر سکے۔

۳۔ عورت ماں بن جانے کے بعد عورت جب صاحبِ اولاد اور بچوں کی ماں بن جائے تو اس پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے کیونکہ شوہر اور والدین وغیرہ کے حقوق کے علاوہ بچوں کے حقوق بھی عورت کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں۔ جن کو ادا کرنا ہر ماں کا فرض منصبی ہے۔ جو ماں اپنے بچوں کا حق نہ ادا کرے گی یقیناً وہ شریعت کے نزدیک بہت بڑی گناہگار، اور سماج کی نظروں میں ذلیل و خوار ٹھہرے گی۔

بچوں کے حقوق:- ۱۔ ہر ماں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں سے پیار و محبت کرے

اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرے، اور ان کی دلجوئی و دلبستگی میں لگی رہے اور ان کی پرورش اور تربیت میں پوری پوری کوشش کرے۔

۲۔ اگر ماں کے دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو تو ماں اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائے کہ دودھ کا بچوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

۳۔ بچوں کی صفائی ستھرائی، ان کی تندرستی وسلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔

۴۔ بچوں کو ہر قسم کے رنج وغم اور تکلیفوں سے بچاتی رہے۔

۵۔ بے زبان بچے اپنی ضروریات بتا نہیں سکتے۔ اس لیے ماں کا فرض ہے کہ بچوں کے اشارات کو سمجھ کر ان کی ضروریات کو پوری کرتی رہے۔

۶۔ بعض مائیں چلا کر یا بلی کی بولی بول کر یا سپاہی کا نام لے کر یا کوئی دھماکہ کر کے چھوٹے بچوں کو ڈرایا کرتی ہیں۔ یہ بہت ہی بری باتیں ہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑا ہونے کے بعد ڈرپوک ہو جایا کرتے ہیں۔

۷۔ بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں کو چاہیے کہ انہیں بار بار اللہ اور رسول کا نام سنائے، ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے، یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

۸۔ جب بچے بچیاں تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم دلائیں۔

۹۔ بچوں کو اسلامی آداب واخلاق اور دین ومذہب کی باتیں سکھائیں۔

۱۰۔ اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔

۱۱۔ تعلیم وتربیت پر خاص طور پر توجہ کریں اور تربیت کا دھیان رکھیں کیونکہ بچے سادہ ورق کے مانند ہوتے ہیں۔ سادہ کاغذ پر جو نقش ونگار بنائے جائیں وہ بن جاتے ہیں۔ اور بچوں بچیوں کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔ اسلیئے ماں کی تعلیم وتربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ لہذا ہر ماں کا فرض منصبی ہے کہ بچوں کو اسلامی تہذیب وتمدن کے سانچے میں ڈھال کر ان کی بہترین

تربیت کرے، اگر ماں اپنے اس حق کو نہ ادا کرے گی تو گنا ہگار ہوگی۔

۱۲۔ جب بچہ یا بچی سات برس کے ہو جائیں تو ان کو طہارت اور وضو و غسل کا طریقہ سکھائیں اور نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور پاکی و ناپاکی اور حلال و حرام اور فرض و سنت وغیرہ کے مسائل ان کو بتائیں۔

۱۳۔ خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت اور انکے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل تماشوں کے دیکھنے سے ناچ گانے، سینما تھیٹر وغیرہ لغویات سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔

۱۴۔ ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں اور بچیوں کو ہر برے کام سے بچائیں اور ان کو اچھے کاموں کی رغبت دلائیں تاکہ بچے اور بچیاں اسلامی آداب و اخلاق کے پابند اور ایمانداری کے جوہر سے آراستہ ہو جائیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسلامی زندگی بسر کریں۔

۱۵۔ یہ بھی بچوں کا حق ہے کہ ان کی پیدائش کے ساتویں دن ماں باپ ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور بچے کا کوئی اچھا نام رکھیں۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز بچوں اور بچیوں کا کوئی برا نام نہ رکھیں۔

۱۶۔ جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تاکہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور چھوہارا وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تاکہ بچہ شیریں زبان با اخلاق ہو۔

۱۷۔ نیا میوہ، نیا پھل، پہلے بچوں کو کھلائیں پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

۱۸۔ چند بچے بچیاں ہوں تو جو چیزیں دیں سب کو یکساں اور برابر دیں۔ ہرگز کمی بیشی نہ کریں، ورنہ بچوں کی حق تلفی ہوگی۔ بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں۔ بلکہ بچیوں کی دلجوئی و دلداری کا خاص طور پر خیال رکھیں۔ کیونکہ بچیوں کا دل بہت

نازک ہوتا ہے۔

۱۹۔ لڑکیوں کو لباس اور زیور سے آراستہ اور بناؤ سنگار کے ساتھ رکھیں تاکہ لوگ رغبت کے ساتھ نکاح کا پیغام دیں۔ ہاں اس کا خیال رکھیں کہ وہ زیورات میں گھر باہر نہ نکلیں کہ چوروں، ڈاکوؤں سے جان کا خطرہ ہے۔ بچیوں کو بالاخانوں پر نہ رہنے دیں کہ اس میں بے حیائی کا خطرہ ہے۔

۲۰۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بچوں کی شادی کر دیں۔ مگر خبردار ہرگز ہرگز کسی بددین یا بدمذہب مثلاً رافضی، خارجی، وہابی، غیر مقلّد وغیرہ کے یہاں لڑکوں یا لڑکیوں کی شادی نہ کریں، ورنہ اولاد کی بہت بڑی حق تلفی ہوگی اور ماں باپ کے سروں پر بہت بڑے گناہ کا بوجھ ہوگا، اور وہ عذابِ جہنّم کے حقدار ہوں گے۔ اسی طرح فاسقوں، فاجروں، شرابیوں، بدکاروں، حرام کی کمائی کھانے والو سود خوروں اور ناجائز کام دھندا کرنے والوں کے یہاں بھی لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیاں نہ کریں اور رشتہ تلاش کرنے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مذہب اہلسنّت اور دیندار ہونے کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ

ہر ماں باپ کو یہ جان لینا چاہیئے کہ بچپن میں جو اچھی یا بُری عادتیں بچوں میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں چھوٹتی ہیں۔ اس لیے ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بچپن ہی میں اچھی عادتیں سکھائیں اور بُری عادتوں سے بچائیں بعض لوگ یہ کہہ کر ابھی بچہ ہے۔ بڑا ہو گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔ بچوں کو شرارتوں اور غلط عادتوں سے نہیں روکتے۔ وہ لوگ درحقیقت بچوں کے مستقبل کو خراب کرتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بچوں کے بُرے اخلاق اور گندی عادتوں پر روتے اور ماتم کرتے ہیں۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ بچپن ہی میں اگر بچوں کی کوئی شرارت یا بُری عادت دیکھیں تو اس پر روک ٹوک کرتے رہیں بلکہ سختی کے ساتھ ڈانٹتے پھٹکارتے رہیں۔ اور طرح طرح سے بری عادتوں

کی برائیوں کو، بچوں کے سامنے ظاہر کر کے۔ بچوں کو ان خراب عادتوں سے نفرت دلاتے رہیں اور بچوں کی خوبیوں اور اچھی اچھی عادتوں پر خوب خوب شاباش کہہ کر اُن کا من بڑھائیں بلکہ کچھ انعام دے کر ان کا حوصلہ بلند کریں۔ اس سے قبل بچوں کے حقوق کے بیان میں بچوں کے لیے بہت سی مفید باتیں ہم لکھ چکے ہیں۔ اب اس سے کچھ زائد باتیں بھی ہم لکھتے ہیں۔ ماں باپ پر لازم ہے کہ ان باتوں کا خاص طور پر دھیان رکھیں تاکہ بچوں اور بچیوں کا مستقبل روشن اور شاندار بن جائے۔

۱۔ بچوں کو دودھ پلانے اور کھانا کھلانے کے لیے وقت مقرر کر لو۔ جو عورتیں ہر وقت بچوں کو دودھ پلاتی یا جلدی جلدی بچوں کو دن رات میں بار بار کھانا کھلاتی رہتی ہیں، ان بچوں کا ہاضمہ خراب اور معدہ کمزور ہو جایا کرتا ہے اور بچے دست کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جایا کرتے ہیں۔

۲۔ بچوں کو صاف ستھرا رکھو مگر بہت زیادہ بناؤ سنگار مت کرو کہ اس سے اکثر نظر لگ جایا کرتی ہے۔

۳۔ بچوں کو ہر دم گود میں نہ لیے رہو بلکہ جب تک وہ بیٹھنے کے قابل نہ ہوں پالنے میں زیادہ تر سلائے رکھو۔ اور جب وہ بیٹھنے کے قابل ہوں تو ان کو رفتہ رفتہ مسندوں اور تکیوں کا سہارا دے کر بٹھانے کی کوشش کرو، ہر دم گود میں لیے رہنے سے بچے کمزور ہو جایا کرتے ہیں۔ اور وہ گود میں رہنے کی عادت پڑ جانے سے بہت دیر میں بیٹھنے اور چلنے لگتے ہیں۔

۴۔ بعض عورتیں اپنے بچوں کو مٹھائی کثرت سے کھلایا کرتی ہیں۔ یہ سخت مضر ہے مٹھائی کھانے سے دانت خراب اور معدہ کمزور اور بکثرت صفراوی بیماریاں اور پھوڑے پھنسی کا روگ بچوں کو لگ جاتا ہے۔ مٹھائیوں کی جگہ گلوکوز کے بسکٹ بچوں کے لیے اچھی غذا ہے۔

۵۔ بچوں کے سامنے زیادہ کھانے کی برائی بیان کرتے رہو اور ہر وقت کھاتے

پہننے رہنے سے بھی بچوں کو نفرت دلاتے رہو، مثلاً یوں کہا کرو کہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ جنگلی اور بدّو ہوتا ہے۔ اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنا یہ بندروں کی عادت ہے۔

۶۔ بچوں کی ہر ضد پوری مت کرو کہ اس سے بچوں کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ ضدی ہو جاتے ہیں۔ اور یہ عادت عمر بھر نہیں چھوٹتی۔

۷۔ بچوں کے ہاتھ سے فقیروں کو کھانا اور پیسہ دلایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں بچوں کے ہاتھ اس کے بھائی بہنوں کو یا دوسرے بچوں کو دلایا کرو تاکہ سخاوت کی عادت ہو جائے اور خود غرضی اور نفس پروری کی عادت پیدا نہ ہو اور بچہ کنجوس نہ ہو جائے۔

۸۔ چلّا کر بولنے اور جواب دینے سے ہمیشہ بچوں کو روکو، خاص کر بچیوں کو تو خوب خوب ڈانٹ پھٹکار کرو، ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل وخوار بنی رہے گی اور منہ پھٹ اور بد تمیز کہلائے گی۔

۹۔ غصہ کرنا اور بات بات پر روٹھ کر منہ پھلانا بہت برا ہے اور بہت زور سے ہنسنا خواہ مخواہ بھائی بہنوں سے لڑنا جھگڑنا، چغلی کھانا، گالی بکنا ان حرکتوں پر لڑکوں اور خاص کر لڑکیوں کو بہت زیادہ تنبیہ کرو۔ ان بری عادتوں کا پڑ جانا عمر بھر کے لیے رسوائی کا سامان ہے۔

۱۰۔ اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھا لائے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہو اس پر سب گھر والے خفا ہو جائیں اور سب گھر والے بچے کو چور چور کہہ کر شرم دلائیں اور بچے کو مجبور کریں کہ وہ فوراً اس چیز کو جہاں سے وہ لایا ہے اسی جگہ اس کو رکھ آئے پھر چوری سے نفرت دلانے کے لیے اس کا ہاتھ دھلائیں اور کان پکڑ کر اس سے توبہ کرائیں تاکہ بچوں کے ذہن میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ پرائی چیز لینا چوری ہے اور چوری بہت ہی برا کام ہے۔

۱۱۔ بچے غصہ میں اگر کوئی چیز توڑ دیں یا کسی کو مار بیٹھیں تو بہت زیادہ ڈانٹو بلکہ مناسب سزا دو تا کہ بچے پھر ایسا نہ کریں۔ اس موقع پر لاڈ پیار نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی کبھی بچوں کو بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو، مگر خبردار خبردار عاشق معشوق کے قصے کہانیاں بچوں کے کان میں نہ پڑیں نہ ایسی کتابیں بچوں کے ہاتھوں میں دو جن سے اخلاق خراب ہوں۔

۱۳۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھا دو جس سے ضرورت کے وقت وہ کچھ کما کر بسر اوقات کر سکیں۔ مثلاً سلائی کا طریقہ یا موزہ بنیان، سوئیٹر بنا یا رسی بٹنا یا چرخہ کاتنا۔ خبردار خبردار ان ہنر کی باتوں کو سکھانے میں شرم و عار محسوس نہ کرو۔

۱۴۔ بچوں کو بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں وہ اپنا بچھونا خود اپنے ہاتھ سے بچھائیں۔ اور صبح کو خود اپنے ہاتھ سے اپنا بستر لپیٹ کر اس کی جگہ پر رکھیں۔ اپنے کپڑوں اور زیوروں کو خود سنبھال کر رکھیں۔

۱۵۔ لڑکیوں کو برتن دھونے اور کھانے پینے، گھروں اور سامان کی صفائی ستھرائی اور سجاوٹ، کپڑا دھونے، کپڑا رنگنے، سینے پرونے کا سب کام ماں کو لازم ہے کہ بچپن ہی سے سکھانا شروع کر دے اور لڑکیوں کو محنت، مشقت اٹھانے کی عادت پڑ جائے۔ اس کی کوشش کرنی چاہیئے۔

۱۶۔ ماں کو لازم ہے کہ بچوں کے دل میں باپ کا ڈر بٹھاتی رہے تا کہ بچوں کے دلوں میں باپ کا ڈر رہے۔

۱۷۔ بچے اور بچیاں کوئی کام چھپ چھپا کر کریں تو ان کی روک ٹوک کرو کہ یہ اچھی عادت نہیں۔

۱۸۔ بچوں سے کوئی محنت کا کام لیا کرو مثلاً لڑکوں کے لیے لازم کرو کہ وہ کچھ دور دوڑ لیا کریں اور لڑکیاں چرخہ چلائیں یا چکی پیس لیں تا کہ ان کی صحت ٹھیک رہے۔

۱۹۔ بچوں اور بچیوں کو کھانے، پہننے اور لوگوں سے ملنے ملانے اور محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھانا ماں باپ کے لیے ضروری ہے۔

۲۰۔ چلنے میں تاکید کرو کہ بچے جلدی جلدی اور دوڑتے ہوئے نہ چلیں اور نظر اوپر اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں۔ اور نہ بیچ سڑک پر چلیں بلکہ ہمیشہ سڑک کے کنارے کنارے چلیں۔

ماں باپ کے حقوق

ہر مرد و عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو بھی ادا کرنا فرض ہے، خاص کر نیچے لکھے ہوئے چند حقوق کا تو بہت ہی خاص طور سے دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے۔

۱۔ خبردار۔ خبردار ہرگز ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں۔ اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ ہرگز ہرگز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائیں۔

۲۔ اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے۔

۳۔ ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرمانبرداری کرے۔

۴۔ اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

۵۔ اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان سے کوئی چیز لے لیں تو خبردار خبردار۔ ہرگز ہرگز بُرا نہ مانیں نہ اظہار ناراضگی کریں بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے۔ حدیث شریف میں کہ حضورؐ نے ایک شخص سے یہ فرمایا کہ:
اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ یعنی تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

۶۔ ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر ماں باپ کا یہ حق ہے کہ ان کے لیے مغفرت کی دُعائیں کرتے رہیں، اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیر و خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں، کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلا کر ان کی ارواح کو ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔

۷۔ ماں باپ کے دوستوں اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا

برتاؤ کرتے رہیں۔

۸۔ ماں باپ کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیت کر گئے ہوں ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔

۹۔ جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ اس سے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔

۱۰۔ کبھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کے لیے بھی جایا کریں۔ ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھیں، سلام کریں اور ان کے لیے دُعاءِ مغفرت کریں۔ اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہوگی اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہو کر اپنے بیٹے بیٹیوں کو دُعائیں دیں گے۔

دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں۔ یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ ہی جیسا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

وَحَقُّ كَبِيْرِ الْإِخْوَةِ حَقُّ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهٖ۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۱ مجتبائی)

یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہی ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔

اس زمانے میں لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کے حقوق سے بالکل ہی جاہل اور غافل ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم اور فرمانبرداری و خدمت گزاری سے منہ موڑے ہوئے ہیں بلکہ کچھ تو اتنے بڑے بدبخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول و فعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں اور اسی طرح گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر قہر قہار و غضبِ جبار میں گرفتار اور عذاب جہنم کے حقدار بن رہے ہیں۔

خوب یاد رکھو! کہ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا برا جو سلوک بھی کرو گے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے

ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو ہرگز ہرگز کبھی غلط نہیں ہو سکتا اس بات پر ایمان رکھو کہ ؎

ہزار فلسفیوں کی چنیں چناں بدلی نبی کی بات بدلتی نہ تھی، نہیں بدلی

رشتہ داروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے حقوق کو بھی ادا کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم اور ضروری ہے۔ خاص طور پر ان چند باتوں پر عمل کرنا تو لازمی ہے۔

۱۔ اگر اپنے عزیز و اقرباء مفلس و محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اپنی طاقت بھر اور اپنی گنجائش کے مطابق ان کی مالی مدد کرتے رہیں۔

۲۔ کبھی کبھی اپنے رشتہ داروں کے یہاں آتے جاتے بھی رہیں اور ان کی خوشی اور غمی میں ہمیشہ شریک رہیں۔

۳۔ خبردار خبردار ہرگز ہرگز کبھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رشتہ کو نہ کاٹیں رشتہ داری کاٹ ڈالنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۱۹ مجتبائی) یعنی اپنے رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

اگر رشتہ داروں کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا اور پھر بھی ان سے میل جول اور تعلق کو برقرار رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے میل ملاپ رکھو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو۔ اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے

ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔

اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے آدمی اپنے اہل وعیال کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی مالداری بڑھ جاتی ہے اور اس کی عمر میں درازی اور برکت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۰ مجتبائی)

ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا کتنا بڑا اجر و ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے فوائد و منافع کس قدر زیادہ ہیں۔ اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی اور ان سے تعلق کاٹ لینے کا گناہ کتنا بھیانک اور خوفناک ہے اور دونوں جہان میں اس کا نقصان اور وبال کس قدر زیادہ خطرناک ہے اس لیے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنے کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ یاد رکھو کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا ہی مسلمان کے لیے دونوں جہان میں صلاح و فلاح کا سامان ہے۔ شریعت کو چھوڑ کر کبھی بھی کوئی مسلمان دونوں جہان میں پنپ نہیں سکتا۔

جو لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، ماموؤں، چچاؤں، بھتیجوں، بھانجوں وغیرہ سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ آج سے میں تیرا رشتہ دار نہیں اور تو بھی میرا رشتہ دار نہیں اور پھر سلام کلام، ملنا جلنا بند کر دیتے ہیں یہاں تک کہ رشتہ داروں کی شادی و غمی کی تقریبات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ بعض بدنصیب اپنے قریبی رشتہ داروں کے جنازہ اور کفن و دفن میں بھی شریک نہیں ہوتے تو ان حدیثوں کی روشنی میں تم خود ہی فیصلہ کرو کہ یہ لوگ کتنے بڑے بد بخت محروم نصیب اور گنا ہگار ہیں؟ (توبہ، توبہ نعوذ باللہ)

پڑوسیوں کے حقوق

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثوں میں ہمسایوں اور پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق مقرر فرمائے ہیں، جن کو ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے لازم و ضروری ہے

قرآن مجید میں ہے:

وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ۔ یعنی قریبی اور دور والے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ رکھو۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید عنقریب پڑوسی کو پڑوسی کا وارث ٹھہرا دیں گے۔
(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۲ مجتبائی)

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور علیہ السلام وضو فرما رہے تھے تو صحابۂ کرام آپ کے وضو کے دھوون کو لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے یہ منظر دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ اللہ و رسول کی محبت کے جذبے میں یہ کر رہے ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ اور رسول سے محبت کرے۔ یا اللہ و رسول اس سے محبت کریں اس کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بات میں سچ بولے۔ اور اس کو جب کسی چیز کا امین بنایا جائے تو وہ امانت کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص کامل درجے کا مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھا لے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۴ مجتبائی)

بہر حال اپنے پڑوسیوں کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۔ اپنے پڑوسی کے دُکھ سکھ میں ہمیشہ شریک رہے اور بوقتِ ضرورت ان کی ہر قسم کی امداد بھی کرتا رہے۔

۲۔ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی خیر خواہی اور بھلائی میں ہمیشہ لگا رہے۔

۳۔ کچھ ہدیوں اور تحفوں کا بھی لین دین رکھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب

تم لوگ شوربہ پکاؤ تو اس میں کچھ زیادہ پانی ڈال کر شوربے کو بڑھاؤ تاکہ تم لوگ اس کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی مدد کر سکو۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۷۰ مجتبائی)

عام مسلمانوں کے حقوق

جاننا چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر بھی کچھ حقوق ہیں، ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ ان کو ادا کرے۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ ملاقات کے وقت ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کرے اور مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے تو یہ بہت ہی اچھا اور بہترین عمل ہے۔ مگر اس کا دھیان رہے کہ کافروں، مشرکوں اور مرتدوں اسی طرح جوا کھیلنے اور شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں میں مشغول رہنے والوں کو دیکھے تو ہرگز ہرگز ان لوگوں کو سلام نہ کرے کیونکہ کسی کو سلام کرنا یہ اس کی تعظیم ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسلمان فاسق کی تعظیم کرتا ہے تو غضب الٰہی سے عرش کانپ کر ہل جاتا ہے۔

۲۔ مسلمانوں کے سلام کا جواب دے، یاد رکھو کہ سلام کرنا سنّت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

۳۔ مسلمان چھینک کر "الحمد للہ" کہے تو "یرحمك اللہ" کہہ کر اس کا جواب دے۔

۴۔ کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے۔

۵۔ اپنی طاقت بھر ہر مسلمان کی خیر خواہی اور اس کی مدد کرے۔

۶۔ مسلمانوں کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شریک ہو

۷۔ ہر مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعزاز و اکرام کرے۔

۸۔ کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کرے۔

۹۔ مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور ان کو اخلاص کے ساتھ ان عیبوں سے باز رہنے کی نصیحت کرے۔

۱۰۔ اگر کسی بات میں مسلمان سے رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ اس سے سلام کلام بند نہ رکھے۔

۱۱۔ مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دے۔

۱۲۔ کسی مسلمان کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائے نہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔

۱۳۔ مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے اور بری باتوں سے منع کرتا رہے۔

۱۴۔ ہر مسلمان کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اس کو کچھ تحفہ میں دیا کرے۔

۱۵۔ اپنے سے بڑوں کا ادب و احترام، اور اپنے چھوٹوں پر رحم و شفقت کرتا رہے۔

۱۶۔ مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرے۔

۱۷۔ جو بات اپنے لیے پسند کرے وہی ہر مسلمان کے لیے پسند کرے۔

۱۸۔ مسجدوں یا مجلسوں میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

۱۹۔ راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ بتائے۔

۲۰۔ کسی مسلمان کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کرے۔

۲۱۔ کسی مسلمان کی غیبت، نہ کرے نہ اس پر بہتان لگائے۔

انسانی حقوق

بعض ایسے بھی حقوق ہیں جو ہر آدمی کے ہر آدمی پر ہیں خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان، نیکوکار ہو یا بدکار، ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ بلا خطا ہرگز ہرگز کسی انسان کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچائے۔

۲۔ بلا کسی شرعی وجہ کے کسی انسان کے ساتھ بدزبانی و سخت کلامی نہ کرے۔

۳۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھے یا کسی کو بھوک و پیاس یا بیماری میں مبتلا پائے تو اس کی مدد کرے، کھانا پانی دے دے، دوا علاج کر دے۔

۴۔ جن جن صورتوں میں شریعت نے جھگڑوں یا لڑائیوں کی اجازت دی ہے ان صورتوں میں بھی خبردار حد سے زیادہ نہ بڑھے اور ہرگز ہرگز ظلم نہ کرے یہ شریعت اسلام کی مقدس تعلیم کی رو سے ہر انسان کا ہر انسان پر حق ہے جو انسانی حیثیت سے ایک دوسرے پر لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ :

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ	یعنی رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا تم لوگوں پر رحم فرمائے گا۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۳ مجتبائی)

ایک دوسری حدیث میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ :

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ۔	یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے جو اس کی پرورش کی محتاج ہے اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک وہ پیارا ہے جو اللہ کی عیال یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

جانوروں کے حقوق

اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم اور ارحم الراحمین ہے اور اس کے پیارے رسول رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس لیے اسلام جو خدا کا بھیجا ہوا اور رسول کا لایا ہوا دین ہے وہ رحمت والا دین ہے اس لیے اس دین میں جانوروں کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

جانوروں کے چند حقوق یہ ہیں۔

۱۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کو بھی جب کہ کھانے کے لیے نہ ہو بلکہ محض تفریح کے لیے بلا ضرورت قتل کرنا۔ جیسا کہ بعض شکاری لوگ کھانے یا کوئی فائدہ اُٹھانے کے لیے نہیں شکار کرتے بلکہ شکار کھیلتے ہیں

یعنی محض کھیل کھود کے طور پر جانوروں کا خون کر کے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

۲۔ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے جب تک وہ ایذا نہ پہنچائیں بلا ضرورت ان کو قتل کرنا منع ہے۔

۳۔ جو پالتو جانور کام کرتے ہیں ان کو گھاس چارہ اور پانی دینا فرض ہے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام لینا یا بھوکا پیاسا رکھنا اور بلا ضرورت خصوصاً ان کے چہروں پر مارنا گناہ اور ناجائز ہے۔

۴۔ پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لینا یا پرندوں کو پنجروں میں بند کر دینا اور بلا ضرورت ان پرندوں کے ماں باپ اور جوڑے کو دکھ پہنچانا بہت بڑی بے رحمی اور ظلم ہے جو ہر مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے۔

۵۔ بعض لوگ کسی جاندار کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں۔ اور اس پر غلیل یا بندوق سے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں یہ بھی پہلے درجے کی بے رحمی اور ظلم ہے جو ہر مسلمان کے لیے حرام ہے۔

۶۔ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو مسلمان کے لیے لازم ہے کہ اس کو تیز ہتھیار سے بہت جلد ذبح یا قتل کر دے۔ کسی جانور کو تڑپا تڑپا کر یا بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالنا یہ بھی بہت بڑی بے رحمی ہے جو ہرگز ہرگز اسلام میں جائز نہیں ہے۔

راستوں کے حقوق

بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے بچو، تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! راستوں میں بیٹھنے سے تو ہم لوگوں کے لیے کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ کیونکہ ان راستوں ہی میں تو ہم لوگ بیٹھ کر بات چیت کیا کرتے ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم لوگ راستوں

پر بیٹھو تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! راستوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ راستوں کے حقوق پانچ ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ نگاہ نیچی رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ راستہ چونکہ عام گزرگاہ ہوتا ہے اس لیے رستہ پر بیٹھنے والوں کو لازم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ غیر محرم عورتوں اور مسلمانوں کے عیوب مثلاً کوڑھی، سفید داغ والے یا لنگڑے لولے کو بار بار گھور گھور کر نہ دیکھیں جس سے ان لوگوں کی دل آزاری ہو۔

۲۔ کسی مسافر یا راہگیر کو ایذا نہ پہنچائیں۔ مطلب یہ ہے کہ راستوں میں اس طرح نہ بیٹھیں کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ یوں ہی راستہ چلنے والوں کا مذاق نہ اڑائیں نہ ان کی تحقیر اور عیب جوئی کریں نہ دوسری کسی قسم کی تکلیف پہنچائیں۔

۳۔ ہر گزرنے والے کے سلام کا جواب دیتے رہیں۔

۴۔ راستہ چلنے والوں کو اچھی باتیں بتاتے رہیں۔

۵۔ خلافِ شریعت اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں۔

(بخاری کتاب الاستیذان ص ۹۲۴)

حقوق کو ادا کرو یا معاف کرالو

اگر کسی کا تمہارے اوپر کوئی حق تھا اور تم اس کو کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکے تو اگر وہ حق ادا کرنے کے قابل کوئی چیز ہو مثلاً کسی کا تمہارے اوپر قرض رہ گیا تھا تو اس حق کو ادا کرنے کی تین کی صورتیں ہیں یا تو یا تو خود حق والے کو اس کا حق دے دو یعنی جس سے قرض لیا تھا اسی کو قرض ادا کر دو یا اس سے قرض معاف کرالو۔ اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو اس کا حق یعنی قرض ادا کر دو

اور اگر وہ حق ادا کرنے کی چیز نہ ہو بلکہ معاف کرانے کے قابل ہو مثلاً کسی کی غیبت کی ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے اس کو معاف کرالو۔ اور

اگر کسی وجہ سے حقداروں سے نہ ان کے حقوق کو معاف کرا سکا نہ ادا کر سکا مثلاً صاحبانِ حق مر چکے ہوں تو ان لوگوں کے لیے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرتا رہے تو اُمید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحبانِ حق کو بہت زیادہ اجر و ثواب دے کر اس بات کے لیے راضی کر دے گا کہ وہ اپنے حقوق کو معاف کر دیں۔

اور اگر تمہارا کوئی حق دوسرے پر ہو اور اس حق کے ملنے کی اُمید ہو تو نرمی کے ساتھ تقاضا کرتے رہو۔ اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو بہتر ہے کہ تم اپنے حق کو معاف کر دو۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے میں بہت بڑا اور بہت زیادہ اجر و ثواب ملے گا۔ (واللہ اعلم)

عام طور پر لوگ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے۔ حالانکہ بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ہی اہم اور نہایت ہی سنگین اور بے حد خوفناک ہے بلکہ ایک حیثیت سے دیکھا جائے تو حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) سے زیادہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہے وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اپنے حقوق معاف فرما دے گا۔ مگر بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں معاف کرے گا جب تک بندے اپنے حقوق کو نہ معاف کر دیں۔ لہٰذا بندوں کے حقوق کو ادا کرنا یا معاف کرا لینا بے حد ضروری ہے ورنہ قیامت میں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس درہم اور دوسرے مال سامان نہ ہوں وہی مفلس ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری اُمت میں اعلیٰ درجے کا مفلس وہ شخص ہے کہ وہ قیامت کے دن نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں کو لے کر میدانِ حشر میں آئیگا

مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی. کسی کا مال کھالیا ہوگا۔ کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو یہ سب حقوق والے اپنے اپنے حقوق کو طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں سے تمام حقوق والوں کو ان کے حقوق کے بدلے نیکیاں دلا دے گا۔ اگر اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کے حقوق ادا نہ ہوسکے بلکہ نیکیاں ختم ہوگئیں اور حقوق باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ تمام حقوق والوں کے گناہ اس کے سر پر لاد دو۔ چنانچہ سب حق والوں کے گناہوں کو سر پر اٹھائیگا پھر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ تو یہ شخص سب سے بڑا مفلس ہوگا۔ (مشکوۃ جلد ا ص ۴۳۵)

اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ یا تو حقوق کو ادا کرلو یا معاف کرالو۔ ورنہ قیامت کے دن حقوق والے تمہاری سب نیکیوں کو چھین لیں گے اور ان کے گناہوں کا بوجھ تم اپنے سر پر لے کر جہنم میں چلے جاؤ گے! تمہارے لیے سوچو کہ تمہاری بے کسی و بے بسی اور مفلسی کا قیامت میں کیا عالم ہوگا۔

۲

اخلاقیات

محمد یعنی وہ حرفِ نخستیں کلکِ فطرت کا
کیا جس نے مکمل نسخۂ "اخلاقِ انسانی"

چند بُری باتیں

ہر مرد و عورت پر لازم ہے کہ بری خصلتوں اور خراب عادتوں سے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو بچائے رکھے اور نیک خصلتوں اور اچھی عادتوں کو خود بھی اختیار کرے اور اپنے سب متعلقین کو بھی اس پر کاربند ہونے کی انتہائی تاکید کرے یوں تو اچھی عادتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ہم یہاں اُن چند بری خصلتوں اور خراب عادتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جن میں اکثر مسلمان خصوصاً عورتیں گرفتار ہیں۔ اور ان بری عادتوں کی وجہ سے لوگ اپنے دین و دنیا کو تباہ و برباد کر کے دونوں جہان کی سعادتوں سے محروم ہو رہے ہیں۔

۱۔ غُصّہ بے محل اور بے موقع بات بات پر بکثرت غصہ کرنا یہ بہت خراب عادت ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان غصہ میں آ کر دنیا کے بہت سے بنے بنائے کاموں کو بگاڑ دیتا ہے اور کبھی کبھی غصہ کی جھلاہٹ میں خداوند کریم کی ناشکری اور کفر کا کلمہ بکنے لگتا ہے۔ اور اپنے ایمان کی دولت کو غارت اور برباد کر ڈالتا ہے اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو بے محل اور بات بات پر

غصہ کرنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کسی عمل کا حکم دیجئے مگر بہت ہی تھوڑا ہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "غصہ مت کر"، اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد فرمائیے تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ "غصہ مت کر"، غرض کئی بار اس شخص نے دریافت کیا مگر ہر مرتبہ آپ نے یہی فرمایا کہ "غصہ مت کر" یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

(مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۳۳ و احیاء العلوم جلد۳ ص ۱۶۵ مصری)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے نفس پر قابو رکھے۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۳۳ مجتبائی)

غصہ کب بُرا، کب اچھا ہے؟

غصہ کے معاملہ میں یہاں تک یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ غصہ بذاتِ خود نہ اچھا ہے نہ بُرا۔ درحقیقت غُصہ کی اچھائی بُرائی کا دارومدار موقع اور محل کی اچھائی اور بُرائی پر ہے۔ اگر بے محل غُصہ کیا اور اس کے اثرات بُرے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ برا ہے اور اگر برمحل غصہ کیا اور اس کے اثرات اچھے ظاہر ہوئے تو یہ غصہ اچھا ہے۔ مثلاً کسی بھوکے پیاسے دودھ پیتے بچے کے رونے پر تم کو غصہ آگیا اور تم نے بچے کا گلا گھونٹ دیا تو چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی بے محل ہے اس لیے یہ غصہ بُرا ہے اور اگر کسی ڈاکو کو ڈاکہ ڈالتے وقت دیکھ کر تم کو غصہ آگیا اور تم نے بندوق چلا کر اس ڈاکو کا خاتمہ کردیا تو چونکہ تمہارا یہ غصہ بالکل ہی برمحل ہے۔ لہٰذا یہ غصہ برا نہیں بلکہ اچھا ہے۔ حدیث شریف میں جس غصہ کی مذمت اور بُرائی بیان کی گئی ہے۔ یہ وہی غصہ ہے جو بے محل ہو اور جس کے اثرات بُرے ہوں۔ بالکل ظاہر بات ہے کہ غصہ میں رحم کی جگہ بے رحمی اور عدل کی جگہ ظلم، شکر کی جگہ ناشکری، ایمان کی جگہ کفر ہو تو بھلا کون کہہ سکتا ہے کہ یہ غصہ اچھا ہے؟ یقیناً یہ غصہ برا ہے اور بہت ہی بُری خصلت اور نہایت ہی خراب

عادت ہے اس سے بچنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے لازم ہے۔

غصہ کا علاج جب بے محل غصہ کی جھلاہٹ آدمی پر سوار ہو جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو چاہیے کہ وہ فوراً ہی وضو کرے اس لیے کہ بے محل اور بے جا غصہ دلانے والا شیطان ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے اس لیے وضو غصہ کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۴ مجتبائی)

اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آجائے تو آدمی کو چاہیے کہ فوراً بیٹھ جائے تو غصہ اتر جائے گا۔ اور اگر بیٹھنے سے بھی غصہ نہ اترے تو لیٹ جائے تاکہ غصہ ختم ہو جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۴)

۲۔ حسد کسی کو کھاتا پیتا یعنی پھولتا پھلتا آسودہ حال دیکھ کر دل جلانا اور اس کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا اس خراب جذبہ کا نام "حسد" ہے۔ یہ بہت ہی خبیث عادت اور بہت ہی بری بلا اور گناہ عظیم ہے۔ حسد کرنے والے کی ساری زندگی جلن اور گھٹن کی آگ میں جلتی رہتی ہے اور اسے چین اور سکون نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ حسد کرنے والے کے حسد سے آپ خدا کی پناہ مانگتے رہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۸۷ مصری)

حسد اس لیے بہت بڑا گناہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں آدمی اس نعمت کے قابل نہیں تھا۔ اس کو یہ نعمت کیوں دی ہے؟ اب تم خود ہی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض کرنا کتنا بڑا گناہ ہوگا۔

حسد کا علاج حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حسد دل کی بیماریوں میں سے ایک بہت بڑی بیماری ہے اور اس کا علاج یہ ہے کہ

حسد کرنے والا ٹھنڈے دل سے یہ سوچ لے کہ میرے حسد کرنے سے ہرگز ہرگز کسی کی دولت و نعمت برباد نہیں ہو سکتی۔ اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میرے حسد سے اس کا کچھ بھی نہیں بگڑ سکتا۔ بلکہ میرے حسد کا نقصان دین و دنیا میں مجھ کو ہی پہنچ رہا ہے کہ میں خواہ مخواہ دل کی جلن میں مبتلا ہوں اور ہر وقت حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہوں اور میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں اور میں جس پر حسد کر رہا ہوں میری نیکیاں قیامت میں اس کو مل جائیں گی۔ پھر یہ بھی سوچے کہ میں جس پر حسد کر رہا ہوں اس کو خداوند کریم نے یہ نعمتیں دی ہیں اور میں اس پر ناراض ہو کر حسد میں جل رہا ہوں تو میں گویا خداوند تعالیٰ کے فعل پر اعتراض کر کے اپنا دین و ایمان خراب کر رہا ہوں۔ یہ سوچ کر پھر اپنے دل میں اس خیال کو جمائے کہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ جو شخص جس چیز کا اہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا فرماتا ہے۔ میں جس پر حسد کر رہا ہوں اللہ کے نزدیک چونکہ وہ ان کا اہل تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور میں چونکہ ان کا اہل نہیں تھا اس لیے اللہ تعالیٰ مجھے نہیں دیں۔ اس طرح حسد کا مرض دل سے نکل جائے گا۔ اور حاسد کو حسد کی جلن کی نجات مل جائے گی۔

(احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۹۶ مصری)

سچ ہے ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

۳۔ لالچ

یہ بہت ہی بری خصلت ہے اور نہایت خراب عادت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو جو رزق و نعمت اور مال و دولت یا جاہ و مرتبہ ملا ہے۔ اس پر راضی ہو کر قناعت کر لینا چاہیے۔ دوسروں کی دولتوں اور نعمتوں کو دیکھ دیکھ کر خود بھی اس کو حاصل کرنے کے پھیر میں پریشان حال رہنا اور غلط و صحیح ہر قسم کی تدبیروں میں دن رات لگے رہنا۔ یہی جذبہ حرص و لالچ کہلاتا ہے اور حرص و طمع درحقیقت انسان کی ایک پیدائشی خصلت ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو جائے تو پھر وہ ایک تیسرے میدان کو طلب کرے گا کہ وہ بھی سونے سے بھر جائے۔ اور ابن آدم کے پیٹ کو قبر کی مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور جو شخص اس سے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۵۰ مجتبائی)

اور ایک حدیث میں ہے کہ ابن آدم بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں ایک امید دوسری مال کی محبت۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۲۸ وغیرہ)

لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت غرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔ اگر لالچ کا جذبہ کسی انسان میں بڑھ جاتا ہے تو وہ انسان طرح طرح کی بد اخلاقیوں اور بے مروتی کے کاموں میں پڑ جاتا ہے اور بڑے سے بڑے گناہوں سے بھی نہیں چوکتا۔ بلکہ سچ پوچھیے تو حرص و طمع اور لالچ درحقیقت ہزاروں گناہوں کا سرچشمہ ہے اس سے خدا کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

لالچ کا علاج

اس قلبی مرض کا علاج صبر و قناعت ہے یعنی جو کچھ خدا کی طرف سے بندے کو مل جائے اس پر راضی ہو کر خدا کا شکر بجالائے اور اس عقیدہ پر جم جائے کہ انسان جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اسی وقت فرشتہ خدا کے حکم سے انسان کی چار چیزیں لکھ دیتا ہے۔ انسان کی عمر، انسان کی روزی، انسان کی نیک نصیبی، انسان کی بد نصیبی، یہی انسان کا نوشتہ تقدیر ہے لاکھ سر مارو مگر وہی ملے گا جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ سمجھ کر خدا کی رضا اور اس کی عطا پر راضی ہو جاؤ اور یہ کہہ کر لالچ کے قلعے کو ڈھا دو کہ جو میری تقدیر میں تھا وہ مجھے ملا اور جو میری تقدیر میں ہوگا وہ آئندہ ملے گا اور اگر کچھ کمی کی وجہ سے قلب میں تکلیف ہو اور نفس ادھر ادھر لپکے تو صبر کر کے نفس کی لگام کھینچ لو۔ اسی طرح رفتہ رفتہ قلب میں قناعت کا نور چمک اٹھے گا اور حرص و لالچ کا اندھیرا بادل چھٹ جائے گا۔ یاد رکھو سے

حرص ذلت بھری فقیری ہے　　　　جو قناعت کرے تونگر ہے

۴۔ کنجوسی بخیلی بہت ہی منحوس خصلت ہے۔ بخیل مال رکھتے ہوئے کھانے پینے پہننے اوڑھنے، وطن اور سفر ہر جگہ ہر حال میں ہر چیز میں ہر قسم کی تکلیفیں اُٹھاتا ہے اور ہر جگہ ذلیل ہوتا ہے اور کوئی بھی اس کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے قریب ہے انسانوں سے قریب ہے۔ جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے، انسانوں سے دور ہے۔ جہنم سے قریب ہے اور یقیناً سخی جاہل، عبادت گزار بخیل سے زیادہ اللہ کو پیارا ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۵ مجتبائی)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ دھوکہ باز اور بخیل اور احسان جتانے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۵ مجتبائی)

اور یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ دو خصلتیں ایسی ہیں جو دونوں ایک ساتھ مومن میں اکٹھا جمع نہیں ہوں گی۔ ایک کنجوسی دوسری بداخلاقی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۵)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دونوں خصلتیں بری ہیں اور یہ دونوں بری خصلتیں مومن میں ایک ساتھ نہیں پائی جائیں گی۔ مومن اگر بخیل ہوگا تو بداخلاق نہیں ہوگا۔ اور اگر بداخلاق ہوگا تو بخیل نہیں ہوگا۔ اور اگر تم کسی ایسے منحوس آدمی کو دیکھو کہ وہ بخیل بھی ہے اور بداخلاق بھی ہے تو سمجھ لو کہ اس کے ایمان میں کچھ فتور ضرور ہے اور یہ کامل درجے کا مسلمان نہیں ہے۔

بخل کا علاج حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ کنجوسی ایک ایسا مرض ہے کہ اس کا علاج بے حد دشوار ہے خصوصاً بڈھا آدمی اگر بخیل ہو تو وہ تقریباً لاعلاج ہے اور کنجوسی کا سبب مال کی محبت ہے۔ جب تک مال کی محبت دل سے دور نہیں ہوگی۔ کنجوسی کی بیماری رفع نہیں ہوسکتی۔ پھر

بخیلی اس کے دو علاج بہت ہی کامیاب اور کار آمد ہیں اور وہ یہ ہیں اول یہ کہ آدمی یہ سوچے کہ مال کے مقاصد کیا ہیں؟ اور میں کس لیے پیدا کیا گیا ہوں؟ اور مجھے دنیا میں مال جمع کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ عالم آخرت کے لئے بھی ذخیرہ تیار کرنا چاہیئے۔ جب یہ خیال دل میں جم جائے گا تو پھر دل میں دنیا کی بے ثباتی اور عالم آخرت کا دھیان پیدا ہوگا۔ اور ناگہاں دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو جائے گا کہ دنیا سے اور دنیا کے مال و اسباب سے بے رغبتی اور نفرت پیدا ہونے لگے گی۔ چنانچہ بخیلی اور کنجوسی کی بیماری خود بخود دفع ہو جائے گی اور جذبہ سخاوت اس طرح پیدا ہو جائے گا کہ نیکی کی راہوں میں مال خرچ کرتے ہوئے اس کو لذت محسوس ہونے لگے گی۔

اور دوسرا علاج یہ ہے کہ بخیلوں اور سخی لوگوں کی حکایات پڑھے اور عالموں سے کثرت اس قسم کے واقعات سنتا رہے کہ بخیلوں کا انجام کتنا برا ہوا ہے اور سخی لوگوں کا انجام کتنا اچھا ہوا ہے۔ اس قسم کے واقعات و حکایات پڑھتے پڑھتے سنتے سنتے بخیلی سے نفرت اور سخاوت کی رغبت دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور رفتہ رفتہ کنجوسی کا مرض زائل ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۶۲ وغیرہ)

۵۔ تکبر

یہ شیطانی خصلت کتنی بری اور کس قدر تباہ کن عادت ہے کہ یہ بھوت بن کر جس انسان کے سر پر سوار ہو جائے سمجھ لو کہ اس کی دنیا و آخرت کی تباہی یقینی ہے۔ شیطان اسی منحوس خصلت کی وجہ سے مردود بارگاہِ الٰہی ہوا اور خداوند قہار و جبار نے لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا کر اس کو جنت سے نکال دیا۔

تکبر کے معنی یہ ہیں کہ آدمی دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھے۔ یہی جذبہ شیطان ملعون کے دل میں پیدا ہو گیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو فرشتے چونکہ "تکبر" کی نحوست سے پاک تھے سب فرشتوں نے سجدہ کر لیا۔ لیکن شیطان کے سر میں "تکبر" کا سودا سمایا ہوا تھا اس نے

اکڑ کر کہہ دیا کہ ۔

أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ۔ یعنی میں حضرت آدم سے اچھا ہوں اس لئے کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

اس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے سے حقیر سمجھا اور سجدہ نہیں کیا۔
یاد رکھو کہ جب آدمی میں تکبر کی شیطانی خصلت پیدا ہو جاتی ہے تو اس کا وہی انجام ہوگا جو شیطان کا ہوا کہ وہ دونوں جہان میں خداوند قہار کی بارگاہ سے مردود اور ذلیل وخوار ہو گیا۔

یاد رکھو کہ تکبر خدا کو بے حد ناپسند ہے۔ اور یہ بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں نہیں داخل ہوگا اور جس شخص کے دل میں رائی برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(مشکوٰۃ جلد۲ ص۴۳۳ مجتبائی)

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ میدانِ محشر میں تکبر کرنے والوں کو اس طرح لایا جائے گا کہ ان کی صورتیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر ان کے قد چیونٹیوں کے برابر ہوں گے اور ذلت ورسوائی میں گھرے ہوئے ہوں گے اور یہ لوگ گھسیٹتے ہوئے جہنم کی طرف لائے جائیں گے اور جہنم کے اس جیل خانہ میں قید کر دیئے جائیں گے جس کا نام "بولس" (ناامیدی) ہے۔ اور وہ ایسی آگ میں جلائے جائیں گے جو تمام آگوں کو جلا دے گی۔ جس کا نام "نار الانیار" ہے۔ اور ان لوگوں کو جہنمیوں کا پیپ پلایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص۴۳۴)

پیاری بہنوں اور عزیز بھائیو! کان کھول کر سن لو کہ تم لوگ جو کھانے، کپڑے، چال چلن، مکان، سامان، تہذیب وتمدن، مال ودولت ہر چیز میں اپنے کو دوسروں سے اچھا اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہتے ہو اسی طرح بعض

علماء اور بعض عبادت گزار علم و عبادت میں اپنے کو دوسروں سے بہتر اور دوسروں کو اپنے سے حقیر سمجھ کر اکڑتے ہیں۔ یہی تکبّر ہے۔ خدا کے لیے اس شیطانی عادت کو چھوڑ دو اور تواضع و انکساری کی عادت ڈالو۔ یعنی دوسروں کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو ہر چیز میں دوسروں سے کمتر سمجھو۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کے لیے تواضع و انکساری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرما دے گا۔ وہ خود کو چھوٹا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی نگاہوں میں اس کو عظمت والا بنا دے گا۔ اور جو شخص گھمنڈ اور تکبّر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو پست کر دے گا وہ خود کو بڑا سمجھے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو تمام انسانوں کی نظر میں کتے اور خنزیر سے زیادہ ذلیل بنا دے گا۔

گھمنڈ کا علاج

گھمنڈ اور تکبّر کا علاج یہ ہے کہ غریبوں اور مسکینوں کی صحبت میں رہنے لگے اور ان لوگوں کی خدمت کرے تواضع و انکساری کا طریقہ اختیار کرے اور اپنے دل پر یہ بٹھا لے کہ میں ہر مسلمان کی تعظیم اور اس کا اعزاز و اکرام کروں گا۔ خواہ اس کے کپڑے کتنے ہی میلے کیوں نہ ہوں میں اس کو اپنے برابر بٹھاؤں گا اور ہر وقت اس بات کا دھیان رکھے کہ خداوند کریم کا شکر ہے کہ مجھ کو اس نے دوسروں سے اچھا بنا دیا ہے۔ لیکن وہ جب چاہے مجھ کو سارے جہان سے بدتر بنا سکتا ہے۔ اپنی کمتری اور کوتاہی کا خیال اگر دل میں جم گیا تو تکبّر کا بھوت دس کوس دور بھاگ جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۶۔ چغلی

چغلی کسی کی بات سن کر کسی دوسرے سے اس طور پر کہہ دینا کہ دونوں میں اختلاف اور جھگڑا لڑائی ہو جائے یہ بہت بڑا گناہ اور بہت خراب عادت ہے۔ تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس گناہ میں مبتلا ہیں۔ حدیث شریف میں چغلخوری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہِ کبیرہ بتایا ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ چغلخور جنّت میں نہ داخل ہو گا۔ اور ایک حدیث میں یہ

بھی ہے کہ تم لوگوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ وہ ہے جو اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگائی بجھائی کر کے مسلمان بھائیوں میں اختلاف اور پھوٹ ڈالتا ہے۔ اور ایک حدیث میں یہ بھی فرمانِ رسول ہے کہ چغلخور کو آخرت سے پہلے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ چغلی کی برائی کے بارے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۱۵۵)

مسلمان بھائیو اور بہنو! کسی کی کوئی بات سنو تو خوب سمجھ لو کہ تم اس بات کے امین ہو گئے، اگر دوسروں تک اس بات کے پہنچانے میں کوئی دین و دنیا کا فائدہ ہو جب تو تم ضرور اس بات کا چرچا کرو۔ لیکن اگر اس بات کو دوسروں تک پہنچانے میں دو مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور جھگڑے کا اندیشہ ہو تو خبردار خبردار ہرگز کبھی بھی اس بات کا چرچا نہ کرو، نہ کسی دوسرے سے کہو ورنہ تم پر امانت میں خیانت کرنے اور چغلخوری کا گناہ ہو گا اور اس گناہ کا دنیا میں بھی تم پر یہ وبال پڑے گا کہ تم سب کی نگاہوں میں بے وقار اور ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذابِ جہنم کے حقدار ٹھہرو گے۔

۷۔ غیبت کسی کو غائبانہ بُرا کہنا یا پیٹھ پیچھے اس کا کوئی عیب بیان کرنا یہی غیبت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہ نے کہا کہ اللہ اور رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا اپنے بھائی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ ناپسند سمجھتا ہے یہی غیبت ہے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ بتائیے کہ اگر میرے اس دینی بھائی میں واقعی وہ باتیں موجود ہوں تو کیا ان باتوں کا ذکر کرنا بھی غیبت کہلائے گا؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر اس کے اندر وہ باتیں واقعی ہوں گی جبھی تو تم اس کی غیبت کرنے والے کہلاؤ گے اور اگر اس میں وہ باتیں نہ ہوں اور تم اپنی طرف سے گڑھ کر کہو گے جب

تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہو جاؤ گے جو ایک دوسرا گناہ کبیرہ ہے جس کا کرنے والا جہنم کا ایندھن بنے گا۔ (مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۲)

یاد رکھو کہ غیبت اتنا بڑا گناہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا کہ:

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا یعنی غیبت زنا سے بڑا گناہ ہے۔

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۵)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے کہ میں نے معراج کی رات میں کچھ لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ کھرچ کر نوچ رہے ہیں۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کی غیبت اور آبروریزی کیا کرتے تھے۔

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۴۱)

یاد رکھو کہ پیٹھ پیچھے کسی آدمی کی ان باتوں کو بیان کرنا جن کو وہ پسند نہیں کرتا یہ غیبت ہے خواہ اس کا کوئی ظاہری عیب ہو یا باطنی، اس کا پیدائشی عیب ہو یا اس کا اپنا پیدا کیا ہوا عیب ہو اس کے بدن، اس کے کپڑوں، اس کے خاندان و نسب، اس کے اقوال و افعال، چال ڈھال، اس کی بول چال غرض کسی عیب کو بھی بیان کرنا یا طعنہ مارنا یہ سب غیبت میں داخل ہے۔ لہٰذا اس غیبت کے گناہ سے ہر مسلمان مرد و عورت کو بچنا لازم اور ضروری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْہُ۔ (حجرات)	اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی یہ پسند کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ غیبت اس قدر گناہ اور گھناؤنا گناہ ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا تو جس طرح تم ہرگز ہرگز کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتے کہ اپنے مرے

ہوئے بھائی کی لاش کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھاؤ۔ اسی طرح ہرگز ہرگز کبھی کسی کی غیبت مت کیا کرو۔

کن کن لوگوں کی غیبت جائز ہے؟

حضرت علامہ ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی (متوفی ۶۷۶ھ) نے مسلم شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ شرعی اغراض و مقاصد کے لیے کسی کی غیبت کرنی جائز اور مباح ہے اور اس کی چھ صورتیں ہیں۔

اوّل۔ مظلوم کا حاکم کے سامنے کسی ظالم کے ظالمانہ عیوب کو بیان کرنا تاکہ اس کی دادرسی ہو سکے۔

دوم۔ کسی شخص کی برائیوں کو روکنے کے لیے کسی صاحب اقتدار کے سامنے اس کی برائیوں کو بیان کرنا تاکہ وہ اپنے رعب داب سے اس شخص کو برائیوں سے روک دے۔

سوم۔ مفتی کے سامنے فتویٰ طلب کرنے کے لیے کسی کے عیوب کو پیش کرنا۔

چہارم۔ مسلمانوں کو شر و فساد اور نقصان سے بچانے کے لیے کسی کے عیوب کو بیان کر دینا مثلاً جھوٹے راویوں، جھوٹے گواہوں، بدمذہبوں کی گمراہیوں، جھوٹے مصنفوں اور واعظوں کے جھوٹ، اور ان لوگوں کے مکر و فریب کو لوگوں سے بیان کر دینا تاکہ لوگ گمراہی کے نقصان سے بچ جائیں۔ اسی طرح شادی بیاہ کے بارے میں مشورہ کرنے والے سے فریق ثانی کے واقعی عیبوں کو بتا دینا یا خریداروں کو نقصان سے بچانے کے لیے سامان یا سودا بیچنے والے کے عیوب سے لوگوں کو آگاہ کر دینا۔

پنجم۔ جو شخص علی الاعلان فسق و فجور اور قسم قسم کے گناہوں کا مرتکب ہو۔ مثلاً چور ڈاکو، زناکار، خیانت کرنے والا، ایسے اشخاص کے عیوب کو لوگوں سے بیان کر دینا تاکہ لوگ نقصان سے محفوظ رہیں اور ان لوگوں کے پھندوں میں نہ پھنسیں۔

ششم۔ کسی شخص کی پہچان کرانے کے لیے اس کے کسی مشہور عیب۔ کو اس کے نام کے ساتھ ذکر دینا جیسے حضرات محدثین کا طریقہ ہے کہ ایک ہی نام کے چند راویوں میں امتیاز اور ان کی پہچان کے لیے اعمش (چندھا) اعرج (لنگڑا) اعمیٰ (اندھا) احول (بھینگا) وغیرہ عیبوں کو ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں۔ جن کا مقصد ہرگز ہرگز نہ توہین و تنقیص ہے نہ ایذا رسانی۔ بلکہ اس کا مقصد صرف راویوں کی شناخت اور ان کی پہچان کا نشان بتانا ہے۔ (نواوی علی المسلم ص ۳۲۲)

اُوپر ذکر کی ہوئی صورتوں میں چونکہ کسی کے عیبوں کو بیان کر دیتا ہے اس لیے بلاشبہ یہ غیبت تو ہے لیکن ان صورتوں میں شریعت نے جائز رکھا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کرے تو نہ کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ بلکہ بعض صورتوں میں اس قسم کی غیبت مسلمانوں پر واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایسے موقعوں پر کہ اگر تم نے کسی کے عیب کو نہ بیان کیا تو کسی مسلمان کے نقصان میں پڑ جانے کا یقین یا غالب گمان ہو۔ مثال کے طور پر ایک مسلمان رقم لے کر جا رہا ہو اور ایک سفید پوش ڈاکو تسبیح و مصلیٰ لیے ہوئے بزرگ بنا ہوا اس مسلمان کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو۔ اور مسلمان بالکل ہی اس ڈاکو کے بارے میں لاعلم ہو اور تم کو یہ یقین ہے کہ یہ ڈاکو ضرور ضرور اس بھولے بھالے مسلمان کو دھوکا دے کر لوٹ لے گا۔ اور تم اس ڈاکو کے عیب کو جانتے ہو تو اس صورت میں ایک بھولے بھالے مسلمان کو نقصان سے بچانے کے لیے ڈاکو کے عیب کو اُس مسلمان سے بیان کر دینا تم پر واجب ہے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی بات کو اسطرح بیان فرمایا ہے ؎

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است   اگر خاموش بنشینی گناہ است

یعنی تم اگر دیکھو کہ ایک اندھا جا رہا ہے اور اس کے آگے کنواں ہے تو تم پر لازم ہے کہ اندھے کو بتا دو کہ تیرے آگے کنواں ہے۔ اس سے بچ کر چل۔ اور اگر تم اس کو دیکھ کر چپ رہ گئے۔ اور اندھا کنوئیں میں گر پڑا تو یقیناً تم گنا ہگار ٹھہرو گے۔

۸۔ بہتان | جھوٹ موٹ اپنی طرف سے گڑھ کر کسی پر کوئی الزام یا عیب لگانا

اس کو افتراء تہمت اور بہتان کہتے ہیں۔ یہ بہت خبیث اور ذلیل عادت ہے اور بہت بڑا گناہ ہے۔ خاص کر کسی پاک دامن مرد یا عورت پر زنا کاری کی تہمت لگانا یہ تو اتنا بڑا گناہ ہے کہ شریعت کے قانون میں اس شخص کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔ اور عمر بھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور قیامت کے دن یہ شخص دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوگا۔

۹۔ جھوٹ یہ وہ گندی گھناؤنی اور ذلیل عادت ہے کہ دین میں جھوٹے کا کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں جھوٹا آدمی ہر جگہ ذلیل و خوار ہوتا ہے اور ہر مجلس اور ہر انسان کے سامنے بے وقار اور بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرما دیا ہے کہ:

لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ یعنی کان کھول کر سن لو کر جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔

اور وہ خدا کی رحمتوں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں میں جھوٹ کی برائیوں کا بیان ہے۔ اس لیے یاد رکھو کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ اس لعنتی عادت سے زندگی بھر بچتا رہے۔ بہت سے ماں باپ بچوں کو چُپ کرانے کے لیے ڈراتے کے طور پر کہہ دیا کرتے ہیں کہ چپ رہو گھر میں میاؤں" بیٹھا ہے یا چپ رہو صندوق میں لڈو رکھے ہوئے ہیں تم روؤگے تو سب لڈو دھول مٹی ہو جائیں گے۔ حالانکہ نہ گھر میں "میاؤں" ہوتا ہے نہ صندوق میں لڈو ہوتا ہے نہ رونے سے لڈو دھول مٹی ہو جاتا ہے تو خوب سمجھ لو یہ سب بھی جھوٹ ہی ہے اس قسم کی بولیاں بول کر ماں باپ کبیرہ گناہ کرتے رہتے ہیں اور اس قسم کی باتوں کو لوگ جھوٹ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یقیناً ہر وہ بات جو واقعہ کے خلاف ہو وہ جھوٹ ہے اور ہر جھوٹ حرام ہے خواہ بچے سے جھوٹی بات کہو یا بڑے سے۔ آدمی سے جھوٹی بات کہو یا جانور سے، جھوٹ بہر حال جھوٹ ہے اور جھوٹ حرام ہے۔

کب اور کونسا جھوٹ جائز ہے کافر یا ظالم سے اپنی جان بچانے کے لیے یا دو مسلمانوں کو جنگ سے بچانے اور صلح کرانے کے لیے اگر کوئی جھوٹی بات بول دے تو شریعت نے اس کی رخصت دی ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے اس موقع پر بھی ایسی بات بولے اور ایسے الفاظ منہ سے نکالے کہ کھلا ہوا جھوٹ نہ ہو بلکہ کسی معنی کے لحاظ سے وہ صحیح بھی ہو اس کو عربی زبان میں "توریہ" کہتے ہیں۔ مثلاً ڈاکو نے تم سے پوچھا کہ تمہارے پاس مال ہے کہ نہیں؟ اور تم کو یقین ہے کہ اگر میں اقرار کر لوں گا تو ڈاکو مجھے قتل کر کے میرا مال لوٹ لے گا تو اس وقت تم یہ کہہ دو کہ "میرے پاس کوئی مال نہیں ہے" اور نیت یہ کر لو کہ میری جیب یا میرے ہاتھ میں کوئی مال نہیں ہے بکس یا جھولے میں تو اس معنی کے لحاظ سے تمہارا یہ کہنا کہ "میرے پاس کوئی مال نہیں ہے یہ سچ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے کہ میری ملکیت میں کوئی مال نہیں ہے۔ یہ جھوٹ ہے اسی قسم کے الفاظ کو عربی میں "توریہ" کہا جاتا ہے اور جہاں جہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ فلاں فلاں موقعوں پر مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ "توریہ" کے الفاظ بولے۔ اور اگر کھلا ہوا جھوٹ بولنے پر کوئی مسلمان مجبور کر دیا جائے تو اس کو لازم ہے کہ وہ دل سے اس جھوٹ کو بُرا جانتے ہوئے جان و مال کو بچانے کے لیے صرف زبان سے جھوٹ بول دے اور اس سے توبہ کرے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۱۰۔ عیب جوئی اِدھر اُدھر کان لگا کر لوگوں کی باتوں کو چھُپ چھُپ کر سُننا یا تاک جھانک کر لوگوں کے عیبوں کو تلاش کرنا یہ بڑی ہی چھچھوری حرکت اور خراب عادت ہے۔ دنیا میں اس کا انجام بدنامی اور ذلت و رسوائی ہے اور آخرت میں اس کی سزا جہنم کا عذاب ہے۔ ایسا کرنے والوں کے کانوں اور آنکھوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔ قرآن مجید میں اور حدیثوں میں خداوند قدوس اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

"وَلَا تَجَسَّسُوْا" یعنی کسی کے عیبوں کو تلاش کرنا حرام اور گناہ ہے۔ مردوں کی بہ نسبت عورتوں میں یہ عیب زیادہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا پیاری بہنو! تم اس گناہ سے خود بھی بچو اور دوسری عورتوں کو بھی بچاؤ۔

۱۱۔ گالی گلوچ اس گندی عادت کی برائی ہر چھوٹا بڑا جانتا ہے۔ یقیناً پھوہڑ اور فحش الفاظ اور گندے کلاموں کا بولنا یہ کمینوں اور رذیل و ذلیل لوگوں کا طریقہ ہے۔ اور شریعت میں حرام و گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ یعنی کسی مسلمان سے گالی گلوچ کرنا یہ فاسق کا کام ہے۔

آج کل عورت و مرد بھی اس بلا میں مبتلا ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بڑوں کی فحش کلامیوں اور گالیوں کو سُن سُن کر بچے بھی گندی اور پھوہڑ گالیاں بکنے لگتے ہیں۔ اور پھر بچپن سے بڑھاپے تک اس گندی عادت میں گرفتار رہتے ہیں۔ لہٰذا ہر عورت پر لازم ہے کہ کبھی ہرگز ہرگز گالیاں اور گندے الفاظ منہ سے نہ نکالیں۔ کون نہیں جانتا کہ کبھی کبھی گالی گلوچ کی وجہ سے خونریز لڑائیاں ہو جایا کرتی ہیں۔ اور مسلمانوں کی جان و مال کا عظیم نقصان ہو جایا کرتا ہے۔ اس لیے مسلم معاشرہ کو تباہ کرنے میں بدزبانیوں اور گالیوں کا بہت بڑا دخل ہے۔ لہٰذا اس عادت کو ترک کر دینا بے حد ضروری ہے خاص کر عورتوں کو اپنی سسرال میں اس کا ہر وقت خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ سینکڑوں عورتوں کا طلاق ان کی بدزبانیوں اور گالیوں کی وجہ سے ہو جایا کرتی ہے اور پھر میکہ اور سسرال والوں میں مستقل جھگڑوں کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ اور دونوں خاندان تباہی و بربادی کے غار میں گر کر ہلاک و برباد ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ فضول بکواس مردوں اور عورتوں کی بری عادتوں میں سے ایک بہت بری عادت بہت زیادہ بولنا اور فضول بکواس ہے۔ کم بولنا اور ضرورت کے مطابق بات چیت یہ بہت ہی پسندیدہ عادت ہے۔ ضرورت سے زیادہ بات اور فضول کی بکواس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ کبھی کبھی ایسی باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں جس

سے بہت بڑے بڑے فتنے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور شر و فساد کے طوفان اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَ قَالَ وَکَثْرَۃَ السُّوَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند ہے کہ بلا ضرورت قیل اور قال اور فضول اقوال آدمی کی زبان سے نکلیں۔ اسی طرح کثرت سے لوگوں کے سامنے کسی چیز کا سوال کرتے رہنا اور فضول کاموں میں اپنے مالوں کو برباد کرنا یہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے یہ بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی زبانوں کو فضول باتوں سے ہمیشہ بچائے رکھو کیونکہ بہت سی فضول باتیں ایسی بھی زبانوں سے نکل جاتی ہیں جو بولنے والوں کو جہنم میں پہنچا دیتی ہیں۔ اسی لیے تمام بزرگوں نے یہ فرمایا ہے کہ تین عادتوں کو لازم پکڑو۔ کم بولنا، کم سونا، کم کھانا، کیونکہ زیادہ بولنا، زیادہ سونا، زیادہ کھانا یہ عادتیں بہت سی خراب ہیں اور ان عادتوں کی وجہ سے انسان دین و دنیا میں ضرور نقصان اُٹھاتا ہے۔

۱۴۔ ناشکری خداوند کریم کے انعاموں اور احسانوں کے احسانوں کی ناشکری اس منحوس اور بُری عادت میں نوے فیصد مرد و عورت گرفتار ہیں۔ بلکہ عورتیں تو ننانوے فیصد اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ذرا کسی گھرانے کو یا کسی عورت کے کپڑوں یا زیورات کو اپنے سے خوشحال اور اچھا دیکھ لیا تو خدا کی ناشکری کرنے لگتی ہیں اور کہنے لگتی ہیں کہ خدا نے ہمیں نہ معلوم کس جرم کی سزا میں مفلس اور غریب بنا دیا۔ خدا کا ہم پر کوئی فضل نہیں ہوتا۔ میں نگوڑی ایسے پھوٹے کرم لے کر آئی ہوں کہ نہ میکے میں سکھ نصیب ہوا نہ سسرال میں ہی کچھ دیکھا۔ فلانی فلانی گھی دودھ میں نہا رہی ہیں۔ اور میں فاقوں سے مر رہی ہوں۔ اسی طرح عورتوں کی عادت ہے کہ اس کا شوہر اپنی طاقت بھر کپڑے، زیورات، ساز و سامان دیتا رہتا ہے لیکن اگر کبھی کسی مجبوری سے عورت کی کوئی فرمائش پوری نہیں کر سکا تو عورتیں کہنے لگتی ہیں کہ تمہارے گھر میں ہائے ہائے کبھی سُکھ نصیب نہیں ہوا۔ اس اُجڑے گھر میں ہمیشہ ننگی بھوکی ہی رہ گئی، کبھی بھی تمہاری طرف سے میں نے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ میری قسمت پھوٹ گئی جو تمہارے جیسے

فنو نفیر سے بیاہی گئی، میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا۔ اس قسم کی ناشکری کرتی اور جلی کٹی باتیں سناتی رہتی ہیں۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی تو صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں زیادہ تعداد میں جہنمی ہو گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ عورتیں ایک دوسرے پر بہت زیادہ لعنت ملامت کرتی رہتی ہیں اور ناشکری کرتی رہتی ہیں تو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا عورتیں خدا کی ناشکری کیا کرتی ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں احسان کی ناشکری کرتی ہیں اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔

ان عورتوں کی یہ عادت ہے کہ تم پوری زندگی بھر میں ان کے ساتھ احسان کرتے رہو لیکن اگر کبھی کچھ بھی کمی دیکھیں گی تو یہی کہہ دیں گی کہ میں نے کبھی بھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری جلد ا ص ۹ وغیرہ)

عزیز بہنو! اس لو خدا کے انعاموں اور شوہر یا دوسروں کے احسانوں کی ناشکری بہت ہی خراب عادت اور بہت بڑا گناہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کے لیے لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنوں سے کمزور اور گری ہوئی حالت والوں کو دیکھا کرے کہ اگر میرے پاس گھٹیا کپڑے اور زیور ہیں تو خدا کا شکر ہے کہ فلاں اور فلانی سے تو ہم بہت ہی اچھی حالت میں ہیں کہ ان لوگوں کو بدن ڈھانپنے کے لیے پھٹے پرانے کپڑے بھی نصیب نہیں ہوتے اسی طرح اگر میرے شوہر نے میرے لیے معمولی غذا کا انتظام کیا ہے تو اس پر بھی شکر ہے کیونکہ فلانی فلانی عورتیں تو فاقہ کیا کرتی ہیں۔ بہر حال اگر تم اپنے سے کمزوروں اور غریبوں پر نظر رکھو گے تو شکر ادا کرو گے اور اگر تم اپنے سے مالداروں پر نظر کرو گی تو تم ناشکری کی بلا میں پھنس کر اپنے دین و دنیا کو تباہ و برباد کر ڈالو گی۔ اس لیے لازم ہے کہ ناشکری کی عادت چھوڑ کر ہمیشہ خدا کے انعاموں اور شوہر وغیرہ کے احسانوں کا شکریہ ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ — یعنی اگر تم شکر ادا کرتے رہو گے تو میں تم

لَأَزِيْدَنَّكُمْ۔ زیادہ سے زیادہ نعمتیں دیتا رہوں گا۔

وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○ اور اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔

اس آیت نے اعلان کر دیا کہ شکر ادا کرنے سے خدا کی نعمتیں بڑھتی ہیں اور ناشکری کرنے سے خدا کا عذاب اُتر پڑتا ہے۔

۱۴۔ جھگڑا تکرار بات بات پر ساس سسُر اور بہو یا شوہر یا عام مسلمان مردوں اور عورتوں سے جھگڑا تکرار کر لینا یہ بھی بہت بری عادت اور گناہ کا کام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جھگڑالو آدمی خدا کو بے حد ناپسند ہے اس لیے اگر کسی سے کوئی اختلاف ہو جائے یا مزاج کے خلاف کوئی بات ہو جائے تو سہولیت اور معقول گفتگو سے معاملات کو طے کر لینا نہایت ہی عمدہ اور بہترین عادت ہے۔ جھگڑے تکرار کی عادت کمینوں اور بدتہذیب لوگوں کا طریقہ ہے اور یہ عادت انسان کے لیے ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ کیونکہ جھگڑالو آدمی کا کوئی بھی دوست نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر شخص کی نگاہوں میں قابلِ نفرت ہو جاتا ہے اور لوگ اس کے جھگڑے کے ڈر سے اس کو منہ نہیں لگاتے اس سے بات نہیں کرتے۔

۱۵۔ کاہلی یہ ایسی منحوس عادت ہے کہ اس کی وجہ سے سینکڑوں دوسری خراب عادتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مکان، سامان، کپڑوں اور بدن کی گندگی برتنوں اور سامانوں کی بے ترتیبی وقت پر کھانے پینے سے محرومی، شوہر اور سسرال والوں کی ناراضگی، بچوں کا پھوہڑ پن، طرح طرح کی بیماریاں وغیرہ وغیرہ یہ ساری بلائیں اور مصیبتیں اسی کاہلی کے سب انڈے بچے ہیں۔ اسی لیے اس عادت کو ہرگز ہرگز اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہیئے بلکہ دینی و دنیاوی کاموں میں ہر وقت چاق و چوبند ہو کر لگے رہنا چاہیئے۔ خوب یاد رکھو! کہ محنتی آدمی ہر شخص کا پیارا ہوتا ہے۔ اور کاہل آدمی ہر ایک در سے پھٹکارا جاتا ہے۔ اور ہر کام میں مار پڑتی ہے۔

کاہل آدمی نہ دنیا کا کام کر سکتا ہے نہ دین کا۔ اسی لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا مانگا کرتے تھے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ۔ یعنی اے اللہ! میں کاہلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

۱۶۔ ضد اپنی کسی بات پر اس طرح اَڑ جانا کہ کوئی لاکھ سمجھائے مگر کسی کی بات اور سفارش قبول نہ کرے اس بُری خصلت کا نام "ضد" ہے یہ اس قدر خراب اور منحوس عادت ہے کہ آدمی کی دنیا و آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتی ہے۔ ایسے آدمی کو دنیا میں سب لوگ "ضدی" اور "ہٹ دھرم" کہنے لگتے ہیں اور کوئی بھی اس کو منہ لگانے اور اس سے بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ یہی وہ خبیث عادت تھی جس نے ابو جہل کو جہنم میں دھکیل دیا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں نے اس کو لاکھوں مرتبہ سمجھایا اور اُس نے شق القمر اور کنکریوں کے کلمہ پڑھنے کا معجزہ بھی دیکھ لیا مگر پھر بھی اپنی ضد پر اڑا رہا اور ایمان نہیں لایا۔ قرآن و حدیث میں یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں اور مخلص دوستوں کا مشورہ ضرور مان لے۔ اور مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کر کے اپنی رائے اور اپنی بات کو چھوڑ دے اور حق ظاہر ہو جانے کے بعد ہرگز ہرگز اپنی رائے اور اپنی بات پر ضد کر کے اُڑا نہ رہے۔ بہت سے آدمی خاص طور سے عورتیں اس بری عادت میں مُبتلا ہیں۔ خُدا کے لیے ان سب کو چاہیئے کہ اس بُری عادت کو چھوڑ کر دونوں جہان کی سعادتوں سے سرفراز ہوں۔

۱۷۔ بدگمانی بہت سے مردوں اور عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جہاں انہوں نے دو آدمیوں کو الگ ہو کر چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے دیکھا کہ فوراً ان کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ یہ میرے ہی متعلق کچھ باتیں ہو رہی ہیں اور میرے ہی خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے اسی طرح عورتیں اگر اپنے شوہروں کو اچھا لباس

پہن کر کہیں جانتے ہوئے دیکھتی ہیں یا شوہروں کو کسی عورت کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سُن لیتی ہیں تو ان کو فوراً اپنے شوہروں کے بارے میں یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ ضرور میرے شوہر کی فلانی عورت سے کچھ سانٹھ گانٹھ ہے۔ اسی طرح شوہروں کا حال ہے کہ اگر ان کی بیویاں میکے میں زیادہ ٹھہر گئیں یا میکہ کے رشتہ داروں سے بات یا ان کی خاطر و مدارت کرنے لگیں تو شوہروں کو یہ بدگمانی ہو جاتی ہے کہ میری بیوی فلاں فلاں مردوں سے محبت کرتی ہے کہیں کوئی بات تو نہیں ہے۔ بس اس بدگمانی میں طرح طرح کی جستجو اور ٹوہ لگانے کی فکر میں مبتلا ہو کر دن رات دماغ میں اَلَم غَلَم قسم کے خیالات کی کھچڑی پکانے لگتے ہیں۔ اور کبھی کبھی رائی کا پہاڑ اور پھانس کا بانس بنا ڈالتے ہیں۔

پیاری بہنو اور بھائیو! یاد رکھو کہ بدگمانیوں کی یہ عادت بہت بُری بلا اور بہت بڑا گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ ۔ یعنی بعض گمان گناہ ہیں۔

لہٰذا جب تک کھلی ہوئی دلیل سے تم کو کسی بات کا یقین نہ ہو جائے ہرگز ہرگز محض بے بنیاد گمانوں سے کوئی رائے قائم نہ کر لیا کرو۔

۱۸۔ کان کا کچا

بہت سے مردوں اور عورتوں میں یہ خراب عادت ہوا کرتی ہے کہ اچھا بُرا یا سچا جھوٹا جو آدمی بھی کوئی بات کہہ دے اس پر یقین کر لیتے ہیں اور بلا چھان بین اور تحقیقات کے اس بات کو مان کر اس پر طرح طرح کے خیالات و نظریات کا محل تعمیر کرنے لگتے ہیں یہ وہ عادتِ بد ہے کہ آدمی کو شکوک و شبہات کے دلدل میں پھنسا دیتی ہے اور خواہ مخواہ آدمی اپنے مخلص دوستوں کو دشمن بنا لیتا ہے اور خود غرض و فتنہ پرداز لوگ اپنی چالوں میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے خداوند قدوس نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

اِنۡ جَآءَكُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوۡۤا ۔ یعنی جب کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لو۔

مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کی خبر پر بھروسہ کر کے تم یقین مت کر لیا کرو۔ بلکہ خوب اچھی طرح تحقیقات اور چھان بین کر کے خبروں پر اعتماد کرو، ورنہ تم سے بڑی بڑی غلطیاں ہوتی رہیں گی۔ لہٰذا خبردار کان کے کچے مت بنو۔ اور ہر آدمی کی بات سن کر بلا تحقیقات کیے نہ مان لیا کرو۔

۱۹۔ ریا کاری

کچھ مردوں اور عورتوں کی یہ خراب عادت ہوتی ہے کہ وہ دین یا دنیا کا جو کام بھی کرتے ہیں۔ وہ شہرت نا موری اور دکھاوے کے لیے کرتے ہیں۔ اس خراب عادت کا نام "ریا کاری" ہے۔ اور یہ سخت گناہ کی بات ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ریا کاری کرنے والوں کو قیامت کے دن خدا کا منادی اس طرح میدانِ محشر میں پکارے گا کہ اے بد عہد، اے ریا کار تیرا عمل غارت ہو گیا اور تیرا اجر و ثواب برباد ہو گیا تو خدا کے دربار سے نکل جا اور اس شخص سے اپنا ثواب طلب کر جس کے لیے تو نے عمل کیا تھا۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۹۴)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس عمل میں ذرہ بھر بھی ریا کاری کا شائبہ ہو اس عمل کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا ہے۔ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جہنم میں ایک ایسی وادی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ریا کاری کرنے والے قاریوں کے لیے تیار فرمایا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۹۴)

۲۰۔ تعریف پسندی

کچھ مرد اور عورتیں اس خراب عادت میں مبتلا ہیں کہ جو شخص ان کے منہ پر ان کی تعریف کر دے وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں ان کے عیبوں کی نشاندہی کر دے۔ اس پر مارے غصہ کے آگ بگولہ ہو جاتے ہیں آدمی کی یہ خصلت بھی نہایت ناقص اور بہت بُری عادت ہے۔ اپنی تعریف کو پسند کرنا اور اپنی تنقید پر ناراض ہو جانا یہ بڑی بڑی گمراہیوں اور گناہوں کا سرچشمہ ہے اس لیے اگر کوئی شخص تمہاری تعریف کرے تو تم اپنے دل میں سوچو کہ اگر واقعی وہ خوبی تمہارے اندر موجود ہو تو تم پر اس خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو اس کی توفیق عطا فرمائی اور ہرگز

ہرگز اپنی اس خوبی پر اکڑ کر اور اترا کر خوش نہ ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی شخص تمہارے سامنے تمہاری خامیوں کو بیان کرے تو ہرگز ہرگز اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرو بلکہ اس کو اپنا مخلص دوست سمجھ کر اس کی قدر کرو اور اپنی خامیوں کی اصلاح کر لو اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ ہر تعریف کرنے والا دوست نہیں ہوا کرتا۔ اور ہر تنقید کرنیوالا دشمن نہیں ہوا کرتا۔ قرآن و حدیث کی مقدّس تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہو کر پھول جانے والا آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو بے حد ناپسند ہے اور اس قسم کے مردوں اور عورتوں کے اردگرد اکثر چاپلوسی کرنے والوں کا مجمع اکٹھا ہو جایا کرتا ہے اور یہ خود غرض لوگ تعریفوں کا پل باندھ کر آدمی کو بیوقوف بنایا کرتے ہیں۔ اور جھوٹی تعریفوں سے آدمی کو اُلّو بنا کر اپنا مطلب نکال لیا کرتے ہیں۔ اور پھر لوگوں سے اپنی مطلب برآری اور بیوقوف بنانے کی داستان بیان کر کے لوگوں کی خوش طبعی اور ہنسنے ہنسانے کا سامان فراہم کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہر مرد و عورت کو چاپلوسی کرنے والوں اور منہ پر تعریف کرنے والوں کی عیارانہ چالوں سے ہوشیار رہنا چاہیے۔ اور ہرگز ہرگز اپنی تعریف سن کر خوش نہ ہونا چاہیے۔

چند اچھی باتیں

ا۔ حلم غصہ کو برداشت کر لینا۔ اور غصہ دلانے والی باتوں پر غصہ نہ کرنا اس کو حلم اور بُردباری کہتے ہیں۔ یہ مسلمان کی بہت ہی بلند مرتبہ عادت ہے اور اس عادت والے کو خداوند قدوس دنیا و آخرت میں بڑے بڑے مراتب و درجات عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں رب العزت جل جلالہ نے فرمایا کہ:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔

یعنی غصہ کو پی جانیوالوں، اور لوگوں کو معاف کر دینے والوں اور اس قسم کے اچھے اچھے کام کرنیوالوں کو اللہ تعالیٰ اپنا محبوب

بنالیتا ہے۔"

اللہ اکبر! غصہ کو ضبط اور برداشت کرنے والوں کو خداوند قدوس اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ سبحان اللہ! کوئی بندہ یا بندی اللہ تعالیٰ کا محبوب اور پیارا بن جائے اس سے بڑھ کر اور کون سی دوسری نعمت ہو سکتی ہے؟

لہٰذا پیاری بہنو اور بھائیو! تم اپنی یہ عادت بنالو کہ کوئی کتنی ہی سخت بات تم کو کہہ دے مگر تم اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کر لو اور اگر غصہ آجائے تو غصہ کو پی جاؤ اور ہرگز ہرگز اپنے غصہ کا اظہار نہ کرو، نہ کوئی انتقام لو۔ اگر تم نے یہ عادت ڈال لی تو پھر یقین کر لو کہ تم خدا اور اس کی تمام مخلوق کے پیارے بن جاؤ گے۔ اور خداوند کریم بڑے بڑے درجات و مراتب کا تم کو تاج پہنا کر نیک بختی اور خوش نصیبی کا تاجدار بنا دے گا۔

۲۔ تواضع وانکساری اپنے کو دوسروں سے چھوٹا اور کمتر سمجھ کر دوسروں کی تعظیم و تکریم کے ساتھ خاطر و مدارات کرنی اس عادت کو تواضع اورانکساری کہتے ہیں۔ یہ نیک عادت درحقیقت جوہر نایاب ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو اس عادت کی توفیق دیتا ہے گویا اس کو خیر کثیر کا خزانہ عطا فرما دیتا ہے جو شخص ہر ایک کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھے گا وہ ہمیشہ گھمنڈ اور تکبر کی شیطانی خصلت سے بچا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو دونوں جہان میں سربلندی اور عزت و عظمت کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنا دے گا۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ۔

(احیاء العلوم جلد ۳ ص ۲۴۰)

یعنی جو شخص اللہ کی رضا جوئی کے لیے تواضع اورانکساری کی خصلت اختیار کریگا اللہ تعالیٰ اس کو سربلندی عطا فرمائے گا۔

حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ؎

مرا پیر دانائے روشن شہاب
دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش
دگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

یعنی مجھ کو میرے پیر عارفِ خدا اور روشن دل شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ نے دریائی سفر میں کشتی پر یہ دو نصیحتیں فرمائی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنے کو اچھا اور بڑا نہ سمجھو، اور دوسری یہ کہ دوسروں کو بُرا اور کمتر نہ سمجھو بلکہ سب کو اپنے سے بہتر اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھ کر دوسروں کے سامنے تواضع و انکساری کا مظاہرہ کرتے رہو اور خبردار ہرگز ہرگز کبھی بھی تکبر اور گھمنڈ کی شیطانی ڈگر پر چل کر دوسروں کو اپنے سے حقیر نہ سمجھو۔

یاد رکھو کہ تواضع اور عاجزی و انکساری کی عادت رکھنے والا آدمی ہر شخص کی نظروں میں عزیز ہو جاتا ہے اور متکبر آدمی سے ہر شخص نفرت کرنے لگتا ہے۔ اس لیے ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ تواضع کی عادت اختیار کرے اور کبھی بھی ہرگز تکبر اور گھمنڈ نہ کرے

۳۔ عفو و درگزر

اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ ظلم و زیادتی کر بیٹھے یا ایذا پہنچائے یا کسی سے کوئی خطا یا قصور ہو جائے یا تمہیں کسی طرح کا نقصان پہنچائے تو بدلہ و انتقام لینے کی بجائے اس کو معاف کر دینا۔ یہ بہت ہی بہترین خصلت اور نہایت ہی نفیس عادت ہے۔ لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دینا یہ قرآن مجید کا مقدس حکم اور رسولوں کا مبارک طریقہ ہے۔ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا

یعنی لوگوں کی خطاؤں کو معاف کر دو اور درگزر کی خصلت اختیار کرو۔ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے ان مجرموں اور خطا کاروں کو جنہوں نے برسوں تک آپ پر طرح طرح کے ظلم کیے تھے فتح مکہ کے دن جب یہ سب مجرمین آپ کے سامنے لرزتے اور کانپتے ہوئے آئے تو آپ نے ان سب مجرموں کی خطاؤں کو معاف فرما دیا۔ اور کسی سے بھی کوئی انتقام اور بدلہ نہیں لیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ تمام کفارِ مکہ نے اس اخلاقِ محمدی سے متاثر ہو کر کلمہ پڑھ لیا۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! تم بھی اپنی یہی عادت بنالو کہ گھر میں یا گھر کے باہر ہر جگہ لوگوں کے قصور کو معاف کر دو۔ اس سے لوگوں کی نظروں میں تمہارا وقار بڑھ جائیگا اور خداوند کریم بھی تم پر مہربان ہو کر تمہاری خطاؤں کو بخش دے گا۔

۴۔ صبر و شکر مصیبتوں اور جسمانی و روحانی تکلیفوں پر اپنے نفس کو اس طرح قابو میں رکھنا کہ نہ زبان سے کوئی بُرا لفظ نکلے نہ گھبرا گھبرا کر اور پریشان حال ہو کر ادھر اُدھر بھٹکنا اور بھاگتا پھرے بلکہ بڑی سے بڑی آفتوں اور مصیبتوں کے سامنے عزم و استقلال کے ساتھ جم کر ڈٹے رہنا اس کا نام "صبر" ہے۔ صبر کا کتنا بڑا ثواب اور اجر ہے۔ اس کو بچّہ بچّہ جانتا ہے۔ قرآن مجید میں خداوند کریم کا فرمان ہے کہ،

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ (البقرہ) — یعنی صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ہوا کرتی ہے۔

اور خداوند کریم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا کہ:

فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ — یعنی اے محبوب! اسی طرح صبر کریں جس طرح تمام ہمت والے رسولوں نے صبر کیا ہے۔

اس دنیا میں رنج و راحت اور غمی و خوشی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ہر شخص کو اس دنیاوی زندگی میں تکلیف اور آرام دونوں سے پالا پڑنا ضروری ہے۔ اس لیے ہر انسان پر لازم ہے کہ کوئی نعمت و راحت ملے تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور کوئی تکلیف و رنج پہنچے تو اس پر صبر کرے۔ غرض صبر کی عادت ایک نہایت ہی بہترین عادت ہے اور مثل مشہور ہے کہ صبر کا پھل ہمیشہ میٹھا ہوا کرتا ہے۔ اس لیے ہر مرد و عورت کو چاہیئے کہ صبر کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوٹے۔

۵۔ قناعت انسان کو جو کچھ خدا کی طرف سے مل جائے اس پر راضی ہو کر زندگی بسر کرتے ہوئے حرص اور لالچ کو چھوڑ دینا۔ اس کو "قناعت" کہتے ہیں۔ قناعت کی عادت انسان کے لیے خدا کی بہت بڑی نعمت ہے۔ قناعت پسند انسان سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال رہتا ہے اور حریص اور لالچی انسان ہمیشہ پریشان رہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے قناعت تونگرم گرداں — کہ ورائے تو ہیچ نعمت نیست

یعنی اے قناعت کی عادت تو مجھ کو تونگر اور مالدار بنا دے کیونکہ تجھ سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں ہے۔ ہر انسان خصوصاً عورتوں کو چاہیئے کہ ان کو بیٹے، شوہروں کی طرف سے جو کچھ مل جائے اس پر راضی رہ کر قناعت کریں۔ اور دوسری عورتوں کی دیکھا دیکھی حرص اور لالچ کی عادت سے ہمیشہ دور رہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی زندگی نہایت ہی سکون و اطمینان کے ساتھ بسر ہو گی اور نہ وہ خود پریشان حال رہیں گی نہ اپنے شوہر کو پریشانی میں ڈالیں گی۔

۶۔ رحم و شفقت خدا کی ہر مخلوق انسان ہو یا جانور اگر وہ رحم کے لائق ہوں تو ان پر رحم کرنا اور ان کے ساتھ مہربانی و شفقت کا سلوک اور برتاؤ کرنا یہ انسان کی بہترین خصلت اور اعلیٰ درجے کی قابلِ تعریف عادت ہے اور دنیا و آخرت میں اس پر بے حد ثواب ملتا ہے۔ حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ	رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے اے
اِرْحَمُوْا مَنْ فِى الْاَرْضِ يَرْحَمْكُمْ	لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تو آسمان والا
مَنْ فِى السَّمَآءِ۔	تم پر رحم فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۲۳ مجتبائی)

؎ کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر — خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

نرم خوئی، مہربانی اور رحم و کرم کی عادت خداوند کریم کی بہت بڑی نعمت ہے حدیث شریف میں ہے کہ جس کو رفق اور نرم دلی کی عادت خداوند کریم کی طرف سے عطا کر دی گئی اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا بہت بڑا حصہ مل گیا۔ اور جو نرم دلی اور رحم و مہربانی کی خصلت سے محروم کر دیا گیا۔ وہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۳۱ مجتبائی)

۷۔ خوش اخلاقی ہر ایک کے ساتھ خوش روئی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش

آنا یہ وہ پیغمبرانہ خصلت ہے جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ اَحْسَنُکُمْ اِخْلَاقًا (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۱) یقیناً تم سب مسلمانوں میں سب سے زیادہ مجھے وہ شخص محبوب ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں

ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے بہترین چیز جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا فرمائی ہے وہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "اچھے اخلاق"، اور آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن مومن کے میزان عمل میں سب سے زیادہ وزن دار نیکی اچھے اخلاق ہوں گے۔

(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۱ مجتبائی)

ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں، بلکہ ہر ملنے جلنے والے کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئے۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے لوگوں سے ملنا جلنا بہت بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی عادت اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ہر وقت گال پھلائے منہ لٹکائے اور پیشانی پر بل ڈالے ہوئے تیوری چڑھائے ہوئے ہر آدمی سے بداخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں وہ بہت ہی منحوس و مغرور ہیں اور وہ دنیا و آخرت کی سعادتوں اور خوش نصیبیوں سے محروم ہیں۔ نہ ان کو کبھی خوشی نصیب ہوتی ہے۔ نہ ان سے مل کر دوسروں کا دل خوش ہوتا ہے بلکہ ایسے مردوں اور عورتوں کے چہروں پر ہر وقت ایسی رعونت اور نحوست برستی رہتی ہے کہ ان کا چہرہ دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابھی ابھی سو کر اٹھے ہیں۔ اور ابھی منہ نہیں دھویا ہے۔

۸۔ حیاء ہر آدمی خصوصاً عورتوں کے حق میں حیاء کی عادت وہ انمول زیور ہے جو عورت کی عفت و پاکدامنی اور نسوانیت کے حسن و جمال کی جان ہے جس مرد یا عورت میں حیاء کا جوہر ہوگا وہ تمام عیب لگانے والے اور برے کاموں سے فطری طور پر رُک جائے گا اور تمام رذائل سے پاک و صاف رہ کر اچھے

اچھے کاموں اور فضائل و محاسن کے زیورات سے آراستہ ہو جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔ یعنی حیا درخت ایمان کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔

(بخاری شریف جلد ۱ کتاب الایمان ص ۶)

۹۔ صفائی ستھرائی

یہ مبارک عادت بھی مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی ستھرائی انسان کے وقار و شرافت کا آئینہ دار، اور محبوب پروردگار ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان و سامان، اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے، گندگی اور پھوہڑپن انسان کی عزت و عظمت کے بدترین دشمن ہیں۔ اس لیے ہر مرد و عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادات ڈالنی چاہیئے۔ صفائی ستھرائی سے صحت و تندرستی بڑھتی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں بیماریاں دور ہو جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھوہڑ اور میلے کچیلے رہنے والے لوگوں سے بے حد نفرت تھی۔ چنانچہ آپ اپنے صحابہ کرام کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کا حکم دیتے رہتے اور اس کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

پھوہڑ عورتیں جو صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتی ہیں وہ ہمیشہ شوہروں کی نظروں میں ذلیل و خوار رہتی ہیں بلکہ بہت سی عورتیں کو ان کے پھوہڑپن کی وجہ سے طلاق مل جاتی ہے۔ اس لیے عورتوں کو صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۰۔ سادگی

خوراک، پوشاک، سامان زندگی، رہن سہن ہر چیز میں بے جا تکلفات سے بچنا اور زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی رکھنا یہ بہت ہی پیاری

عادت اور نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ سادہ طرز زندگی میں امیری ہو یا فقیری ہر جگہ ہر حال میں راحت ہی راحت ہے۔ اس عادت والا آدمی نہ کسی پر بوجھ بنتا ہے نہ خود قسم قسم کے بوجھوں سے زیر بار ہوتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی مقدس بیویوں کا وہ مبارک طریقہ ہے جو تمام دنیا کے مردوں اور عورتوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہیئے کہ سادگی کی زندگی بسر کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنّتِ کریمہ پر عمل کرے اور دنیا و آخرت کی راحتوں اور سعادتوں سے سرفراز ہو!

۱۱۔ سخاوت اپنی طاقت اور حیثیت کے لحاظ سے سخاوت کی عادت ایک نہایت ہی نفیس خصلت ہے۔ چنانچہ کنجوسی کے بیان میں سخاوت کی فضیلت اور اس کے بارے میں حدیث شریف ہم تحریر کر چکے ہیں۔

۱۲۔ شیریں کلامی ہر آدمی سے بات چیت کرنے میں نرم لہجہ اور شیریں زبانی کے ساتھ گفتگو کی عادت یہ انسانی خصائل میں سے بہترین عادت ہے اس سے ہر آدمی کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ گفتگو میں کڑوا لہجہ، چیخنا چلانا ڈانٹ پھٹکار، منہ بگاڑ کر جواب دینا، یہ اتنی مردود عادتیں ہیں کہ ان سے آدمی ہر ایک کی نظر میں قابلِ نفرت ہو جاتا ہے۔

گناہوں کا بیان

گناہ کی دو قسمیں ہیں، گناہ صغیرہ (چھوٹے چھوٹے گناہ) گناہ کبیرہ (بڑے بڑے گناہ) گناہ صغیرہ نیکیوں اور عبادتوں کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں۔ لیکن گناہ کبیرہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی سچی توبہ کر کے اہلِ حقوق سے ان کے حقوق کو معاف نہ کرا لے۔

گناہ کبیرہ کس کو کہتے ہیں؟ گناہ کبیرہ ہر اس گناہ کو کہتے ہیں۔ جس سے بچنے

پاک خداوند قدوس نے مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ (حاشیہ بخاری ص ۳۶)

اور بعض علماء کرام نے فرمایا کہ ہر وہ گناہ جس کے کرنے والے پر اللہ و رسول نے وعید سنائی یا لعنت فرمائی یا عذاب و غضب کا ذکر فرمایا وہ گناہ کبیرہ ہے۔
(فیوض الباری جلد ا ص ۴۰۵)

گناہ کبیرہ کون کون سے ہیں؟

گناہ کبیرہ کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ان میں سے چند مشہور کبیرہ گناہوں کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

(۱) شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) خون ناحق کرنا (۴) سود کھانا

(۵) یتیم کا مال کھانا (۶) جہاد کفار سے بھاگ جانا (۷) پاک دامن عورتوں مردوں پر زنا کی تہمت لگانا (۸) زنا کرنا (۹) اغلام بازی کرنا۔

(۱۰) چوری کرنا (۱۱) شراب پینا (۱۲) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (۱۳) ظلم کرنا (۱۴) ڈاکہ ڈالنا (۱۵) ماں باپ کو تکلیف دینا

(۱۶) حیض و نفاس کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا (۱۷) جوا کھیلنا

(۱۸) صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنا (۱۹) اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا

(۲۰) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہو جانا (۲۱) ناچ دیکھنا (۲۲) عورتوں کا بے پردہ ہو کر پھرنا۔ (۲۳) ناپ تول میں کمی کرنا (۲۴) چغلی کھانا

(۲۵) غیبت کرنا (۲۶) دو مسلمانوں کو آپس میں لڑا دینا (۲۷) امانت میں خیانت کرنا (۲۸) کسی کا مال یا زمین و سامان وغیرہ غصب کر لینا

(۲۹) نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ فرائض کو چھوڑ دینا (۳۰) مسلمانوں کو گالی دینا، اُن سے ناحق طور پر مار پیٹ کرنا وغیرہ وغیرہ سینکڑوں کبیرہ گناہ ہیں۔ جن سے بچنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی ان گناہوں سے روکنا لازم اور ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی مسلمان کو کوئی گناہ کرتے دیکھے تو اس پر

لازم ہے کہ اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو گناہ کرنے سے روک دے۔ اور اگر ہاتھ سے اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کردے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو کم سے کم اپنے دل سے اس گناہ کو بُرا سمجھ کر اس سے بیزاری ظاہر کردے اور یہ ایمان کا نہایت ہی کمزور درجہ ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۶ مجتبائی)

اور ایک اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ کوئی آدمی کسی قوم میں رہ کر گناہ کا کام کرے اور وہ قوم قدرت رکھتے ہوئے بھی اس آدمی کو گناہ کرنے سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ اس ایک آدمی کے گناہ کے سبب سے پوری قوم کو ان کے مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۷)

گناہوں سے دنیاوی نقصان

گناہوں سے آخرت کا نقصان اور عذاب جہنم کی سزاؤں اور قبر میں قسم قسم کے عذابوں میں مبتلا ہونا اس کو تو ہر شخص جانتا ہے مگر یاد رکھو کہ گناہوں کی نحوست سے آدمی کو دنیا میں بھی طرح طرح کے نقصان پہنچتے رہتے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) روزی کم ہو جانا (۲) بلاؤں کا ہجوم (۳) عُمر گھٹ جانا (۴) دل میں اور بعض مرتبہ تمام بدن میں اچانک کمزوری پیدا ہو کر صحت خراب ہو جانا (۵) عبادتوں سے محروم ہو جانا (۶) عقل میں فتور پیدا ہو جانا (۷) لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جانا (۸) کھیتوں اور باغوں کی پیداوار میں کمی ہو جانا (۹) نعمتوں کا چھن جانا (۱۰) ہر وقت دل کا پریشان رہنا (۱۱) اچانک لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہو جانا (۱۲) اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کے نیک بندوں کی لعنتوں میں گرفتار ہو جانا (۱۳) چہرے سے ایمان کا نور نکل جانے سے چہرے کا بے رونق ہونا (۱۴) شرم و غیرت کا جاتا رہنا (۱۵) ہر طرف سے ذلتوں، رسوائیوں اور ناکامیوں کا ہجوم ہو جانا (۱۶) مرتے وقت

منہ سے کلمہ کا نہ نکلنا وغیرہ وغیرہ۔ گناہوں کی نحوست سے بڑے بڑے دنیاوی نقصان ہوا کرتے ہیں۔

عبادتوں کے دنیاوی فوائد!

عبادتوں سے آخرت کے فوائد تو ہر شخص کو معلوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار بندوں کو آخرت میں جنّت کی بے شمار نعمتیں عطا فرمائے گا۔ لیکن اس سے غافل نہ رہو کہ عبادت سے آخرت کے فائدوں کے علاوہ عبادت کی برکت سے بہت سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ مثلاً

(۱) روزی بڑھنا (۲) مال سامان اولاد ہر چیز میں برکت ہونا (۳) بہت سی دنیاوی تکلیفوں اور پریشانیوں کا دفع ہو جانا (۴) بہت سی بلاؤں کا ٹل جانا (۵) سب کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو جانا (۶) نورِ ایمان کی وجہ سے چہرے کا بارونق ہو جانا (۷) عمر کا بڑھ جانا (۸) پیداوار میں خیر و برکت ہو جانا (۹) بارش ہونا (۱۰) ہر جگہ عزت و آبرو ملنا (۱۱) فاقہ سے بچنا (۱۲) دن بدن نعمتوں میں ترقی ہونا (۱۳) بہت سی بیماریوں سے شفاء پا جانا (۱۴) آئندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ پہنچنا (۱۵) شادمانی و مسرت اور اطمینانِ قلب کی زندگی نصیب ہونا۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دنیاوی فائدے ہیں جو عبادت کی برکت سے حاصل ہوتے ہیں۔

عبادت کی شان

رحمتِ کبریا عبادت ہے! راحتِ مصطفیٰ عبادت ہے
حُسنِ نورِ خدا عبادت ہے طلعتِ جاں فزا عبادت ہے
حاصلِ زیست معرفت حق کی خلق کا مدّعا عبادت ہے

دونوں عالم کا ہے بھلا اس سے | دولتِ بے بہا عبادت ہے
یہ خدا سے تجھے ملائے گی! | قبلۂ حق نما عبادت ہے
روشنی معرفت کی گر چاہو | چشمِ دل کی ضیا عبادت ہے
رُوح کو ملتی ہے توانائی | ہر مرض کی دوا عبادت ہے
اعظمی کر علاج عصیاں کا | معصیت کی شفا عبادت ہے

رسومات

محبت خصومات میں کھو گئی　　یہ اُمت رسومات میں کھو گئی

مسلمانوں کی رسموں کا بیان

جب تک اسلام عرب کی زمین تک محدود رہا اس وقت تک مسلمانوں کا معاشرہ اور ان کا طرزِ زندگی بالکل ہی سیدھا سادہ اور ہر قسم کی رسومات اور بدعات و خرافات سے پاک رہا۔ لیکن جب اسلام عرب سے باہر دوسرے ملکوں میں پہنچا تو دوسری قوموں اور دوسرے مذہب والوں کے میل جول اور ان کے ماحول کا اسلامی معاشرہ اور مسلمانوں کے طریقۂ زندگی پر بہت زیادہ اثر پڑا اور کفار و مشرکین اور یہود و نصارٰی کی بہت سی غلط سلط اور من گھڑت رسموں کا مسلمانوں پر ایسا جارحانہ حملہ ہوا اور مسلمان ان مشرکانہ رسموں میں اس قدر ملوث ہو گئے کہ اسلامی معاشرہ کا چہرہ مسخ ہو گیا۔ اور مسلمان رسم و رواج کی بلاؤں میں گرفتار ہو کر خیر القرون کی سیدھی سادھی اسلامی طرزِ زندگی سے بہت دُور ہو گئے۔ چنانچہ خوشی غمی، پیدائش و موت، ختنہ، شادی بیاہ وغیرہ مسلمانوں کی جملہ تقریبات بلکہ مسلمانوں کی زندگی و موت کے ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر قسم قسم کی رسموں کی فوجوں کا اس طرح عمل دخل ہو گیا ہے کہ مسلمان اپنی تقریبات کو باپ داداؤں کی ان روایتی رسموں سے الگ کر ہی نہیں سکتے۔ اور یہ حال ہو گیا ہے کہ ؎

یہ امت روایات میں کھو گئی　　حقیقت خرافات میں کھو گئی

ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں کی تقریبات میں جن رسموں کا رواج پڑ گیا ہے ان

کے بارے میں تین قسم کے مکتبِ خیال کے لوگ ہیں جو اپنے اپنے مسلک کا اعلان کرتے رہتے ہیں۔

اوّل ۔ لال، پیلے، ہرے رنگ کے لباسوں والے گیسو دراز قسم کے رنگین مزاج باباؤں کا گروہ جو تصوّف کا لبادہ اوڑھے ہوئے صوفی بنے پھرتے ہیں۔ ان حقیقت و معرفت کے ٹھیکیداروں نے تو تمام خرافات اور خلافِ شریعت رسُومات کو جائز ٹھہرا رکھا ہے۔ یہاں تک کہ ڈھولک اور طبلہ کی تھاپ اور ہارمونیم اور سارنگی کے راگ پر ان لوگوں کو معرفت کی معراج حاصل ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے اپنی جہالت سے مسلم معاشرہ کو تہس نہس اور اسلام کے مقدس چہرہ کو خرافات و بدعات اور خلافِ شریعت رسومات کے داغ دھبّوں سے مسخ کر ڈالا ہے یہ لوگ بلاشبہ خطاکار ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں کی صحبت اور ان لوگوں کی پیروی سے ہمیشہ بچتے رہیں۔

دوم ۔ وہابیوں دیوبندیوں کا فرقہ ہے۔ جنہوں نے اصلاح کے نام سے اسلامی معاشرہ اور دینِ اسلام کی حجامت بنا ڈالی ہے، ان لوگوں نے یہ ظلم کیا ہے کہ مسلم معاشرہ کی جائز و ناجائز تمام رسومات کو حرام و بدعت بلکہ کفر و شرک ٹھہرا دیا ہے۔ اور یہ لوگ یہاں تک حد سے بڑھ گئے کہ دولہا کے سر پر سہرا باندھنے کو کفر و شرک لکھ دیا اور زیب و زینت کے لیے دیواروں پر دیوار گیری اور چھتوں میں چھت گیری لگانے کو بدعت اور حرام لکھ مارا۔ اور دوسری بہت سی جائز چیزوں کو مثلاً قبروں پر چادر ڈالنے، بزرگوں کی نیاز، فاتحہ دلانے، مردوں کا تیجہ، چالیسواں کرنے کو بدعت و حرام قرار دے دیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں کو حرام، و بدعت قرار دے دیا۔ میلاد شریف کی مجلسوں کو حرام و بدعت بلکہ کنہیا کے جنم سے بدتر لکھ دیا۔ قیام و سلام کو ناجائز و ممنوع قرار دیا۔ بزرگانِ دین کے عرسوں کو ناجائز اور حرام لکھا۔ محرم میں

ذکرِ شہادت اور سبیلوں سے منع کیا۔ اور لطف یہ ہے کہ ان لوگوں سے جب ان رسومات کے کفر و شرک اور بدعت و حرام ہونے پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ ہم لوگوں نے احتیاطاً ان چیزوں کو کفر و شرک اور حرام و بدعت لکھ دیا ہے تاکہ لوگ ڈر کر ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ خدا کے لیے کوئی ان سے پوچھے کہ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو کفر و شرک اور حرام و ناجائز ٹھہرانا یہ احتیاط ہے یا اعلیٰ درجے کی بے احتیاطی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال بنایا ہے۔ ان کو کفر و شرک اور حرام بتانا۔ یہ اللہ تعالیٰ پر افتراء و تہمت ہے۔ اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ط — یعنی اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگائے۔

بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جن رسموں کو اللہ و رسول نے حرام نہیں بتایا ان کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر حرام ٹھہرانا یہ خود بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان لوگوں سے بھی الگ تھلگ رہیں۔ اور ہرگز ہرگز ان لوگوں کی پیروی نہ کریں۔

سوم۔ ہم سب اہل سنت و جماعت کا مقدس طبقہ ہے جس کے بڑے بڑے علمبرداروں میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ و مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ و مولانا فضل رسول بدایونی، و مولانا فضل حق خیر آبادی و مولانا بحر العلوم لکھنوی و اعلیحضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وغیرہ بزرگانِ دین ہیں۔ اہلسنت و جماعت کے ان مقدس بزرگوں کا مسلمانوں کی رسموں کے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کی وہ رسمیں جن کو شریعت نے منع کیا ہے وہ تو یقیناً حرام و ناجائز ہیں مثلاً ناچ، گانا، باجہ بجانا، آتش بازی، دولہا کو چاندی سونے کے زیورات پہنانا تقریبات میں عورتوں مردوں کا بے پردگی کے ساتھ جمع ہونا۔ گھر کے اندر عورتوں

کے درمیان دولہا کو بلانا اور عورتوں کا بے پردہ اس کے سامنے آنا۔ اور سالیوں وغیرہ کا ہنسی مذاق کرنا۔ دُولہا کے جوتوں کو چرا لینا، پھر زبردستی دُولہا سے انعام وصول کرنا وغیرہ وغیرہ۔

لیکن شریعت نے جن رسموں کو جائز قرار دیا۔ یا وہ رسمیں جن کے بارے میں شریعت خاموش ہے۔ ان کو ہرگز ہرگز ناجائز اور حرام قرار نہیں جا سکتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے نہ ثابت ہو اس وقت تک اُسے حرام و ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ خواہ مخواہ مسلمانوں کی تمام رسموں کو کھینچ تان کر ممنوع اور حرام قرار دینا، اور بلا وجہ مسلمانوں کو بدعتی اور حرام کا مرتکب کہنا یہ بہت بڑی زیادتی اور دین میں حد سے بڑھ جانا ہے، کیونکہ ہر شخص یہ جانتا ہے کہ مسلمانوں کی رسموں اور روایتوں کی بنیاد عرف پر ہے۔ یہ کوئی مسلمان بھی نہیں سمجھتا کہ یہ سب رسمیں شرعًا واجب یا سنّت یا مستحب ہیں۔ بعض مولویوں کا یہ کہنا کہ چونکہ فلاں رسم کو لوگ فرض سمجھنے لگے ہیں، اور اس کو کبھی ترک نہیں کرتے ہیں۔ اس لیے لوگوں کو ہم اس رسم سے روکتے ہیں کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض سمجھنے لگے ہیں۔

مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ یہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے، اور درحقیقت یہ لوگ خود بھی دھوکے میں ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا کرنے والا اس کو فرض سمجھتا ہے کسی چیز کو ہمیشہ کرتے رہنا یہ اور بات ہے اور اس کو فرض سمجھ لینا اور بات ہے۔ دیکھو وضو کرنے والا ہمیشہ وضو میں کانوں اور گردن کا مسح ضرور کرتا ہے کبھی بھی گردن اور کانوں کے مسح کو نہیں چھوڑتا۔ تو کیا کوئی بھی اُس پر یہ الزام لگا سکتا ہے؟ کہ وہ سر کے مسح کی طرح گردن اور کانوں کے مسح کو بھی فرض سمجھتا ہے۔ حالانکہ کانوں اور گردن کا مسح سنّت و مستحب ہے۔ اور کیا کوئی بھی اس کی جسارت کر سکتا ہے کہ لوگوں کو کانوں اور گردن کے مسح سے منع کر دے کہ لوگ ایک غیر فرض کو فرض

سمجھنے لگے ہیں۔

بس اسی طرح سمجھ لو کہ لوگ ہمیشہ عید کے دن سوّیاں اور شب برات کو حلوہ پکاتے ہیں اور میلاد شریف میں ہمیشہ شیرینی بانٹتے ہیں اور کبھی بھی اس کو ترک نہیں کرتے جگہ اس کو ہمیشہ کرنے سے یہ الزام نہیں آتا کہ لوگ ان کاموں کو فرض سمجھنے لگے ہیں جس طرح گردن اور کانوں پر ہمیشہ مسح کرنے والا ہمیشہ کرتے کے باوجود یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ کانوں اور گردن کا مسح فرض نہیں ہے بلکہ سنّت و مستحب ہے۔ اسی طرح ہمیشہ عید کو سوّیاں اور شب برات کو حلوہ پکانے والا یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ فرض نہیں ہیں بلکہ جائز و مباح ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ کسی چیز کو فرض سمجھنا یا فرض نہ سمجھنا اس کا تعلق عقیدہ سے ہے نہ کہ عمل سے، کہاں عمل؟ اور کہاں عقیدہ؟ عمل اور چیز ہے اور عقیدہ اور چیز، دونوں میں بڑا فرق ہے۔

بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں رواج پا جانے والی تمام رسومات حرام و ناجائز نہیں بلکہ کچھ رسمیں ناجائز ہیں اور کچھ جائز۔ اور جائز رسموں کو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جائز رسموں کی پابندی اسی حد تک کر سکتا ہے کہ کسی فعلِ حرام میں مبتلا نہ ہو۔

چند بُری رسمیں

اکثر جگہوں میں رواج ہے کہ بچّوں کی پیدائش یا عقیقہ یا ختنہ یا شادی بیاہ کے موقعوں پر محلّہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔ یہ ناجائز و حرام ہے کہ اوّلاً ڈھول بجانا ہی حرام، پھر عورتوں کا گانا اور زیادہ بُرا۔ عورت کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی۔ اور وہ بھی عشق اور ہجر و وصال کے اشعار اور گیت ظاہر ہے کہ یہ کتنے فتنوں کا سرچشمہ ہے۔ اسی طرح عورتوں کا رتجگا بھی ہے کہ رات بھر عورتیں گاتی بجاتی رہتی ہیں اور گلگلے پکتے رہتے ہیں۔ پھر صبح کو گاتی بجاتی ہوئی مسجد میں طاق بھرنے کے لیے جاتی ہیں۔ اس میں بہت سی خرافات پائی جاتی ہیں۔ نیاز گھر میں بھی ہو سکتی ہے۔ اور اگر

مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جا سکتے ہیں، عورتوں کو جانے کی کیا ضرورت ہے؟ ان عورتوں کے ہاتھ میں ایک آٹے کا بنا ہوا چار بتیوں والا چراغ بھی ہوتا ہے جو گھی سے جلایا جاتا ہے۔ غور کیجئے کہ جب صبح ہو گئی تو چراغ کی کیا ضرورت؟ اور اگر چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا چراغ کافی ہے۔ آٹے کا چراغ بنانا اور تیل کی جگہ گھی جلانا، بالکل ہی اسراف اور فضول خرچی اور مال کو برباد کرنا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ دولہا دلہن کو اُبٹن ملوانا۔ مائیوں بٹھانا جائز ہے۔ لیکن دولہا کے ہاتھ پاؤں میں زینت کے لیے مہندی لگانا جائز نہیں ہے۔ یوں ہی دولہا کو ریشمی پوشاک یا زیورات پہننا پہنانا حرام ہے۔ خالص پھولوں کا سہرا جائز ہے۔ بلا وجہ اس کو ممنوع نہیں کہا جا سکتا۔ ہاں سونے چاندی کے تاروں، گوٹوں، لچھوں اور کلابتوں وغیرہ کا بنا ہوا ہار یا سہرا دولہا کے لیے حرام اور دلہن کے لیے جائز ہے۔ ناچ، باجہ، آتش بازی حرام ہیں شادیوں میں دو قسم کے ناچ کرائے جاتے ہیں۔ ایک رنڈیوں کا ناچ جو مردوں کی محفل میں ہوتا ہے۔ دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی یا مراثن ناچتی ہے۔ اور کمر کو لٹکے مٹکا کر اور ہاتھوں سے چمکا چمکا کر تماشہ کرتی ہے۔ یہ دونوں قسم کے ناچ حرام و ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ ایک نامحرم عورت کو سب مرد بے پردہ دیکھتے ہیں یہ آنکھوں کا زنا ہے۔ اس کی شہوت انگیز آواز کو سنتے ہیں۔ یہ کانوں کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے۔ بعض اسکی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں یہ ہاتھوں کا زنا ہے۔ بعض اس کی طرف چل کر داد دیتے ہیں اور انعام کا روپیہ دیتے ہیں۔ یہ پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کر لیتے ہیں یہ اصل زنا ہے۔

آتش بازی خواہ شب برات میں ہو یا شادی بیاہ میں ہر جگہ ہر حال میں حرام ہے اور اس میں کئی گناہ ہیں۔ یہ اپنے مال کو فضول برباد کرنا ہے۔ قرآن مجید میں فضول مال خرچ کرنے والے کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے اور ان لوگوں سے اللہ و رسول

بیزار ہیں۔ پھر اس میں ہاتھ پاؤں جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے۔ اور بلا وجہ جان و مال کو ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا شریعت میں حرام ہے۔

اسی طرح شادی بیاہ میں دولہا کو مکان کے اندر بلانا اور عورتوں کا سامنے آکر یا تاک جھانک کر اس کو دیکھنا، اس سے مذاق کرنا، اس کے ساتھ چوتھی کھیلنا یہ سب رسمیں حرام و ناجائز ہیں۔ شادیوں یا دوسرے موقعوں پر خاصدان، عطردان، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ۔ چاندی سونے کا استعمال کرنا، بہت باریک کپڑے پہننا یہ سب رسمیں ناجائز ہیں۔

عقیقہ میں بس اس قدر سنّت ہے کہ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچّا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دینا اور بچے کے سر میں زعفران لگا دینا۔ یہ سب کام تو ثواب کے ہیں باقی اس کے علاوہ جو رسمیں ہوتی ہیں کہ نائی سر مونڈنے کے بعد سب کنبہ و برادری کے سامنے کٹوری ہاتھ میں لے کر اپنا حق مانگتا ہے اور لوگ اس کٹوری میں پیسے ڈالتے ہیں اور برادری کے لوگ جو کچھ نائی کی کٹوری میں ڈالتے ہیں۔ وہ گھر والے کے ذمہ ایک قرض ہوتا ہے کہ جب ان دینے والوں کے یہاں عقیقہ ہوگا تو یہ لوگ اتنی ہی رقم ان کے نائی کی کٹوری میں ڈالیں گے۔ اسی طرح سوپ میں کچّا اناج رکھ کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عقیقہ میں لوگوں نے یہ رسم مقرر کر لی ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا بھی ذبح کیا جائے یہ سب رسمیں بالکل ہی لغو ہیں۔ شریعت میں فقط اتنی بات ہے کہ نائی کو سر مونڈنے کی اُجرت دے دی جائے اور بکرا خواہ سر مونڈنے سے پہلے ذبح کریں خواہ بعد میں سب جائز و درست ہے۔ اسی طرح ختنہ میں بعض جگہ اس رسم کی بے حد پابندی کی جاتی ہے کہ بچے کا لباس، بستر، چادر سب کچھ سُرخ رنگ کا تیار کیا جاتا ہے۔

اور چوبیس گھنٹے بچہ کے ہاتھ میں چاقو یا چھری کا رکھنا لازم سمجھا جاتا ہے۔ یہ سب رسمیں من گھڑت خرافات ہیں۔ شریعت سے ان باتوں کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جہیز ماں باپ کچھ کپڑے، کچھ زیورات، کچھ سامان، برتن، پلنگ، بستر، میز، کرسی تخت، جائے نماز، قرآن مجید، دینی کتابیں وغیرہ لڑکی کو دے کر اس کو سسرال بھیجتے ہیں۔ یہ لڑکی کا جہیز کہلاتا ہے۔ بلاشبہ یہ جائز ہے بلکہ سنت ہے۔ کیونکہ ہمارے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی پیاری بیٹی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جہیز میں کچھ سامان دے کر رخصت فرمایا تھا۔ لیکن یاد رکھو کہ جہیز میں سامان کا دینا یہ ماں باپ کی محبت و شفقت کی نشانی ہے اور ان کی خوشی کی بات ہے۔ ماں باپ پر لڑکی کو جہیز دینا فرض و واجب نہ ہے۔ لڑکی اور داماد کے لیے ہرگز ہرگز یہ جائز نہیں ہے کہ وہ زبردستی ماں باپ کو مجبور کر کے اپنی پسند کا سامان جہیز میں وصول کریں۔ ماں باپ کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مگر جہیز میں اپنی پسند کی چیزوں کا تقاضا کرنا اور ان کو مجبور کرنا کہ وہ قرض لے کر بیٹی داماد کی خواہش پوری کریں۔ یہ خلاف شریعت بات ہے بلکہ آج کل ہندوؤں کے تلک جیسی رسم مسلمانوں میں بھی چل پڑی ہے کہ شادی طے کرتے وقت ہی یہ شرط لگا دیتے ہیں کہ جہیز میں فلاں فلاں سامان اور اتنی اتنی بڑی رقم دینی پڑے گی۔ چنانچہ بہت سے غریبوں کی لڑکیاں اسی لیے بیاہی نہیں جا رہی ہیں کہ ان کے ماں باپ لڑکی کے جہیز کی مانگ پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ یہ رسم یقیناً خلافِ شریعت ہے اور جبراً قہراً ماں باپ کو مجبور کر کے زبردستی جہیز لینا یہ ناجائز ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس بری رسم کو ختم کر دیں۔

تہواروں کی رسمیں مسلمانوں میں یہ رواج ہے کہ عید کے دن سویاں پکاتے ہیں بقرعید کے دن گوشت بھری پوریاں اور قسم قسم کے کباب تیار کرتے ہیں۔ شب برات میں حلوہ پکاتے ہیں۔ محرم میں کھچڑا پکاتے ہیں۔ شربت

بناتے ہیں جب کے مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکاتے ہیں۔ اور بزرگوں کی فاتحہ دلاتے ہیں۔ آپس میں مل جل کر کھاتے کھلاتے ہیں۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کے یہاں تحفہ بھیجتے ہیں۔ ایک دوسرے کے بچوں کو تہواریاں دیتے ہیں۔ ان سب رسموں میں چونکہ شریعت کے خلاف کوئی بات نہیں ہے اس لیے یہ سب رسمیں جائز ہیں۔ بعض فرقوں والے ان چیزوں کو ناجائز بتاتے ہیں۔ اور نیاز فاتحہ کے کھانوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مسلمانوں کے سر پر یہ الزام تھوپتے ہیں کہ مسلمان ان رسموں کو فرض و واجب سمجھتے ہیں۔ اور طرح طرح سے کھینچ تان کر ان جائز رسموں کو ممنوع و حرام بناتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا ظلم اور زیادتی ہے کہ خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو بلا کسی شرعی دلیل کے حرام ٹھہراتے ہیں۔ ان رسموں کو ہرگز ہرگز کوئی مسلمان فرض و واجب نہیں سمجھتا بلکہ ہر مسلمان ان باتوں کو ایک جائز رسم و رواج ہی سمجھ کر کیا کرتا ہے۔ اور یقیناً یہ سب باتیں جائز ہیں بلکہ اگر اچھی نیّت سے ہوں تو مستحب اور کارِ ثواب بھی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مہینوں اور دنوں کی نحوست

جاہل عورتوں میں یہ رسم و رواج ہے کہ وہ ذوالقعدہ کے مہینہ کو "خالی کا چاند" اور صفر کے مہینہ کو "تیرہ تیزی" کہتی ہیں اور ان دونوں مہینوں کو منحوس سمجھتی ہیں اور ان دونوں مہینوں میں شادی بیاہ اور ختنہ وغیرہ کو نامبارک جانتی ہیں۔ اسی طرح ہر مہینے کی ۳-۱۳-۲۳ تاریخوں اور ۸-۱۸-۲۸ تاریخوں کو منحوس سمجھ کر ان تاریخوں میں شادی بیاہ اور دوسری تمام تقریبات کرنے کو بہت ہی برا اور نحوست والا کام سمجھتی ہیں کچھ جاہل مرد اور عورتیں قمر در عقرب میں شادی بیاہ کرنے کو منحوس اور نامبارک مانتے ہیں۔ اسی طرح بدھ کے دن کو منحوس سمجھ کر کچھ لوگ اس دن سفر نہیں کرتے۔ کچھ عورتیں ان مہینوں اور تاریخوں کی نحوست سے بچنے کے لیے طرح طرح کے ٹوٹکے کرتی کراتی ہیں۔ کہیں کہیں رواج ہے کہ تیرہویں کو کچھ گھونگنیاں

پکاکر تقسیم کرتے ہیں تاکہ اس تاریخ کی نحوست سے حفاظت رہے۔ کان کھول کر سن لو اور یاد رکھو کہ اس قسم کے سارے اعتقادات سراسر شریعت کے خلاف ہیں۔ اور گناہ کی باتیں ہیں۔ اس لیے ان اعتقادوں سے توبہ کرنا چاہیئے۔ شریعت اسلام میں ہرگز ہرگز نہ کوئی مہینہ منحوس ہے نہ کوئی تاریخ نہ کوئی دن، ہر مہینہ ہر تاریخ ہر دن اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو نہ منحوس بنایا ہے نہ نامبارک۔ یہ سب اعتقاد مشرکوں، نجومیوں اور رافضیوں کے من گھڑت عقیدوں کی پیداوار ہیں جو جاہل عورتوں میں چل پڑے ہیں۔ ان رسموں کو مٹانا بہت ضروری ہے اس لیے عزیز بہنو! تم خود بھی ان اعتقادوں سے بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس جہاد کا تم کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

محرم کی رسمیں محرم کے مہینے میں صرف اتنی بات ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے مقدس روضوں کی تصویر یا نقشہ بنا کر رکھنا اور ان کو دیکھنا یہ تو جائز ہے کیونکہ یہ ایک غیر جاندار چیز کی تصویر یا نقشہ ہے۔ لہٰذا جس طرح کعبہ، بیت المقدس، نعلین شریفین وغیرہ کی تصویریں اور ان کے نقشے بنا کر رکھنے کو شریعت نے جائز ٹھہرایا ہے۔ اسی طرح شہداء کربلا کے روضوں کی تصویریں اور نقشے بھی یقیناً جائز ہی رہیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ محرم کے مہینے میں جو بہت سی بدعتیں اور خرافاتی رسمیں چل پڑی ہیں۔ وہ یقیناً ناجائز اور گناہ کے کام ہیں۔ مثلاً ہر سال سینکڑوں ہزاروں روپے کے خرچ سے روضہ کربلا کا نقشہ بنا کر اس کو پانی میں ڈبو دینا یا زمین میں دفن کر دینا یا جنگلوں میں پھینک دینا یہ یقیناً ناجائز و حرام ہے۔ کیونکہ یہ اپنے مال کو برباد کرنا ہے۔ اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ مال کو ضائع اور برباد کرنا حرام و ناجائز ہے۔ اسی طرح کی دوسری بہت سی خرافات و لغویات مثلاً ڈھول تاشہ بجانا، تعزیوں کو ماتم کرتے ہوئے گلی گلی پھیرنا سینے کو ہاتھوں یا زنجیروں یا چھریوں سے پیٹ پیٹ کر اور مار مار کر اچھلتے کودتے

ہوئے ماتم کرنا تعزیوں کے نیچے اپنے بچوں کو لٹانا، تعزیوں کی تعظیم کے لیے تعزیوں کے سامنے سجدہ کرنا، تعزیوں کے نیچے کی دھول اٹھا اٹھا کر بطور تبرک چہروں، سروں اور سینوں پر ملنا، اپنے بچوں کو محرم کا فقیر بنا کر محرم کی نیاز کے لیے بھیک منگوانا۔ بچوں کو کربلا کا پیک اور قاصد بنا کر اور ایک خاص قسم کا لباس پہنا کر ادھر اُدھر دوڑاتے رہنا اسوگ منانے کے لیے خاص قسم کے کالے یا سبز رنگ کے کپڑے پہن کر ننگے سر ننگے پاؤں، گریبان کھولے ہوئے یا گریبان پھاڑ کر گلی گلی بھاگے بھاگے پھرنا وغیرہ وغیرہ قسم کی لغویات و خرافات کی رسمیں جو مسلمانوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ سب ممنوع و ناجائز ہیں۔ اور یہ سب زمانۂ جاہلیت اور رافضیوں کی نکالی ہوئی رسمیں ہیں جن سے توبہ کر کے خود بھی ان حرام رسموں سے بچنا اور دوسروں کو بچانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اسی طرح تعزیوں کا جلوس دیکھنے کے لیے عورتوں کا بے پردہ گھروں سے نکلنا اور مردوں کے مجموں میں جانا اور تعزیوں کو جھک جھک کر سلام کرنا۔ یہ سب کام بھی شریعت میں منع اور گناہ ہیں۔

(فتاویٰ عزیزیہ و رسالہ تعزیہ داری مصنفہ اعلیحضرت و بہار شریعت)

محرم میں کیا کرنا چاہیئے؟

محرم کی دسویں تاریخ جس کا نام "روز عاشورا" ہے۔ دنیا کی تاریخ میں یہ بڑا ہی عظمت و فضیلت والا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی، اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں سلامتی کے ساتھ "جودی پہاڑ" پر پہنچی، اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آپ کو "خلیل اللہ" کا لقب ملا۔ اور اسی دن آپ نے نمرود کی آگ سے نجات پائی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت ملی۔ یہی وہ دن ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بلائیں ختم ہوئیں۔ یہی وہ دن ہے کہ

حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہما السلام آسمانوں پر اُٹھائے گئے۔ یہی وہ دن ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے دریا پھٹ گیا اور فرعون لشکر سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے زندہ سلامت باہر تشریف لائے۔ اسی دن حضرت امام حسین رضؓ اور ان کے رفقاء نے میدانِ کربلا میں جام شہادت نوش فرما کر حق کے پرچم کو سربلند فرمایا۔ (صاوی و غنیۃ الطالبین)

شبِ عاشورا کی نفل نماز

عاشورا کی رات میں چار رکعت نماز نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد کے بعد آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۂ اخلاص (قل ہو اللہ) تین تین بار پڑھے اور نماز سے فارغ ہو کر ایک سو مرتبہ قل ہو اللہ کی سورۂ پڑھے۔ گناہوں سے پاک ہوگا۔ اور بہشت میں بے انتہا نعمتیں ملیں گی۔ (فضائل الشہور و الصیام)

عاشورا کا روزہ

نویں اور دسویں محرم دونوں دن روزہ رکھنا چاہیئے اور اگر نہ ہو سکے تو عاشورہ ہی کے دن روزہ رکھے۔ اس روزہ کا ثواب بہت بڑا ہے۔ (مسلم شریف)

عاشورہ کے دن دس چیزوں کو علماء نے مستحب لکھا ہے۔ بعض عالموں نے ان کو ارشادِ نبوی کہا ہے اور بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے بہرحال یہ سب اچھے اعمال ہیں۔ لہٰذا ان کو کرنا چاہیئے۔

(۱) روزہ رکھنا (۲) صدقہ کرنا (۳) نماز نفل پڑھنی (۴) ایک ہزار مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا (۵) علماء کی زیارت (۶) یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا (۷) اپنے اہل و عیال کے رزق میں وسعت کرنا (۸) غسل کرنا (۹) سرمہ لگانا (۱۰) ناخن تراشنا۔

اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ان دس چیزوں کے علاوہ تین چیزیں اور بھی

مستحب ہیں۔

(۱) مریضوں کی بیمار پرسی۔ (۲) دشمنوں سے ملاپ کرنا۔

(۳) دُعاء عاشورا پڑھنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص عاشورا کے دن اپنے بال بچوں کے کھانے پینے میں خوب زیادہ فراخی اور کشادگی کرے گا۔ یعنی زیادہ کھانا تیار کرا کر خوب پیٹ بھر کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ سال بھر تک اس کے رزق میں وسعت اور خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (ماثبت من السنۃ)

مجالسِ محرّم

عشرہ محرّم بالخصوص دسویں محرم عاشورا کے دن مجلس منعقد کرنا اور صحیح روایتوں کے ساتھ شہداءِ کربلا رضی اللہ عنہم کے فضائل و واقعاتِ کربلا کو بیان کرنا جائز اور باعث ثواب ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جن مجالس میں صالحین کا ذکر ہو وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔ پھر چونکہ ان واقعات میں صبر و تحمل اور تسلیم و رضا اور پابندی شریعت کا بے مثال عملی نمونہ بھی ہے۔ اس لیے کربلا کے واقعات کو بار بار بیان کرنے سے مسلمانوں کو دین پر استقامت حاصل ہوگی جو اسلام کا عطر اور ایمان کی روح ہے۔ مگر ہاں اس کا خیال رہے کہ ان مجلسوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ذکرِ خیر ہونا چاہیئے تاکہ اہل سنّت اور شیعوں کی مجلسوں میں فرق و امتیاز رہے۔ (بہارِ شریعت)

میلاد شریف اور گیارہویں شریف کی محفلوں کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ یہ سب جائز و درست اور بہت ہی بابرکت محفلیں ہیں۔ اور یقیناً باعثِ ثواب اور مستحب ہیں۔ اس لیے ان کو نہایت اخلاص و محبت سے کرنا چاہیئے اور ان محفلوں اور مجلسوں میں نہایت ہی محبت و عقیدت کے ساتھ حاضری دینا چاہیئے۔ ان محفلوں سے لوگوں کو روکنا یہ وہابیوں کا طریقہ ہے۔ ہرگز ہرگز ان لوگوں کی بات نہیں ماننی

چاہیئے کیونکہ یہ لوگ گمراہ ہیں۔

فاتحہ محرم کے دس دنوں تک خصوصاً عاشورا کے دن شربت پلا کر، کھانا کھلا کر شیرینی پر یا کھچڑ پکا کر شہداء کربلا کی فاتحہ دلانا اور ان کی روحوں کو ثواب پہنچانا یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں۔ اور ان سب چیزوں کا ثواب یقیناً شہداء کربلا کی روحوں کو پہنچتا ہے اور اس فاتحہ و ایصالِ ثواب کے مسئلہ میں حنفی، شافعی مالکی، حنبلی، اہل سنّت کے چاروں اماموں کا اتفاق ہے۔ (ہدایہ شرح عقائد)

پہلے زمانوں میں فرقہ معتزلہ اور اس زمانے میں فرقہ وہابیہ اس مسئلہ میں اہلسنت کے خلاف ہیں اور فاتحہ و ایصالِ ثواب سے منع کرتے رہتے ہیں۔ تم مسلمانان اہل سنّت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز نہ ان کی باتیں سنو۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھو، ورنہ تم خود بھی گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرو گے۔

دسویں محرم کو دعا عاشورہ پڑھنے سے عمر میں خیر و برکت اور زندگی میں فلاح و نعمت حاصل ہوتی ہے جو ہماری کتاب "موسم رحمت" میں پوری اور مکمل دعاء عاشورا لکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب کو ضرور پڑھو۔

محرم کا کھچڑا عاشورا کے دن کھچڑا پکانا فرض یا واجب نہیں ہے، لیکن اس کے حرام ہونا جائز ہونے کی بھی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے بلکہ ایک روایت میں ہے کہ خاص عاشورا کے دن کھچڑا پکانا حضرت نوح علیہ السلام کی سنّت ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب طوفان سے نجات پاکر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری تو عاشورہ کا دن تھا۔ آپ نے کشتی میں سے تمام اناجوں کو باہر نکالا تو فول[۱] (بڑی مٹر) گیہوں[۲]، جَو[۳]، مسور[۴]، چنا[۵]، چاول[۶]، پیاز[۷] سات قسم کے غلے موجود تھے۔ آپ نے ان ساتوں اناجوں کو ایک ہی ہانڈی میں ملا کر پکایا۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین قلیوبی نے فرمایا کہ مصر میں جو کھانا عاشورا کے دن "طبیخ الحبوب" (کھچڑا) کے نام سے پکایا جاتا ہے۔ اس کی اصل دلیل

یہی حضرت نوح علیہ السلام کا عمل ہے (القلیوبی)

شب برات کا حلوہ

شب برات میں حلوہ پکانا نہ تو فرض و سنّت ہے نہ حرام و ناجائز بلکہ حق بات یہ ہے کہ شب برات میں دوسرے تمام کھانوں کی طرح حلوہ پکانا بھی ایک مباح اور جائز کام ہے اور اگر اس نیک نیتی کے ساتھ ہو کہ ایک عمدہ اور لذیذ کھانا فقراء و مساکین اور اپنے اہل و عیال کو کھلا کر ثواب حاصل کرے تو یہ ثواب کا کام بھی ہے۔

درحقیقت اس رات میں حلوے کا دستور یوں نکل پڑا کہ یہ مبارک رات صدقہ و خیرات اور ایصالِ ثواب و صلہ رحمی کی خاص رات ہے۔ لہٰذا انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اس رات میں کوئی مرغوب اور لذیذ کھانا پکایا جائے۔ بعض لوگوں کی نظر بخاری شریف کی اس حدیث پر پڑی کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَآءَ وَالْعَسَلَ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلواء (شیرینی) اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

لہٰذا ان علماء کرام نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس رات میں حلوہ پکایا پھر رفتہ رفتہ عوام میں بھی اس کا چرچا اور رواج ہو گیا۔ چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قبلہ محدّث دہلوی علیہ الرحمہ کے ملفوظات میں ہے کہ ہندوستان میں شب برات کو روٹی اور حلوہ پر فاتحہ دلانے کا دستور ہے۔ اور سمر قند و بخارا میں "قتلما" پر جو ایک میٹھا کھانا ہے۔

الغرض شب برات کا حلوہ ہو یا عید کی سویاں یا محرم کا کھچڑا ہو یا مالیدہ، محض ایک رسم و رواج کے طریقہ پر لوگ پکاتے کھاتے اور کھلاتے ہیں۔ کوئی بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ یہ فرض یا سنّت ہیں۔ اس لیے اس کو ناجائز کہنا درست نہیں یاد رکھو کہ کسی حلال کو حرام ٹھہرانا اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگانا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ۝

(یونس)

یعنی کہہ دو، بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا۔ اس میں تم نے اپنی طرف سے کچھ حرام کچھ حلال ٹھہرا لیا۔ اے پیغمبر فرما دو کیا اللہ نے اس کا تمہیں حکم دیا ہے یا اللہ پر تم لوگ تہمت لگاتے ہو؟

ایمانیات

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

جاننا چاہیئے کہ مسائلِ شریعت چار قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ مسائل ہیں جن کا تعلق ایمان و عقیدہ سے ہے توحید، رسالت، قیامت وغیرہ کا بیان۔ دوسری قسم وہ چیزیں ہیں جو بدنی و مالی عبادتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ جیسے نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ۔ تیسری قسم وہ باتیں ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے کے ساتھ لین دین اور معاملات سے ہے۔ جیسے خرید و فروخت، نکاح و طلاق، حکومت و سیاست وغیرہ۔ چوتھی قسم ان اوصاف کا بیان جو انسان کے اخلاق و عادات اور نفسانی جذبات سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ جیسے شجاعت، سخاوت، صبر و شکر وغیرہ مسائلِ شریعت کی یہ چاروں قسمیں انسان کی اصلاح و فلاحِ دارین کے لیے انتہائی ضروری ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ جب تک عقیدے صحیح اور درست نہیں ہوں گے اُس وقت تک کوئی عمل مقبول نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ پہلے اسلام کے عقیدوں کو اچھی طرح جان کر ان پر ایمان لائیں اور سچے دل سے ان کو مان کر زبان سے اقرار بھی کریں۔ یوں سمجھو کہ عقائد جڑ ہیں اور اعمال شاخیں ہیں۔ اگر درخت کی جڑ کٹ جائے گی تو شاخیں کبھی ہری بھری نہیں رہ سکتیں۔ اس لیے پہلے ہم عقائدِ اسلام کو بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ نماز و روزہ اور زکوٰۃ و حج وغیرہ اعمالِ اسلام کا بیان بھی ہم لکھیں گے۔ اور ان فرائض کے علاوہ دوسرے اسلامی مسائل کو بھی ہم بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے عقیدوں

درست فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

چھ کلمے

اوّل کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)
اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط
پاک ہے اللہ اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ط یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ط وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ ط وَھُوَ عَلٰی
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ساری خوبیاں، وہ زندہ کرتا اور موت دیتا ہے، اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا، وہ عظمت اور بزرگی والا ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهٗ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں

عَمَدًا أَوْ خَطَأً سِرًّا أَوْ عَلَانِيَةً وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ مِنَ

نے کیا خواہ جان کر یا بے جانے، چھپ کر، خواہ کھلم کھلا اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں

الذَّنْبِ الَّذِيْ أَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ لَآ أَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ

اس گناہ سے جسے میں جانتا ہوں، اور اس گناہ سے بھی جو میں نہیں جانتا، یقیناً تو

عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ،

ہی ہر غیب کو خوب جاننے والا ہے اور تو ہی عیبوں کو چھپانے والا اور گناہوں کو

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط۔

بخشنے والا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا

عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ ردِّ کفر

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ

شَيْئًا وَّأَنَا أَعْلَمُ بِهٖ وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ أَعْلَمُ بِهٖ

کسی کو شریک کروں اور وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے

تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ

جس کا مجھے علم نہیں، میں نے اس سے توبہ کی اور میں بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے

وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِيْ

اور جھوٹ اور غیبت سے اور بری نوایجادات سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں

كُلِّهَا وَأَسْلَمْتُ وَأَقُوْلُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

سے اور کسی پر بہتان باندھنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا
(صلی اللہ علیہ وسلم)
ہوں سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

ایمان مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ
میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے میں
جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ ؕ
نے قبول کئے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین۔

ایمان مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ
میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ
اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر کہ ہر بھلائی اور برائی اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما
بَعْدَ الْمَوْتِ ؕ

دی ہے۔ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

تنبیہ۔ ان پانچوں کلموں اور ایمان مجمل و ایمان مفصل کو زبانی یاد کر لو۔ اور معنوں کو خوب سمجھ کر سچے دل سے یقین کے ساتھ ان پر ایمان لاؤ۔ کیونکہ یہی وہ کلمے ہیں جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ جب تک ان کلموں پر ایمان نہ لائے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

یہ مسلمانوں کی کم نصیبی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان ان کلموں سے ناواقف یا غافل ہیں۔ حالانکہ ہر مسلمان ماں باپ پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں اور بچیوں کو یہ اسلامی کلمے زبانی یاد کرا دیں۔ اور ان کلموں کے معنی بچوں کو بتا کر ذہن نشین کرا دیں۔ تاکہ یہ اسلامی عقیدے بچپن ہی سے دلوں میں جم جائیں اور زندگی کی آخری سانس تک ہر مسلمان مرد و عورت ان عقیدوں پر پہاڑ کی طرح مضبوطی

کے ساتھ قائم رہے اور دنیا کی کوئی طاقت ان کو اسلام سے برگشتہ نہ کر سکے۔
اور جن بالغ مردوں اور عورتوں کو یہ کلمے نہ یاد ہوں ان پر بھی لازم ہے کہ وہ جلد سے جلد ان کلموں کو یاد کر لیں۔ اور ان کے معنوں کو سمجھ کر سچے دل سے ان کو جان پہچان کر اور مان کر ان پر ایمان رکھیں اور ہر وقت ان عقیدوں کا دھیان رکھیں۔ کیونکہ یہی عقیدے اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد ہیں۔ جس طرح کسی عمارت کی بنیاد ہل جائے کمزور ہو جائے تو وہ عمارت قائم نہیں رہ سکتی۔ ٹھیک اسی طرح اگر اسلام کے ان عقیدوں میں کوئی شک و شبہ پیدا ہو جائے تو اسلام کی عمارت بالکل ہی تہس نہس اور برباد ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ

۱۔ عقیدہ تمام عالم زمین و آسمان وغیرہ سارا جہان پہلے بالکل ناپید تھا۔ کوئی چیز بھی نہیں تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے سب کو پیدا کیا۔ تو یہ سب کچھ موجود ہوا۔

۲۔ عقیدہ جس نے تمام عالم اور دوسرے جہان کو پیدا کیا اسی پاک ذات کا نام اللہ ہے۔

۳۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بے پروا ہے۔ کسی کا محتاج نہیں۔ سارا عالم اس کا محتاج ہے۔ کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ وہ سب سے یکتا اور نرالا ہے۔ اور وہی سب کا خالق اور مالک ہے۔

۴۔ عقیدہ وہ زندہ ہے۔ وہ قدرت والا ہے وہ ہر چیز کو جانتا ہے سب کچھ دیکھتا ہے۔ سب کچھ سنتا ہے۔ سب کی زندگی اور موت کا مالک ہے۔ جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے اور جب چاہے موت

دے۔ وہی سب کو جلاتا اور مارتا ہے۔ وہی سب کو روزی دیتا ہے۔ وہی جس کو چاہے عزت و ذلت دیتا ہے، اور وہ جو کچھ چاہے کرتا ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے کوئی اس کا مثل اور مقابلہ نہیں، نہ اس کو کسی نے جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ وہ بیوی بچوں والا ہے۔ (قرآن مجید)

۵۔ عقیدہ وہ کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح کا نہیں ہے۔ وہ زبان، آنکھ، کان وغیرہ اعضاء سے اور ہر عیب اور نقصان سے پاک ہے۔ ہر کمال اس کی ذات میں موجود ہے۔

۶۔ عقیدہ اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔ کوئی صفت اس کی کبھی نہ ختم ہو سکتی ہے نہ گھٹ بڑھ سکتی ہے۔

۷۔ عقیدہ وہ اپنی پیدا کی ہوئی ہر چیز پر بڑا مہربان ہے۔ وہی سب کو پالتا ہے۔ وہ بڑائی والا اور بڑی عزت والا ہے۔ سب کچھ اُسی کے قبضہ اور اختیار میں ہے۔ جس کو چاہے پست کر دے، جس کو چاہے بلند کر دے، جس کی چاہے روزی کم کر دے جس کو چاہے زیادہ کر دے، وہ انصاف والا ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ وہ گناہوں کا بخشنے والا اور بندوں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے، اس پر کوئی حکم چلانے والا نہیں، نہ اس کو اس کے ارادہ سے کوئی روکنے والا ہے، وہ سب کام بنانے والا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اُسی کے حکم سے ہوتا ہے بغیر اس کے حکم کے کوئی ذرہ ہل نہیں سکتا۔ اس کے حکم . . . . اور اس کے کسی کام میں کسی کو روک ٹوک کی مجال نہیں۔ وہ تمام عالم اور سارے جہان کی حفاظت اور اس کا انتظام فرماتا ہے، نہ وہ سوتا ہے، نہ اونگھتا ہے نہ کبھی غافل ہوتا ہے۔ (قرآن مجید و شرح عقائد وغیرہ)

۸۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب اور لازم نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے وہ اس کا فضل اور اس کی مہربانی ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۹۔ عقیدہ وہ مخلوق کی تمام صفتوں سے پاک ہے۔ وہ بڑا ہی رحیم و کریم ہے وہ اپنے بندوں کو کسی ایسے کام کا حکم نہیں دیتا جو بندوں سے نہ ہو سکے وہ اپنے بندوں کی بد اعمالیاں اور گناہوں سے ناراض ہوتا ہے اور بندوں کی نیکیوں اور عبادتوں سے خوش ہوتا ہے۔ اسی لیے اُس نے گناہگاروں کے لیے دوزخ کا عذاب اور نیکوکاروں کے لیے جنّت کا ثواب بنایا ہے۔ (قرآن مجید و کتب عقائد)

۱۰۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ جہت اور مکان و زمان اور حرکت و سکون اور شکل و صورت وغیرہ مخلوقات کی تمام صفات و کیفیات سے پاک ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۱۔ عقیدہ دنیا کی زندگی میں سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار صرف ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ ہاں دل کی نگاہ سے یا خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار دوسرے انبیاء علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام کو بھی نصیب ہوا۔ اور آخرت میں ہر سنّی مسلمان کو اللہ تعالیٰ اپنا دیدار کروائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بلا کیف ہے۔ یعنی دیکھیں گے مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے؟ اور کس طور پر دیکھیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے۔ اس وقت بتا دیں گے۔ اس میں بحث کرنا جائز نہیں۔ یہ ایمان رکھو کہ قیامت میں ضرور اس کا دیدار ہوگا، جو آخرت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ہے۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۱۲۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ معلوم ہوں، اللہ تعالیٰ کے کسی کام کو بُرا سمجھنا یا اس پر اعتراض کرنا، یا ناراض ہونا یہ کفر کی بات ہے۔ خبردار، خبردار کبھی ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر نہ اعتراض کرو، نہ ناراض رہو۔ یہی ایمان رکھو کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہی اچھا ہے خواہ ہماری سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم یعنی بہت زیادہ جاننے والا اور بہت زیادہ حکمتوں والا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ (قرآن مجید)

نبی و رسول

۱۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لیے بہت سے پیغمبروں کو دنیا میں بھیجا یہ سب پیغمبر تمام گناہوں سے پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سب پیغمبروں کا یہی کام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغام اور اس کے احکام کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے ان کے ہاتھوں پر ایسی ایسی حیرت اور تعجب میں ڈالنے والی چیزیں ظاہر فرمائیں جو بہت ہی مشکل اور عادت کے خلاف ہیں جو دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔ ان چیزوں کو "معجزہ" کہتے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا کہ وہ اژدہا بن کر فرعون کے سامنے جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا۔ اور ہمارے حضور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند کو دو ٹکڑے کر دینا۔ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس لوٹا دینا۔ کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوا لینا۔ انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کر دینا۔ یہ سب معجزات ہیں۔

(قرآن مجید و کتب عقائد)

ان پیغمبروں کو نبی کہتے ہیں۔ اور ان نبیوں میں سے جو خدا وند تعالیٰ کی طرف سے کوئی نئی آسمانی کتاب اور نئی شریعت لے کر آئے وہ "رسول" کہلاتے ہیں۔ نبی سب مرد تھے نہ کوئی جن نبی ہوا نہ کوئی عورت۔ نبی سب انسانوں سے زیادہ عقلمند ہوتے ہیں اور بے عیب بھی۔

۲۔ عقیدہ سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور باقی تمام نبی و رسول ہیں اور ان دونوں کے درمیان ہوئے۔ ان پیغمبروں سے جو بہت مشہور ہیں اور قرآن مجید اور حدیثوں میں جن کا بار بار ذکر آیا ہے وہ یہ ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام	حضرت ابراہیم علیہ السلام	حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
حضرت اسحٰق علیہ السلام	حضرت یعقوب علیہ السلام	حضرت یوسف علیہ السلام
حضرت داؤد علیہ السلام	حضرت سلیمان علیہ السلام	حضرت ایوب علیہ السلام
حضرت موسیٰ علیہ السلام	حضرت ہارون علیہ السلام	حضرت زکریا علیہ السلام
حضرت یحییٰ علیہ السلام	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	حضرت الیاس علیہ السلام
حضرت الیسع علیہ السلام	حضرت یونس علیہ السلام	حضرت لوط علیہ السلام
حضرت ادریس علیہ السلام	حضرت صالح علیہ السلام	حضرت ہود علیہ السلام
حضرت شعیب علیہ السلام	حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	(قرآن وحدیث)

۳۔ عقیدہ نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے جو صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں۔ ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں (۱) "توریت" حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔ (۲) "زبور" حضرت داؤد علیہ السلام پر (۳) "انجیل" حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر (۴) "قرآن مجید" جو سب سے افضل کتاب ہے۔ وہ سب سے افضل رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ (قرآن مجید)

۴۔ عقیدہ خدا کے نبیوں کی کوئی تعداد معین کرنی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اس بارے میں مختلف روائتیں آئی ہیں۔ اور نبیوں کی کسی معین تعداد پر ایمان لانے میں یہ احتمال ہے کہ کسی نبی کی نبوت کا انکار ہو جائے یا غیر نبی کو نبی مان لیا جائے۔ اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔ اس لیے یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

۵۔ عقیدہ مسلمان کے لیے جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر نبی کی نبوت پر بھی ایمان لانا ضروری ہے۔ (قرآن مجید)

۶۔ عقیدہ ہر نبی اور ہر فرشتہ کا معصوم ہونا ضروری ہے۔ نبی اور فرشتہ کے

سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو نبیوں کی طرح معصوم سمجھنا بد دینی و گمراہی ہے۔ نبیوں اور فرشتوں کے معصوم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کو گناہوں سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس سبب سے ان حضرات کا گناہ میں مبتلا ہونا شرعاً محال ہے بر خلاف اماموں اور اولیاء کے اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے بچاتا ہے۔ لیکن اگر کبھی ان حضرات سے گناہ صادر ہو جائے تو یہ شرعاً محال نہیں۔ (شرح عقائد وغیرہ)

۷۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر شریعت کے جتنے احکام تبلیغ کے لیے نازل فرمائے ان پیغمبروں نے اُن تمام حکموں کو خدا کے بندوں تک پہنچا دیا ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ کسی نبی نے کسی حکم کو تقیہ یعنی خوف کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے چھپا لیا اور خدا کے بندوں تک نہیں پہنچایا وہ کافر ہے۔ (شرح فقہ اکبر وغیرہ)

۸۔ عقیدہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا برص و جذام وغیرہ ایسے امراض سے جن سے نفرت ہوتی ہے پاک ہونا ضروری ہے۔

۹۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں خاص کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی غیب کی باتوں کا علم عطا فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ زمین و آسمان کا ہر ذرّہ ہر نبی کی نظروں کے سامنے ہے۔ مگر حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے ہے۔ لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا اور اللہ تعالیٰ کے علم کا عطائی ہونا محال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کمال کسی کا دیا ہوا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا علم اور اس کا ہر کمال ذاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبیوں کے علم غیب میں ایک بہت بڑا فرق تو یہی ہے کہ نبیوں کا علم غیب عطائی ذاتی اللہ کا دیا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم غیب ذاتی ہے۔ یعنی کسی کا دیا ہوا نہیں ہے۔ کہاں عطائی اور کہاں ذاتی، دونوں میں بڑا فرق ہے۔ جو لوگ انبیاء بلکہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے مطلق علم غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی بعض آیتوں کو مانتے ہیں۔ اور بعض آیتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں دونوں قسم کی آیتیں

ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اور بعض آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں آیتیں حق ہیں۔ اور ان دونوں آیتوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اور ان دونوں آیتوں میں سے کسی کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ نبیوں کو خدا کے عطا فرمانے سے غیب کا علم حاصل ہے اور جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کسی کو بھی کسی چیز کا علم غیب حاصل نہیں ہے۔ ہرگز ہرگز ان دونوں قسم کی آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔

۱۰۔ عقیدہ حضرت انبیاء کرام تمام مخلوق یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی افضل ہیں۔ ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ والا ہو مگر ہرگز ہرگز کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ جو کسی غیر نبی کو نبی سے افضل یا برابر بتائے وہ کافر ہے۔ (عامۂ کتب عقائد)

۱۱۔ عقیدہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے مختلف درجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے۔ سب سے افضل و اعلیٰ ہمارے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر حضور کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا درجہ ہے۔ ان پانچوں حضرات کو مرسلین اولوالعزم کہتے ہیں۔ اور یہ پانچوں باقی تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ (قرآن مجید و تفاسیر)

۱۲۔ عقیدہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں تمام لوازم حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہونے کے لیے ایک آن کو ان پر موت طاری ہوئی پھر بدستور سابق اللہ تعالیٰ نے ان کو زندگی عطا فرما دی۔ خدا کے نبیوں کی حیات شہیدوں کی حیات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے

کہ شہیدوں کا ترکہ تقسیم کر دیا جاتا ہے اور ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔ مگر انبیاء علیہم السلام کا نہ ترکہ تقسیم ہوتا ہے نہ ان کی بیویاں عدت کے بعد دوسروں سے نکاح کر سکتی ہیں۔ (حیاۃ الموت و افادات رضویہ وغیرہ)

۱۳۔ عقیدہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم النبیین" ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور کی ذات پر سلسلۂ نبوت کو ختم فرما دیا۔ حضور کے زمانہ میں یا اس کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور کے زمانہ میں حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کو مانے یا کسی نئے نبی کے آنے کو ممکن مانے وہ شخص کافر ہے۔ (قرآن شریف و شفاء شریف وغیرہ)

۱۴۔ عقیدہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے ہیں جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک اور وہاں سے ساتوں آسمانوں کے اوپر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا رات کے ایک مختصر حصہ میں پہنچایا اور آپ نے عرش و کرسی اور لوح و قلم اور خدا کی بڑی بڑی نشانیوں کو دیکھا۔ اور خدا کے دربار میں آپ کو وہ قرب خاص حاصل ہوا کہ کسی نبی اور فرشتہ کو نہ کبھی حاصل ہوا نہ کبھی حاصل ہوگا۔ حضور کے اس آسمانی سفر کو "معراج" کہتے ہیں۔ معراج میں آپ نے اپنے سر کی آنکھوں سے جمالِ الٰہی کا دیدار کیا اور بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا اور تمام ملکوت السموات والارض کے ذرہ ذرہ کو تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرمایا۔

(تفسیرات احمدیہ وغیرہ کتب عقائد)

۱۵۔ عقیدہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ اور مقام محمود کا شرف عطا فرمایا ہے۔ جب تک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کا دروازہ نہیں کھولیں گے کسی کو بھی مجالِ شفاعت نہ ہوگی بلکہ تمام انبیاء و مرسلین حضور ہی کے دربار میں اپنی اپنی شفاعت پیش کریں گے اللہ کے دربار میں درحقیقت حضور ہی شفیعِ اول و شافعِ اعظم ہیں۔ آپ کی شفاعت کے

بعد تمام انبیاء و اولیاء و صلحاء و شہداء وغیرہ سب شفاعت کریں گے۔

(احادیثِ صحیحہ)

۱۶۔ عقیدہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت مدارِ ایمان بلکہ عینِ ایمان ہے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ اولاد بلکہ تمام جہان سے زیادہ نہ ہو کوئی شخص کامل مسلمان نہیں ہو سکتا۔ (قرآن مجید و احادیث صحیحہ)

۱۷۔ عقیدہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرض اعظم بلکہ جانِ ایمان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے تمام صحابہ و اہلِ بیت اور تمام متعلقین و متوسلین سے محبت رکھے۔ اور ان سب کی تعظیم و تکریم کرے اور حضورؐ کے تمام دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھے اگرچہ وہ اپنا باپ، بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ رسول سے بھی محبت ہو اور ان کے دشمنوں سے بھی الفت ہو۔ (شفاء شریف وغیرہ)

۱۸۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں۔ حضور کا فرمان اللہ کا فرمان ہے۔ اور حضورؐ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور حضورؐ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ تمام جہان کو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے زیر تصرف کر دیا ہے۔ اور آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضورؐ کے مقدس ہاتھوں میں دے کر آپ کو اپنی تمام نعمتوں اور عطاؤں کا قاسم بنا دیا ہے۔ چنانچہ ہر قسم کی عطائیں حضورؐ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔ سبحان اللہ۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق ہے اس کا کھلاتے یہ ہیں

۱۹۔ عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول و فعل و عمل و حالت کو جو حقارت کی نظر سے دیکھے یا آپ کی شان میں کوئی ادنیٰ سی گستاخی یا توہین و بے ادبی کرے یا آپ کو جھٹلائے یا آپ کے کلام میں شک کرے یا آپ میں کوئی عیب نکالے یا آپ کی کسی سنت کو برا سمجھے یا مذاق اڑائے وہ اسلام

سے خارج اور کافر ہے۔ (عالمگیری وشفاء شریف وغیرہ)

صحابی

ہمارے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن خوش نصیب مسلمانوں نے ایمان کی حالت میں دیکھا اور ایمان ہی پر ان کا خاتمہ ہوا۔ ان بزرگوں کو صحابی کہتے ہیں۔ ان حضرات کا درجہ ساری اُمّت میں سب سے زیادہ بلند ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان شمعِ نبوّت کے پروانوں کو بڑی بڑی بزرگیاں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے سے بڑے درجہ کے اولیاء بھی کسی کم سے کم درجے کے صحابی کے مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے ان صحابہ میں درجات و مراتب کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور دین اسلام کی جڑوں کو مضبوط کیا۔ اسی لیے یہ خلیفہ اوّل کہلاتے ہیں۔ نبیوں کے بعد تمام اُمّتوں میں یہ سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے یہ ہمارے رسول کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا درجہ ہے۔ یہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ ہے۔ یہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ ۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے تمام صحابہ کرام کا ادب و احترام اور ان بزرگوں کے ساتھ محبت و عقیدت تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آل و اولاد اور بیویاں اور اہل بیت اور آپ کے خاندان والے اور تمام وہ چیزیں جن کو آپ سے نسبت و تعلق ہو سب لائقِ تعظیم اور واجب الاحترام ہیں۔

فرشتوں کا بیان

۱۔عقیدہ خدا کی توحید اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ فرشتوں کے وجود پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین سے ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے۔ (قرآن مجید)

۲۔عقیدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے۔ اور ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جس شکل میں چاہیں اس شکل میں ظاہر ہو جائیں۔ وہ کبھی انسان کی شکل اختیار کر لیتے ہیں اور کبھی دوسری شکلوں میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ (احادیثِ صحیحہ)

۳۔عقیدہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں۔ وہ وہی کام کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حکم کے خلاف کبھی کچھ نہیں کرتے۔ وہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ (قرآن مجید)

۴۔عقیدہ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو مختلف کاموں میں لگا دیا ہے اور جن جن کو جو جو کام سپرد فرما دیئے ہیں۔ وہ ان کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ فرشتوں کی تعداد اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے ان کو پیدا فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول بھی جانتے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ جو سب فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

(قرآن مجید و کتب عقائد وغیرہ)

۵۔عقیدہ کسی فرشتہ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

✿

جن کا بیان

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق کو آگ سے پیدا فرما کر ان کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ جونسی شکل چاہیں بن جائیں اس مخلوق کا نام "جن" ہے۔ یہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتے۔ یہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے، جیتے مرتے ہیں۔ ان کے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، نیک بھی ہیں اور فاسق بھی۔ جن کے وجود کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ کیونکہ جن ایک مخلوق ہیں۔ یہ قرآن مجید سے ثابت ہے۔ لہٰذا جن کے وجود کا انکار درحقیقت قرآن مجید کا انکار ہے۔

آسمانی کتابیں

۱۔ عقیدہ اللہ تعالیٰ نے جتنے صحیفے اور کتابیں آسمان سے نازل فرمائی ہیں سب حق ہیں۔ اور سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔ ان کتابوں میں جو کچھ ارشادِ خداوندی ہوا سب پر ایمان لانا اور ان کو سچ ماننا ضروری ہے۔ کسی ایک کتاب کا انکار کرنا کفر ہے۔ ہاں البتہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگلی کتابوں کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُمتوں کے سپرد فرمائی تھی۔ مگر اُمتوں سے ان کتابوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ بلکہ شریر لوگوں نے ان کتابوں میں اپنی خواہش کے مطابق کمی بیشی کر دی لہٰذا جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو وہ قرآن مجید کے مطابق ہو جب تو ہم اس کی تصدیق کریں گے۔ اور اگر وہ قرآن کے مخالف ہو تو ہم یقین کرلیں گے کہ یہ شریروں کی تحریف ہے اور ہم اس بات کو رد کر دیں گے۔ اور اگر مخالف یا موافق کچھ بھی معلوم نہ ہو تو یہ حکم ہے کہ ہم اس بات کی نہ تصدیق کریں نہ تکذیب کریں بلکہ یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔

۲۔ عقیدہ دینِ اسلام چونکہ ہمیشہ رہنے والا دین ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے امت کے سپرد نہیں فرمائی بلکہ اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ رکھی ہے۔ چنانچہ اس نے ارشاد فرمایا کہ:

نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ یعنی بے شک ہم نے قرآن اتارا۔ اور یقیناً ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔

اس لیے قرآن مجید میں کوئی کمی بیشی کر دے یہ محال ہے اور جو یہ کہے کہ قرآن میں کسی نے کچھ ردّو بدل یا کم زیادہ کر دیا ہے۔ وہ کافر ہے۔

۳۔ عقیدہ اگلی کتابیں صرف نبیوں ہی کو یاد ہوا کرتی تھیں۔ لیکن یہ ہمارے نبی اور قرآن کا معجزہ ہے کہ قرآن مجید کو بچہ بچہ یاد کر لیتا ہے۔

تقدیر کا بیان

عالم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اس نے اپنے اسی علم ازلی کے موافق ہر بھلائی برائی مقدر فرما دی ہے "تقدیر" اسی کا نام ہے۔ جیسا ہونے والا ہے اور جو جیسا کرنے والا تھا اس کو پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے جانا اور اسی کو لوحِ محفوظ پر لکھ دیا۔ تو یہ نہ سمجھو کہ جیسا اس نے لکھ دیا مجبوراً ہم کو ویسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا ہی اس نے بہت پہلے لکھ دیا۔ زید کے ذمہ برائی لکھی اس لیے کہ زید برائی کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو وہ زید کے لیے بھلائی لکھتا تو اللہ تعالیٰ نے تقدیر لکھ کر کسی کو بھلائی یا برائی کرنے پر مجبور نہیں کر دیا ہے۔

۱۔ عقیدہ تقدیر پر ایمان لانا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ تقدیر کے انکار کرنے والوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کا "مجوسی" بتایا ہے۔

۲۔عقیدہ تقدیر کے مسائل عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتے۔ اس لیے تقدیر کے مسائل میں زیادہ غور و فکر اور بحث و مباحثہ کرنا ہلاکت کا سبب ہے

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق و امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرما گئے ہیں۔ پھر بھلا ہم تم کس گنتی میں ہیں کہ اس مسئلہ میں بحث و مباحثہ کریں۔ ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ ہم تقدیر پر ایمان لائیں۔ اور اس مشکل اور نازک مسئلہ میں ہرگز ہرگز کبھی۔ بحث و مباحثہ اور حجت و تکرار نہ کریں کہ اسی میں ایمان کی سلامتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عالم برزخ

مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو وہ عالم برزخ کہتے ہیں۔ تمام انسانوں اور جنّوں کو مرنے کے بعد اسی عالم میں رہنا ہوتا ہے۔ اس عالم برزخ میں اپنے اپنے اعمال کے اعتبار سے کسی کو آرام ملتا ہے اور کسی کو تکلیف۔

عقیدہ مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اگرچہ روح بدن سے جدا ہو گئی ہے مگر بدن پر جو آرام یا صدمہ گزرے گا روح ضرور اس کو محسوس کرے گی اور متاثر ہوگی۔ جس طرح دنیاوی زندگی میں بدن پر جو راحت اور تکلیف پڑتی ہے اس کی لذت اور کلفت روح کو پہنچتی ہے۔ اسی طرح عالم برزخ میں بھی جو انعام یا عذاب بدن پر واقع ہوتا ہے۔ اس کی لذت اور تکلیف روح کو پہنچتی ہے۔

عقیدہ مرنے کے بعد مسلمانوں کی روحیں ان کے درجات کے اعتبار سے مختلف مقامات میں رہتی ہیں۔ بعض کی قبر پر۔ بعض کی زمزم شریف کے کنویں میں بعض کی آسمان و زمین کے درمیان بعض کی آسمانوں میں بعض کی عرش کے نیچے قندیلوں

ہیں ، بعض اعلیٰ علیین ہیں ، مگر روحیں کہیں بھی ہوں اپنے جسموں سے بدستور ان کو تعلق رہتا ہے جو کوئی ان کی قبر پر آئے اس کو وہ دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سُنتے ہیں ۔

اسی طرح کافروں کی روحیں بعض ان کے مرگھٹ یا قبر پر رہتی ہیں ۔ بعض کی یمن کے ایک نالہ برہوت ہیں ۔ بعض کی ساتویں زمین کے نیچے ۔ بعض کی "سجین" ہیں ۔ لیکن روحیں کہیں بھی ہوں انکے جسموں سے ان روحوں کا تعلق برقرار رہتا ہے ۔ چنانچہ جو ان کے مرگھٹ پر گزرے یا ان کی قبر پر آئے اس کو دیکھتے پہچانتے اور اس کی باتوں کو سُنتے ہیں ۔ (بہارِ شریعت وغیرہ)

عقیدہ یہ خیال کہ مرنے کے بعد روح کسی بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ کسی آدمی کا بدن ہو یا کسی جانور کا جس کو فلاسفر "تناسخ" اور ہندو "آواگون" کہتے ہیں ۔ یہ خیال بالکل ہی باطل اور اس کا ماننا کفر ہے ۔

عقیدہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو وہ جہاں بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں ۔ جن میں سے ایک کا نام "منکر" اور دوسرے کا "نکیر" ہے ۔ یہ دونوں فرشتے مردہ سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے ؟ تیرا دین کیا ہے ؟ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں ؟ اگر مردہ ایماندار ہوا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے ، میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں ۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دیتے ہیں ۔ جس سے ٹھنڈی جنت کی ہوائیں اور خوشبوئیں قبر میں آتی رہتی ہیں ۔ اور مُردہ آرام و چین کے مزہ میں پڑ کر اپنی قبر میں سکھ کی نیند سوتا رہتا ہے ۔ اور اگر مردہ ایماندار نہ ہوا تو سب سوالوں کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ نہیں معلوم ہے ۔ پھر اس کی قبر میں دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور جہنم کی گرم گرم ہوائیں اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہیں ، اور مردہ طرح طرح کے سخت عذابوں

میں گرفتار ہو کر تڑپتا اور بے قرار رہتا ہے۔ فرشتے اس کو گرزوں سے مارتے رہتے ہیں اور اس کے بُرے اعمال سانپ بچھو بن کر اسے عذاب پہنچاتے رہتے ہیں۔
(مشکوٰۃ جلد ا ص ۲۵ ملخصاً وغیرہ)

عقیدہ مردہ کلام بھی کرتا ہے مگر اس کے کلام کو انسان اور جن کے سوا تمام مخلوقات جانور وغیرہ سنتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی سن لے تو وہ بیہوش ہو جائے گا۔

عقیدہ ایماندار اور نیکوں کی قبریں کسی کی ستر ستر ہاتھ چوڑی ہو جاتی ہیں۔ اور کسی کسی کی قبریں اتنی چوڑی ہو جاتی ہیں کہ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی ہے اور کافروں اور بعض گنہگاروں کو قبر اس زور سے دباتی ہے اور اس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی پسلیاں اِدھر ہو جاتی ہیں۔

عقیدہ قبر میں جو کچھ عذاب و ثواب مردے کو دیا جاتا ہے اور جو کچھ اس پر گزرتی ہے وہ سب چیزیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ زندہ لوگوں کو اس کا کوئی علم نہیں ہوتا۔ جیسے سوتا ہوا آدمی خواب میں آرام و تکلیف اور ہر قسم کے مناظر سب کچھ دیکھتا ہے۔ لذت بھی پاتا ہے اور تکلیف بھی اٹھاتا ہے۔ مگر اس کے پاس ہی میں جاگتا ہوا آدمی ان سب باتوں سے بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

قیامت کا بیان

توحید و رسالت کی طرح قیامت پر بھی ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے جو شخص قیامت کا انکار کرے وہ کھلا ہوا کافر ہے۔

ہر مسلمان کے لیے اس عقیدہ پر ایمان لانا فرض عین ہے کہ ایک دن یہ زمین و آسمان بلکہ کل عالم اور سارا جہان فنا ہو جائے گا۔ اسی دن کا نام "قیامت" ہے۔

قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن میں سے چند نشانیاں یہ ہیں۔

۱۔ دنیا میں تین جگہ آدمی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔

۱۔ ایک مشرق میں۔ ۲۔ علم اُٹھ جائے گا۔

۳۔ جہالت کی کثرت ہوگی۔

۴۔ اعلانیہ زنا کاری بکثرت ہونے لگے گی۔

۵۔ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتیں بہت زیادہ ہوں گی۔ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

۶۔ ملک عرب میں کھیتی باغ اور نہریں ہو جائیں گی۔

۷۔ دین پر قائم رہنا اتنا ہی دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔ یہاں تک کے آدمی قبرستان میں جاکر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا۔

۸۔ لوگ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں۔

۹۔ مرد اپنی عورت کا فرمانبردار ہوگا اور ماں باپ کی نافرمانی کرے گا۔

۱۰۔ مسجدوں میں لوگ شور مچائیں گے۔

۱۱۔ گانے بجانے کا رواج بہت زیادہ ہو جائے گا۔

۱۲۔ اگلے لوگوں پر لوگ لعنت کریں گے اور بُرا کہیں گے۔

۱۳۔ جانور آدمیوں سے کلام کریں گے۔

۱۴۔ ذلیل لوگ جن کو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں۔ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے۔

۱۵۔ وقت میں برکت ختم ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ برس مثل مہینے کے اور مہینہ مثل ایک ہفتہ کے اور ایک ہفتہ مثل ایک دن کے گزر جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ الغرض اللہ ورسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتلائی ہیں سب یقیناً ظاہر ہو کر رہیں گی۔ یہاں تک کہ حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ دجال نکلے گا اور اس کو قتل کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے۔ یاجوج وماجوج جو بہت ہی زبردست لوگ ہیں، وہ نکل کر تمام زمین پر پھیل جائیں گے اور بڑے بڑے فساد

اور بربادی برپا کریں گے۔ پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ پچھم سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید کے حروف اڑ جائیں گے، یہاں تک کہ روئے زمین کے تمام مسلمان مر جائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔ اس طرح جب قیامت کی تمام نشانیاں ظاہر ہو چکیں گی تو اچانک خدا کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے جس سے زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے چھوٹے بڑے سب پہاڑ چور چور ہو کر بکھر جائیں گے۔ تمام دریاؤں میں طوفان اٹھ کر کھڑا ہو گا۔ اور زمین پھٹ جانے سے ایک دریا دوسرے دریاؤں سے مل جائے گا۔ تمام مخلوقات مر جائیں گی اور سارا عالم نیست و نابود۔ اور پوری دنیا تہس نہس ہو کر برباد ہو جائے گی۔ پھر ایک مدت کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جائے تو دوسری بار پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے۔ پھر سارا عالم دوبارہ پیدا ہو جائے گا اور تمام مردے زندہ ہو کر میدانِ محشر میں جمع ہوں گے۔ جہاں سب کے اعمال میزان عمل میں تولے جائیں گے۔ حساب و کتاب ہو گا۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے اور اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے۔ نیکوں کا نامۂ اعمال داہنے ہاتھوں میں اور بدوں کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھوں میں دیا جائے گا۔ پھر یہ لوگ پلصراط پر چلائے جائیں گے، جن لوگوں کے اعمال اچھے ہوں گے۔ وہ سلامتی کے ساتھ پل سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔
اور جو بداعمال اور گناہگار ہوں گے وہ اسی پل سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ جہنم پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس میں طرح طرح کے عذابوں کے سامان موجود ہیں۔ دوزخی لوگوں میں سے جن لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی ایمان ہو گا۔ وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور دوسرے بزرگوں کی شفاعت سے جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہوں گے۔ مسلمان کتنا ہی بڑا گناہگار کیوں نہ

ہو مگر وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائے گا۔ بلکہ کچھ دنوں تک اپنے گناہوں کی سزا پاکر وہ جنّت میں داخل کر دیا جائے گا۔ ہاں البتہ کفّار و مشرکین ہمیشہ ہمیشہ جہنم ہی میں رہیں گے۔ اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہیں گے۔ اور ان کو موت بھی نہیں آئے گی۔

عقیدہ جنّت بھی بنائی جا چکی ہے اور اس میں طرح طرح کی نعمتوں کا سارا سامان اللہ نے پیدا فرما رکھا ہے۔ جنتیوں کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کسی طرح کا کوئی رنج و غم ہوگا۔ ان کی ہر خواہش اور تمنّا کو خداوند کریم پوری فرمائے گا اور وہ بہشت کے باغوں میں قسم قسم کے میووں اور طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ اور ہمیشہ ہمیشہ جنّت میں رہیں گے۔ نہ کبھی وہ جنّت سے نکالے جائیں گے نہ مریں گے۔

عقیدہ شرک اور کفر کے گناہ کو اللہ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ ان کے علاوہ دوسرے چھوٹے بڑے گناہوں کو جس کے لیے چاہے گا اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دے گا اور جس کو چاہے گا عذاب دے گا۔ عذاب دینا اس کا عدل ہے اور معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر اپنا فضل فرمائے۔ (آمین)

ضروری ہدایت پیاری بہنو اور عزیز بھائیو! تم قیامت کی ہولناکیوں اور جنّت و دوزخ کی نعمتوں اور عذابوں کا مختصر حال پڑھ چکے یقین کرو اور ایمان رکھو کہ ہم کو تم کو اور سب کو یہ دن دیکھنے ہیں۔ لہٰذا خدا کے لیے دنیا کے عیش و آرام میں پڑھ کر آخرت کو مت بھول جاؤ، صرف خوراک، پوشاک، زیورات، مکانات اور دنیاوی راحت و آرام کے سامان ہی کی فکر میں دن رات مت رہا کرو بلکہ آخرت کی زندگی کا بھی کچھ سامان کرو اور زیادہ سے زیادہ اچھے اچھے اعمال اور عبادتیں کر کے آخرت کے سامان تیار کرو، اور جہنّم کے عذابوں سے بچنے، اور جنّت کی نعمتوں کے پانے کی تدبیریں کرو۔ دنیا فانی ہے۔ یاد رکھو کہ ایک دن بالکل ہی ناگہاں اور اچانک ملک الموت تمہارے پاس آکر یہ فرما دیں گے کہ اے شخص

تیرے گھر میں ہزاروں من اناج رکھے ہوئے ہیں مگر اب تو ان میں سے ایک دانہ بھی نہیں کھا سکتا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے میٹھے پانیوں کے مٹکے بھرے ہوئے رکھے ہیں مگر اب تو ان پانیوں کا ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتا۔ تیرے گھر میں ہزاروں لاکھوں روپے پڑے ہوئے ہیں۔ مگر اب تو ان میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر سکتا۔ اب تو کچھ بول بھی نہیں سکتا۔ اُٹھ کر اب تو چل پھر بھی نہیں سکتا۔ یہ کہہ کر ایک دم ملک الموت روح قبض کرنے لگیں گے اور اس وقت تم بھی کچھ نہ کر سکو گے۔ سوچو کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہو گا؟ اور تم اس وقت کس قدر افسوس کرو گے اور پچھتاؤ گے کہ ہائے یہ کیا ہوا؟ کاش میں تندرستی اور سلامتی کی حالت میں کچھ عبادتیں اور خیر خیرات کر لیتا۔ مگر اب اس پچھتانے اور افسوس کرنے سے کیا فائدہ؟ اس لیے میری بہنو! ملک الموت کے آنے سے پہلے جو کچھ اعمالِ صالحہ اور صدقہ و خیرات کر سکتے ہو وہ کر کے قبر اور دوزخ کے عذابوں سے بچنے کا سامان کر لو۔ اور جنّت میں جانے اور بہشت کی نعمتوں کے پانے کے ذریعے بنا لو ورنہ بہت افسوس کرو گے اور اس وقت مجھے یاد کرو گے کہ ہمارا عالمِ دین بالکل سچ کہتا تھا۔ کاش ہم اس کی نصیحتوں کو مان لیتے تو ہمارا بھلا ہو جاتا اس لیے پھر کہتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ؎

واسطے حق کے نہ ایسی راہ چل	حشر کے دن جس سے ہو تجھ کو خلل
نیکیوں میں سست ہے بدیوں میں چست	چھوڑ ان باتوں کو طور اپنے بدل
قبر میں رہنے کی بھی کچھ فکر کر	اُونچے اُونچے یاں تو بنوائے محل
روشنی کا قبر میں سامان کر	ہیں محض بیکار یہ شمع و کنول
عاقبت بن جائے ایسے کام کر	جلد ان دنیا کے پھندوں سے نکل
مال و دولت سب دھرے رہ جائیں گے	کام آئے گا وہاں تیرا عمل
ہائے تو بوتا ہے کانٹے ہر طرف	کس طرح پائے گا تو جنت کے پھل
سو برس جینے کی تجھ کو آس ہے	ہے کھڑی سر پر ترے تیری اجل

عُمر گھٹتی ہے گناہوں میں تری　　　غار میں گرتا ہے تو جلدی سنبھل

کفر کی باتیں

اس زمانے میں جہالت کی وجہ سے کچھ مرد اور عورتیں اس قدر بے لگام ہیں کہ جو ان کے منہ میں آتا ہے بول دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض کفر کے الفاظ بھی لوگوں کی زبانوں سے نکل جاتے ہیں۔ اور لوگ کافر ہو جاتے ہیں، اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے مگر انہیں خبر بھی نہیں ہوتی کہ وہ کافر ہو گئے۔ اور ان کا نکاح ٹوٹ گیا، اس لیے ہم یہاں چند کفری بولیوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو ان کفریات کا علم ہو جائے اور لوگ ان باتوں کو بولنے سے ہمیشہ زبان روکے رہیں اور اگر خدانخواستہ یہ کفری الفاظ ان کے منہ سے نکل گئے ہوں تو فوراً توبہ کر کے نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان بنیں اور دوبارہ نکاح کریں۔

۱۔ خدا کے لیے مکان اور جگہ ثابت کرنا کفر ہے۔ بعض لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ اوپر اللہ نیچے پنچ یا اوپر اللہ نیچے تم یہ کہنا کفر ہے۔ (خانیہ)

۲۔ کسی سے کہا گناہ نہ کرو، ورنہ خدا جہنم میں ڈال دے گا۔ اس نے کہا "میں جہنم سے نہیں ڈرتا" یا یہ کہا "مجھے خدا کے عذاب کی کوئی پرواہ نہیں" یا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا؟ اس نے غصہ میں یہ کہہ دیا کہ "میں خدا سے نہیں ڈرتا" یہ کہہ دیا کہ "خدا کہاں ہے" یہ سب کفر کی بولیاں ہیں۔ (عالمگیری)

۳۔ کسی سے کہا کہ انشاء اللہ تم اس کام کو کرو گے اس نے کہہ دیا "میں بغیر ان شاء اللہ کے کروں گا" کافر ہو گیا۔

۴۔ کسی مالدار کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ "آخر کار" یہ کیا انصاف ہے کہ اس کو مالدار بنا دیا اور مجھے غریب بنایا" یہ کہنا کفر ہے۔

۵۔ اولاد وغیرہ کے مرنے پر رنج اور غصہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا

کو بس میرا بیٹا ہی مارنے کے لیے ملا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کے لیے میرے بیٹے کے سوا خدا کو دوسرا کوئی ملتا ہی نہیں تھا۔ خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہیئے تھا اللہ نے بہت بُرا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا۔ اس قسم کی بولیاں بول دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔

۶۲۔ خدا کے کسی کام کو بُرا کہنا، یا خدا کے کاموں میں عیب نکالنا، یا خدا کا مذاق اڑانا، یا خدا کی بے ادبی کرنا، یا خدا کی شان میں کوئی پھوہڑ لفظ بولنا، یا خدا کو ایسے لفظوں سے یاد کرنا جو ان کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ یہ سب کفر کی باتیں ہیں۔

۶۳۔ کسی نبی یا فرشتہ کی حقارت کرنا، یا ان کی جناب میں گستاخی کرنا، یا ان کو عیب لگانا یا ان کا مذاق اڑانا، یا ان پر طعنہ مارنا، یا ان کے کسی کام کو بے حیائی بتانا، یا بے ادبی کے ساتھ ان کا نام لینا کفر ہے۔

۶۴۔ جو شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہ ماننے یا حضور کی کسی چیز یا کسی بات کی توہین کرے، یا حقیر جانے، یا عیب لگائے، یا آپ کے مقدس بال یا ناخن کی بے ادبی کرے، یا آپ کے لباس مبارک کو گندہ اور میلا بتائے یا حضور کی کسی سنت کی تحقیر کرے، مثلاً داڑھی بڑھانا، مونچھیں کم کرنا، عمامہ باندھنا، عمامہ کا شملہ لٹکانا، کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ لینا، یا حضور کی کسی سنت کا مذاق اڑائے، یا اس کو بُرا سمجھے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

۶۵۔ جو شخص کسی قاتل یا خونی ڈاکو کو دیکھ کر توہین کی نیت سے کہہ دے کہ "ملک الموت" آگئے تو وہ کافر ہو جائے گا

۶۶۔ قرآن کی کسی آیت کے ساتھ مسخرہ پن کرنا کفر ہے۔ جیسے بعض داڑھی منڈے کہہ دیا کرتے ہیں کہ قرآن میں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ آیا ہے اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ کلہ صاف کراتے رہو، یا اکیلے نماز پڑھنے والے کہہ دیا کرتے ہیں کہ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی۔ اور معنی یہ بتاتے ہیں کہ نماز تنہا پڑھا کرو۔ ان باتوں

کے بول دینے سے آدمی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن کے ساتھ مسخرہ پن بھی ہے اور قرآن کے معنی کو بدل ڈالنا بھی ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں۔

۱۱۔ اسلام میں شک کرنا اور یہ کہنا کہ معلوم نہیں میں مسلمان ہوں یا کافر، یا اپنے اسلام پر افسوس کرنا مثلاً یہ کہنا کہ میں مسلمان ہو گیا یہ اچھا نہیں ہوا کاش میں ہندو ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ تو کفار کے دین کو اچھا بتانا، یا کسی کفر کی بات کو اچھا سمجھنا یا کسی کو کفر کی بات سکھانا، یا یہ کہنا کہ میں ہندو ہوں نہ مسلمان میں تو انسان ہوں یا یہ کہنا کہ میں نہ مسجد سے تعلق رکھتا ہوں نہ مندر سے یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں ڈھونگ ہیں میں کسی کو نہیں مانتا۔ یا یہ کہنا کہ کعبہ تو معمولی پتھروں کا ایک پرانا گھر ہے۔ اس میں کیا دھرا ہے کہ میں اس کی تعظیم کروں یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا بے کار آدمیوں کا کام ہے۔ ہم کو نماز کی کہاں فرصت ہے؟ یہ کہنا کہ روزہ وہ رکھے جس کو نہ کھانا ملے یا یہ کہنا کہ جب خدا نے کھانے کو دیا ہے تو روزہ رکھ کر بھوکے کیوں مریں؟ یا اذان کی آواز سن کر یہ کہنا کہ کیا خواہ مخواہ کا شور مچا رکھا ہے یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنے کا کچھ نتیجہ نہیں۔ بہت پڑھ لی کیا فائدہ ہوا! یا یہ کہنا کہ نماز پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہے یا یہ کہنا کہ میں تو صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہوں۔ باقی دنوں میں نہ کبھی پڑھی نہ پڑھوں گا یا یہ کہنا کہ نماز مجھے موافق نہیں آتی۔ میں جب نماز پڑھتا ہوں تو کوئی نہ کوئی نقصان ضرور ہو جاتا ہے یا یہ کہنا کہ زکوٰۃ خدائی ٹیکس ہے جو ملا لوگوں نے مالداروں پر لگا رکھا ہے یا یہ کہنا کہ حج تو ایک تفریحی سفر ہے یا بلیک مارکیٹ کا دھندا ہے۔ میں ایسا کام کیوں کروں؟ وغیرہ وغیرہ اس قسم کی تمام بکواسیں کھلا ہوا کفر ہیں ان سب بولیوں سے آدمی کافر ہو جائے گا۔

۱۲۔ یہ کہنا کہ رام و رحیم دونوں ایک ہی ہیں اور وید و قرآن میں کچھ فرق نہیں یا یہ کہنا کہ مسجد اور مندر دونوں خدا کے گھر ہیں۔ دونوں جگہ خدا ملتا ہے، کفر ہے۔

۱۳۔ بت یا چاند سورج کو سجدہ کرنا یا زنار (جنیو) باندھنا یا سر پر چٹیا رکھنا یا قشقہ لگانا یا ہولی دیوالی پوجنا یا رام لیلا، جنم اشٹمی، رام نومی وغیرہ کے جلوسوں اور میلوں میں کفر کی شان و شوکت بڑھانے یا کافروں کو خوش کرنے کے لیے شریک ہونا یا ان کفری تہواروں کی تعظیم کرنا یا کوئی چیز ان تہواروں کے دن مشرکین کے گھر بطور تحفہ اور ہدیہ کے بھیجنا جب کہ مقصود اس دن کی تعظیم ہو تو یہ کفر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۴۔ جو شخص یہ کہہ دے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا یا شریعت کا کوئی حکم یا فتویٰ سن کر یہ کہے کہ یہ سب ہوائی باتیں ہیں یا یہ کہہ دے کہ شریعت کے حکم اور فتویٰ کو چولھے بھاڑ میں ڈال دو یا یہ کہہ دے کہ میں شرع وررع کو نہیں جانتا یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے۔ ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے یا کہہ دے کہ بسم اللہ اور سبحان اللہ۔ روٹی کی جگہ کام نہ دے گا۔ ہمیں روٹی چاہیئے۔ بسم اللہ۔ سبحان اللہ نہیں چاہیئے تو وہ شخص کافر ہو جائے گا۔

۱۵۔ شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت "بسم اللہ" کہنا کفر ہے۔

۱۶۔ مسلمان کو مسلمان جاننا اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین میں سے ہے کسی مسلمان کو کافر کہنا یا کسی کافر کو مسلمان کہنا کفر ہے۔

۱۷۔ جو کسی کافر کے لیے اس کے مرنے کے بعد مغفرت کی دُعا مانگے یا کسی مردہ کافر و مرتد کو مرحوم و مغفور کہے یا کسی مردہ ہندو کو "بیکنٹھ باشی" کہے وہ کافر ہے۔ (بہارِ شریعت)

۱۸۔ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کہنا یا خدا کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کہنا یا خدا کی فرض کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا انکار کرنا یہ سب کفر ہیں۔

۱۹۔ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرنا مثلاً توحید، رسالت، قیامت، ملائکہ جنت و دوزخ آسمانی کتابیں ان میں سے کسی چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔

۲۰۔ قرآن مجید کو ناقص بتانا اور یہ کہنا کہ اس میں سے کچھ آیتیں نکال دی گئی ہیں یا قرآن مجید کی کسی آیت کا انکار کرنا یا قرآن میں کوئی عیب بتانا یا قرآن مجید کی بے ادبی کرنا، یہ سب کفر ہیں۔

بہنو اور بھائیو! غور کرو کہ یہ سب الفاظ اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے الفاظ ہیں۔ جن کے بولنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، لہٰذا بول چال میں خاص طور پر دھیان رکھو، زیادہ شیخی مت بگھارو، اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اور خبردار خبردار بے لگام بن کر قینچی کی طرح زبان چلا چلا کر جو منہ میں آئے اول فول نہ بکتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو اور اس کو قابو میں رکھو کیونکہ بہت سی زبان سے نکلی ہوئی باتیں آدمی کو جہنم میں داخل کر دیتی ہیں۔ توبہ توبہ نعوذ باللہ منہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو کفری کلاموں اور کفریات کے کاموں سے بچائے رکھے۔ (آمین)

ولایت کا بیان

ولایت دربارِ خداوندی میں ایک خاص قرب کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

عقیدہ تمام امتوں کے اولیاء میں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء سب سے افضل ہیں۔ اور اس امت کے اولیاء میں سب سے افضل و اعلیٰ حضرات خلفاء راشدین یعنی حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی و حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں اور ان میں جو خلافت کی ترتیب ہے وہی افضلیت کی بھی ترتیب ہے۔ یعنی سب سے افضل حضرت

صدیقِ اکبر ہیں، پھر فاروقِ اعظم، پھر عثمان غنی، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

عقیدہ اولیاءِ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولیاءِ کرام کو بہت بڑی طاقت اور عالم میں ان کو تصرفات کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ اور بہت سے غیب کے علوم ان پر منکشف ہوتے ہیں، یہاں تک کہ بعض اولیاء کو اللہ تعالیٰ لوحِ محفوظ کے علوم پر بھی مطلع فرما دیتا ہے۔ لیکن اولیاء کو یہ سارے کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل ہوتے ہیں۔

عقیدہ اولیاء کی کرامت حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ کرامت کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً مُردوں کو زندہ کرنا، اندھوں اور کوڑھیوں کو شفاء دینا لمبی مسافتوں کو منٹ دو منٹ میں طے کر لینا، پانی پر چلنا، ہواؤں میں اڑنا، دُور دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا مفصّل بیان کے لیے پڑھو ہماری کتاب "کراماتِ صحابہ"۔

عقیدہ اولیاءِ کرام کو دُور نزدیک سے پکارنا جائز اور سلفِ صالحین کا طریقہ ہے۔

عقیدہ اولیاءِ کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کا علم اور ان کا دیکھنا، ان کا سننا دنیاوی زندگی سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔

عقیدہ اولیاءِ کرام کے مزارات پر حاضری مسلمانوں کے لیے باعثِ سعادت و برکت ہے اور ان کی نیاز و فاتحہ اور ایصالِ ثواب مستحب اور خیر و برکت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اولیاءِ کرام کا عرس کرنا یعنی لوگوں کا ان کے مزاروں پر جمع ہو کر قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و نعت خوانی و وعظ و ایصالِ ثواب یہ سب اچھے اور ثواب کے کام ہیں۔ ہاں البتہ عرسوں میں جو خلافِ شریعت کام ہونے لگے ہیں۔ مثلاً قبروں کو سجدہ کرنا، عورتوں کا بے پردہ ہو کر مردوں کے مجمع میں گھومتے پھرنا، عورتوں کا ننگے سر مزاروں کے پاس جھومنا، چلانا اور سر ٹیک پٹک کر کھیلنا، کودنا، اور مردوں کا تماشہ دیکھنا، باجہ بجانا، ناچ کرانا یہ سب خرافات ہر حالت میں مذموم و ممنوع ہیں۔

اور بزرگوں کے مزاروں کے پاس اور زیادہ مذموم ہیں، لیکن ان خرافات و ممنوعات کی وجہ سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بزرگوں کا عرس حرام ہے جو حرام اور ممنوع کام ہیں۔ ان کو روکنا لازم ہے۔ ناک پر اگر مکھی بیٹھ گئی ہے تو مکھی کو اڑا دینا چاہیئے، ناک کاٹ کر نہیں پھینک دینا چاہیئے۔ اسی طرح اگر جاہلوں اور فاسقوں نے عرس میں کچھ حرام کام اور ممنوع کاموں کو شامل کر دیا ہے تو ان حرام و ممنوع کاموں کو روکا جائے عرس ہی کو حرام نہیں کہہ دیا جائے گا۔

پیری مُریدی

علماء اور مشائخ سے مُرید ہونا اور ان کے ہاتھوں پر گناہوں سے توبہ کر کے نیک اعمال کرنے کا عہد کرنا جائز اور ثواب کا کام ہے۔ مگر مرید ہونے سے پہلے پیر کے بارے میں خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کر لیں۔ ورنہ اگر پیر بد عقیدہ اور بد مذہب ہوا تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں گے آجکل بہت سے ایمان کے ڈاکو پیروں کے لباس میں پھرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا مرید بننے میں بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ یوں تو پیر بننے کے لیے بہت سی شرطوں کی ضرورت ہے۔ مگر کم سے کم چار شرطوں کا پیر میں ہونا تو بے حد ضروری ہے۔

اوّل۔ سُنّی صحیح عقیدہ ہو۔

دوم۔ اتنا علم رکھتا ہو جو کہ اپنی ضرورت کے مطابق مسائل کتابوں سے نکال سکے۔

سوم۔ فاسق معین نہ ہو۔

چہارم۔ اس کا سلسلہ اور شجرۂ طریقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو، ورنہ فیض نہ ہو گا۔

لہٰذا خوب سمجھ لو اور یاد رکھو کہ بد مذہب مثلاً رافضی، خارجی، وہابی وغیرہ سے مرید ہونا حرام اور گناہ ہے۔ اسی طرح بالکل ہی جاہل جو حرام و حلال اور فرض و واجب اور ضروریاتِ دین کا علم نہ رکھتا ہو، اس سے مرید ہونا بھی ناجائز

ہے۔ یوں ہی نماز و روزہ چھوڑنے والا، داڑھی منڈانے والا یا حدِ شریعت سے کم داڑھی والا یا گناہِ کبیرہ اور خلافِ شریعت اعمال کرنے والا بھی پیر بنانے کے لائق نہیں۔ اور ایسے فاسق سے مرید ہونا بھی درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ ایسے ہی وہ شخص جس کا سلسلہ اور شجرۂ بیعت درمیان میں کہیں سے بھی کٹا ہوا ہو۔ مثلاً اس کو خود ہی خلافت و اجازت کسی بزرگ سے نہ حاصل ہو یا اس کے شجرہ کے پیروں میں سے کوئی بلا اجازت والا ہو یا گمراہ ہو تو ایسے شخص سے بیعت ہونا بھی درست نہیں ہے۔

۵

عبادات

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ اٹھتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

مسائل کی چند اصطلاحیں

یہ وہ اصطلاحی بولیاں ہیں کہ ان کو جان لینے سے اس کتاب کے سمجھنے میں مدد ملے گی اور مسائل کے سمجھنے میں ہر جگہ بہت ہی سہولت اور آسانی ہو جائے گی۔ اسلئے مسئلوں کو پڑھنے سے پہلے ان اصطلاحوں کو خوب سمجھ کر اچھی طرح یاد کرلو!

فرض وہ ہے جو شریعت کی یقینی دلیل سے ثابت ہو اور اس کا کرنا ضروری اور بلا کسی عذر کے اس کو چھوڑنے والا فاسق اور جہنمی اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ جیسے نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ وغیرہ۔

پھر فرض کی دو قسمیں ہیں ایک فرضِ عین، دوسرے فرضِ کفایہ۔ فرضِ عین وہ ہے جس کا ادا کرنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر ضروری ہے جیسے نمازِ پنجگانہ وغیرہ، اور فرضِ کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کر لینے سے سب کی طرف سے ادا ہو جائیگا اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہونگے۔ جیسے نمازِ جنازہ وغیرہ۔

واجب وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو اس کا کرنا ضروری ہے اور اس

گویا کسی تاویل اور بغیر کسی عذر کے چھوڑ دینے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے لیکن اس کا انکار کرنے والا کافر نہیں گمراہ اور بدمذہب ہے۔

سنّت مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو۔ البتہ بیانِ جواز کے لیے کبھی چھوڑ بھی دیا ہو، اس کو ادا کرنے میں بہت بڑا ثواب اور اور اس کو کبھی اتفاقیہ طور پر چھوڑ دینے سے اللہ و رسول کا عتاب۔ اور اس کو چھوڑ دینے کی عادت ڈالنے والے پر جہنم کا عذاب ہوگا۔ جیسے نمازِ فجر کی دو رکعت سنّت اور نمازِ ظہر کی چار رکعت فرض سے پہلے اور دو رکعت فرض کے بعد سنّتیں، اور نمازِ مغرب کی دو رکعت سنّت اور نمازِ عشاء کی دو رکعت سنّت۔ یہ نمازِ پنجگانہ کی بارہ رکعت سنّتیں سب سنّتِ مؤکدہ ہیں۔

سنّت غیر مؤکدہ وہ ہے جس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی کبھی اس کو چھوڑ بھی دیا ہو، اس کو ادا کرنے والا ثواب پائے گا اور اس کو چھوڑ دینے والا عذاب کا مستحق نہیں، جیسے عصر کے پہلے کی چار رکعت سنّت اور عشاء سے پہلے کی چار رکعت سنّت کہ یہ سب سنّت غیر مؤکدہ ہیں۔ سنّتِ غیر مؤکدہ کو سنّتِ زائدہ بھی کہتے ہیں۔

مستحب ہر وہ کام ہے جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہو اور اس کو چھوڑ دینا شریعت کی نظر میں برا بھی نہ ہو، خواہ اس کام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا اس کی ترغیب دی ہو یا علماء صالحین نے اس کو پسند فرمایا اگرچہ حدیثوں میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ یہ سب مستحب ہیں۔ مستحب کو کرنا ثواب اور اس کو چھوڑ دینے پر نہ کوئی عذاب ہے نہ کوئی عتاب۔ جیسے وضو کرنے میں قبلہ رو ہو کر بیٹھنا، نماز میں بحالتِ قیام سجدہ گاہ پر نظر رکھنا، خطبہ میں خلفاء راشدین وغیرہ کا ذکر میلاد شریف، پیرانِ کبار کے وظائف وغیرہ، مستحب کو مندوب بھی کہتے ہیں۔

مباح وہ ہے جس کا کرنا اور چھوڑ دینا دونوں برابر ہو، جس کے کرنے میں نہ کوئی

ثواب ہو اور چھوڑنے میں کوئی عذاب ہو جیسے لذیذ غذاؤں کا کھانا اور نفیس کپڑوں کا پہننا وغیرہ۔

حرام وہ ہے جس کا ثبوت یقینی شرعی دلیل سے ہو۔ اس کا چھوڑنا ضروری اور باعث ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق و جہنمی اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

خوب سمجھ لو کہ حرام فرض کا مقابل ہے یعنی فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا چھوڑنا ضروری ہے۔

مکروہ تحریمی وہ ہے جو شریعت کی ظنی دلیل سے ثابت ہو، اس کا چھوڑنا لازم اور باعث ثواب ہے اور اس کا ایک مرتبہ بھی قصداً کرنے والا فاسق و جہنمی اور گناہِ کبیرہ حرام کے کرنے سے کم ہے۔ مگر چند بار اس کو کر لینا گناہِ کبیرہ ہے۔

اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ یہ واجب کا مقابل ہے یعنی واجب کو کرنا لازم ہے اور مکروہ تحریمی کو چھوڑنا لازم ہے۔

اساءت وہ ہے جس کا کرنا بُرا اور کبھی اتفاقیہ کر لینے والا لائق عتاب اور اس کو کرنے کی عادت بنا لینے والا مستحق عذاب ہے۔

واضح رہے کہ یہ سنتِ مؤکدہ کا مقابل ہے یعنی سنتِ مؤکدہ کو کرنا ثواب اور چھوڑنا برا ہے اور اساءت کو چھوڑنا ثواب اور کرنا بُرا ہے۔

مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کا کرنا شریعت کو پسند نہیں مگر اس کے کرنے والے پر عذاب نہیں ہوگا۔ یہ سنتِ غیر مؤکدہ کا مقابل ہے۔

خلافِ اولیٰ وہ ہے کہ اس کو چھوڑ دینا بہتر تھا لیکن اگر کر لیا تو کچھ مضائقہ نہیں یہ مستحب کا مقابل ہے۔

نماز

ہر مسلمان مرد اور عورت کو یہ جان لینا چاہیئے کہ ایمان اور عقیدوں کو صحیح کر لینے کے بعد سب فرضوں میں سب سے بڑا فرض نماز ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور حدیثوں میں بہت زیادہ بار بار اس کی تاکید آئی ہے یاد رکھو کہ جو نماز کو فرض نہ مانے یا نماز کی توہین کرے

یا نماز کو ایک ہلکی اور بے قدر چیز سمجھ کر اس کی طرف بے توجہی برتنے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے اور جو شخص نماز نہ پڑھے وہ بہت بڑا گناہگار، قہر قہار اور غضب جبار میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حقدار ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بادشاہ اسلام پہلے اس کو تنبیہہ و سزا دے، پھر بھی وہ نماز نہ پڑھے تو اس کو قید کر دے۔ یہاں تک کہ توبہ کرے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ امام مالک و شافعی و احمد رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک بادشاہ اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے۔ (درمختار وردالمختار جلد ا ص ۲۳۵)

شریعت کا یہ مسئلہ ہے کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز سکھا کر نماز پڑھنے کا حکم دیں۔ اور جب بچے کی عمر دس برس کی ہو جائے تو مار مار کر اس سے نماز پڑھوائیں۔ (ترمذی جلد ا ص ۵۴)

مسئلہ۔ نماز خالص عبادت بدنی ہے اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زندگی میں نماز کے بدلے کچھ مال بطور فدیہ ادا کر کے نماز سے چھٹکارا حاصل کر لے۔ ہاں البتہ اگر کسی پر کچھ نمازیں رہ گئی ہیں اور انتقال کر گیا اور وصیت کر گیا کہ اس کی نمازوں کا فدیہ ادا کیا جائے تو امید ہے ان شاء اللہ یہ قبول ہو، اور یہ وصیت بھی وارثوں کو اس کی طرف سے پوری کرنی چاہیئے کہ قبول و عفو کی امید ہے۔ (درمختار وردالمختار و دیگر کتب)

شرائط نماز اس سے پہلے کہ ہم نماز کا طریقہ بتائیں ان چھ چیزوں کو بتا دینا ضروری ہے جن کے بغیر نماز شروع نہیں ہو سکتی۔ ان چھ چیزوں کو "شرائط نماز" کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

پہلی پاکی۔ دوسری شرمگاہ کو چھپانا۔ تیسری نماز کا وقت۔ چوتھی قبلہ کی طرف منہ کرنا، پانچویں نیت۔ چھٹی تکبیر تحریمہ۔ (متون کتب فقہ)

پہلی شرط:۔ یعنی "پاکی" کا یہ مطلب ہے کہ نمازی کا بدن۔ اس کے کپڑے نماز کی جگہ سب پاک ہوں اور کوئی نجاست جیسے پیشاب۔ پاخانہ۔ خون۔ لید۔ گوبر۔ مرغی

کی بیٹ، وغیرہ نہ لگی ہو، اور نمازی بے غسل اور بے وضو بھی نہ ہو۔

دوسری شرط۔ یعنی "شرمگاہ چھپانے" کا یہ مطلب ہے کہ مرد کا بدن ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک شرمگاہ ہے اس لیے نماز کی حالت میں کم سے کم ناف سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک چھپا رہنا ضروری ہے اور عورت کا پورا بدن شرمگاہ ہے اسلئے نماز کی حالت میں عورت کے تمام بدن کا ڈھکا رہنا ضروری ہے، صرف چہرہ اور ہتھیلی اور ٹخنوں کے نیچے قدم کے کھلے رہنے کی اجازت ہے۔ ٹخنے کو بھی چھپا رہنا چاہیئے۔

تیسری شرط۔ یعنی "وقت" کا یہ مطلب ہے کہ جس نماز کے لیے جو وقت مقرر ہے وہ نماز اسی وقت میں پڑھی جائے۔

چوتھی شرط۔ یعنی "قبلہ کو منہ کرنا" اس کا مطلب ظاہر ہے کہ نماز میں خانہ کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کرے۔

پانچویں شرط۔ یعنی "نیت" کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت کی جو نماز فرض یا واجب یا سنت یا نفل یا قضا پڑھتا ہو۔ دل میں اس کا پکا ارادہ کرنا کہ میں فلاں نماز پڑھ رہا ہوں۔ اور اگر دل میں ارادہ کے ساتھ زبان سے بھی کہہ لے تو بہتر ہے۔

چھٹی شرط "تکبیر تحریمہ" یعنی اللہ اکبر کہنا۔ یہ نماز کی آخری شرط ہے کہ اس کے کہتے ہی نماز شروع ہو گئی۔ اب اگر نماز کے سوا دوسرا کوئی کام کیا یا کچھ بولا تو نماز ٹوٹ گئی۔ پہلی پانچوں شرطوں کا تکبیر تحریمہ سے پہلے اور نماز ختم ہونے تک موجود رہنا ضروری ہے۔ اگر ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو نماز نہیں ہوگی۔

پاکی کے مسائل کا بیان

وضو کا طریقہ وضو کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنے دل میں وضو کا پکا ارادہ کر کے قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم .... پڑھ کر پہلے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گٹوں تک دھوئے پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو

تو انگلی سے اپنے دانتوں اور مسوڑھوں کو مل کر صاف کرے۔ اور اگر دانتوں یا تالو میں
کوئی چیز اٹکی یا چپکی ہو تو اس کو انگلی یا مسواک یا خلال سے نکالے اور چھڑائے، پھر تین
مرتبہ کلی کرے اور اگر روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ بھی کرے لیکن اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے
کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے، پھر داہنے ہاتھ سے تین دفعہ ناک میں پانی
چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے، پھر دونوں ہاتھوں میں پانی لے کر
تین مرتبہ اس طرح چہرہ دھوئے کہ ماتھے پر بال جمنے کی جگہ سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے
تک اور داہنے کان کی لو سے بائیں کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے اور کہیں
ذرا بھی پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔ اگر داڑھی ہو تو اسے بھی دھوئے، اور داڑھی
میں انگلیوں سے خلال بھی کرے لیکن اگر احرام باندھے ہو تو خلال نہ کرے پھر تین مرتبہ
کہنی سمیت یعنی کہنی سے کچھ اوپر داہنا ہاتھ دھوئے، پھر اسی طرح تین مرتبہ بایاں ہاتھ
دھوئے اگر انگلی میں تنگ انگوٹھی یا چھلّہ ہو یا کلائیوں میں تنگ چوڑیاں ہوں تو ان سبھوں
کو ہلا کر دھوئے تاکہ سب جگہ پانی بہہ جائے پھر ایک بار پورے سر کا مسح کرے اس کا
طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو پانی سے تر کر کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی چھوڑ کر دونوں
ہاتھوں کی تین تین انگلیوں کی نوک کو ایک دوسرے سے ملائے اور ان چھوٹی انگلیوں
کو اپنے ماتھے پر رکھ کر پیچھے کی طرف سر کے آخری حصّہ تک ملے جائے۔ اس طرح
کہ کلمہ کی دونوں انگلیاں اور دونوں انگوٹھا اور دونوں ہتھیلیاں سر سے نہ لگنے پائیں
پھر سر کے پچھلے حصّہ سے ہاتھ ماتھے کی طرف اس طرف لائے کہ دونوں ہتھیلیاں سر
کے دائیں بائیں حصّہ پر ہوتی ہوئی ماتھے تک واپس آجائیں۔ پھر کلمہ کی انگلی کے
پیٹ سے کانوں کے اندر کے حصّوں کا۔ اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے
اوپر کا مسح کرے اور انگلیوں کے پیٹھ سے گردن کا مسح کرے۔ پھر تین بار داہنا
پاؤں ٹخنے سمیت یعنی ٹخنے سے کچھ اوپر تک دھوئے۔ پھر بایاں پاؤں اسی طرح
تین دفعہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے دونوں پیروں کی انگلیوں کا

اس طرح خلال کرے کہ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ وضو ختم کر لینے کے بعد ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ اور کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی تھوڑا سا پی لے کہ یہ بیماریوں سے شفا ہے اور بہتر یہ ہے کہ وضو میں ہر عضو کو دھوتے ہوئے بسم اللہ پڑھ لیا کرے اور درود شریف و کلمۂ شہادت بھی پڑھنا ہے۔ اور یہ بھی بہت بہتر ہے کہ وضو پورا کر لینے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ

اور سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھے مگر ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں پڑھ لے تو اچھا اور ثواب ہے نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن یاد رکھو کہ وضو میں جو کچھ ایسی چیزیں ہیں جو فرض ہیں کہ جن کے چھوٹنے اور یا ان میں کچھ کمی ہو جانے سے وضو نہ ہو گا اور کچھ باتیں سنت ہیں کہ جن کو اگر چھوڑ دیا جائے تو گناہ ہو گا۔ اور کچھ چیزیں مستحب ہیں کہ ان کے چھوڑ دینے سے وضو کا ثواب کم ہو جاتا ہے چنانچہ نیچے ہم ان چیزوں کا بیان لکھتے ہیں۔ ان کو پڑھ کر خوب اچھی طرح یاد کر لو۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار چیزیں فرض ہیں (۱) پورے چہرے کا ایک بار دھونا (۲) ایک ایک بار دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی گیلا ہاتھ سر پر پھیر لینا۔ (۴) ایک بار ٹخنوں سمیت دونوں پیروں کو دھونا۔

(قرآن مجید و عالمگیری جلد ۱ ص ۴ وغیرہ عامہ کتب فقہ)

مسئلہ۔ وضو یا غسل میں کسی عضو کو دھونے کا یہ مطلب ہے کہ جس عضو کو دھوؤ اس کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہہ جائے اگر کوئی حصہ بھیگ تو گیا مگر اس پر پانی نہیں بہا تو وضو یا غسل نہیں ہو گا۔ بہت سے لوگ بدن پر پانی

ڈال کر ہاتھ پھرا کر کے بدن پر پانی چپڑ لیتے ہیں اور سمجھ لیتے ہیں کہ بدن دھل گیا۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ بدن پر ہر جگہ پانی کا کم سے کم دو بوند بہہ جانا ضروری ہے۔

(درمختار و ردالمحتار جلد ۱ ص ۶۷، عالمگیری جلد ۱ مصری ص ۴)

اور مسح کرنے کا یہ مطلب ہے کہ گیلا ہاتھ پھرا لیا جائے۔ سر کے مسح میں بعض جاہلوں کا یہ طریقہ ہے کہ مسح کے لیے ہاتھوں میں پانی لے کر اس کو چومتے ہیں۔ پھر مسح کرتے ہیں۔ یہ ایک لغو کام ہے۔ مسح میں گیلا ہاتھ سر پر پھرا لینا چاہیئے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۴)

وضو کی سنتیں

وضو میں سولہ چیزیں سنت ہیں (۱) وضو کی نیت کرنی (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ کلی کرنا (۶) داہنے ہاتھ سے تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) داڑھی کا انگلیوں سے خلال کرنا (۹) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۰) ہر عضو کو تین تین بار دھونا (۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرہ کے نیچے ہیں ان پر گیلا ہاتھ پھرا لینا (۱۴) اعضا کو لگاتار دھونا کہ ایک عضو سوکھنے سے پہلے ہی دوسرے عضو کو دھولے (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) ہر مکروہ بات سے بچنا۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

وضو کے مستحبات

وضو میں جو چیزیں مستحب ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں سے کچھ ضمناً وضو کے طریقہ میں ذکر ہو چکیں۔ باقی کو اگر تفصیل کے ساتھ جاننا ہو تو بڑی بڑی کتابوں مثلاً ہمارے استاد حضرت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بہار شریعت" کا مطالعہ کیجئے۔ بہرحال چند مستحبات یہ ہیں۔ (۱) جو اعضاء جوڑے ہیں مثلاً دونوں ہاتھ دونوں پاؤں تو ان میں داہنے سے دھونے کی ابتدا کریں مگر دونوں رخسار کہ ان دونوں کو ایک ہی ساتھ دھونا چاہیئے۔ یوں ہی دونوں کانوں کا مسح ایک ہی ساتھ ہوتا

چاہیئے (۲) انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرنا (۳) اُونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۴) وضو کا پانی پاک جگہ گرانا (۵) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۶) دوسرے وقت کے لیے پانی بھر کر رکھ دینا (۷) بلا ضرورت وضو کرنے میں دوسرے سے مدد نہ لینا (۸) ڈھیلی انگوٹھی کو بھی پھرالینا (۹) صاحبِ عذر نہ ہو تو وقت سے پہلے وضو کر لینا (۱۰) اطمینان سے وضو کرنا (۱۱) کانوں کے مسح کے وقت انگلیاں کان کے سوراخوں میں داخل کرنا (۱۲) کپڑوں کو ٹپکتے ہوئے قطرات سے بچانا (۱۳) وضو کا برتن مٹی کا ہو (۱۴) اگر تانبے وغیرہ کا ہو تو قلعی کیا ہوا ہو (۱۵) اگر وضو کا برتن لوٹا ہو تو بائیں طرف رکھیں (۱۷) اگر لوٹے میں دستہ لگا ہوا ہو تو دستہ کو تین بار دھولیں (۱۸) اور ہاتھ دستہ پر رکھیں لوٹے کے منہ پر ہاتھ نہ رکھیں (۱۹) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تاکہ قطرے بدن یا کپڑے پر نہ ٹپکیں (۲۰) ہر عضو کے دھوتے وقت دل میں وضو کی نیت کا حاضر رہنا (۲۱) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف وکلمہ شہادت پڑھنا (۲۲) ہر عضو کو دھوتے وقت الگ الگ عضو کے دھونے کی دعاؤں کو پڑھتے رہنا (۲۳) اعضاء وضو کو بلا ضرورت پونچھ کر خشک نہ کرے اور اگر پونچھے تو کچھ نمی باقی رہنے دے (۲۴) وضو کر کے ہاتھ نہ جھٹکے کہ یہ شیطان کا پنکھا ہے (۲۵) وضو کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اس کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۹ و بہارِ شریعت وغیرہ)

وضو کے مکروہات

وضو میں اکیس ۲۱ باتیں مکروہ ہیں۔ یعنی یہ چیزیں وضو میں نہ ہونی چاہئیں۔ (۱) عورت کے وضو یا غسل کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا (۲) وضو کے لیے نجس جگہ پر بیٹھنا (۳) نجس جگہ وضو کا پانی گرانا (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا (۵) وضو کے اعضاء سے وضو کے برتن میں قطرے ٹپکانا (۶) پانی میں کھنکار یا تھوک ڈالنا (۷) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کھنکار ڈالنا (۸) بلا ضرورت دنیا کی بات کرنا (۹) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا۔

(۱۰) اس قدر کم پانی خرچ کرنا کہ سنّت ادا نہ ہو (۱۱) منہ پر پانی مارنا (۱۲) منہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا (۱۳) صرف ایک ہاتھ سے منہ دھونا (۱۴) ہونٹ یا آنکھوں کو زور سے بند کر کے منہ دھونا (۱۵) حلق اور گلے کا مسح کرنا (۱۶) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا (۱۷) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۸) اپنے لیے کوئی وضو کا برتن مخصوص کر لینا (۱۹) تین نئے نئے پانیوں سے تین دفعہ سر کا مسح کرنا (۲۰) جس کپڑے سے استنجاء کا پانی خشک کیا ہو اس سے وضو کے اعضاء کو پونچھنا (۲۱) دھوپ میں گرم ہونے والے پانی سے وضو کرنا۔ ان کے علاوہ ہر سنّت کو چھوڑنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ۔ وضو نہ ہو تو نماز و سجدۂ تلاوت اور قرآن شریف چھونے کے لیے وضوء کرنا فرض ہے اور خانہ کعبہ کے طواف کے لیے وضو واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۲)

مسئلہ۔ جنب کو کھانے پینے سونے کے لیے وضو کر لینا سنّت ہے۔ اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین اور روضۂ مبارکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور وقوفِ عرفہ اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کے لیے وضو کر لینا سُنّت ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ۔ سونے کے لیے، سونے کے بعد، میّت کو نہلانے یا اٹھانے کے بعد جماع سے پہلے، غصّہ آجانے کے وقت، زبانی قرآن شریف پڑھنے یا علم حدیث اور دوسرے دینی علوم پڑھنے پڑھانے کے لیے یا دینی کتابیں چھونے کے لیے، شرمگاہ چھونے یا کافر سے بدن چھو جانے یا صلیب یا بُت چھو جانے کے بعد، جھوٹ بولنے، غیبت کرنے اور ہر گناہ کے بعد توبہ کرتے وقت۔ کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے پردہ چھو جانے سے یا کوڑھی اور برص والے کا بدن چھو جانے سے بغل کھجانے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد۔ ان سب صورتوں میں وضو کر لینا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت)

وضو توڑنے والی چیزیں (۱) پیشاب یا پاخانہ کرنا (۲) پیشاب پاخانہ کے راستوں سے کسی بھی چیز یا پاخانہ کے رستہ سے ہوا کا نکلنا (۳) بدن کے کسی حصّہ یا کسی مقام سے خون یا پیپ نکل کر ایسی جگہ بہنا کہ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے (۴) کھانا یا پانی یا خون یا پت کی منہ بھر کر قے ہو جانا (۵) اس طرح سو جانا کہ بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں (۶) بیہوش ہو جانا (۷) غشی طاری ہو جانا (۸) کسی چیز کا اس حد تک نشہ چڑھ جانا کہ چلنے میں قدم لڑکھڑائیں۔ (۹) دُکھتی ہوئی آنکھ سے پانی کا کیچڑ نکلنا (۱۰) رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا۔ (عالمگیری جلد اص ۱۱ وغیرہ)

مسئلہ۔ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا خود بالکل ننگے ہو کر وضو کیا یا نہانے کے وقت ننگے ہی ننگے وضو کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ جو جاہلوں میں مشہور ہے کہ اپنا ستر کھل جانے یا دوسرے کا ستر دیکھ لینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ہاں البتہ یہ وضو کے آداب میں سے ہے کہ ناف سے زانو کے نیچے تک سب ستر چھپا ہو بلکہ استنجا کے بعد فوراً ہی چھپا لینا چاہیئے کیونکہ بغیر ضرورت ستر کھلا رہنا منع ہے۔ اور دوسروں کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے۔

مسئلہ۔ اگر ناک صاف کی اُس میں سے جما ہوا خون نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر بہتا ہوا خون نکلا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ۔ چھالا توڑ ڈالا۔ اگر اس میں کا پانی بہہ گیا تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر پانی نہیں بہا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ۔ کان میں تیل ڈالا تھا اور ایک دن بعد وہ تیل کان یا ناک سے نکلا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ۔ زخم پر گڑھا پڑ گیا۔ اور اس میں سے کچھ تری چمکی مگر بہی نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا۔ (در مختار)

مسئلہ۔ کھٹمل، مچھر، مکھی، پسّو نے خون چوسا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار)
مسئلہ۔ قے میں صرف کیچوا اگرا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر اس کے ساتھ کچھ پانی وغیرہ بھی نکلا تو دیکھیں گے کہ منہ بھر ہے یا نہیں اگر منہ بھر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر بھر منہ سے کم ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (درمختار)
مسئلہ۔ وضو کرنے کے درمیان اگر وضو ٹوٹ گیا تو پھر شروع سے وضو کرے یہاں تک کہ اگر چلو میں پانی لیا اور ہوا خارج ہو گئی تو یہ چلو کا پانی بیکار ہو گیا۔ اس پانی سے کوئی عضو نہ دھوئے بلکہ دوسرے پانی سے پھر سے وضو کرے۔
مسئلہ۔ دُکھتی ہوئی آنکھ، دُکھتی ہوئی چھاتی، دُکھتے ہوئے کان سے جو پانی نکلے وہ نجس ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۱۱ وغیرہ)
مسئلہ۔ کسی کے تھوک میں خون نظر آیا تو اگر تھوک کا رنگ زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر تھوک سرخی مائل ہو گیا تو وضو ٹوٹ گیا۔ (رد المختار جلد۱ ص ۹۴)
مسئلہ۔ وضو کے بعد ناخن یا بال کٹا یا تو وضو نہیں ٹوٹا نہ وضو کو دہرانے کی ضرورت ہے نہ ناخن کو دھونے اور نہ سر کو مسح کرنے کی ضرورت ہے۔
مسئلہ۔ اگر وضو کرنے کی حالت میں کسی عضو کے دھونے میں شک واقع ہوا اور یہ زندگی کا پہلا واقعہ ہے تو اُس عضو کو دھولے اور اکثر اس قسم کا شک پڑا کرتا ہے تو اس کی طرف توجّہ نہ کرے۔ یوں ہی اگر وضو پورا ہر جانے کے بعد شک پڑ جائے تو اس کا کچھ خیال نہ کرے۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۱۳)
مسئلہ۔ جو با وضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو اس کو وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں وضو کر لینا بہتر ہے جب کہ یہ شبہ بطور وسوسہ نہ ہوا کرتا ہو اور اگر وسوسہ سے ایسا شبہ ہو جایا کرتا ہو تو اس شبہ کو ہرگز نہ مانے۔ اس صورت میں احتیاط سمجھ کر وضو کرنا احتیاط نہیں بلکہ وسوسہ کی اطاعت ہے (عالمگیری جلد۱ ص ۱۳)
مسئلہ۔ اگر بے وضو تھا، اب اسے شک ہے کہ میں نے وضو کیا یا نہیں تو وہ یقیناً

بلا وضو ہے۔ اس کو وضو کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۳ وغیرہ)
مسئلہ۔ یہ یاد رہے کہ وضو میں کوئی عضو دھونے سے رہ گیا مگر معلوم نہیں کہ وہ کونسا عضو تھا تو بایاں پاؤں دھولے۔ (درمختار جلد ا ص ۱۰۱)
مسئلہ۔ شیر خوار بچے نے قے کی اور دودھ ڈال دیا اگر وہ منہ بھر قے ہے نجس ہے درہم سے زیادہ جگہ میں جس چیز کو لگ جائے ناپاک کر دے گا۔ لیکن اگر یہ دودھ معدہ سے نہیں آیا۔ بلکہ سینہ تک پہنچ کر پلٹ آیا ہے تو پاک ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۹۳)
مسئلہ۔ سوتے میں جو رال منہ سے گرے اگر یہ پیٹ سے آئے اگرچہ وہ بدبودار ہو پاک ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۹۴)
مسئلہ۔ مُردے کے منہ سے جو پانی بہے وہ ناپاک ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۹۳)
مسئلہ۔ منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک سرخ ہو گیا۔ اگر لوٹے یا کٹورے کو منہ لگا کر کلی کیلئے پانی لیا تو لوٹا، کٹورا اور کل پانی نجس ہو جائے گا۔ چلو سے پانی لے کر کلی کرے اور پھر ہاتھ دھو کر کلی کے لیے پانی لے۔

غسل کے مسائل!

غسل میں تین چیزیں فرض ہیں اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دیا یا ان میں سے کسی میں کوئی کمی کر دی تو غسل نہیں ہو گا۔ (عامہ کتب فقہ)

ا۔ کُلّی کہ منہ کے پُرزے پُرزے میں پانی پہنچ جائے فرض ہے یعنی ہونٹ سے حلق کی جڑ تک پورے تالو، دانتوں کی جڑ، زبان کی کروٹیں غرض منہ کے اندر پُرزے پُرزے کے ذرّے ذرّے میں پانی پہنچ کر بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں ڈال کر اگل دینے کو کلی کہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ غسل میں اس طرح کلّی کر لینے سے غسل نہیں ہوگا بلکہ غسل میں فرض ہے۔ بھر بھر منہ پانی لے کر خوب زیادہ منہ کو حرکت دے تاکہ منہ کے اندر ہر ہر حصہ میں پانی

پہنچ کر بہہ جائے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غسل کی کلی میں غرغرہ بھی کرے ہاں روزہ کی حالت میں غرغرہ نہ کرے کہ حلق کے اندر پانی چلے جانے کا خطرہ ہے۔

۲۔ ناک میں پانی چڑھانا غسل میں اس طرح ناک میں پانی چڑھانا فرض ہے کہ سانس اوپر کو کھینچ کر ناک کے نتھنوں میں جہاں تک نرم حصّہ ہے۔ اس کے اندر پانی چڑھ جائے کہ نتھنوں کے اندر ہر جگہ اور ہر طرف پانی پہنچ کر بہہ جائے اور ناک کے اندر کی کھال یا ایک بال بھی سوکھا نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

۳۔ تمام بدن پر پانی بہانا یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک بدن کے آگے پیچھے دائیں بائیں اُوپر نیچے، ہر ہر ذرّے، ہر ہر رونگٹے اور ہر ایک بال کے پورے پورے حصّہ پر پانی بہانا غسل میں فرض ہے، بعض لوگ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ادھر ادھر ہاتھ پھیر لیتے ہیں۔ اور پانی بدن پر پوت لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہوگیا، حالانکہ بدن کے بہت سے ایسے حصّے ہیں کہ اگر احتیاط کے ساتھ غسل میں ان کا دھیان نہ رکھا جائے تو وہاں پانی نہیں پہنچتا۔ اور وہ سوکھا ہی رہ جاتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس طرح نہانے سے غسل نہیں ہوگا۔ اور نہ آدمی نماز پڑھنے کے قابل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ غسل کرتے وقت خاص طور پر ان چند جگہوں پر پانی پہنچانے کا دھیان رکھیں، سر اور داڑھی، مونچھ بھوؤں کے ایک ایک بال اور بدن کے ہر ہر رونگٹے کی جڑ سے نوک تک دُھل جانے کا خیال رکھیں، اسی طرح کان کا جو حصّہ نظر آتا ہے اس کی گیرائیوں اور سوراخ اسی طرح ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ، پیٹ کی بلٹیں بغلیں، ناف کے غار، ران اور پیڑو کا جوڑ۔ جنگاسا۔ دونوں سرینوں کے ملنے کی جگہ۔ ذکر اور خصیوں کے ملنے کی جگہ۔ خصیوں کے نیچے کی جگہ۔ عورت کے ڈھلکے ہوئے پستان کے نیچے کا حصّہ۔ عورت کی شرمگاہ کا ہر حصّہ ان سب کو خیال سے پانی بہا بہا کر دھوئیں تاکہ ہر ہر جگہ پانی پہنچ کر بہہ جائے۔

غسل کا طریقہ غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیّت یعنی دل میں نہانے کا ارادہ کرکے

پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کی جگہ کو دھوئے خواہ نجاست لگی ہو یا نہ ہو، پھر بدن پر اگر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو بھی دھوئے اس کے بعد وضو کرے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں خوب مبالغہ کرے، پھر ہاتھ میں پانی لے لے کر سارے بدن پہ ہاتھ پھرا پھرا کر بدن کو ملے خصوصاً جاڑوں میں تاکہ کہیں بدن کا کوئی حصہ پانی بہنے سے نہ رہ جائے، پھر داہنے کندھے پر تین بار پانی بہائے پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی بہائے، پھر سر پر اور پورے بدن پر تین مرتبہ پانی بہائے اور تمام بدن کے ہر ہر حصہ کو خوب مل مل کر دھوئے اور اچھی طرح دھیان رکھے کہ کہیں ذرہ برابر بدن کی کھال یا کوئی رونگٹا اور پانی بہنے سے نہ رہ جائے۔

ضروری تنبیہ بہت لوگ ایسا کرتے ہیں کہ نجس تہبند باندھ کر غسل کرتے ہیں۔ اور یہ خیال کرتے ہیں کہ نہاتے میں ناپاک تہبند اور بدن سب پاک ہو جائے گا۔ حالانکہ ایسا نہیں بلکہ پانی ڈال کر تہبند اور بدن پر ہاتھ پھراتے سے تہبند کی نجاست اور زیادہ پھیلتی ہے اور سارے بدن بلکہ نہانے کے برتن تک کو نجس کر دیتی ہے۔ اس لیے نہانے میں لازم ہے کہ پہلے بدن کو اور اس کپڑے کو جس کو پہن کر نہاتے ہیں دھو کر پاک کر لیں ورنہ غسل تو کیا ہوگا۔ اُس تر ہاتھ سے جن چیزوں کو چھوئیں گے وہ بھی ناپاک ہو جائیں گی۔ اور سارا بدن اور تہبند بھی ناپاک ہی رہ جائے گا۔

مسئلہ: غسل میں سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا ضروری ہے۔ اور اگر گندھے ہوئے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک ہر بال پر پانی بہائے اور عورت کے لیے صرف بال کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ گندھے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر کوئی چوٹی اتنی سخت گندھی ہوئی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو چوٹی کو کھولنا ضروری ہے۔

(در مختار جلد ۱ ص ۱۰۴)

مسئلہ۔ غسل میں کانوں کی بالیوں اور ناک کی کیل کے سوراخوں میں بالیوں اور کیل کو پھرا کر پانی پہنچانا ضروری ہے۔

کن کن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے

جن چیزوں سے غسل فرض ہو جاتا ہے وہ پانچ ہیں (۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر نکلنا (۲) احتلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا (۳) ذکر کے سر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل فرض کر دیتا ہے (۴) حیض کا ختم ہونا (۵) نفاس سے فارغ ہونا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵ مصری)

مسئلہ۔ جمعہ، عید، بقرعید، عرفہ کے دن اور احرام باندھتے وقت غسل کر لینا سنّت ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵)

مسئلہ۔ میدانِ عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے۔ حرم کعبہ اور روضۂ منوّرہ کی حاضری طواف کعبہ، منیٰ میں داخل ہونے، جمروں کو کنکریاں مارنے کے لیے غسل کر لینا مستحب ہے۔ اسی طرح شبِ قدر، شبِ برات۔ عرفہ کی رات میں مردہ نہلانے کے بعد۔ جنون اور غشی سے ہوش میں آنے کے بعد۔ نیا کپڑا پہننے کے لیے، سفر سے آنے کے بعد۔ استحاضہ بند ہونے کے بعد گناہ سے توبہ کرنے کے لیے نماز استسقاء کے لیے گرہن کے وقت نماز کے لیے خوف۔ تاریکی، آندھی کے وقت ان سب صورتوں میں غسل کر لینا مستحب ہے۔ (در مختار جلد ۱ ص ۱۱۴ وغیرہ)

مسئلہ۔ جس پر غسل فرض ہو اس کو بغیر نہائے (۱) مسجد میں جانا (۲) طواف کرنا (۳) قرآن مجید کا چھونا (۴) قرآن شریف کا پڑھنا (۵) کسی آیت کو لکھنا حرام ہے اور فقہ و حدیث اور دوسری دینی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے مگر آیت کی جگہوں پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ لگانا حرام ہے۔ (در مختار و رد المختار)

مسئلہ۔ درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر لے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ۔ غسل خانہ کے اندر اگرچہ چھت نہ ہو ننگے بدن نہانے میں کوئی حرج نہیں ہاں عورتوں کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے مگر ننگے نہائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور اگر تہبند باندھے ہوئے ہو تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ۔ عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے۔ مرد کھڑے ہو کر نہائے یا بیٹھ کر دونوں صورتوں میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ۔ غسل کے بعد فوراً کپڑے پہن لے۔ دیر تک ننگے بدن نہ رہے۔

مسئلہ۔ جس طرح مردوں کو مردوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کے سامنے ستر کھول کر نہانا جائز نہیں کیونکہ دوسروں کے سامنے بلا ضرورت ستر کھولنا حرام ہے۔ (عامۂ کتب فقہ)

مسئلہ۔ جس پر غسل واجب ہے اسے چاہیئے کہ نہانے میں تاخیر نہ کرے بلکہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں جُنُب یعنی ایسا آدمی ہو جس پر غسل فرض ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور اگر غسل کرنے میں اتنی دیر کر چکا کہ نماز کا وقت آگیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ اب تاخیر کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۴۲)

مسئلہ۔ جس شخص پر غسل فرض ہے اگر وہ کھانا کھانا چاہتا ہے یا عورت سے جماع کرنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیئے کہ وضو کر لے یا کم سے کم ہاتھ منہ دھولے اور کلی کرے اور اگر ویسے ہی کھا پی لیا تو گناہ نہیں مگر مکروہ ہے اور محتاجی لاتا ہے اور بے نہائے ہوئے یا بے وضو کئے جماع کر لیا تو بھی کچھ گناہ نہیں مگر جس کو احتلام ہوا ہو اس کو بے نہائے ہوئے عورت کے پاس نہیں جانا چاہیئے۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۴۲)

تیمم کا بیان

اگر کسی وجہ سے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو وضو اور غسل دونوں کے

لیے تیمم کر لینا جائز ہے مثلاً ایسی جگہ ہو کہ وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی کا پتہ نہ ہو یا پانی تو قریب ہی میں ہو مگر دشمن یا درندہ جانور کے خوف یا کسی دوسری وجہ سے پانی نہ لے سکتا ہو یا پانی کے استعمال سے بیمار ہو جانے یا بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ اور گمان غالب ہو تو ان صورتوں میں بجائے وضو اور غسل کے تیمم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔

تیمم کا طریقہ تیمم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر پہلے دل میں تیمم کی نیت کرے اور زبان سے بھی کہہ لے کہ نَوَیْتُ اَنْ اَتَیَمَّمَ تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے زمین یا دیوار پر دونوں ہاتھوں کو مارے، پھر دونوں ہاتھوں کو پورے چہرے پر اس طرح پھرائے کہ جہاں تک وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے پورے چہرے پر ہر جگہ ہاتھ پھر جائے۔ اگر بلاق یا نتھ پہنے ہو تو اس کو ہٹا کر اس کے نیچے کی کھال پر ہاتھ پھرائے پھر دوبارہ دونوں ہاتھوں کو زمین یا دیوار پر مار کر اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اور بائیں ہاتھ کو اپنے داہنے ہاتھ پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھرائے اور جہاں تک وضو میں دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ وہاں تک ہاتھ کے ہر حصہ پر ہاتھ پھر جائے۔ اگر ہاتھوں میں چوڑیاں یا کوئی زیور پہنے ہوئے ہو تو زیور کو ہٹا کر اس کے نیچے کھال پر ہاتھ پھرائیے۔ اگر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر بال برابر جگہ پر بھی نہیں پھرایا تو تیمم نہیں ہوگا۔ اس لیے خاص طور پر اس کا دھیان رکھنا چاہیئے کہ چہرے اور دونوں ہاتھوں پر ہر جگہ ہاتھ پھرائے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۱۵۸ وغیرہ)

تیمم کے فرائض تیمم میں تین چیزیں فرض ہیں (۱) تیمم کی نیت (۲) پورے چہرہ پر ہاتھ پھرانا (۳) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔

(درمختار جلد ۱ ص ۱۵۴)

تیمم کی سنتیں دس چیزیں تیمم میں سنت ہیں (۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) ہاتھوں کو زمین

پر مارنا (۳) ہاتھوں کو زمین پر مار کر اگر زیادہ غبار لگ گیا ہو تو جھاڑنا (۴) زمین پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو لوٹ دینا (۵) پہلے منہ پر ہاتھ پھیرنا (۶) پھر ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا۔ (۷) چہرہ اور ہاتھوں پر لگاتار ہاتھ پھرانا۔ ایسا نہ ہو کہ چہرہ پر ہاتھ پھرا کر پھر دیر کے بعد ہاتھوں پر ہاتھ پھرائے (۸) پہلے دائیں پھر بائیں ہاتھوں پر ہاتھ پھرانا (۹) انگلیوں سے داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) انگلیوں کا خلال کرنا جب کہ ان میں غبار بھر گیا ہو۔

(بہار شریعت جلد ۲ ص ۶۷ وغیرہ)

مسئلہ۔ مٹی، ریت، پتھر، گیرو وغیرہ ہر اُس چیز سے تیمم ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو لوہا، پیتل، کپڑا، رانگا، تانبا، لکڑی وغیرہ سے تیمم نہیں ہو سکتا جو کہ زمین کی جنس سے نہیں ہیں۔ یاد رکھو کہ جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے وہ زمین کی جنس سے ہے۔ جیسے مٹی وغیرہ اور جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جائے یا پگھل جائے وہ زمین کی جنس سے نہیں۔ جیسے لکڑی اور سب دھاتیں۔

(عامہ کتب)

مسئلہ۔ راکھ سے تیمم جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ۔ گچ کی دیوار اور پکی اینٹ سے تیمم جائز ہے۔ اگرچہ ان پر غبار نہ ہو اسی طرح مٹی، پتھر وغیرہ پر بھی غبار ہو یا نہ ہو۔ بہرحال تیمم جائز ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ۔ مسجد میں سویا تھا اور نہانے کی حاجت ہو گئی تو فوراً ہی تیمم کر کے جلد مسجد سے نکل جائے۔

مسئلہ۔ کسی وجہ سے نماز کا وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ اگر وضو کرے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو چاہیئے کہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اس پر لازم ہے کہ وضو کر کے اس نماز کو دہرائے۔ (درمختار و ردالمحتار جلد ۱ ص ۱۶۴)

مسئلہ۔ اگر پانی موجود ہو تو قرآن مجید کو چھونے یا سجدۂ تلاوت کے لیے تیمم کرنا جائز نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۱۶۴)

مسئلہ۔ جس جگہ سے ایک شخص نے تیمم کیا اسی جگہ سے دوسرا بھی تیمم کر سکتا ہے۔

(بہار شریعت جلد ۲ ص ۷۰)

مسئلہ۔ عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے یہ غلط ہے مسجد کی دیوار اور زمین پر بھی تیمم بلا کراہت جائز ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱ ص ۷۰)

مسئلہ۔ تیمم کے لیے ہاتھ زمین پر مارا اور چہرہ اور ہاتھوں پر ہاتھ پھرانے سے پہلے ہی تیمم ٹوٹنے کا کوئی سبب پایا گیا تو اس سے تیمم نہیں کر سکتا بلکہ اس کو لازم ہے کہ دوبارہ ہاتھ زمین پر مار کر تیمم کرے۔ (بہار شریعت جلد ۱ ص ۷۰ وغیرہ)

مسئلہ۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا۔ اور ان کے علاوہ پانی کے استعمال پر قادر ہو جانے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (عامہ کتب فقہ)

استنجاء کا بیان

جب استنجاء خانہ میں داخل ہونا چاہے تو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھ کر پہلے بایاں قدم رکھے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں نکالے اور غُفْرَانَکَ پڑھے۔ (ترمذی شریف جلد ۱ ص ۳)

پیشاب کے بعد استنجاء کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے پاک مٹی یا پتھر یا پھٹے پرانے کپڑے سے پیشاب کی جگہ کو سکھا لے اور اگر قطرہ آنے کا شبہ ہو تو کچھ ٹہل لے یا کھانس کر یا پاؤں زمین پر مار کر کوشش کرے کہ رکا ہوا قطرہ باہر نکل پڑے پھر پانی سے پیشاب کی جگہ دھو ڈالے اور پاخانہ کے بعد استنجا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے چند ڈھیلوں یا پتھروں سے پاخانہ کی جگہ کو پونچھ کر صاف کر لے پھر پانی سے اچھی طرح دھو ڈالے۔

مسئلہ۔ ڈھیلا اور پانی دونوں بائیں ہاتھ سے استعمال کرے۔ داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔

مسئلہ۔ ڈھیلا استعمال کرنے کے بعد پانی سے بھی دھو لینا یہ استنجاء کا مستحب طریقہ ہے ورنہ صرف ڈھیلا اور صرف پانی سے بھی استنجاء کر لینا جائز ہے۔

مسئلہ۔ کھانے کی چیزیں، کاغذ، ہڈی، گوبر، کوئلہ اور جانوروں کے چارہ سے استنجاء کرنا منع ہے۔

مسئلہ۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا جائز نہیں ہے ہمارے ملک میں اُتر یا دکھن کی جانب منہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ۔ تالاب یا ندی کے گھاٹ پر، کنویں یا حوض کے کنارے پانی میں اگرچہ بہتا ہوا پانی ہو، پھل والے یا سایہ دار درخت کے نیچے، ایسے کھیت میں جس میں کھیتی موجود ہو۔ قبرستان میں، بیچ سڑک، راستوں پر، جانوروں کے باندھے جانے یا بیٹھنے کی جگہوں پر، اور جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں اور جس جگہ لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں۔ ان سب جگہوں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا منع ہے۔

(درمختار جلد ا ص ۱۲۹ و عالمگیری جلد ا ص ۴۷)

مسئلہ۔ پیشاب پاخانہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر یا کسی چیز کی آڑ میں بیٹھ کر کرنا چاہیئے۔ جہاں لوگوں کی نظر ستر پر پڑے، پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔

مسئلہ۔ وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجاء نہ کرنا چاہیئے۔

(بہار شریعت جلد ۲ ص ۱۶)

مسئلہ۔ بچے کو پاخانہ، پیشاب پھرانے والے کو مکروہ ہے کہ اس بچے کا منہ یا پیٹھ قبلہ کی طرف کردے۔ عورتیں اس طرف توجہ نہیں کیا کرتیں۔ انھیں لازم ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔

مسئلہ۔ کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ یونہی ننگے سر پیشاب کرنا، پاخانہ کو جانا یا اپنے ہمراہ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعا یا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو ممنوع ہے۔ اسی طرح پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے

بات چیت کرنا بھی مکروہ ہے۔
مسئلہ۔ اگر پیشاب پاخانہ کرتے وقت اذان ہونے لگے تو زبان سے اذان کا جواب نہ دے۔ اسی طرح اگر خود چھینکے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے دل میں کہہ لے۔ اسی طرح کسی نے چھینک کر الحمد للہ کہا تو زبان سے یرحمک اللہ کہہ کر چھینک کا جواب نہ دے بلکہ دل ہی میں یرحمک اللہ کہہ لے۔

پانی کا بیان

جن جن پانیوں سے وضو جائز ہے اُن سے غسل بھی جائز ہے اور جن جن پانیوں سے وضو ناجائز ہے ان سے غسل بھی ناجائز ہے۔

کن کن پانیوں سے وضو جائز ہے؟

بارش، ندی، نالے، چشمے، کنویں، تالاب، سمندر، برف اولے کے پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ یہ سب پانی پاک ہوں۔

کن پانیوں سے وضو جائز نہیں

پھلوں اور درختوں کا نچوڑا ہوا پانی یا وہ پانی جس میں کوئی پاک چیز مل گئی اور پانی کا نام بدل گیا جیسے پانی میں شکر مل گئی اور وہ شربت کہلانے لگا یا پانی میں چند مسالے مل گئے اور وہ شوربا کہلانے لگا یا بڑے حوض اور تالاب میں کوئی ناپاک چیز اس قدر زیادہ پڑ گئی کہ پانی کا رنگ یا بُو یا مزہ بدل گیا یا چھوٹے حوض یا بالٹی یا گھڑے میں کوئی ناپاک چیز پڑ گئی یا کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے۔ اگرچہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلا ہو، یا وہ پانی جو وضو یا غسل کا دھوون ہو ان سب پانیوں سے وضو اور غسل کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار ردالمحتار)
مسئلہ۔ پانی میں اگر کوئی ایسا جانور گر کر مر گیا ہو جس کے بدن میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا جیسے مکھی، مچھر، بھڑ، شہد کی مکھی، بچھو، برساتی کیڑے مکوڑے تو ان جانوروں کے

مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور اس پانی سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے (عالمگیری ص ۲۳)
مسئلہ۔ اگر پانی میں تھوڑا سا صابون مل گیا جس سے پانی کا رنگ بدل گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔ لیکن اگر اس قدر زیادہ صابون پانی میں گھول دیا گیا کہ پانی ستو کی طرح گاڑھا ہو گیا تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز نہیں ہوگا (عالمگیری جلد ا ص ۲۰)
مسئلہ۔ جو جانور پانی ہی میں پیدا ہوتے ہیں اور پانی ہی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ جیسے مچھلیاں اور پانی کے مینڈک وغیرہ ان کے پانی میں مرجانے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اس سے وضو اور غسل جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۲۳)
مسئلہ۔ دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا جو حوض ہو اُسے دہ در دہ اور بڑا حوض کہتے ہیں یوں ہی بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو اور اگر گول ہو تو اس کی گولائی تقریباً ساڑھے پینتیس ہاتھ ہو۔ اور اگر لمبائی چوڑائی سو ہاتھ نہ ہو تو اس حوض کو چھوٹا حوض کہتے ہیں اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو، بڑے حوض میں اگر کوئی نجاست پڑ گئی تو وہ اس وقت تک پاک مانا جائے گا جب تک کہ اس میں نجاست کے اثر سے اس کے پانی کا رنگ و بو یا مزہ نہ بدل جائے اور چھوٹا حوض ایک قطرہ نجاست پڑ جانے سے بھی ناپاک ہو جائیگا (عامۂ کتب)
مسئلہ۔ جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا وہ پاک ہے مگر اس سے وضو اور غسل جائز نہیں یوں ہی اگر بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن یا بدن کا کوئی ٹکڑا جو وضو میں دھویا جاتا ہو بقصد یا بلا قصد دہ در دہ سے کم پانی میں بے دھوئے پڑ جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے لائق نہ رہا۔ اسی طرح جس شخص پر نہانا فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو وہ پانی وضو اور غسل کے کام کا نہ رہا اگر دُھلا ہوا ہاتھ یا بدن کا کوئی حصہ پانی میں پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت)
مسئلہ۔ اگر ہاتھ دھلا ہوا ہے مگر پھر دھونے کی نیت سے پانی میں ڈالا اور یہ دھونا ثواب کا کام ہو جیسے کھانے کے لیے یا وضو کے لیے تو یہ پانی مستعمل ہو گیا یعنی وضو کے کام کا نہ رہا اور اس کا پینا بھی مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۲ ص ۴۹)

اس مسئلہ کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہیئے عوام تو عوام بعض خواص بھی اس مسئلہ سے غافل ہیں۔

مسئلہ۔ اتنے زور سے بہتا ہوا پانی کہ اگر اس میں تنکا ڈالا جائے تو اس کو بہا لے جائے نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اتنی زیادہ نجاست پڑ جائے کہ وہ نجاست پانی کے رنگ یا بو یا مزہ کو بدل دے تو اس صورت میں بہتا ہوا پانی بھی ناپاک ہو جائے گا اور اب یہ پانی اس وقت پاک ہوگا کہ پانی کا بہاؤ ساری نجاست کو بہا لے جائے اور پانی کا رنگ اور بو، مزہ ٹھیک ہو جائے۔

مسئلہ۔ تالاب اور دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا حوض بھی بہتے ہوئے پانی کے حکم میں ہے یہ بھی تھوڑی سی نجاست پڑ جانے سے ناپاک نہیں ہوگا۔ لیکن جب اس میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ پانی کا رنگ یا بو یا مزہ بدل جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ ناپاک پانی کو خود بھی استعمال کرنا حرام ہے اور جانوروں کو بھی پلانا ناجائز ہے۔ ہاں گارے وغیرہ کے کام میں لا سکتے ہیں۔ مگر اس گارے مٹی کو مسجد میں لگانا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ ناپاک پانی بدن یا کپڑے یا جس میں بھی لگ جائے وہ ناپاک ہو جائے گا۔ اس کو جب تک پاک پانی سے دھو کر پاک نہ کر لیں۔ پاک نہیں ہوگا۔

(بہار شریعت وغیرہ عامۂ کتب)

مسئلہ۔ پانی میں بلا دھلا ہوا ہاتھ پڑ گیا اور کسی طرح مستعمل ہو گیا اور یہ چاہیں کہ یہ کام کا ہو جائے تو اچھا پانی اس سے زیادہ اس میں ملا دیں۔ نیز اس کا یہ طریقہ بھی ہے کہ اس میں ایک طرف سے پانی ڈالیں کہ دوسری طرف سے بہہ جائے، سب کام کا ہو جائیگا یونہی ناپاک پانی کو بھی پاک کر سکتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۴۹)

مسئلہ۔ نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہو جائے اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں اگرچہ وہ اجازت بھی دے دے۔ اگر اس سے وضو کر لیا تو وضو ہو جائیگا اور گنہگار ہوگا۔ یہاں

سے معلّمین کو سبق لینا چاہیئے کہ وہ اکثر نابالغ بچّوں سے پانی بھروا کر اپنے کام میں لایا کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ نابالغ کا ہبہ صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح کسی بالغ کا بھرا ہوا پانی بھی بغیر اس کی اجازت کے خرچ کرنا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت جلد۲ ص ۵۰)

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

آدمی اور جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کا جھوٹا پاک ہے جیسے بھیڑ، بکری گائے، بھینس، کبوتر، فاختہ وغیرہ۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۲۲ مصری وغیرہ)

جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا جیسے سور، کتّا، شیر، چیتا، بھیڑیا، گیدڑ ہاتھی، بندر اور تمام شکاری چوپائے ان سبھوں کا جھوٹا ناپاک ہے۔

(عالمگیری جلد۱ ص ۲۳ مصری وغیرہ)

گھروں اور بلوں میں رہنے والے جانور مثلاً بلّی، نیولا، چوہا، سانپ، چھپکلی اور شکاری پرندے جیسے چیل، کوا، شکرا، باز وغیرہ اور وہ مرغی جو ادھر ادھر پھرتی اور نجاستوں پر منہ ڈالتی ہو اور وہ گائے بھینس جو غلیظ کھاتی ہو۔ ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔

(عالمگیری جلد۱ ص ۲۴)

گدھے اور خچّر کا جھوٹا مشکوک ہے یعنی اس کے قابلِ وضو ہونے میں شک ہے لہٰذا اس سے وضو اور غسل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر گدھے اور خچّر کے جھوٹے کے سوا کوئی دوسرا پانی موجود ہی نہ ہو اور نماز کا وقت آ گیا تو چاہیئے کہ اسی پانی سے وضو کرے اور پھر تیمم کرکے نماز پڑھ لے اگر صرف وضو کیا اور تیمم نہیں کیا یا صرف تیمم کیا اور وضو نہیں کیا تو نماز نہ ہوگی گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔ اس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۲۳)

مسئلہ: جس جانور کا جھوٹا ناپاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس جانور کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۲۲ مصری)

مسئلہ۔ گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔
مسئلہ۔ پانی میں رہنے والے تمام جانوروں کا جھوٹا پاک ہے خواہ ان کی پیدائش پانی میں ہو جیسے مچھلی وغیرہ یا خشکی میں ہو جیسے کچھوا، کیکڑا وغیرہ۔ (ردالمختار ص ۱۴۱)
مسئلہ۔ کسی کے منہ سے اتنا خون نکلا کہ تھوک میں سرخی آگئی اور اس نے فوراً پانی پیا تو یہ جھوٹا پانی نجس ہو گیا اور برتن بھی ناپاک ہو گیا۔
مسئلہ۔ شرابی کی مونچھیں اگر بڑی ہوں کہ شراب مونچھوں میں لگی ہو تو جب تک وہ مونچھوں کو پاک نہ کرے جو پانی پئے گا وہ پانی اور برتن دونوں ناپاک ہو جائیں گے۔ (ردمختار ص ۱۴۹)

کنویں کے مسائل

کنویں میں کسی آدمی یا جانور کا پاخانہ پیشاب یا مرغی بطخ کی بیٹ یا خون یا تاڑی، شراب وغیرہ کسی نجاست کا ایک قطرہ بھی گر پڑے یا کوئی بھی ناپاک چیز کنویں میں پڑ جائے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کل پانی نکالا جائے گا۔
مسئلہ۔ اگر کنویں میں آدمی گائے، بھینس، بکری یا اتنا ہی بڑا کوئی جانور گر کر مر جائے یا چھوٹے سے چھوٹا بہنے والے خون والا جانور کنویں میں مر کر پھول پھٹ جائے یا ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک ہے کنویں میں گر پڑے اگرچہ زندہ نکل آئے۔ جیسے سور کتا تو ان سب صورتوں میں کنواں ناپاک ہو جائے گا اور کل پانی نکالا جائے گا۔
مسئلہ۔ اگر بلی یا مرغی یا اتنا ہی جانور کنویں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو چالیس ڈول پانی نکالنا واجب اور ساٹھ ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے۔ اتنا پانی نکال دینے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔
مسئلہ۔ اگر چوہا، چھپکلی، گرگٹ یا ان کے برابر یا ان سے چھوٹا جانور کنویں میں گر کر مر جائے اور پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو بیس ڈول پانی نکالنا واجب

اور تیس ڈول پانی نکال دینا مستحب ہے اس کے بعد کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ ان میں سے اگر کوئی کنویں میں گر پڑے اور زندہ نکل آئے اور ان کے بدن پر کسی نجاست کا لگا ہونا معلوم نہ ہو تو کنواں پاک ہے۔ لیکن احتیاطاً بیس ڈول پانی نکال ڈالیں۔

مسئلہ۔ حلال پرندوں جیسے کبوتر اور گوریا، مینا، مرغابی وغیرہ اونچے اڑنے والے پرندوں کی بیٹ کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہیں ہوگا۔ یوں ہی چمگادڑ کے پیشاب سے بھی کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ (خانیہ وغیرہ)

مسئلہ۔ یہ جو حکم دیا گیا ہے کہ فلاں فلاں صورت میں اتنا اتنا پانی نکالا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ جو چیز کنویں میں گری ہے۔ پہلے اس کو کنویں میں سے نکال لیں۔ پھر اتنا پانی نکالیں اگر وہ چیز کنویں ہی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں بیکار ہے۔
(درمختار ورد المحتار جلد ا ص ۱۴۲)

مسئلہ۔ جہاں جہاں اتنے اتنے ڈول پانی نکالنے کا ذکر آیا ہے۔ وہاں ڈول کی گنتی اس ڈول سے کی جائے گی جو ڈول اس کنویں پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ اور اگر اس کا کوئی خاص ڈول نہ ہو تو اتنا بڑا ڈول ہونا چاہیئے جس میں سوا پانچ کیلو پانی آ جائے
(درمختار جلد ا ص ۱۴۵)

مسئلہ۔ سالن یا پانی یا شربت میں اگر مکھی گر پڑے تو اس کو غوطہ دے کر باہر پھینک دیں اور سالن، پانی، شربت کو کھا پی لیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کھانے میں مکھی گر پڑے تو اس کو کھانے میں غوطہ دے کر مکھی کو پھینک دیں۔ پھر اس کھانے کو کھائیں کیونکہ مکھی کے دو پروں میں سے ایک میں بیماری اور دوسرے میں اس کی شفا ہے اور مکھی اس پر کو کھانے میں پہلے ڈالتی ہے۔ جس میں بیماری ہوتی ہے۔ اسلیے غوطہ دے کر دوسرا شفاء والا پر بھی کھانے میں پہنچا دیں۔
(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۶۲ باب ما یحل اکلہ)

مسئلہ۔ ناپاک کنوئیں میں سے جس صورت میں جتنے پانی نکالنے کا حکم ہے جب اتنا پانی نکال لیا گیا تو اب وہ ڈول اور رسی اور کنوئیں کی دیواریں سب خود بخود پاک ہو گئیں۔ کسی کو دھو کر پاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ (ہدایہ ص ۲۴ و ردالمختار جلد ا ص ۱۴۲)

نجاستوں کا بیان!

نجاست کی دو ۲ قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک غلیظہ (بھاری نجاست) ۲۔ دوسری خفیفہ (ہلکی نجاست)

نجاست غلیظہ جیسے پیشاب پاخانہ، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے۔ دُکھتی ہوئی آنکھ کا کیچڑ، پانی، دودھ پینے والے لڑکے یا لڑکی کا پیشاب نیچے تے جو منہ بھر کر قے کی، مرد یا عورت کی منی۔ حرام جانوروں جیسے کتا، شیر، سور وغیرہ کا پیشاب، پاخانہ اور گھوڑے، گدھے خچر کی لید، اور حلال جانوروں کا پاخانہ جیسے گائے، بھینس وغیرہ کا گوبر اور اونٹ کی مینگنی، مرغی اور بطخ کی بیٹ، ہاتھی کے سونڈ کا پانی۔ درندہ جانوروں کا تھوک، شراب، نشہ لانے والی تاڑی، سانپ کا پاخانہ مردار کا گوشت یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔

نجاست خفیفہ جیسے گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب یوں ہی گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ یہ سب خفیفہ ہیں۔

مسئلہ۔ نجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کئے اگر نماز پڑھ لی تو نہیں ہوگی اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا۔ اور اگر نماز کو حقیر چیز سمجھتے ہوئے ایسا کیا تو کفر ہوا۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ یعنی ایسی نماز کو دہرا لینا واجب ہے اور قصداً پڑھی تو گنہگار بھی ہوا۔ اور

اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنّت ہے کہ پاک کیے نماز ہوگی مگر خلافِ سنّت ہوئی۔ اور اس نماز کو دُہرا لینا بہتر ہے۔

مسئلہ۔ نجاستِ غلیظہ اگر گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، لید، گوبر تو درہم کے برابر یا کم زیادہ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہو۔ درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے اور اگر نجاستِ غلیظہ پتلی ہو جیسے پیشاب اور شراب وغیرہ تو درہم سے مراد اس کی لمبائی چوڑائی ہے اور شریعت نے درہم کی لمبائی چوڑائی کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر بتائی ہے یعنی ہتھیلی خوب پھیلا کر ہموار رکھیں اور اس پر آہستہ سے اتنا پانی ڈالیں کہ اس سے زیادہ پانی نہ رُک سکے، اب پانی کا جتنا پھیلاؤ ہے۔ اتنی بڑی درہم کی لمبائی چوڑائی ہوتی ہے۔ یعنی روپے کی لمبائی چوڑائی کے برابر۔

(درمختار جلد۱ ص ۲۱۱)

مسئلہ۔ نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے جس حصّہ میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے مثلاً آستین میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم میں لگی یا ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم میں لگی تو معاف ہے۔ اور اگر پوری چوتھائی میں لگی ہو تو بغیر دھو کر پاک کیے نماز نہ ہوگی۔ (درمختار جلد۱ ص ۲۱۴)

مسئلہ۔ جو نجاست کپڑے یا بدن میں لگی ہے اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر نجاست دل والی ہو جیسے لید، گوبر، پاخانہ تو اس کے دھونے میں کوئی گنتی مقرر نہیں بلکہ اس نجاست کو دُور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دُور ہو جائے تو ایک ہی مرتبہ دھونے سے بدن یا کپڑا پاک ہو جائے گا۔ اگر چار یا پانچ مرتبہ دھونے سے دُور ہو تو چار مرتبہ دھونا پڑیگا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دُور ہو جائے تو تین بار دھو لینا بہتر ہے۔ اور اگر نجاست دلدار نہ ہو بلکہ پتلی ہو جیسے پیشاب وغیرہ تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ قوت کے ساتھ نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

(درمختار جلد۱ ص ۲۱۸ تا ۲۲۱)

مسئلہ۔ نجاستِ غلیظہ اور خفیفہ کے جو الگ الگ حکم بتائے گئے ہیں یہ اسی وقت ہیں کہ بدن اور کپڑے میں نجاست لگی ہو اور اگر کسی پتلی چیز دودھ یا سرکہ یا پانی میں نجاست پڑ جائے تو چاہے نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ بہرحال پتلی چیز ناپاک ہو جائیگی اگرچہ ایک ہی قطرہ نجاست پڑ گئی ہو۔ (بہارِ شریعت جلد۲ ص ۹۷)

مسئلہ۔ نجاست خفیفہ نجاست غلیظہ میں مل جائے تو کل نجاست غلیظہ ہو جائے گی۔ (درمختار جلد۱ ص ۲۱۳)

مسئلہ۔ حرام جانوروں کا دودھ نجس ہے۔ البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت جلد۲ ص ۹۹)

مسئلہ۔ چوہے کی مینگنی گیہوں میں مل کر پس گئی یا تیل میں پڑ گئی تو آٹا اور تیل پاک ہے ہاں اگر اس قدر زیادہ مینگنیاں پڑ گئیں کہ آٹا اور تیل کا مزہ بدل گیا تو آٹا اور تیل ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کھانا جائز نہیں ہوگا۔ (ردالمحتار جلد۱ ص ۲۱۲)

مسئلہ۔ آدمی کا چمڑا ناخن کے برابر اگر تھوڑے پانی (یعنی دہ دردہ سے کم) میں پڑ جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر آدمی کا کٹا ہوا ناخن یا بال پانی میں پڑ گیا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ (بہارِ شریعت جلد۲ ص ۱۰۱)

مسئلہ۔ نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہو گیا تو وہ نمک پاک و حلال ہے (درمختار جلد۱ ص ۲۱۷)

مسئلہ۔ اُپلے کی راکھ پاک ہے اور اگر راکھ ہونے سے قبل بجھ گیا تو ناپاک ہے (بہارِ شریعت جلد۲ ص ۱۰۲)

مسئلہ۔ ناپاک زمین اگر سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتی رہے پاک ہو گئی خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے اس زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس زمین سے تیمم نہیں کر سکتے کیونکہ تیمم ایسی زمین سے کرنا جائز ہے جس پر کبھی بھی نجاست نہ پڑی ہو۔ (ردالمحتار جلد۲ ص ۲۰۸، عالمگیری ص ۴۱)

مسئلہ۔ ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک ہیں۔ بعد پختہ کر لینے کے پاک ہو گئے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۲۱۰)

مسئلہ۔ جو چیز سوکھنے یا رگڑنے سے پاک ہو گئی۔ اس کے بعد بھیگ گئی تو ناپاک نہ ہو گی مثلاً زمین پر پیشاب پڑ گیا پھر زمین سوکھ گئی اور نجاست کا اثر زائل ہو گیا اور وہ زمین پاک ہو گئی۔ اب اگر وہ زمین بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہو گی۔ یونہی اگر چھری خون لگنے سے ناپاک ہو گئی اور چھری کو زمین پر خوب رگڑ رگڑ کر خون کا اثر زائل کر دیا تو چھری پاک ہو گئی۔ اب اگر وہ چھری بھیگ گئی تو ناپاک نہیں ہو گی۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۱۰۷)

مسئلہ۔ جو زمین گوبر سے لیپی گئی اگرچہ سوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ سوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھایا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں اگرچہ کپڑے میں تری ہو مگر اتنی تری نہ ہو کہ زمین بھیگ کر اس کو تر کر دے کہ اس صورت میں یہ کپڑا نجس ہو جائے گا اور نہ نماز ہو گی۔ (بہار شریعت جلد ۲ ص ۱۰۸)

حیض و نفاس و جنابت کا بیان

بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے جو خون عادت کے طور پر نکلتا ہے اور بیماری اور بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو اس کو حیض کہتے ہیں۔ اور جو خون بیماری کی وجہ سے آئے اس کو استحاضہ کہتے ہیں اور بچہ ہونے کے بعد جو خون آتا ہے وہ نفاس کہلاتا ہے۔

مسئلہ۔ حیض کی مدت کم سے کم تین دن اور تین راتیں یعنی پورے بہتّر گھنٹے ہے جو خون اس سے کم مدت میں بند ہو گیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے اور حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں۔ اگر دس دن اور دس رات سے زیادہ خون آیا تو اگر یہ حیض پہلی مرتبہ اسے آیا ہے تو دس دن تک حیض مانا جائے گا اور اس کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے اور اگر پہلے اس عورت کو حیض آ چکے ہیں اور اس کی عادت

دس دن سے کم تھی تو عادت سے جتنا زیادہ ہوا وہ استحاضہ ہے۔ مثال کے طور پر یہ
سمجھو کہ اس کو ہر مہینے میں پانچ دن حیض آنے کی عادت تھی۔ اب کی مرتبہ دس دن آیا تو
دسوں دن حیض ہے اور اگر بارہ دن خون آیا تو عادت والے پانچ دن حیض کے مانے
جائیں گے اور سات دن استحاضہ کے اور اگر ایک حالت مقرر نہ تھی بلکہ کبھی چار دن کبھی
پانچ دن حیض آیا کرتا تھا تو پچھلی مرتبہ جتنے دن حیض کے تھے وہی اب بھی حیض کے دن
مانے جائیں گے اور باقی استحاضہ مانا جائے گا۔
مسئلہ۔ کم سے کم نو برس کی عمر سے عورت کو حیض شروع ہوگا اور حیض آنے کی انتہائی
عمر پچپن سال ہے۔ اس عمر والی عورت کو آئسہ (حیض و اولاد سے نا امید ہونے والی)
کہتے ہیں نو برس کی عمر سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے یونہی پچپن
برس کی عمر کے بعد جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے۔ لیکن اگر کسی عورت کو پچپن برس کی
عمر کے بعد بھی خالص خون بالکل ایسے ہی رنگ کا آیا جیسا کہ حیض کے زمانے میں آیا
کرتا تھا تو اس حیض کو مان لیا جائے۔

مسئلہ۔ حمل والی عورت کو جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔
مسئلہ۔ دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے یونہی
نفاس اور حیض کے درمیان بھی پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے تو اگر نفاس ختم ہونے کے
بعد پندرہ دن پورے نہ ہوئے تھے کہ خون آگیا تو یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔
مسئلہ۔ حیض کے چھ رنگ ہیں (۱) سیاہ (۲) سرخ (۳) سبز (۴) زرد (۵) گدلا
(۶) مٹیلا۔ خالص سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۳۴ وغیرہ)
مسئلہ۔ نفاس کی کم سے کم کوئی مدت مقرر نہیں ہے بچہ پیدا ہونے کے بعد آدھ گھنٹہ
بھی خون آیا تو وہ نفاس ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے۔
(عالمگیری جلد ۱ ص ۳۵)
مسئلہ۔ کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا، تو اگر اس عورت کے پہلے ہی بار

بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ پیدا ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات نفاس ہے، باقی استحاضہ اور جو پہلی عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے جیسے تیس دن نفاس کا خون آنے کی عادت تھی۔ مگر اب کی مرتبہ پینتالیس دن خون آیا تو تیس دن نفاس کے مانے جائیں گے اور پندرہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۵ وغیرہ)

حیض و نفاس کے احکام

حیض و نفاس کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا حرام ہے۔ ان دونوں میں نمازیں معاف ہیں۔ ان کی قضا بھی نہیں۔ البتہ روزوں کی قضا دوسرے دنوں میں رکھنا فرض ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی پڑھے یونہی قرآن مجید کا چھونا بھی حرام ہے۔ ہاں اگر جزدان میں قرآن مجید ہو تو اس جزدان کو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۶)

مسئلہ۔ قرآن مجید پڑھنے کے علاوہ دوسرے تمام وظائف کلمہ شریف، درود شریف وغیرہ حیض و نفاس کی حالت میں عورت بلا کراہت پڑھ سکتی ہے بلکہ مستحب ہے کہ نمازوں کے اوقات میں وضو کر کے اتنی دیر تک درود شریف اور دوسرے وظائف پڑھ لیا کرے، جتنی دیر میں نماز پڑھ سکتی تھی تاکہ عادت باقی رہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۶)

مسئلہ۔ حیض و نفاس کی حالت میں ہمبستری یعنی جماع حرام ہے۔ بلکہ اس حالت میں ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن کو مرد اپنے کسی عضو سے نہ چھوئے کہ یہ بھی حرام ہے۔ ہاں البتہ ناف سے اوپر اور گھٹنہ سے نیچے اس حالت میں عورت کے بدن کو چھونا یا بوسہ دینا جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۲۷)

مسئلہ۔ حیض و نفاس کی حالت میں عورت کو مسجد میں جانا حرام ہے۔ ہاں اگر چور یا درندے سے ڈر کر یا کسی بھی شدید مجبوری سے مجبور ہو کر مسجد میں چلی جائے تو جائز ہے مگر اس کو چاہیئے کہ تیمم کر کے مسجد میں جائے۔

مسئلہ۔ حیض و نفاس والی عورت اگر عیدگاہ میں داخل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ۔ حیض و نفاس کی حالت میں اگر مسجد کے باہر رہ کر اور ہاتھ بڑھا کر مسجد سے کوئی چیز اُٹھا لے یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دے تو جائز ہے۔

مسئلہ۔ حیض و نفاس والی کو خانۂ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو حرام ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۶)

مسئلہ۔ حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کو اپنے بستر پر سلانے میں غلبۂ شہوت یا اپنے کو قابو میں نہ رکھنے کا اندیشہ ہو تو شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کو اپنے بستر پر نہ سلائے بلکہ اگر گمانِ غالب ہو کہ غلبۂ شہوت پر قابو نہ رکھ سکے گا تو شوہر کو ایسی حالت میں بیوی کو اپنے ساتھ سلانا حرام اور گناہ ہے۔

مسئلہ۔ حیض و نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ ہمبستری کو حلال سمجھنا کفر ہے اور حرام سمجھتے ہوئے کر لیا تو سخت گناہگار ہوا۔ اس پر توبہ کرنا فرض ہے اور اگر شروع حیض و نفاس میں ایسا کر لیا تو ایک دینار اور اگر قریب ختم کے کیا تو نصف دینار خیرات کرنا مستحب ہے تاکہ خدا کے غضب سے امان پائے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۷ وغیرہ)

مسئلہ۔ روزے کی حالت میں اگر حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا رکھے فرض تھا تو قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب ہے۔

مسئلہ۔ نفاس کی حالت میں عورت کو زچہ خانہ سے نکلنا جائز ہے۔ یونہی حیض و نفاس والی عورت کو ساتھ کھلانے اور اس کا جھوٹا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ ہندوستان میں بعض جگہ جاہل عورتیں حیض و نفاس والی عورتوں کے برتن الگ کر دیتی ہیں۔ بلکہ ان برتنوں کو اور حیض و نفاس والی عورتوں کو نجس جانتی ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ سب ہندوؤں کی رسمیں ہیں۔ ایسی بیہودہ رسموں سے مسلمان عورتوں مردوں کو بچنا لازم ہے اکثر عورتوں میں رواج ہے کہ جب تک چلّہ پورا نہ ہو جائے اگرچہ نفاس کا خون بند ہو گیا ہو وہ نہ نماز پڑھتی ہیں نہ اپنے کو نماز کے قابل سمجھتی ہیں۔ یہ بھی محض جہالت ہے

شریعت کا حکم یہ ہے کہ جیسے ہی نفاس کا خون بند ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھیں۔ نماز ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔

مسئلہ۔ حیض اگر پورے دس دن پر ختم ہوا۔ تو پاک ہوتے ہی اس سے جماع کرنا جائز ہے اگرچہ اب تک غسل نہ کیا ہو۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ نہانے کے بعد صحبت کرے
(عالمگیری جلد ا ص ۳۷)

مسئلہ۔ اگر دس دن سے کم میں حیض بند ہو گیا تو تاوقتیکہ غسل نہ کرے یا وہ وقت نماز جس میں پاک ہوئی نہ گزر جائے صحبت کرنا جائز نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ۔ حیض و نفاس کی حالت میں سجدۂ تلاوت بھی حرام ہے اور سجدہ کی آیت سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ۔ رات کو سوتے وقت عورت پاک تھی اور صبح کو سو کر اٹھی تو حیض کا اثر دیکھا تو اسی وقت سے حیض کا حکم دیا جائے گا۔ رات ہی سے حائضہ نہیں مانی جائے گی۔

مسئلہ۔ حیض والی صبح کو سو کر اٹھی اور گدی پر کوئی نشان حیض کا نہیں تو رات ہی سے پاک مانی جائے گی۔

استحاضہ کے احکام

استحاضہ میں نہ تو نماز معاف ہے نہ روزہ نہ ایسی عورت سے صحبت حرام۔ استحاضہ والی عورت نماز بھی پڑھے گی روزہ بھی رکھے گی، کعبہ میں بھی داخل ہو گی۔ طوافِ کعبہ بھی کرے گی۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے گی، وضو کر کے قرآن شریف کو ہاتھ بھی لگائے گی۔ اور اسی حالت میں شوہر اس سے ہمبستری بھی کرے گا۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۷)

جُنُب کے احکام

ایسے مرد اور عورت کو جن پر غسل فرض ہو گیا "جُنُب" کہتے ہیں اور اس ناپاکی کی حالت کو "جنابت" کہتے ہیں۔

خواہ مرد ہو یا عورت جب تک غسل نہ کر لے وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا نہ قرآن مجید پڑھ سکتا ہے نہ قرآن میں دیکھ کر تلاوت کر سکتا ہے نہ زبانی پڑھ سکتا ہے نہ قرآن مجید

کو چھو سکتا ہے نہ کعبہ میں داخل ہو سکتا ہے نہ کعبہ کا طواف کر سکتا ہے۔ (عامہ کتب)
مسئلہ۔ جُنب کو ساتھ کھلانے اس کا جھوٹا کھانے۔ اس کے سلام و مصافحہ اور معانقہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابو داؤد جلد ا ص ۳۹)
مسئلہ۔ جُنب کو چاہیئے کہ جلد سے جلد غسل کرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں تصویر اور کتا اور جُنب ہو۔ (ابو داؤد جلد ا ص ۳۴)
اسی طرح ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ فرشتے تین شخصوں کے قریب نہیں ہوتے ایک کافر کا مُردہ، دوسرے خلوق (عورتوں کی رنگین خوشبو) استعمال کرنے والا تیسرے جُنب آدمی مگر یہ کہ وضو کرے۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۵۰)
مسئلہ۔ حیض و نفاس والی عورت یا ایسے مرد و عورت جن پر غسل فرض ہے اگر یہ لوگ قرآن مجید کی تعلیم دیں تو ان کو لازم ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ پر سانس توڑ توڑ کر پڑھائیں۔ مثلاً اس طرح پڑھائیں کہ الحمد پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر للہ پڑھ کر سانس توڑ دیں پھر رب العالمین پڑھیں۔ ایک سانس میں پوری آیت لگا تار نہ پڑھیں اور قرآن مجید کے الفاظ کو ہجے کراتے میں بھی کوئی حرج نہیں۔
مسئلہ۔ قرآن مجید کے علاوہ اور دوسرے وظیفے کلمہ شریف و درود شریف وغیرہ کو پڑھنا جُنب کے لیے بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے جیسے کہ حیض و نفاس والی عورت کے لیے قرآن مجید کے علاوہ دوسرے تمام اذکار و وظائف کو پڑھنا جائز و درست بلکہ مستحب ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۳۶)

معذور کا بیان

جس شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جیسے پیشاب کے قطرے ٹپکتے یا دست آنے یا استحاضہ کا خون آنے کے امراض کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر گیا۔ اور وہ وضو

کے ساتھ نمازِ فرض ادا نہ کر سکا تو ایسے شخص کو شریعت میں معذور کہتے ہیں ایسے لوگوں کے لیے شریعت کا یہ حکم ہے کہ جب کسی نماز کا وقت آجائے تو معذور لوگ وضو کریں اور اسی وضو سے جتنی نمازیں چاہیں پڑھتے رہیں۔ اس درمیان میں اگرچہ بار بار قطرہ وغیرہ آتا رہے مگر ان لوگوں کا وضو اس وقت تک نہیں ٹوٹے گا جب تک کہ اس نماز کا وقت باقی رہے اور جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہوا ان لوگوں کا وضو ٹوٹ جائے گا اور دوسری نماز کے لیے پھر دوسرا وضو کرنا پڑے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۳۸)

مسئلہ۔ جب کوئی شخص شریعت میں معذور مان لیا گیا تو جب تک ہر نماز کے وقت میں ایک بار بھی اس کا عذر پایا جاتا رہے گا وہ معذور ہی رہے گا جب اس کو اتنی شفاء حاصل ہو جائے کہ ایک نماز کا پورا وقت گزر جائے اور اس کو ایک مرتبہ بھی قطرہ وغیرہ نہ آئے تو اب یہ شخص معذور نہیں مانا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۳۸)

مسئلہ۔ معذور کا وضو اس چیز سے نہیں جاتا جس کے سبب سے معذور ہے لیکن اگر کوئی وضو توڑنے والی دوسری چیز پائی گئی تو اس کا وضو جاتا رہے گا۔ جیسے کسی کو قطرہ کا مرض ہے اور وہ معذور مان لیا گیا۔ تو نماز کے پورے وقت میں قطرہ آنے سے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن ہوا نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں قطرہ آجاتا ہے اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں قطرہ نہیں آتا تو اس پر فرض ہے کہ نماز بیٹھ کر پڑھا کرے اور وہ معذور نہیں شمار کیا جائیگا۔

نماز کے وقتوں کا بیان

دن رات میں کل پانچ نمازیں فرض ہیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ ان پانچوں نمازوں کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وقت مقرر ہے اور جس نماز کا وقت جو مقرر ہے اس نماز کو وقت میں پڑھنا فرض ہے۔ وقت نکل جانے کے بعد نماز قضا ہو جاتی ہے۔

اب ہم نمازوں کے وقتوں کا بیان کرتے ہیں کہ کس نماز کا وقت کب سے شروع

ہوتا ہے اور کب ختم ہو جاتا ہے۔

فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوکر سورج نکلنے تک ہے اس درمیان میں جب چاہیں فجر کی نماز پڑھ لیں۔ لیکن مستحب یہ ہے کہ فجر کی نماز اتنا اجالا ہو جانے کے بعد پڑھیں کہ مسجد کے نمازی ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیں۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو سورج نکلنے سے پہلے آسمان کے پوربی کناروں میں ظاہر ہوتی ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ یہ روشنی پورے آسمان میں پھیل جاتی ہے اور اجالا ہو جاتا ہے۔ صبح صادق کی روشنی ظاہر ہوتے ہی سحری کا وقت ختم اور نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ صبح صادق جاڑوں میں تقریباً سوا گھنٹہ اور گرمیوں میں لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹہ سورج نکلنے سے پہلے ظاہر ہوتی ہے۔

ظہر کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت کسی چیز کا جتنا سایہ ہوتا ہے اس سایہ کے علاوہ اسی چیز کا سایہ ڈو گنا ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ ظہر کے وقت میں مستحب یہ ہے کہ جاڑوں میں اوّل وقت اور گرمیوں میں دیر کر کے نماز ظہر پڑھیں۔

فائدہ۔ سورج ڈھلنے اور دوپہر کے سایہ کے علاوہ سایہ ڈو گنا ہونے کی پہچان یہ ہے کہ برابر زمین پر ایک ہموار لکڑی بالکل سیدھی اس طرح گاڑ دیں کہ پورب پچھم یا اُتر دکھن کو ذرا بھی جھکی نہ ہو، اب خیال رکھو کہ جتنا سورج اُونچا ہوتا جائے اس لکڑی کا سایہ کم اور چھوٹا ہوتا جائے گا۔ جب سایہ کم ہوتا رک جائے تو سمجھ لو کہ ٹھیک دوپہر ہو گیا اور اس وقت میں اس لکڑی کا جتنا سایہ پڑا ہو اس کو ناپ کر دھیان میں رکھو۔ اس کے بعد جونہی سایہ بڑھنے لگے تو سمجھ لو کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت شروع ہو گیا اور جب سایہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑا ہو جائے کہ دوپہر والے سایہ کو نکال کر اس لکڑی سے ڈو گنا بڑا ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر کا وقت نکل گیا اور عصر کا وقت شروع ہو گیا۔

جمعہ کا وقت وہی ہے جو ظہر کا وقت ہے۔

عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج ڈوبنے تک رہتا ہے۔ جاڑوں میں عصر کا وقت تقریباً ڈیڑھ گھنٹے لمبا رہتا ہے اور گرمیوں میں قریب قریب دو گھنٹے (کچھ کم زیادہ مختلف تاریخوں میں) رہتا ہے۔ عصر کی نماز میں ہمیشہ تاخیر میں مستحب ہے لیکن نہ اتنی تاخیر کہ سورج کی ٹکیہ میں زردی آجائے۔

مغرب کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غائب ہونے تک رہتا ہے۔ شفق سے مراد وہ سپیدی ہے جو سورج ڈوبنے کی سرخی کے بعد پچھم میں صبح صادق کی سپیدی کی طرح اُتر دکھن میں پھیلی رہتی ہے۔ مغرب کے وقت کی لمبائی ہمارے دیار میں کم سے کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تقریباً ہوا کرتی ہے اور ہر روز جتنا لمبا فجر کا وقت ہوتا ہے اتنا ہی لمبا مغرب کا وقت بھی ہوتا ہے۔

عشاء کا وقت شفق کی سپیدی غائب ہونے کے بعد سے صبح صادق کی سپیدی ظاہر ہونے تک ہے لیکن عشاء میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے اور آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

نمازِ وتر کا وقت وہی ہے جو نمازِ عشاء کا وقت ہے لیکن عشاء پڑھنے سے پہلے وتر نہیں پڑھی جا سکتی کیونکہ عشاء اور وتر میں ترتیب فرض ہے یعنی ضروری ہے کہ پہلے عشاء پڑھ لی جائے اس کے بعد وتر پڑھی جائے اگر کسی نے قصداً عشاء کی نماز سے پہلے پڑھ لی تو وتر ادا نہیں ہوگی۔ بلکہ عشاء پڑھنے کے بعد پھر وتر پڑھنی پڑے گی۔ ہاں اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھ لی یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء بغیر وضو کے پڑھی تھی اور وتر وضو کے ساتھ پڑھی تھی تو وضو کر کے عشاء کی نماز پڑھے۔ لیکن وتر جو پہلے پڑھ لی ہے وہ ادا ہو گئی اس کو دُہرانا ضروری نہیں۔

مکروہ وقتوں کا بیان

مسئلہ۔ سورج نکلتے وقت، سورج ڈوبتے وقت اور ٹھیک دوپہر کے وقت کوئی نماز پڑھنی جائز نہیں۔ لیکن اس دن عصر اگر نہیں پڑھی ہے تو سورج ڈوبنے کے وقت پڑھ لے۔ مگر عصر میں اتنی دیر کر کے نماز پڑھنی سخت گناہ ہے۔

مسئلہ۔ ان تینوں وقتوں میں قرآن مجید کی تلاوت بہتر نہیں ہے اچھا یہ ہے کہ ان تینوں وقتوں میں کلمہ یا تسبیح یا درود شریف وغیرہ پڑھنے میں مشغول رہے۔ (عالمگیری)

مسئلہ۔ اگر تینوں وقتوں میں جنازہ لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں۔ کراہت اس صورت میں ہے کہ جنازہ ان وقتوں سے پہلے لایا گیا مگر نمازِ جنازہ پڑھنے میں اتنی دیر کر دی کہ مکروہ وقت آگیا۔ (عالمگیری)

مسئلہ۔ جب کہ سورج کا کنارا ظاہر ہو اس وقت سے لے کر تقریباً بیس۲۰ منٹ تک کوئی نماز جائز نہیں۔ سورج نکلنے کے بیس منٹ بعد جب سورج ایک لاٹھی کے برابر اونچا ہو جائے اس کے بعد ہر نماز چاہے نفل ہو یا قضا یا کوئی دوسری پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ۔ جب سورج ڈوبنے سے پہلے پیلا پڑ جائے اس وقت سے سورج ڈوبنے تک کوئی نماز جائز نہیں۔ ہاں اگر اس دن کی عصر ابھی تک نہیں پڑھی ہے تو اس کو پڑھ لے، نمازِ عصر ادا ہو جائے گی اگرچہ مکروہ ہوگی۔

مسئلہ۔ ٹھیک دوپہر میں کوئی نماز جائز نہیں۔

مسئلہ۔ بارہ وقتوں میں نفل اور سنت نمازیں پڑھنے کی ممانعت ہے۔ وہ بارہ وقت یہ ہیں۔

۱۔ صبح صادق سے سورج نکلنے تک فجر کی دو۲ رکعت سنت اور دو۲ رکعت فرض کے سوا دوسری کوئی بھی نفل نماز پڑھنی منع ہے۔

۲۔ اقامت شروع ہونے سے جماعت ختم ہونے تک کوئی سنت و نفل پڑھنی مکروہ تحریمی ہے ہاں البتہ اگر نمازِ فجر کی اقامت ہونے لگی اور اس کو معلوم ہے کہ سنت

پڑھے گا جب جماعت مل جائے گی۔ اگرچہ قعدہ ہی سہی تو اس کو چاہیئے کہ صفوں سے کچھ دُور ہٹ کر فجر کی سنّت پڑھ لے۔ اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر وہ یہ جانتا ہے کہ سنّت پڑھے گا تو جماعت نہیں ملے گی تو اس کی سنّت پڑھنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ اس کو چاہیئے کہ بغیر سنّت پڑھے جماعت میں شامل ہو جائے۔ فجر کی نماز کے علاوہ دوسری نمازوں میں اقامت ہو جانے کے بعد اگرچہ یہ جان لے کہ سنّت پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے گی پھر بھی سنّت پڑھنے کی اجازت نہیں بلکہ سنّت چھوڑ کر فوراً ہی جماعت میں شامل ہو جانا ضروری ہے۔

۳۔ نمازِ عصر پڑھ لینے کے بعد سُورج ڈوبنے تک کوئی نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ قضا نمازیں سورج ڈوبنے سے بیس۲۰ منٹ پہلے تک پڑھ سکتا ہے۔

۴۔ سُورج ڈوبنے تک اور مغرب کے فرض پڑھنے سے پہلے کوئی نفل جائز نہیں۔

۵۔ جس وقت امام اپنی جگہ سے جمعہ کے خطبہ کے لیے کھڑا ہو اس سے لے کر نمازِ جمعہ ختم ہونے تک کوئی نماز سنّت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔

۶۔ عین خطبہ کے درمیان کوئی نماز سنّت و نفل وغیرہ جائز نہیں۔ چاہے جمعہ کا خطبہ ہو یا عیدین کا یا گرہن کی نماز یا نمازِ استسقاء کا یا نکاح کا۔ لیکن ہاں صاحبِ ترتیب کے لیے جمعہ کے خطبہ کے دَوران بھی قضاء نماز کو پڑھ لینا لازم ہے۔

۷۔ عیدین کی نماز کے بعد بھی عیدگاہ یا مسجد میں۔ نماز نفل پڑھنی مکروہ ہے ہاں اگر گھر میں نفل پڑھ لے تو یہ مکروہ ہے۔

۸۔ عید کی نماز سے پہلے نفل نماز مکروہ ہے چاہے گھر میں پڑھے یا مسجد میں یا عیدگاہ میں۔

۹۔ میدانِ عرفات میں جو ظہر و عصر ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے

درمیان میں اور بعد میں نفل و سنّت مکروہ ہے۔

۱۰۔ مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء ایک ساتھ پڑھتے ہیں ان دونوں نمازوں کے بیچ میں نفل و سنّت پڑھنی مکروہ ہے۔ دونوں نمازوں کے بعد اگر نفل و سنّت پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔ (عالمگیری و درمختار)

۱۱۔ نمازِ فرض کا وقت اگر تنگ ہو گیا ہو تو ہر نماز یہاں تک کہ فجر و ظہر کی سنّتیں پڑھنی بھی مکروہ ہیں۔ جلدی جلدی فرض پڑھ لے تاکہ نماز قضا نہ ہونے پائے۔

۱۲۔ جس بات سے دل بٹے اور اس کو دُور کر سکتا ہو تو اُسے دُور کیے بغیر ہر نماز مکروہ ہے۔ مثلاً پاخانہ، پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے یونہی کھانا سامنے آگیا اور بھوک لگی ہو یا دوسری کوئی بات ایسی ہو جس سے دل کو اطمینان نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنی مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت جا رہا ہو تو ایسی حالت میں بھی نماز پڑھ لے تاکہ قضا نہ ہو جائے لیکن پھر اس نماز کو دُہرا لے۔

اذان کا بیان

اذان کے فضائل اور اس کے ثواب کے بیان میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ جو شخص سات برس تک ثواب کی نیّت سے اذان پڑھے گا۔ اس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جائے گی۔

(مشکوٰۃ جلد ا ص ۶۵ باب الاذان)

اذان اسلام کا نشان ہے اگر کسی شہر یا گاؤں کے لوگ اذان پڑھنا چھوڑ دیں تو بادشاہِ اسلام ان کو مجبور کر کے اذان پڑھوائے اور اس پر بھی لوگ نہ مانیں تو ان سے جہاد کرے۔ (قاضی خاں)

پانچوں نمازوں اور جمعہ کو مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے اذان پڑھنا سنّت مؤکدہ ہے اور اس کا حکم مثل واجب کے ہے۔ یعنی اگر اذان نہ پڑھی

گئی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ۔ مسجد میں بلا اذان و اقامت کے جماعت سے نماز پڑھنی مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ گھر میں اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور اذان نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان اس کے لیے کافی ہے۔

مسئلہ۔ وقت ہونے کے بعد اذان پڑھی جائے۔ اگر وقت سے پہلے اذان ہو گئی تو وقت ہونے پر دوبارہ اذان پڑھی جائے۔

مسئلہ۔ اذان کے درمیان میں بات چیت منع ہے۔ اگر مؤذن نے اذان کے بیچ میں کوئی بات کر لی تو پھر سے اذان کہے۔ (صغیری)

مسئلہ۔ ہر اذان یہاں تک کہ خطبہ جمعہ کی اذان بھی مسجد کے باہر کہی جائے۔ مسجد کے اندر اذان نہ پڑھی جائے۔ (خلاصہ عالمگیری و قاضی خاں)

مسئلہ۔ جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور سلام کا جواب اور ہر کام موقوف کر دے۔ یہاں تک کہ قرآن شریف کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت روک دے اور اذان کو غور سے سنے اور جواب دے اور یہی اقامت میں بھی کرے۔

(درمختار و عالمگیری)

مسئلہ۔ جو شخص اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے۔ اس پر معاذ اللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ۔ فرض نمازوں اور جمعہ کی جماعتوں کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی اذان کہی جا سکتی ہے۔ جیسے پیدا ہونے والے بچے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت۔ اسی طرح مغموم کے کان میں۔ مرگی والے اور غضبناک اور بدمزاج آدمی اور جانور کے کان میں جنگ اور آگ لگنے کے وقت، جنوں اور شیطانوں کی سرکشی کے وقت، جنگل میں راستہ نہ ملنے کے وقت، میت کے دفن کرنے کے بعد ان صورتوں میں اذان پڑھنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت، ردالمحتار جلد ا ص ۲۵۸)

اذان کا طریقہ مسجد سے خارج حصہ میں کسی اُونچی جگہ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ اور کانوں کے سوراخوں میں کلمہ کی انگلیاں ڈال کر بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللہ اکبر کہے پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر اللہ اکبر کہے پھر ذرا ٹھہر کر دو مرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔ پھر دو مرتبہ ٹھہر ٹھہر کر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے۔ پھر داہنے طرف منہ پھیر کر دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے۔ پھر بائیں طرف منہ کر کے دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے۔ پھر قبلہ کو منہ کرے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہے۔ پھر ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔

مسئلہ۔ فجر کی اذان میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہنے کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ بھی کہے کہ مستحب ہے۔

اذان کے بعد پہلے درود شریف پڑھے۔ پھر اذان پڑھنے والا اور اذان سننے والے سب یہ دُعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝

اذان کا جواب جب اذان سنے تو اذان کا جواب دینے کا حکم ہے اور اذان کے جواب کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کہنے والا جو کہے سننے والا بھی وہی کلمہ کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کہے اور فجر کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ کہے۔

مسئلہ۔ جب مؤذن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے تو سننے والا درود شریف بھی پڑھے اور مستحب ہے کہ انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے اور کہے۔ قُرَّتْ عَیْنِیْ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ

(ردالمختار جلد اوّل ص ۲۶۸ مصری)

مسئلہ۔ خطبہ کی اذان کا جواب دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔ (درمختار جلد ا ص ۲۶۸)

مسئلہ۔ جُنب بھی اذان کا جواب دے۔

مسئلہ۔ حیض و نفاس والی عورت پر اور جماع میں مشغول ہونے والے پر اور پیشاب پاخانہ کرنے والے پر، اذان کا جواب نہیں۔ (درمختار ص ۳۶۵)

صلوٰۃ پڑھنا اذان و اقامت کے درمیان اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ یا اس قسم کے دوسرے کلمات نماز کے اعلانِ ثانی کے طور پر بلند آواز سے پکارنا جائز اور مستحب ہے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں۔ اور تثویب مغرب کے علاوہ باقی نمازوں میں مستحب ہے تثویب کے لیے کوئی خاص کلمات شریعت میں مقرر نہیں ہیں۔ بلکہ اس شہر میں جن لفظوں کے ساتھ تثویب کہتے ہوں ان لفظوں سے تثویب کہنا مستحب ہے۔

(عالمگیری جلد ا ص ۵۳)

اقامت اقامت اذان ہی کے مثل ہے۔ مگر چند باتوں میں فرق ہے۔ اذان کے کلمات ٹھہر ٹھہر کر کہے جاتے ہیں، اور اقامت کے کلمات کو جلد جلد کہیں۔ درمیان میں سکتہ نہ کریں۔ اقامت میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دو مرتبہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ بھی کہیں۔ اذان میں آواز بلند کرنے کا حکم ہے مگر اقامت میں آواز بس اتنی ہی اونچی ہو کہ سب حاضرینِ مسجد تک آواز پہنچ جائے اقامت میں کانوں کے اندر انگلیاں نہیں ڈالی جائیں گی۔ اذان مسجد کے باہر پڑھنے کا حکم ہے اور اقامت مسجد کے اندر پڑھی جائے گی۔

مسئلہ۔ اگر امام نے اقامت کہی قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے وقت آگے بڑھ کر مصلّٰی پر چلا جائے۔ (درمختار، ردالمحتار، غنیہ وغیرہ)

مسئلہ۔ اقامت بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت داہنے بائیں منہ پھیرے۔ (درمختار)

مسئلہ۔ اقامت ہونے کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ اس کو چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا جائے اس وقت کھڑا ہو۔ یونہی جو لوگ مسجد میں موجود ہوں وہ بھی اقامت کے وقت بیٹھے رہیں۔ جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ مکبّر کہے اس وقت سب لوگ کھڑے ہوں۔ یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ (عالمگیری)

آج کل اکثر جگہ یہ غلط رواج ہے۔ اقامت کے وقت بلکہ اقامت سے پہلے ہی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اکثر جگہ تو یہ ہے کہ جب تک امام کھڑا نہ ہو جائے اس وقت تک اقامت نہیں کہی جاتی۔ یہ طریقہ خلافِ سنّت ہے۔ اس بارے میں بہت سے رسالے اور فتاوی بھی چھاپے گئے، مگر ضد اور ہٹ دھرمی کا کیا علاج؟ خداوند کریم مسلمانوں کو سنّت پر عمل کی توفیق بخشے۔

مسئلہ۔ اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔ اقامت کا جواب بھی اذان ہی کے جواب کی طرح ہے۔ اتنا فرق ہے کہ اقامت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے۔ (عالمگیری)

استقبالِ قبلہ کے چند مسائل

پوری نماز میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا نماز کی شرط اور ضروری حکم ہے۔ لیکن چند صورتوں میں اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کرے پھر بھی نماز جائز ہے۔ مثلاً

مسئلہ۔ جو شخص دریا میں کسی تختہ پر بہا جا رہا ہو، اور صحیح اندیشہ ہو کہ منہ پھیرنے

سے ڈوب جائے گا اس طرح کی مجبوری سے وہ قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا تو اس کو چاہیئے کہ وہ جس رُخ بھی نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور بعد میں اس نماز کو دُہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ۔ بیماری میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر سکے اور وہاں دوسرا ایسا کوئی آدمی بھی نہیں جو کعبہ کی طرف اس کا منہ کرا دے تو وہ اس مجبوری کی حالت میں جس طرف بھی منہ کر کے نماز پڑھ لے گا اس کی نماز ہو جائے گی اور اس نماز کو بعد میں دُہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (بہارِ شریعت و ردالمختار)

مسئلہ۔ چلتی ہوئی کشتی میں اگر نماز پڑھے تو تکبیر تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز شروع کرے اور جیسے جیسے کشتی گھومتی جائے خود بھی قبلہ کی طرف منہ پھیرتا رہے۔ فرض نماز ہو یا نفل۔ (غنیہ)

مسئلہ۔ اگر یہ نہ معلوم ہو کہ قبلہ کدھر ہے اور وہاں کوئی بتانے والا بھی نہ ہو تو نمازی کو چاہیئے کہ اپنے دل میں سوچے اور جدھر قبلہ ہونے پر دل جم جائے اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔ (غنیۃ المستملی وغیرہ)

مسئلہ۔ جس طرف دل جم گیا تھا اُدھر منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا پھر درمیان نماز ہی میں اس کی یہ رائے بدل گئی کہ قبلہ دوسری طرف ہے یا اس کو اپنی غلطی معلوم ہو گئی تو اس پر فرض ہے کہ فوراً ہی اس طرف گھوم جائے اور پہلے جتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے اس میں کوئی خرابی نہیں آئے گی۔ اس طرح اگر نماز میں اس کو چاروں طرف بھی گھومنا پڑا پھر بھی اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور اگر رائے بدلتے ہی یا غلطی ظاہر ہوتے ہی دوسری طرف نہیں گھوما۔ اور تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر دیر لگا دی تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (درمختار و ردالمختار جلد ا ص ۲۹۱)

مسئلہ۔ نمازی نے اگر بلا عذر قصداً جان بوجھ کر قبلہ سے سینہ پھیر دیا تو اگرچہ فوراً ہی اس نے قبلہ کی طرف سینہ پھیرا لیا پھر بھی اس کی نماز ٹوٹ گئی اور وہ پھر سے نماز

پڑھے۔ اور اگر نماز میں بلا قصد وارادہ قبلہ سے سینہ پھر گیا اور فوراً ہی قبلہ کی طرف سینہ کر لیا تو اس کی نماز ہو گئی۔ (غنیۃ المستملی و بحر)

مسئلہ۔ اگر صرف منہ قبلہ سے پھیر لیا اور سینہ قبلہ سے نہیں پھرا تو اس پہ واجب ہے کہ فوراً ہی وہ قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ اس کی نماز ہو جائے گی۔ مگر بلا عذر ایک سیکنڈ کے لیے بھی قبلہ سے چہرہ پھیر لینا مکروہ ہے۔ (منیۃ المصلی)

مسئلہ۔ اگر نمازی نے قبلہ سے سینہ پھیرا نہ چہرہ پھیرا بلکہ صرف آنکھوں کو پھرا پھرا کر ادھر ادھر دیکھ لیا تو اس کی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

رکعتوں کی تعداد اور نیت کا طریقہ

نیت سے مراد دل میں پکا ارادہ کرنا ہے۔ خالی خیال کافی نہیں جب تک ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ۔ اگر زبان سے بھی کہہ دے تو اچھا ہے مثلاً یوں کہ نیت کی میں نے دو رکعت فرض فجر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

مسئلہ۔ مقتدی ہو تو نیت میں اس کو اتنا اور کہنا چاہیئے کہ پیچھے اس امام کے۔

مسئلہ۔ امام نے امام ہونے کی نیت نہیں کی جب بھی مقتدیوں کی نماز اس کے پیچھے ہو جائے گی۔ لیکن جماعت کا ثواب نہ پائے گا۔

اب ہم تمام نمازوں کی رکعتوں اور ان کی نیتوں کے طریقوں کا الگ الگ سوال و جواب کی صورت میں بیان کرتے ہیں۔ ان کو خوب اچھی طرح یاد کر لو۔

سوال۔ فجر کے وقت کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب۔ کل چار رکعت۔ پہلے دو رکعت سنّت مؤکدہ پھر دو رکعت فرض۔

سوال۔ دو رکعت سنّت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنّتِ فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنّت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ دو رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ ظہر کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب۔ بارہ رکعت۔ پہلے چار رکعت سنّت مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنّت مؤکدہ پھر دو رکعت نفل۔

سوال۔ چار رکعت سنّت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب۔ نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنّت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنّت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر چار رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب۔ نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ اور دو رکعت سنّت کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنّت ظہر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنّت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرے؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

فائدہ۔ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے لیکن کھڑے ہوئے نفل پڑھنے میں دو گنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر نفل پڑھنے میں آدھا ثواب ملتا ہے۔

سوال۔ عصر کے وقت کل کتنی رکعت نماز نماز پڑھی جاتی ہے؟

جواب۔ آٹھ رکعت۔ پہلے چار رکعت سنّت غیر مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض۔

سوال۔ چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟
جواب۔ نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عصر کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔
سوال۔ پھر چار رکعت فرض کی نیت کیسے کرے؟
جواب۔ نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عصر کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے: پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔
سوال۔ مغرب کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟
جواب۔ سات رکعت پہلے تین رکعت فرض پھر دو رکعت سنت مؤکدہ پھر دو رکعت نفل۔
سوال۔ تین رکعت فرض کی نیت کس طرح کی جائے؟
جواب۔ نیت کی میں نے تین رکعت نماز فرض مغرب اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔
سوال۔ اور دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کیسے کرے؟
جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔
سوال۔ پھر دو رکعت نفل کی نیت کیسے کرے؟
جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔
سوال۔ عشاء کے وقت کل کتنی رکعت نماز پڑھی جاتی ہے؟
جواب۔ سترہ رکعت۔ پہلے چار رکعت سنت غیر مؤکدہ، پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت مؤکدہ، پھر دو رکعت نفل، پھر تین وتر واجب، پھر دو رکعت نفل۔
سوال۔ چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے؟
جواب۔ نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت

رسول اللہ کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر چار رکعت فرض کی نیت کیسے کرے؟

جواب۔ نیت کی میں نے چار رکعت نماز فرض عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر دو رکعت سنت مؤکدہ کی نیت کس طرح کی جائے گی؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز سنت عشاء کی اللہ تعالیٰ کے لیے سنت رسول کی منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر دو رکعت نفل کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر وتر کی نیت کس طرح کی جائے؟

جواب۔ نیت کی میں نے تین رکعت نماز واجب وتر کی، اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ پھر دو رکعت نفل کی نیت کس طرح کرے؟

جواب۔ نیت کی میں نے دو رکعت نماز نفل اللہ تعالیٰ کے لیے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ اگر نیت کے الفاظ بھول کر کچھ کے کچھ زبان سے نکل گئے تو نماز ہو گی یا نہیں؟

جواب۔ نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں یعنی نیت میں زبان کا اعتبار نہیں تو اگر دل میں مثلاً ظہر کا پکا ارادہ کیا اور زبان سے ظہر کی جگہ عصر کا لفظ نکل گیا تو ظہر کی نماز ہو جائے گی۔

سوال۔ قضا نماز کی نیت کس طرح کرنی چاہیئے؟

جواب۔ جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو اس روز اور اس وقت کی نیت قضا

میں ضروری ہے مثلاً اگر جمعہ کے روز فجر کی نماز قضا ہو گئی تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز قضا جمعہ کے فرض فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے۔ منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

سوال۔ اگر کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو نیت کیسے کرے؟

جواب۔ ایسی صورت میں جو نماز مثلاً ظہر کی قضا پڑھنی ہے تو اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے چار رکعت نماز قضا جو میرے ذمہ باقی ہیں ان میں سے پہلے فرض ظہر کی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

اسی طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو قیاس کر لینا چاہیئے۔

سوال۔ پانچ وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعت قضا پڑھی جائے گی؟

جواب۔ بیس رکعت، دو رکعت فجر، چار رکعت ظہر، چار رکعت عصر، تین رکعت مغرب، چار رکعت عشاء، تین رکعت وتر، خلاصہ یہ کہ فرض اور وتر کی قضا ہے سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہے۔ (عامۂ کتب فقہ)

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ ہے کہ وضو کر کے قبلہ کی طرف منہ کرے اور اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رہے۔ اور دونوں ہاتھوں کو دونوں کانوں تک اٹھائے کہ دونوں انگوٹھے دونوں کانوں کی لو سے چھو جائیں باقی انگلیاں اپنے حال پر رہیں نہ بالکل ملی ہوئی نہ بہت پھیلی ہوئی۔ اس حال میں کہ کانوں کی لو چھوتے ہوئے دونوں ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں۔ اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر ہو، پھر نیت کر کے اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لا کر ناف کے نیچے اس طرح باندھ لے کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر پہنچوں کے پاس رہے اور بیچ کی تینوں انگلیاں بائیں کلائی کی پیٹھ پر۔ اور انگوٹھا اور چھوٹی انگلی

کلائی کے اغل بغل حلقہ کی صورت میں رہیں۔ پھر ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ
بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ پھر
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے۔ پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے، پھر
الحمد پوری پڑھے۔ اور ختم پر آہستہ سے اٰمین کہے۔ اس کے بعد کوئی سورۃ یا تین
آیتیں پڑھے۔ یا ایک لمبی آیت جو تین آیتوں کے برابر ہو پڑھے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا
ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھوں سے اس طرح پکڑے کہ ہتھیلیاں دونوں
گھٹنوں پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں۔ اور پیٹھ بچھی ہو اور پیٹھ سر کے برابر اونچا
نیچا نہ ہو۔ اور نظر پیروں کی پشت پر ہو۔ اور کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ
کہے، پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور اکیلے نماز پڑھتا
ہو تو اس کے بعد رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ بھی کہے، اور دونوں لٹکائے رہے، ہاتھوں
کو باندھے نہیں، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے۔ اس طرح کہ پہلے گھٹنہ
زمین پر رکھے، پھر ہاتھ، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان میں سر رکھے۔ اس طرح پر
کہ پہلے ناک زمین پر رکھے، پھر ماتھا اور ناک کی ہڈی کو دبا کر زمین پر جما دے۔ اور نظر
ناک کی طرف رہے، اور بازوؤں کو کروٹوں سے، اور پیٹ کو رانوں سے، اور
رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے۔ اور پاؤں کی سب انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھے
اس طرح کہ انگلیوں کا پیٹ زمین پر جما ہے اور ہتھیلیاں بچھی ہوں۔ اور انگلیاں
قبلہ کی طرف ہوں اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے۔ پھر سر اٹھائے۔
اس طرح کہ پہلے ماتھا پھر ناک پھر منہ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑے کر کے اس کی
انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں
بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے۔ اس طور پر کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں
قبلہ رخ ہوں اور انگلیوں کا سرا گھٹنوں کے پاس ہو۔ پھر ذرا ٹھہر کر اللہ اکبر کہتا
ہوا دوسرا سجدہ کرے۔ یہ سجدہ بھی پہلے کی طرح کرے۔ پھر سر اٹھائے اور

دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے اُٹھتے وقت بلا عذر ہاتھ زمین پر نہ ٹیکے ۔ یہ ایک رکعت پوری ہو گئی ۔ اب پھر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر اَلْحَمْدُ پوری اور کوئی سورۃ پڑھے اور پہلے کی طرح رکوع اور سجدہ کرلے ۔ پھر جب سجدہ سے سر اٹھائے تو داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور یہ پڑھے ۔ اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

اس کو تشہد کہتے ہیں ۔ جب اَشْھَدُ اَنْ لَّا کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی کو ہتھیلی سے ملا دے ۔ اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اُٹھائے مگر ادھر اُدھر نہ ہلائے ۔ اور اِلَّا پر گرادے ۔ اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کرلے ۔ اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اُٹھ کھڑا ہو ۔ اور اسی طرح پڑھے مگر فرض کی ، ان رکعتوں میں اَلْحَمْدُ کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں ۔ اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا ۔ اس میں تشہد کے بعد درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ پڑھے ، پھر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

یا اور کوئی دعا ماثورہ پڑھے ۔ مثلاً یہ دعا پڑھے :

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط

پھر داہنے شانے کی طرف منہ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے، پھر بائیں شانے کی طرف اسی طرح۔ اب نماز ختم ہو گئی، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر کوئی دعا مثلاً: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَیْكَ یَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ۔ پڑھے اور منہ پر ہاتھ پھیر لے۔

نماز کا یہ طریقہ جو لکھا گیا امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔ لیکن اگر نمازی مقتدی ہو یعنی جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو الحمد اور سورۃ نہ پڑھے چاہے امام زور سے قراءت کرتا ہو یا آہستہ۔ امام کے پیچھے کسی نماز میں قراءت جائز نہیں۔

نماز میں عورتوں کے چند خاص مسائل!

عورتوں کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کی طرح کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ صرف کندھوں تک ہی ہاتھ اٹھا کر بائیں ہتھیلی سینہ پر رکھ کر اس کی پیٹھ پر داہنی ہتھیلی رکھیں۔ رکوع میں زیادہ نہ جھکیں بلکہ تھوڑا جھکیں یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے اسی قدر عورتیں رکوع میں پیٹھ سیدھی نہ کریں اور گھٹنوں پر زور نہ دیں بلکہ محض ہاتھ گھٹنوں پر رکھ دیں اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھیں۔ اور پاؤں جھکا ہوا رکھیں۔ مردوں کی طرح خوب سیدھا نہ کر دیں۔ عورتوں کو بالکل سمٹ کر سجدہ کرنا چاہیے۔ یعنی بازو کو کروٹوں سے ملا دیں۔ اور پیٹ کو ران سے اور ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دیں۔ اور قعدہ میں التحیات پڑھتے وقت عورتیں بائیں قدم پر نہ بیٹھیں بلکہ دونوں پاؤں داہنے جانب نکال دیں اور بائیں سرین پر بیٹھیں مردوں کی طرح نہ بیٹھیں

عورتیں بھی کھڑی ہو کر نماز پڑھیں بہت سے جاہل عورتیں فرض و واجب اور سنت و نفل ساری نمازیں بیٹھ کر پڑھتی ہیں یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ نفل کے سوا کوئی نماز بھی بلا عذر کے بیٹھ کر پڑھنی جائز نہیں۔ یہ جاہل عورتیں فرض و واجب جتنی نمازیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھ چکی ہوں، ان سب کی قضا کریں اور توبہ کریں۔

مسئلہ۔ عورت مردوں کی امامت کرے یہ ناجائز ہے۔ ہرگز عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ اور صرف عورتوں کی جماعت کہ عورت ہی امام ہو اور عورتیں ہی مقتدی ہوں یہ مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے۔

مسئلہ۔ عورتوں پر جمعہ اور عیدین کی نماز واجب نہیں۔ پنج وقتہ نمازوں کے لیے بھی عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہے۔

افعال نماز کی قسمیں

نماز پڑھنے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس میں جن جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے بعض چیزیں فرض ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہوگی ہی نہیں۔ بعض واجب ہیں کہ اگر قصداً ان کو چھوڑ دیا جائے تو گناہ بھی ہوگا اور نماز کو بھی دُہرانا پڑے گا۔ اور اگر بھول کر ان کو چھوڑا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔ اور بعض باتیں سنت مؤکدہ ہیں کہ ان کو چھوڑنے کی عادت گناہ ہے اور بعض مستحب ہیں کہ ان کو کریں تو ثواب اور اگر نہ کریں تو کوئی گناہ نہیں۔ اب ہم ان باتوں کی کچھ وضاحت کرتے ہیں۔ ان کو غور سے پڑھ کر اچھی طرح یاد کرلو۔

فرائض نماز سات چیزیں نماز میں فرض ہیں کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو بھی چھوڑ دیا تو نماز ہوگی ہی نہیں (۱) تکبیر تحریمہ (۲) قیام (۳) قراءت (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدہ اخیرہ (۷) کوئی کام کرکے مثلاً سلام یا کلام کرکے نماز سے نکلنا۔

تکبیر تحریمہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر نماز کو شروع کرنا۔ نماز میں بہت مرتبہ اللہ اکبر کہا جاتا ہے مگر شروع نماز میں جو اللہ اکبر کہتے ہیں اس کا نام تکبیر تحریمہ ہے۔ یہ فرض

ہے اس کو اگر چھوڑ دیا تو نماز ہو گی ہی نہیں۔

مسئلہ۔ قیام فرض ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے تو اگر کسی مرد یا عورت نے بغیر عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھی تو اس کی نماز ادا نہیں ہوئی۔ ہاں نفل نماز کو بلا عذر کے بھی بیٹھ کر پڑھے تو یہ جائز ہے۔

مسئلہ۔ قراءت فرض ہونے کا یہ مطلب ہے کہ فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نوافل اور سنّتوں کی ہر ہر رکعت میں قرآن شریف پڑھنا ضروری ہے تو اگر کسی نے ان رکعتوں میں قرآن شریف نہیں پڑھا تو اس کی نماز نہ ہو گی۔

مسئلہ۔ رکوع کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اتنا جھکیں کہ ہاتھ بڑھائیں تو گھٹنے تک پہنچ جائیں اور پورا رکوع یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

مسئلہ۔ سجدہ کی حقیقت یہ ہے کہ ماتھا زمین پر جما ہو اور کم سے کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگا ہو تو اگر کسی نے اس طرح کیا کہ وہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے یا صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی رہی تو نماز نہ ہو گی (درمختار، فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت) ایک انگلی کے پیٹ کا سجدہ میں زمین سے لگنا تو فرض ہے مگر دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین سے لگنا واجب ہے اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا پیٹ سجدہ میں زمین سے لگا ہونا سنّت ہے۔

مسئلہ۔ نماز کی رکعتوں کو پوری کر لینے کے بعد پوری التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے اور اسی کا نام قعدہ اخیرہ ہے۔

مسئلہ۔ قعدۂ اخیرہ کے بعد اپنے قصد و ارادہ اور کسی عمل سے نماز کو ختم کر دینا خواہ اسلام سے ہو یا کسی دوسرے عمل سے یہ بھی نماز کے فرائض میں سے ہے لیکن اسلام کے علاوہ اگر کوئی دوسرا کام کر کے نماز کو ختم کیا تو اگرچہ نماز کا فرض تو ادا ہو گیا لیکن اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

نماز کے واجبات | نماز میں یہ چیزیں واجب ہیں۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللّٰہ اکبر

ہونا۔ الحمد[۲] پڑھنا۔ فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور سنت و نفل اور وتر کی ہر رکعات میں الحمد کے ساتھ کوئی سورہ یا تین چھوٹی آیتوں کو ملانا۔ فرض[۴] نمازوں میں دو پہلی رکعتوں میں قراءت کرنا، الحمد[۵] کا سورہ سے پہلے ہونا ہر رکعت[۶] میں سورہ سے پہلے ایک ہی بار الحمد پڑھنا، الحمد[۷] اور سورہ کے درمیان آمین اور بسم اللہ کے سوا کچھ اور نہ پڑھنا، قراءت[۸] کے بعد فوراً ہی رکوع کرنا۔ سجدہ[۹] میں دونوں پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا۔ دونوں[۱۰] سجدوں کے درمیان کسی رکن کا فاصل نہ ہونا۔ تعدیل[۱۱] یعنی رکوع و سجود اور قومہ جلسہ میں کم سے کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ٹھہرنا۔ جلسہ[۱۲] یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا۔ قومہ[۱۳] یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو جانا۔ قعدہ[۱۴] اولیٰ اگرچہ نفل نماز ہو۔ فرض[۱۵] اور وتر اور مؤکدہ سنتوں کے قعدہ اولیٰ میں التحیات سے زیادہ کچھ نہ پڑھنا ہر قعدہ[۱۶] میں پورا تشہد پڑھنا۔ لفظ السلام[۱۷] دو بار کہنا۔ وتر[۱۸] میں دعائے قنوت پڑھنا۔ وتر[۱۹] میں قنوت کی تکبیر۔ عیدین[۲۰] کی چھ زائد تکبیریں، عیدین[۲۱] میں دوسری رکعت کے رکوع کی تکبیر، اور اس تکبیر[۲۲] کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا۔ ہر جہری[۲۳] نماز میں امام کو بلند آواز سے قراءت کرنا۔ اور غیر[۲۴] جہری نمازوں میں آہستہ قراءت کرنا۔ ہر[۲۵] فرض و واجب کا اس جگہ پر ادا ہونا۔ ہر[۲۶] رکعت میں ایک ہی رکوع ہونا۔ اور ہر[۲۷] رکعت میں دو ہی سجدہ ہونا۔ دوسری[۲۸] رکعت پوری ہونے سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ اور چار[۲۹] رکعت والی نمازوں میں تیسری رکعت پر قعدہ نہ کرنا۔ آیت[۳۰] سجدہ پڑھی تو سجدہ تلاوت کرنا۔ سہو[۳۱] ہوا تو سجدہ سہو کرنا دو فرض[۳۲] یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا۔ امام جب[۳۳] قراءت کرے بلند آواز سے ہو یا آہستہ اس وقت میں مقتدی کا چپ رہنا۔ قراءت[۳۴] کے سوا تمام واجبات میں مقتدی کو امام کی پیروی کرنا۔

نماز کی سنّتیں

نماز میں جو چیزیں سنت ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً نہ چھوڑا جائے اور اگر غلطی سے چھوٹ جائیں تو نہ سجدہ سہو کی ضرورت ہے نہ نماز دہرانے کی۔ لیکن اگر دہرا لے تو اچھا ہے۔ کیونکہ نماز کی کسی

سنت کو چھوڑنے سے نماز کے ثواب میں کمی ہو جاتی ہے۔

نماز کی سنتیں یہ ہیں۔ تکبیر تحریمہ[1] کے لیے ہاتھ اٹھانا۔ ہاتھوں[2] کی انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دینا۔ یعنی نہ بالکل ملائے نہ کھلی رکھے۔ بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔ بوقت[3] تکبیر سر نہ جھکانا، ہتھیلیوں[4] اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ تکبیر[5] کہنے سے پہلے ہاتھ اٹھانا اسی طرح قنوت اور عیدین کی تکبیروں میں بھی۔ کانوں[6] تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہنا۔ عورت[7] کو صرف مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا۔ امام[8] کا اللہ اکبر۔ سمع اللہ لمن حمدہ، اور سلام بلند آواز سے کہنا۔ تکبیر[9] کے بعد ہاتھ لٹکائے بغیر باندھ لینا۔ ثنا[10] و تعوذ و بسم اللہ پڑھنا اور آمین کہنا اور ان سب[11] کا آہستہ ہونا۔ پہلے[12] ثنا پھر تعوذ، پھر بسم اللہ اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو فوراً پڑھنا۔ رکوع[13] میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہنا اور گھٹنوں[14] کو ہاتھوں سے پکڑنا۔ اور انگلیوں[15] کو خوب کھلی رکھنا، عورت[16] کو گھٹنے پر ہاتھ رکھنا اور انگلیوں کو کشادہ نہ رکھنا، حالت[17] رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا، رکوع[18] کے لیے اللہ اکبر کہنا، رکوع[19] میں پیٹھ بچھی رکھنا، رکوع[20] سے اٹھنے پر ہاتھ لٹکا ہوا چھوڑ دینا۔ رکوع[21] سے اٹھنے میں امام کو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا مقتدی[22] کو رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہنا اور اکیلے[23] نماز پڑھنے والوں کو دونوں کہنا سجدہ[24] کے لیے اور سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر۔ سجدہ[25] میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہنا، سجدہ[26] کرنے کے لیے پہلے گھٹنا پھر ہاتھ پھر ناک پھر ماتھا زمین پر رکھنا۔ اور سجدہ[27] سے اٹھنے کے لیے پہلے ماتھا پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنا زمین سے اٹھانا۔ سجدہ[28] میں بازو کا کروٹوں سے اور پیٹ کا رانوں سے الگ رہنا۔ سجدہ[29] کی حالت میں کلائیوں کو زمین پر نہ بچھانا، عورت[30] کو سجدہ میں اپنے بازو کو کروٹوں سے پیٹ کو ران سے، ران کو پنڈلیوں سے اور پنڈلیوں کو زمین سے ملا دینا۔ دونوں[31] سجدوں کے درمیان مثل تشہد کے بیٹھنا، اور ہاتھوں[32] کو رانوں پر رکھنا، سجدہ[33] میں ہاتھ کی انگلیوں کا قبلہ رو ہونا۔ اور ملی[34] ہوئی ہونا اور پاؤں[35] کی دسوں انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا۔ دوسری[36]

رکعت کے لیے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔ قعدہ[۳۷] میں بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا، داہنا[۳۸] قدم کھڑا رکھنا اور داہنے[۳۹] قدم کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرنا۔ عورت[۴۰] کو دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔ دایاں[۴۱] ہاتھ داہنی ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھنا، اور انگلیوں[۴۲] کو اپنی حالت میں چھوڑ دینا۔ کلمہ شہادت[۴۳] پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔ قعدہ[۴۴] اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنا۔

نماز کے مستحبات

حالت[۱] قیام میں سجدہ کی جگہ پر نظر کرنا، رکوع[۲] میں قدم کی پشت پر دیکھنا، سجدہ[۳] میں ناک پر نظر رکھنا۔ قعدہ[۴] میں سینے پر نظر جمانا، پہلے[۵] سلام میں داہنے شانے کو دیکھنا، دوسرے[۶] سلام میں بائیں شانے پر نظر کرنا۔ جمائی[۷] آئے تو منہ بند کیے رہنا اور اس سے جمائی نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور قیام کے علاوہ دوسری حالتوں میں بائیں ہاتھ کی پشت سے، جمائی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں یہ خیال کرے کہ انبیا علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی۔ دل میں یہ خیال آتے ہی جمائی کا آنا بند ہو جائے گا۔ مرد[۸] کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔ عورت[۹] کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔ جہاں[۱۰] تک ممکن ہو کھانسی کو دفع کرنا۔ جب[۱۱] مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو امام و مقتدی سب کو کھڑا ہو جانا۔ جب[۱۲] مکبر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے تو نماز شروع کر سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہو جانے پر نماز شروع کرے، دونوں[۱۳] پنجوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہونا۔ مقتدی[۱۴] کو امام کے ساتھ شروع کرنا۔ سجدہ[۱۵] زمین پر بلا کچھ بچھائے ہوئے کرنا۔

نماز کے بعد ذکر و دعا

نماز کے بعد بہت سے اذکار اور دعاؤں کے پڑھنے کا حدیثوں میں ذکر ہے ان میں سے جس قدر پڑھ سکے

پڑھے۔ لیکن ظہر و مغرب اور عشاء میں تمام وظائف سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد پڑھیں۔ سنت سے پہلے مختصر دعا پر قناعت چاہیئے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔ اس کا خیال رہے۔ (رد المحتار)

فائدہ۔ حدیثوں میں جن دعاؤں کے بارے میں جو تعداد مقرر ہے۔ ان سے کم یا زیادہ نہ کرے کیونکہ جو فضائل ان دعاؤں کے ہیں وہ انہیں عددوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان میں کمی بیشی کی مثال یہ ہے کہ کوئی تالا کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے تو اس کنجی کے دندانے کچھ کم یا زائد کر دیں تو اس سے وہ تالا نہ کھلے گا۔ ہاں البتہ اگر گنتی شمار کرنے میں شک ہو سکتا ہے تو زیادہ کر سکتا ہے۔ اور یہ زیادہ کرنا گنتی بڑھانے کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ گنتی کو یقینی طور پر پوری کرنے کے لیے ہے (رد المحتار)

ایک مسنون وظیفہ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ استغفار اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور ایک ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ایک بار پڑھ لے تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اور وہ نامراد نہیں رہے گا۔ (مسلم شریف)

جماعت و امامت کا بیان

جماعت کی بہت تاکید ہے اور اس کا ثواب بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ بے جماعت کی نماز سے جماعت والی نماز کا ثواب ستائیس گنا ہے۔

(مشکوٰۃ جلد ا ص ۹۵)

مسئلہ۔ مردوں کو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی جماعت چھوڑنے والا گنہگار اور سزا کے لائق ہے اور جماعت چھوڑنے کی عادت ڈال لینے والا فاسق ہے۔ جس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ اور بادشاہِ اسلام اس کو سخت سزا دے گا اور اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوں گے۔ (درد المختار جلد ۱ ص ۳۷۱)

مسئلہ۔ جمعہ و عیدین میں جماعت شرط ہے یعنی بغیر جماعت یہ نمازیں ہوں گی ہی نہیں۔ تراویح میں جماعت سنّت کفایہ ہے۔ یعنی محلّہ کے کچھ لوگوں نے جماعت سے پڑھی، تو سب کے ذمہ سے جماعت چھوڑنے کی بُرائی جاتی رہی، اور اگر سب نے جماعت چھوڑی تو سب نے بُرا کیا۔ رمضان شریف میں وتر کو جماعت سے پڑھنا یہ مستحب ہے سنّتوں اور نفلوں میں جماعت مکروہ ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۷۱)

مسئلہ۔ جن عذروں کی وجہ سے جماعت چھوڑ دینے میں گناہ نہیں وہ یہ ہیں۔
۱۔ ایسی بیماری کہ مسجد تک جانے میں مشقت اور دشواری ہو۔ ۲۔ سخت بارش ہو۔ ۳۔ بہت زیادہ کیچڑ ہو۔ ۴۔ سخت سردی ہو۔ ۵۔ سخت اندھیری رات ہو۔ ۶۔ آندھی ہو۔ ۷۔ پاخانہ پیشاب کی حاجت۔ ۸۔ ریاح کا بہت زور ہونا۔ ۹۔ ظالم کا خوف۔ ۱۰۔ قافلہ چھوٹ جانے کا خوف۔ ۱۱۔ اتنا بوڑھا ہونا کہ مسجد تک جانے سے مجبور ہو۔ ۱۲۔ اپاہج ہونا۔ ۱۳۔ اندھا ہونا۔ ۱۴۔ مال و سامان یا کھانا ہلاک ہو جانے کا ڈر ۱۵۔ مفلس کو قرض خواہ کا ڈر۔ ۱۶۔ بیمار کی دیکھ بھال کہ اگر یہ چلا جائے گا تو بیمار کو تکلیف ہو گی یا وہ گھبرائے گا کہ یہ سب جماعت چھوڑنے کے عذر ہیں۔

(درمختار جلد ۱ ص ۳۷۳)

مسئلہ۔ عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں، دن کی نماز ہو یا رات کی، جمعہ کی ہو یا عیدین، عورت چاہے جوان ہو یا بڑھیا یوں ہی عورتوں کو ایسے مجمعوں میں جانا بھی ناجائز ہے۔ جہاں عورتوں مردوں کا اجتماع ہو۔

(درمختار جلد ۱ ص ۳۸)

مسئلہ۔ اکیلا مقتدی چاہے لڑکا ہو امام کے برابر داہنی طرف کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ دو سے زیادہ کا امام کے بغل میں کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۸۱)

مسئلہ۔ پہلی صف میں اور امام کے قریب کھڑا ہونا افضل ہے۔ لیکن جنازہ میں پچھلی صف میں ہونا افضل ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۸۳)

مسئلہ۔ امام ہونے کا سب سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جو نماز و طہارت وغیرہ کے احکام سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ پھر وہ شخص جو قراءت کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر کئی شخص ان باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص زیادہ حقدار ہے جو زیادہ متقی ہو۔ اگر اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا۔ پھر جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں پھر زیادہ تہجد گزار۔ غرض کہ چند آدمی برابر درجے کے ہوں تو ان میں جو شرعی حیثیت سے فوقیت رکھتا ہو وہی زیادہ حقدار ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۷۳)

مسئلہ۔ فاسق معلن جیسے شرابی، زنا کار، جواری، سود خوار، داڑھی منڈانے والا یا کتا کر ایک مشت سے کم رکھنے والا ان لوگوں کو امام بنانا گناہ ہے۔ اور ان لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے اور نماز کو دہرانا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۷۶)

مسئلہ۔ رافضی، خارجی، وہابی اور دوسرے تمام بدمذہبوں کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز و گناہ ہے۔ اگر غلطی سے پڑھ لی تو پھر سے پڑھے اگر دوبارہ نہیں پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۷۷)

مسئلہ۔ گنوار، اندھے، حرامی، کوڑھی، فالج کی بیماری والے، برص کی بیماری والا نامرد ان لوگوں کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور کراہت اس وقت ہے جب کہ جماعت میں اور کوئی ان لوگوں سے بہتر ہے۔ اور اگر یہی امامت کے حقدار ہوں تو کراہت نہیں اور اندھے کی امامت میں تو خفیف کراہت ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۷۶ وغیرہا)

وِتر کی نماز

وتر کی نماز واجب ہے کہ اگر کسی وجہ سے وِتر کی نماز وقت کے اندر نہیں پڑھی تو وِتر کی قضا پڑھنی واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰۴)

نماز وِتر تین رکعتیں ایک سلام سے ہیں۔ دو رکعت پر بیٹھے اور صرف التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے اور تیسری رکعت میں بھی الحمد اور سورہ پڑھے پھر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر پھر ہاتھ باندھ لے، اور دعائے قنوت پڑھے۔ جب دعائے قنوت پڑھ چکے تو اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے۔ اور باقی نماز پوری کرے۔ دعائے قنوت یہ ہے۔

دعاءِ قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰھُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

مسئلہ۔ جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو وہ یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو تین مرتبہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ پڑھ لے۔ اس کی وتر ادا ہو جائے گی۔

(عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰۴)

مسئلہ۔ دعائے قنوت وتر میں پڑھنا واجب ہے۔ اگر بھول کر دعائے قنوت چھوڑ دے تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے۔ اور اگر قصداً چھوڑ دیا تو وتر کو دہرانا پڑے گا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰۴)

مسئلہ۔ دعائے قنوت ہر شخص چاہے امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ہمیشہ پڑھے ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا دوسرے دنوں میں۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰۴)

مسئلہ۔ وتر کے سوا کسی اور نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔ ہاں البتہ اگر مسلمانوں پر کوئی بڑا حادثہ واقع ہو تو فجر کی دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھ سکتے ہیں۔ اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں۔ (درمختار و ردالمحتار جلد۱ ص ۴۵)

سجدہ سہو کا بیان

جو نماز میں چیزیں واجب ہیں اگر ان میں سے کوئی واجب بھول سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی کو پورا کرنے کے لیے سجدہ سہو واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے آخر میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کرے اور پھر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔
(درمختار جلد۱ ص ۴۹۶)

مسئلہ۔ اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا۔ تو سجدہ سہو کافی نہیں بلکہ نماز کو دہرانا واجب ہے۔ (درمختار جلد۱ ص ۴۹۶)

مسئلہ۔ جو باتیں نماز میں فرض ہیں، اگر ان میں سے کوئی بات چھوٹ گئی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور نہ سجدہ سہو سے بھی یہ کمی پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ پھر سے اس نماز کو پڑھنا ضروری ہے۔ (عامہ کتب)

مسئلہ۔ ایک نماز میں اگر بھول سے کئی واجب چھوٹ گئے تو ایک مرتبہ ہی دو سجدے سہو کے سب کے لیے کافی ہیں۔ چند بار سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔
(درمختار جلد۱ ص ۴۹۷)

مسئلہ۔ پہلے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہونے میں اتنی دیر لگا دی کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ پڑھ سکے تو سجدۂ سہو واجب ہے چاہے کچھ پڑھے یا خاموش رہے دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اسلیے دھیان رکھو کہ پہلے قعدہ میں التحیات ختم ہوتے ہی فوراً تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ (درمختار و ردالمحتار جلد۱ ص ۴۹۸)

نماز فاسد کرنے والی چیزیں

نماز میں بولنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے چاہے جان بوجھ کر بولے یا بھول کر بولے زیادہ بولے یا ایک ہی بات بولے اپنی خوشی سے بولے یا کسی کے مجبور کرنے سے بولے بہر صورت نماز ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح زبان سے کسی کو سلام کرے عمداً ہو یا سہواً نماز جاتی رہے گی۔ یوں ہی سلام کا جواب دینا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ کسی کو چھینک کے جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰه کہا یا خوشی کی خبر سن کر الحمد للّٰه کہا، یا بری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ کہا تو ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ لیکن اگر اس نے الحمد للّٰه کہہ دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی نماز پڑھنے والے نے اپنے امام کے غیر کو لقمہ دے دیا تو اس کی نماز ہوگئی۔ اور اگر اس نے لقمہ لے لیا تو اس کی بھی نماز جاتی رہے گی۔ اور غلط لقمہ دینے سے لقمہ لینے والے کی نماز جاتی رہتی ہے۔ اللّٰه اکبر کے الف کو کھینچ کر آللّٰه اکبر کہنا یا اکبر کہنا یا اَکْبَار کہنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ اسی طرح نَسْتَعِيْنُ کو الف کے ساتھ نَسْتَاعِيْنُ پڑھے۔ اور اَنْعَمْتَ کے تَ کو پیش یا زیر یعنی اَنْعَمْتُ یا اَنْعَمْتِ پڑھنے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے۔ آہ، اوہ، اف، تف درد یا مصیبت کی وجہ سے کہے۔ یا آواز کے ساتھ روئے اور کچھ حروف پیدا ہوئے تو ان سب صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی۔ اگر مریض کی زبان سے حالت نماز میں بے اختیار آہ یا اوہ یا ہائے نکل گیا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح چھینک، کھانسی، جمائی اور ڈکار میں جتنے حروف مجبوراً زبان سے نکل جاتے ہیں معاف ہیں اور ان سے نماز نہیں ٹوٹتی، دانتوں کے اندر کوئی کھانے کی چیز اٹکی ہوئی تھی۔ نماز پڑھتے ہوئے زبان چلا کر اس کو نکال لیا اور نگل گیا۔ اگر وہ چیز چنے کی مقدار سے کم ہے تو نماز مکروہ ہوگئی۔ اور اگر چنے کے برابر ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نماز پڑھتے

ہوئے زور سے قہقہہ لگاکر ہنس دیا تو نماز بھی ٹوٹ گئی اور وضو بھی ٹوٹ گیا۔ پھر سے وضو کر کے نئے سرے سے نماز پڑھے۔ عورت نماز پڑھ رہی تھی، بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی نماز میں کرتا یا پاجامہ پہنا یا تہبند باندھا یا دونوں ہاتھ سے کمر بند باندھا تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ تین مرتبہ کھجلانے کا یہ مطلب ہے کہ ایک مرتبہ کھجلایا، پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ پھر کھجلایا یہ تین مرتبہ ہو گیا۔ اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ ہاتھ کو ہلا کر کھجلایا مگر ہاتھ نہیں ہٹایا اور بار بار کھجلاتا رہا۔ تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا۔ (عالمگیری جلد ا ص ۹۲ وغیرہ)

نمازی کے آگے سے گزرنا نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ خواہ گزرنے والا مرد ہو یا عورت لیکن نمازی کے آگے سے گزرنے والا سخت گنہگار ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس پر کیا گناہ ہے؟ تو وہ زمین میں دھنس جانے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جانتا کہ اس میں کتنا بڑا گناہ ہے تو چالیس سال تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نہیں جانتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس دن کہا یا چالیس مہینہ یا چالیس برس۔ (ترمذی جلد ا ص ۴۵)

نماز کے مکروہات

نماز میں جو باتیں مکروہ ہیں وہ یہ ہیں کپڑے یا بدن یا داڑھی مونچھ سے کھیلنا کپڑا سمیٹنا جیسے سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے دامن یا چادر یا تہبند اُٹھا لینا کپڑا لٹکانا یعنی سر یا کندھے پر کپڑا چادر وغیرہ اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہیں۔ کسی ایک آستین کو آدھی کلائی سے چڑھانا دامن سمیٹ کر نماز پڑھنا، پیشاب پاخانہ معلوم ہوتے وقت یا غلبہ ریاح کے وقت نماز پڑھنا مرد کا سر کے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا، انگلیاں چٹخانا، ادھر ادھر منہ پھیر کر دیکھنا، آسمان کی

طرف نگاہ اٹھانا، مرد کا سجدہ میں کلائیوں کو زمین پر بچھانا، التحیات میں یا دونوں سجدوں کے درمیان دونوں ہاتھوں کو ران پر رکھنے کی بجائے زمین پر رکھ کر بیٹھنا، کسی شخص کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا، چادر میں اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ بدن کا کوئی حصّہ یہاں تک کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں پگڑی اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر پگڑی کا کوئی حصّہ نہ ہو، ناک اور منہ کو چھپا کر نماز پڑھنا بے ضرورت کھنکھارنا، قصداً جمائی لینا، اگر خود ہی جمائی آجائے تو حرج نہیں جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا، تصویر کا نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہونا یا اوپر لٹکی ہوئی ہونا یا داہنے بائیں دیوار میں بنی یا لگی ہونا یا آگے پیچھے تصویر کا ہونا۔ جیب یا تھیلی میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔

(در مختار جلد ا ص ۴۲۹ و عالمگیری جلد ا ص ۹۹)

سجدہ گاہ سے کنکریاں اٹھانا مگر جب کہ پورے طور پر سجدہ نہ ہو سکتا ہو تو ایک بار ہٹا دینے کی اجازت ہے نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا، نماز کے علاوہ بھی کمر پر ہاتھ نہ رکھنا چاہیئے، کرتا چادر موجود ہوتے ہوئے صرف پاجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھنا الٹا کپڑا پہن کر نماز پڑھنا، نماز میں بلا عذر پالتی مار کر بیٹھنا کپڑے کو حد سے زیادہ دراز کر کے نماز پڑھنا، مثلاً عمامہ کا شملہ اتنا لمبا رکھے کہ بیٹھنے میں دب جائے یا آستین اتنی لمبی رکھے کہ انگلیاں چھپ جائیں۔ پاجامہ اور تہبند ٹخنے سے نیچے ہونا نماز میں دائیں بائیں جھومنا، الٹا قرآن مجید پڑھنا، امام سے پہلے مقتدی کا رکوع و سجدہ میں جانا یا امام سے پہلے سر اٹھانا یہ تمام باتیں مکروہ تحریمی ہیں اگر نماز میں یہ مکروہات ہو جائیں تو اس نماز کو دہرا لینا چاہیئے۔

(در مختار جلد ا ص ۴۲۹ و عالمگیری ص ۹۹)

مسئلہ۔ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو ایک ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا بہتر ہے اور بار بار گر پڑتی ہو تو نہ اٹھانا اچھا ہے۔

مسئلہ۔ سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی سے بوجھ معلوم ہوتا ہے یا گرمی

لگتی ہے اس وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر نماز کو حقیر خیال کر کے ننگے سر پڑھے، جیسے یہ خیال کرے کہ نماز کوئی ایسی شاندار چیز نہیں ہے جس کے لیے ٹوپی یا پگڑی کا اہتمام کیا جائے تو یہ کفر ہے۔ اور اگر خدا کے دربار میں عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کے لیے ننگے سر نماز پڑھے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہو گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ نیت پر دارومدار ہے۔

(درمختار ورد المحتار جلد ا ص ۴۳۱)

مسئلہ۔ جلتی ہوئی آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن چراغ یا لالٹین کے سامنے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں۔ (درمختار ورد المحتار جلد ا ص ۴۳۸)

مسئلہ۔ بغیر عذر ہاتھ سے مکھی مچھر اڑانا مکروہ ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۰۳)

مسئلہ۔ دوڑتے ہوئے نماز کو جانا مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ۔ نماز میں اٹھتے بیٹھتے آگے پیچھے پاؤں ہٹانا مکروہ ہے۔

نماز توڑ دینے کے اعذار

یعنی کن کن صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے۔

مسئلہ۔ کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا کنوئیں میں گر پڑے گا۔ تو ان صورتوں میں نمازی پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر ان لوگوں کو بچائے یوں ہی اگر کوئی کسی کو قتل کر رہا ہو اور وہ فریاد کر رہا ہو اور یہ اس کو بچانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ نماز توڑ کر اس کی مدد کے لیے دوڑ پڑے۔ (درمختار ورد المحتار جلد ا ص ۴۴۰)

مسئلہ۔ پیشاب پاخانہ قابو سے باہر معلوم ہوا یا اپنے کپڑے پر اتنی کم نجاست دیکھی جتنی نجاست کے ہوتے ہوئے نماز ہو سکتی ہے۔ یا نمازی کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا۔ تو ان تینوں صورتوں میں نماز توڑ دینا مستحب ہے۔

(درمختار ورد المحتار جلد ا ۴۴۴)

مسئلہ۔ سانپ وغیرہ مارنے کے لیے جب کہ کاٹ لینے کا صحیح ڈر ہو تو نماز

توڑ دینا جائز ہے۔ (درمختار ص ۴۴۰)

مسئلہ۔ اپنے یا کسی اور کے درہم کے نقصان کا ڈر ہو۔ جیسے دودھ اُبل جائے گا یا گوشت ترکاری کے جل جانے کا ڈر ہو تو ان صورتوں میں نماز توڑ دینا جائز ہے اسی طرح ایک درہم کی کوئی چیز چور لے بھاگا تو نماز توڑ کر اس کی پکڑنے کی اجازت ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۴۴۰)

مسئلہ۔ نماز پڑھ رہا تھا کہ ریل گاڑی چھوٹ گئی اور سامان ریل گاڑی میں ہے یا ریل گاڑی چھوٹ جانے سے نقصان ہو جائے گا تو نماز توڑ کر ریل گاڑی پر سوار ہو جانا جائز ہے۔

مسئلہ۔ نفل نماز میں ہو اور ماں باپ پکاریں اور ان کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہ ہو تو نماز توڑ دے اور جواب دے بعد میں اس کی نماز قضا پڑھ لے۔

(درمختار ورد المحتار جلد ۱ ص ۴۴۰)

بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ۔ اگر بیماری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا کہ مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔ یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے پیشاب کا قطرہ آئے گا یا ناقابل برداشت درد ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھے۔

(درمختار جلد ۱ ص ۵۰۸)

مسئلہ۔ اگر لاٹھی یا دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو اس پر فرض ہے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ اس صورت میں اگر بیٹھ کر نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

(درمختار جلد ۱ ص ۵۰۹)

مسئلہ۔ اگر کچھ دیر کے لیے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کھڑا ہو کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

(در مختار جلد ۱ ص ۵۰۹)

مسئلہ۔ اگر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ اور رکوع و سجدہ اشارہ سے کرے مگر رکوع کے اشارہ سے سجدہ کے اشارہ میں سر کو زیادہ جھکائے۔

(در مختار ص ۵۰۹)

مسئلہ۔ اگر بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو ایسی صورت میں لیٹ کر نماز پڑھے اس طرح کہ چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے۔ مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ رکھ کر ذرا سر کو اونچا کرے اور رکوع و سجدہ سر کے اشارہ سے کرے۔ (در مختار جلد ۱ ص ۵۱۰)

مسئلہ۔ اگر مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہو جاتی ہے۔ پھر اگر نماز کے چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو قضا بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

(در مختار جلد ۱ ص ۵۱۰)

مسافر کی نماز کا بیان

جو شخص تقریباً تقریباً ۹۶ کلومیٹر کی دوری کے سفر کا ارادہ کر کے گھر سے نکلا اور اپنی بستی سے باہر چلا گیا تو شریعت میں یہ شخص مسافر ہو گیا۔ اب اس پر واجب ہو گیا کہ قصر کرے یعنی ظہر و عصر و عشاء چار رکعت والی فرض نمازوں کو دو ہی رکعت پڑھے۔ کیونکہ اس کے حق میں دو ہی رکعت پوری نماز ہے۔ (در مختار ۵۲۵)

مسئلہ۔ اگر مسافر نے قصداً چار رکعت پڑھی اور دونوں قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گیا۔ اور آخری دو رکعتیں نفل ہو گئیں۔ مگر گنہگار ہوا۔ اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو فرض ادا نہ ہوا۔ (در مختار جلد ۱ ص ۵۳۰)

مسئلہ۔ مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے یا اپنی بستی میں نہ پہنچ جائے قصر کرتا رہے گا۔

مسئلہ۔ مسافر اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو چار رکعت پوری پڑھے قصر نہ کرے۔
مسئلہ۔ مقیم اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام مسافر ہونے کی وجہ سے دو ہی رکعت پر سلام پھیر دے گا۔ اب مقیم مقتدیوں کو چاہیئے کہ امام کے سلام پھیر دینے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھیں۔ اور ان دونوں رکعتوں میں قراءت نہ کریں بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مقدار چپ چاپ کھڑے رہیں۔
(درمختار جلد ۱ ص ۵۳۰)

مسئلہ۔ فجر و مغرب اور وتر میں قصر نہیں۔
مسئلہ۔ سنتوں میں قصر نہیں ہے۔ اگر موقع ہو تو پوری پڑھیں۔ ورنہ معاف ہیں
(درمختار ص ۵۳۰)

مسئلہ۔ مسافر اپنی بستی سے باہر نکلتے ہی قصر شروع کر دے گا اور جب تک اپنی بستی میں داخل نہ ہو جائے یا کسی بستی میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کر لے۔ برابر قصر ہی کرتا رہے گا۔ (درمختار و عامہ کتب فقہ)

سجدہ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ[۱۴] آیتیں ایسی ہیں کہ جن کے پڑھنے یا سننے .... والے دونوں پر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اس کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ (درمختار جلد ۱ ص ۵۱۳)

مسئلہ۔ سجدہ تلاوت کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑے اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ بس نہ اس میں اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ اُٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔ (درمختار جلد ۱ ص ۵۱۳)

مسئلہ۔ اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کر لینا واجب

نہیں ہے۔ ہاں بہتر یہی ہے کہ فوراً ہی کرے اور وضو ہو تو دیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے۔
(درمختار جلد ا ص ۵۱۷)

مسئلہ۔ اگر سجدہ کی آیت نماز میں پڑھی ہے تو فوراً ہی سجدہ کرنا واجب ہے۔ اگر تین آیت پڑھنے کی مقدار دیر لگا دی تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھتے ہی فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع کے بعد نماز کے دونوں سجدوں کو کر لیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی ہو مگر سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو گیا۔ (درمختار جلد ا ص ۵۱۸)

مسئلہ۔ نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز میں ہی واجب ہے نماز کے باہر یہ سجدہ ادا نہیں ہو سکتا۔ (درمختار جلد ا ص ۵۱۸)

اردو زبان میں اگر آیت سجدہ کا ترجمہ پڑھ دیا تب بھی پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ واجب ہو گیا۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۲۴)

مسئلہ۔ ایک مجلس میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں دوبارہ اسی آیت کی تلاوت کی تو دوسرا سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک مجلس میں اگر بار بار آیت سجدہ پڑھی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور اگر مجلس بدل کر وہی آیت سجدہ پڑھی تو جتنی مجلسوں میں اس آیت کو پڑھے گا، اتنے ہی سجدے اس پر واجب ہو جائیں گے۔

مسئلہ۔ مجلس بدلنے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ مثلاً کبھی تو جگہ بدلنے سے مجلس بدل جاتی ہے جیسے مدرسہ ایک مجلس ہے اور مسجد ایک مجلس ہے اور کبھی ایک ہی جگہ میں کام بدل دینے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ جیسے ایک جگہ بیٹھ کر سبق پڑھایا تو یہ مجلس درس ہوئی پھر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے لوگوں نے کھانا شروع کر دیا تو یہ مجلس بدل گئی۔ کہ پہلے مجلس درس تھی۔ اب مجلس طعام ہو گئی۔ کسی گھر میں کمرے سے دوسرے کمرے میں چلے جاتے کمرے سے صحن میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے کسی بڑے ہال میں ایک کونے سے دوسرے کونے میں چلے جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مجلس کے بدل جانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ (درمختار جلد ا ص ۵۲۰ و عالمگیری جلد ا ص ۱۲۶)

قراءت کا بیان

قراءت یعنی قرآن شریف پڑھنے میں اتنی آواز ہونی چاہیئے کہ اگر بہرا نہ ہو، اور شوروغل نہ ہو تو خود اپنی آواز سن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہوئی تو قراءت نہیں ہوئی اور نہ نماز ہوگی۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۵۹)

مسئلہ۔ فجر میں اور مغرب وعشاء کی پہلی رکعتوں میں اور جمعہ وعیدین وتراویح اور رمضان کی وتر میں امام پر جہر کے ساتھ قراءت کرنا واجب ہے۔ اور مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعت میں ظہر وعصر کی سب رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۔ جہر کے یہ معنی ہیں کہ اتنی زور سے پڑھے کہ کم سے کم صف میں قریب کے لوگ سن سکیں اور آہستہ پڑھنے کے یہ ہیں کہ کم سے کم خود سن سکے۔
(درمختار جلد ۱ ص ۳۵۸)

مسئلہ۔ جہری نمازوں میں اکیلے کو اختیار ہے چاہے زور سے پڑھے چاہے آہستہ مگر زور سے پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۵۸)

مسئلہ۔ قرآن شریف الٹا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً یہ کہ پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰه اور دوسری رکعت میں تَبَّتْ یَدَا پڑھنا۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۶۸)

مسئلہ۔ درمیان میں ایک چھوٹی سورت چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔ جیسے پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھی اور دوسری رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی اور درمیان میں صرف ایک سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ چھوڑ دی۔ لیکن ہاں اگر درمیان کی سورہ پہلے سے بڑی ہو تو درمیان میں ایک سورہ چھوڑ کر پڑھ سکتا ہے جیسے وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَآءَ کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھنا نہیں چاہیئے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۳۶۸)

مسئلہ۔ جمعہ و عیدین میں پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۂ منافقون یا پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھنا سنّت ہے۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۳۶۵)

نماز کے باہر تلاوت کا بیان

مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رُو اچھے کپڑے پہن کر صحیح صحیح حروف ادا کر کے اچھی آواز سے قرآن شریف پڑھے، لیکن گانے کے لہجہ میں نہیں کہ گا کر قرآن پڑھنا جائز نہیں۔ تلاوت کے شروع میں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھنا واجب ہے، اور سورۂ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا سنّت ہے۔ درمیان تلاوت میں کوئی دنیاوی کام یا کلام کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ و بِسْمِ اللّٰہِ پھر پڑھ لے۔ (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ۔ غسل خانہ اور نجاست کی جگہوں میں قرآن شریف پڑھنا ناجائز ہے۔ (غنیہ)

مسئلہ۔ جب قرآن شریف بلند آواز سے پڑھا جائے تو حاضرین پر سننا فرض ہے جب کہ وہ مجمع سننے کی غرض سے حاضر ہو ورنہ ایک کا سننا کافی ہے۔ اگرچہ اور لوگ اپنے کام میں ہوں۔ (غنیہ، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

مسئلہ۔ سب لوگ مجمع میں زور سے قرآن شریف پڑھیں یہ ناجائز ہے۔ اکثر عرس و فاتحہ کے موقعوں پر سب لوگ زور زور سے تلاوت کرتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے اگر چند آدمی پڑھنے والے ہوں تو سب لوگ آہستہ پڑھیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ۔ بازاروں اور کارخانوں میں جہاں لوگ کام میں لگے ہوں زور سے قرآن مجید پڑھنا ناجائز ہے کیونکہ لوگ اگر نہ سنیں تو گنہگار ہوں گے۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۳۶۷)

مسئلہ۔ قرآن شریف بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے۔ جب کہ نمازی یا بیمار یا سونے والے کو تکلیف نہ پہنچے۔

مسئلہ۔ قرآن شریف کو پیٹھ نہ کی جائے، نہ اس کی طرف پاؤں پھیلائیں نہ اس سے اونچی

جگہ بیٹھیں نہ اس پر کوئی کتاب رکھیں اگرچہ حدیث وفقہ کی کتاب ہو۔
مسئلہ۔ قرآن شریف اگر بوسیدہ ہوکر پڑھنے کے قابل نہیں رہا تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کردیں۔ اور اس کے لیے لحد بنائی جائے تاکہ مٹی اس کے اوپر نہ پڑے۔ قرآن شریف کو جلانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ دفن ہی کرنا چاہیئے۔
(عالمگیری و بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۱۸)

احکام مسجد کا بیان

جب مسجد میں داخل ہو تو درود شریف پڑھ کر اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھے اور جب مسجد سے نکلے تو درود شریف کے بعد اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ پڑھے۔
مسئلہ۔ مسجد کی چھت کا بھی مسجد ہی کی طرح ادب و احترام لازم ہے۔ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۳ ص ۱۷۸)
مسئلہ۔ بچے کو اور پاگل کو جن سے گندگی کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے اور اگر نجاست کا ڈر نہ ہو تو مکروہ ہے۔
مسئلہ۔ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر ایسی جگہ ڈالے جہاں بے ادبی نہ ہو۔
مسئلہ۔ ناپاک کپڑا پہن کر یا کوئی بھی ناپاک چیز لے کر مسجد میں جانا منع ہے۔ یوں ہی ناپاک تیل مسجد میں جلانا یا ناپاک گارا مسجد میں لگانا منع ہے
مسئلہ۔ وضو کے بعد بدن کا پانی مسجد میں جھاڑنا یا مسجد میں تھوکنا یا ناک صاف کرنا ناجائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۰۳)
مسئلہ۔ مسجد میں ان آداب کا خیال رکھے۔

۱۔ مسجد میں جب داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ جو لوگ وہاں موجود ہوں ذکر و درس میں مشغول نہ ہوں تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

۲۔ وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرے۔

۳۔ خرید و فروخت نہ کرے۔

۴۔ ننگی تلوار مسجد میں نہ لے جائے۔

۵۔ گم شدہ چیز مسجد میں نہ ڈھونڈے۔

۶۔ ذکر کے سوا آواز بلند نہ کرے۔

۷۔ دنیا کی باتیں نہ کرے۔

۸۔ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔

۹۔ جگہ کے متعلق کسی سے جھگڑا نہ کرے۔ بلکہ جہاں خالی جگہ پائے وہاں نماز پڑھ لے۔ اور اس طرح نہ بیٹھے کہ جگہ میں دوسروں کے لیے تنگی ہو۔

۱۰۔ کسی نمازی کے آگے سے نہ گزرے۔

۱۱۔ مسجد میں تھوک کھنگار یا کوئی گندی یا گھناؤنی چیز نہ ڈالے۔

۱۲۔ انگلیاں نہ چٹخائے۔

۱۳۔ نجاست اور بچوں اور پاگلوں سے مسجد کو بچائے۔

۱۴۔ ذکر الٰہی کی کثرت کرے (ماخوذ از کتب فقہ)

مسئلہ۔ کچا لہسن پیاز یا مولی کھا کر جب تک منہ میں بدبو باقی رہے مسجد میں جانا جائز نہیں یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بدبو ہے کہ اس سے مسجد کو بچایا جائے اور اس کو بغیر دور کیے ہوئے مسجد میں نہ جایا جائے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۶۸)

مسئلہ۔ مسجد کی صفائی کے لیے چمگادڑوں اور کبوتروں اور چڑیوں کے گھونسلوں کو نوچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ۔ اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا اگرچہ جماعت کم ہو جامع مسجد سے افضل ہے بلکہ اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہہ کر اکیلے نماز پڑھے۔ یہ جامع مسجد کی جماعت سے افضل ہے (صغیری وغیرہ)

سُنّتوں اور نفلوں کا بیان

سنّت کی ۲ دو قسمیں ہیں۔ ایک سنّتِ مؤکدہ اور دوسری سنّتِ غیر مؤکدہ۔
مسئلہ:۔ سنّتِ مؤکدہ یہ ہیں۔ ۲ دو رکعت سنّت فجر فرض سے پہلے چار رکعات سنّت فرض نماز سے پہلے ۲ دو رکعت بعد میں۔ مغرب کے بعد ۲ دو رکعت سنّت عشاء کے بعد ۲ دو رکعت سنّت۔ جمعہ سے پہلے چار رکعت سنّت اور جمعہ کے بعد چار رکعت سنّت۔ یہ سنّتیں مؤکدہ ہیں۔ یعنی ان کو پڑھنے کی تاکید ہوئی ہے۔ بلا عذر ایک مرتبہ بھی ترک کرے تو ملامت کے قابل ہے اور اس کی عادت ڈالے تو فاسق جہنم کے لائق ہے اور اس کے لیے شفاعت سے محروم ہو جانے کا ڈر ہے ان مؤکدہ سنّتوں کو "سُنن الہُدیٰ" بھی کہتے ہیں۔
مسئلہ:۔ سنّتِ غیر مؤکدہ یہ ہیں۔ چار رکعت عصر سے پہلے چار رکعت عشاء سے پہلے اسی طرح عشاء کے بعد ۲ دو رکعت کی بجائے چار رکعت اور جمعہ کی فرض نماز ادا کرنے کے بعد بجائے چار رکعت سنّت۔ مغرب کے بعد چھ رکعت "صلوٰۃ الاوّابین" اور ۲ دو رکعت تحیۃ المسجد، ۲ دو رکعت تحیۃ الوضوء اگر مکروہ وقت نہ ہو۔ ۲ دو رکعت نماز اشراق۔ کم سے کم ۲ دو رکعت نماز چاشت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت۔ کم سے کم ۲ دو رکعت اور زیادہ آٹھ رکعت نماز تہجد، صلوٰۃ التسبیح، نماز استخارہ اور نماز حاجت وغیرہ ان سنّتوں کو اگر پڑھے تو بہت زیادہ ثواب ہے۔ اور اگر نہ پڑھے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ ان سنّتوں کو "سنن الزوائد" اور کبھی سنّت مستحبہ کہتے ہیں۔
مسئلہ:۔ قیام کی قدرت ہونے کے باوجود نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن جب قدرت ہو تو نفل کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ اور ۲ دو گنا ثواب ملتا ہے
(ترمذی جلد ۱ ص ۴۹)

نمازِ تحیۃ الوضوء

مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو۲ رکعت (نمازِ تحیۃ الوضوء) پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (ردّ المحتار جلد ۱ ص ۴۶۸)

نمازِ اشراق

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکرِ الٰہی کرتا رہے یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے پھر دو۲ رکعت (نمازِ اشراق) پڑھے تو اسے پورے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملیگا۔ (ترمذی جلد ۱ ص ۷۶)

نمازِ چاشت

چاشت کی نماز کم سے کم دو۲ رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاشت کی دو رکعتوں کو ہمیشہ پڑھتا رہے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی جلد ۱ ص ۶۲، ۶۳)

نمازِ تہجّد

نمازِ تہجد کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سو کر اُٹھے اس کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے کے وقت تک ہے تہجد کی نماز کم سے کم دو۲ رکعت اور زیادہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تک ثابت ہے۔ حدیثوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ (صحاح ستّہ)

صلوٰۃ التسبیح

اس نماز کا بے انتہا ثواب ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے چچا اگر ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر روزانہ ہو سکے تو ہر جمعہ کو ایک بار پڑھو۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار۔ اس نماز کی ترکیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء پڑھے پھر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ سورۂ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھ کر رکوع سے پہلے دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تین مرتبہ پڑھ کر پھر دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ پڑھ کر پھر کھڑے کھڑے دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے۔ پھر سجدہ میں جائے اور تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ کر پھر دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے، پھر سجدہ سے سر اٹھائے اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے۔ پھر دوسرے سجدہ میں جائے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تین مرتبہ پڑھے پھر اس کے بعد اوپر والی تسبیح دس مرتبہ پڑھے۔ اسی طرح چار رکعت پڑھے، اور خیال رہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے پندرہ مرتبہ اوپر والی تسبیح پڑھے۔ باقی سب جگہ دس دس بار اوپر والی تسبیح پڑھے۔ ہر رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جائے گی اور چار رکعتوں میں تسبیح کی گنتی تین سو مرتبہ ہوگی اپنے خیال سے گنتا رہے یا انگلیوں کے اشاروں سے تسبیح کا شمار کرتا رہے۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۱۷)

نمازِ حاجت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ اس کے لیے دو یا چار رکعت نماز پڑھتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے۔ باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ، الم، قُلْ هُوَ اللّٰهُ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شبِ قدر میں چار رکعتیں پڑھیں مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب کوئی حاجت پیش آجائے تو اچھا وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر تین مرتبہ اس آیت کو پڑھے هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ پھر تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھے۔ پھر تین بار کوئی درود شریف پڑھے پھر یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

(ترمذی، رد المحتار جلد ۱ ص ۴۶۱)

ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری ہو گی۔ اسی طرح حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب جو نابینا تھے بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے حق میں بہتر ہے انہوں

نے عرض کی کہ حضور دُعا کر دیں تو آپ نے ان کو یہ حکم دیا کہ تم خوب اچھی طرح وضو کرو اور دو۲ رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ اَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِیَقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ نابینا ہمارے پاس انکھیارے ہو کر اس شان سے آئے کہ گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔

(ترمذی جلد۲ ص ۱۹۷ و مسند ابن حنبل جلد۲ ص ۱۳۸ و مستدرک جلد۱ ص ۵۲۶)

نماز "صلوٰۃ الاسرار"

دعاؤں کی مقبولیت اور حاجتوں کے پوری ہونے کے لیے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار بھی ہے جس کو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں اور ملّا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سُنّتیں پڑھ کر دو رکعت نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھے اور گیارہ مرتبہ یہ پڑھے یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَانَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور ہر قدم پر یہ پڑھے یَاغَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَیَاکَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ؕ

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے لیے دُعا مانگے۔ (اخبار الاخیار ص ۲۶، نزہۃ الخاطر ص ۷۸)

نمازِ استخارہ

حدیثوں میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے جس کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل ھو اللہ پڑھے۔ پھر یہ دعا پڑھ کر باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے سو رہے۔ دعا کے اوّل و آخر سورۂ فاتحہ اور درود شریف بھی پڑھے دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ

دونوں جگہ الامر کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لے جیسے پہلی جگہ ھٰذَا السَّفَرُ خَیْرٌ لِّیْ اور دوسری جگہ میں ھٰذَا السَّفَرُ شَرٌّ لِّیْ (ترمذی جلد ۱ ص ۶۳ و کتب فقہ)

مسئلہ۔ بہتر ہے کہ کم سے کم سات مرتبہ استخارہ کرلے اور پھر دیکھے جس بات پر دل جمے اسی میں بھلائی ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ استخارہ کرتے میں اگر خواب کے اندر سپیدی یا سبزی دیکھے تو اچھا ہے۔ اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے۔

(درمختار جلد ۱ ص ۴۶۱)

تراویح کا بیان

مسئلہ۔ مرد و عورت سب کے لیے تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ عورتیں گھروں میں اکیلے اکیلے تراویح پڑھیں، مسجدوں میں نہ جائیں۔

(در مختار جلد ا ص ۴۷۲)

مسئلہ۔ تراویح بیس۲۰ رکعتیں دس۱۰ سلام سے پڑھی جائیں یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور ہر چار رکعت پر اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھتی ہیں۔ اور اختیار ہے کہ اتنی دیر چاہے چپکا بیٹھا رہے چاہے کلمہ یا درود شریف پڑھتا رہے یا کوئی اور بھی دعا پڑھتا رہے عام طور سے یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِی لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ ط

(در مختار جلد ا ص ۴۷۴)

مسئلہ۔ مردوں کے لیے تراویح جماعت سے پڑھنا سنّت کفایہ ہے یعنی اگر مسجد میں تراویح کی جماعت نہ ہوئی تو محلہ کے سب لوگ گنہگار ہوں گے اور اگر کچھ لوگوں نے مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھ لی تو سب لوگ بری الذمّہ ہو گئے۔

(در مختار جلد ا ص ۴۷۲)

مسئلہ۔ پورے مہینہ کی تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنّت مؤکدہ ہے۔ اور دو بارہ ختم کرنا افضل ہے۔ اور تین بار ختم کرنا اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے بشرطیکہ مقتدیوں کو تکلیف نہ ہو۔ مگر ایک بار ختم کرنے میں مقتدیوں کی تکلیف کا لحاظ نہیں کیا جائے گا۔ (در مختار جلد ا ص ۴۷۵)

مسئلہ۔ جس نے عشاء کی فرض نماز نہیں پڑھی وہ نہ تراویح پڑھ سکتا ہے نہ وتر جب تک فرض نہ ادا کرے۔

مسئلہ۔ جس نے عشا کی فرض نماز تنہا پڑھی اور تراویح جماعت سے تو وہ وتر کو تنہا پڑھے (در مختار و رد المختار جلد ا ص ۴۷۲)

وتر کو جماعت سے وہی پڑھے گا جس نے عشاء کے فرض کو جماعت کے ساتھ پڑھا ہو۔

مسئلہ۔ جس کی تراویح کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں اور امام وتر پڑھانے کے لیے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ وتر کی نماز جماعت سے پڑھ لے پھر اس کے بعد تراویح کی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔ بشرطیکہ عشاء کے فرض جماعت سے پڑھ چکا ہو۔ اور اگر چھوٹی ہوئی تراویح کی رکعتوں کو ادا کر کے اور تنہا پڑھے تو یہ بھی جائز ہے مگر پہلی صورت افضل ہے۔ (عالمگیری و ردّ المحتار)

مسئلہ۔ اگر کسی وجہ سے تراویح میں ختم قرآن نہ ہو سکے تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے آخر تک دوبار پڑھنے میں بیس[۲۰] رکعتیں ہو جائیں گی۔ (در مختار جلد ۱ ص ۴۷۵)

مسئلہ۔ بلا کسی عذر کے بیٹھ کر تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں (درمختار ۱ ص ۴۷۵) ہاں اگر بیمار یا بہت زیادہ بوڑھا اور کمزور ہو تو بیٹھ کر تراویح پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ یہ بیٹھنا عذر کی وجہ سے ہے۔

مسئلہ۔ نابالغ کسی نماز میں امام نہیں بن سکتا اسی طرح نابالغ کے پیچھے بالغوں کی تراویح نہیں ہوگی۔ صاحب ہدایہ و صاحب فتح القدیر نے اسی قول کو مختار بتایا ہے (بہار شریعت)

نمازوں کی قضا کا بیان

مسئلہ۔ کسی عبادت کو اس کے مقرر وقت پر ادا کرنے کو ادا کہتے ہیں اور وقت گزر جانے کے بعد عمل کرنے کو قضا کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ فرض نمازوں کی قضا فرض ہے وتر کی قضا واجب ہے۔ اور فجر کی سنّت اگر فرض کے ساتھ قضا ہو اور زوال سے پہلے پڑھے تو فرض کے ساتھ سنّت بھی پڑھے اور اگر زوال کے بعد پڑھے تو سنّت کی قضا نہیں۔ جمعہ اور ظہر کی سنّتیں قضا ہو گئیں اور فرض پڑھ لیا۔ اگر وقت ختم ہو گیا تو ان کی قضا نہیں۔

اور اگر وقت باقی ہے تو ان سنّتوں کو پڑھے اور افضل یہ ہے

کہ پہلے فرض کے بعد والی سنّتوں کو پڑھے پھر ان چھوٹی ہوئی سنّتوں کو پڑھے۔

(درمختار جلد ا ص ۴۸۸)

مسئلہ: جس شخص کی پانچ نمازیں یا اس سے کم قضا ہوں اس کو صاحبِ ترتیب کہتے ہیں۔ اس پر لازم ہے کہ وقتی نماز سے پہلے قضا نمازوں کو پڑھ لے اگر وقت میں گنجائش ہوتے ہوئے اور قضا نماز کو یاد رکھتے ہوئے وقتی نماز کو پڑھ لے تو یہ نماز نہیں ہوگی۔ مزید تفصیل "بہارِ شریعت" میں دیکھنی چاہیئے۔ (درمختار جلد ا ص ۴۸۸)

مسئلہ: چھ نمازیں یا اس سے زیادہ نمازیں جس کی قضا ہو گئی ہوں وہ صاحبِ ترتیب نہیں۔ اب یہ شخص وقت کی گنجائش اور یاد ہونے کے باوجود اگر وقتی نماز پڑھ لے گا تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ اور چھوٹی ہوئی نمازوں کو پڑھنے کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ عمر بھر میں جب بھی پڑھ لے گا بری الذمّہ ہو جائے گا۔

(درمختار جلد ا ص ۴۸۹)

مسئلہ: جس روز اور جس وقت کی نماز قضا ہو جب اس نماز کی قضا پڑھے تو ضروری ہے کہ اس روز اس وقت کی قضا کی نیت کرے، مثلاً جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہو گئی، تو اس طرح نیت کی میں نے دو رکعت جمعہ کے دن کی نمازِ فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

مسئلہ: اگر مہینے دو مہینے یا چند برسوں کی قضا نمازوں کو پڑھے تو نیت کرنے میں نماز پڑھنی ہے اس کا نام لے اور اس طرح نیت کرے مثلاً نیت کی میں نے دو رکعت نمازِ فجر کی جو میرے ذمّہ باقی ہیں ان میں سے پہلی فجر کی اللہ تعالیٰ کے لیے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر، اس طریقہ پر دوسری قضا نمازوں کی نیتوں کو سمجھ لینا چاہیئے۔

مسئلہ: جو رکعتیں ادا میں سورہ ملا کر پڑھی جاتی ہیں۔ وہ قضا میں بھی سورہ ملا کر پڑھی جائیں گی۔ اور جو رکعتیں ادا میں بغیر سورہ ملائے پڑھی جاتی ہیں۔ قضا میں بھی بغیر سورہ ملائے پڑھی جائیں گی۔

مسئلہ۔ مسافرت کی حالت میں جب کہ قصر کرتا تھا اس وقت کی چھوٹی ہوئی نمازوں کو اگر وطن میں بھی قضا کرے گا جب بھی دو رکعت پڑھے گا۔ اور جو نمازیں مسافر نہ ہونے کے زمانے میں قضا ہوئی ہیں۔ اگر سفر میں بھی ان کی قضا پڑھے گا تو چار ہی رکعت پڑھے گا۔ (عامۂ کتب فقہ)

جمعہ کا بیان

جمعہ فرض ہے اور اس کا فرض ہونا ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اس کا منکر کافر ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۵۳۵)

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے تین جمعے برابر چھوڑ دیئے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا، وہ منافق ہے اور اللہ سے بے تعلق ہے۔

(ابن خزیمہ و بہار شریعت)

مسئلہ۔ جمعہ فرض ہونے کے لیے مندرجہ ذیل گیارہ شرطیں ہیں۔ (۱) شہر میں مقیم ہونا۔ لہذا مسافر پر جمعہ فرض نہیں۔ (۲) آزاد ہونا لہذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۳) تندرستی یعنی ایسے مریض پر جمعہ فرض نہیں جو جامع مسجد تک نہیں جا سکتا (۴) مرد ہونا یعنی عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ (۵) عاقل ہونا یعنی پاگل پر جمعہ فرض نہیں (۶) بالغ ہونا یعنی بچے پر جمعہ فرض نہیں (۷) انکھیارا ہونا لہذا اندھے پر جمعہ فرض نہیں (۸) چلنے کی قدرت رکھنے والا ہو یعنی اپاہج اور لنجے پر جمعہ فرض نہیں (۹) قید میں نہ ہونا لہذا جیل خانہ کے قیدیوں پر جمعہ فرض نہیں (۱۰) حاکم یا ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا۔ (۱۱) بارش یا آندھی کا اس قدر زیادہ نہ ہونا جس سے نقصان کا قوی اندیشہ ہو۔

(درمختار و ردالمحتار جلد ا ص ۵۴۶)

مسئلہ۔ جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں مثلاً مسافر اور اندھے وغیرہ اگر یہ لوگ جمعہ پڑھیں تو ان کی نماز جمعہ صحیح ہوگی۔ یعنی ظہر کی نماز ان لوگوں کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ۔ جمعہ جائز ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔ یعنی ان میں سے ایک بھی اگر نہیں پائی گئی تو جمعہ ادا ہوگا ہی نہیں۔

پہلی شرط۔ جمعہ جائز ہونے کی پہلی شرط شہر یا شہری ضروریات سے تعلق رکھنے والی جگہ ہوتا ہے۔ شریعت میں شہر سے مراد وہ آبادی ہے کہ جس میں متعدد سڑکیں، گلیاں اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا تحصیل کا شہر یا قصبہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہیں اور اگر ضلع یا تحصیل نہ ہو تو ضلع یا تحصیل جیسی ہو۔ جمعہ جائز ہونے کے لیے ایسی بستی کا ہونا شرط ہے۔ لہٰذا چھوٹے چھوٹے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ بلکہ ان لوگوں کو روزانہ کی طرح ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنی چاہیئے لیکن جن گاؤں میں پہلے سے جمعہ قائم ہے جمعہ کو بند نہیں کرنا چاہیئے کہ عوام جس طرح بھی اللہ و رسول کا نام لیں غنیمت ہے۔ لیکن ان لوگوں کو چار رکعت ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہے۔

(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

دوسری شرط۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بادشاہ اسلام یا اس کا نائب جمعہ قائم کرے اور اگر وہاں اسلامی حکومت نہ ہو تو سب سے بڑا سنی صحیح العقیدہ عالم دین اس شہر کا جمعہ قائم کرے کہ بغیر اس کی اجازت کے جمعہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو عام لوگ جس کو امام بنائیں وہ جمعہ قائم کرے ہر شخص کو یہ حق نہیں کہ جب چاہے جمعہ قائم کر لے

تیسری شرط۔ ظہر کا وقت ہونا ہے۔ لہٰذا وقت سے پہلے یا بعد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی تو جمعہ کی نماز نہیں ہوگی۔ اور اگر جمعہ کی نماز پڑھتے پڑھتے عصر کا وقت شروع ہو گیا تو جمعہ باطل ہو گیا۔

چوتھی شرط۔ یہ ہے نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہو جائے عربی زبان میں ہونا چاہیئے عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پورا خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ کسی دوسری زبان کو ملانا یہ خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

پانچویں شرط۔ جمعہ جائز ہونے کی پانچویں شرط جماعت ہے جس کے لیے امام کے سوا کم سے کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔

چھٹی شرط۔ اذن عام ہونا ضروری ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے تاکہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ لہٰذا بند مکان میں جمعہ پڑھنا جائز نہیں ہو گا۔ (درمختار جلد ا ص ۵۳۶ تا ۵۴۶ وغیرہ)

نماز عیدین کا بیان

عید و بقر عید کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ صرف انہیں لوگوں پر جن لوگوں پر جمعہ فرض ہے۔ بلا وجہ عیدین کی نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔

(درمختار جلد ۱ ص ۵۵۵)

مسئلہ۔ عیدین کی نماز واجب ہونے اور جائز ہونے کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں فرق اتنا ہے کہ جمعہ کا خطبہ شرط ہے اور عیدین کا خطبہ سنت ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ہے اور عیدین کا خطبہ نماز عیدین کے بعد ہے۔ اور ایک تیسرا فرق یہ بھی ہے کہ جمعہ کے لیے اذان و اقامت ہے۔ اور عیدین کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ کہہ کر نماز عیدین کے اعلان کی اجازت ہے۔

مسئلہ۔ عیدین کی نماز کا وقت ایک نیزہ سورج بلند ہونے سے زوال کے پہلے تک ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۵۵۸)

مسئلہ۔ عید کے دن یہ باتیں مستحب ہیں (۱) حجامت بنوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) غسل کرنا (۴) مسواک کرنا (۵) اچھے کپڑے پہننا نئے ہوں یا پرانے (۶) انگوٹھی پہننا (۷) خوشبو لگانا (۸) صبح کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا (۹) عیدگاہ جلد چلے جانا (۱۰) نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا (۱۱) عیدگاہ کو پیدل جانا (۱۲)

دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۳) عیدگاہ کو جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالینا تین، یا پانچ، سات یا کم زیادہ مگر طاق ہوں کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھالے (۱۴) خوشی ظاہر کرنا (۱۵) صدقہ و خیرات کرنا (۱۶) عیدگاہ کو اطمینان اور وقار کے ساتھ جانا (۱۷) آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دینا۔ (در مختار جلد ا ص ۲۵۶ تا ۲۵۷)

نماز عیدین کا طریقہ

پہلے اس طرح نیت کرے کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی چھ تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے پیچھے اس امام کے) منہ طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے، اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے خلاصہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لے اور چوتھی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لے اور دوسری اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دے، چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ و بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد اور کوئی سورہ پڑھے، اور رکوع و سجدہ سے فارغ ہوکر دوسری رکعت میں الحمد اور کوئی سورہ پڑھے، پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے اور چوتھی بار بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کرے۔ سلام پھیرنے کے بعد امام دو خطبے پڑھے پھر دعا مانگے۔ پہلے خطبے کو شروع کرنے سے پہلے امام نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر آہستہ سے کہے کہ یہ سنت ہے۔ (درمختار جلد ا ص ۵۶۱)

مسئلہ۔ اگر کسی عذر مثلاً سخت بارش ہو رہی ہے یا ابر کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا اور زوال کے بعد چاند ہونے کی شہادت ملی۔ اور عید کی نماز نہ ہوسکی تو دوسرے دن عید کی نماز پڑھی جائے اور اگر دوسرے دن بھی نہ ہوسکی تو تیسرے دن عید الفطر

کی نماز نہیں ہو سکتی۔ (درمختار جلد ۱ ص ۵۶۲)

مسئلہ۔ عیدالاضحیٰ (بقرعید) تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے صرف چند باتوں میں فرق ہے۔ عیدالفطر میں نمازِ عید سے پہلے کچھ کھا لینا مستحب ہے اور عیدالاضحیٰ میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے۔ اور یہ فرق بھی ہے کہ عیدالفطر کی نماز عذر کی وجہ سے دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے۔ اور تیسرے دن نہیں پڑھی جا سکتی ہے۔ مگر عیدالاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک یعنی تیسرے دن بھی بلا کراہت پڑھی جا سکتی ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۵۶۲)

مسئلہ۔ نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک پانچوں وقت ہر نماز کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بلند آواز سے تکبیر کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے اس کو تکبیر تشریق کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (درمختار جلد ۱ ص ۵۶۲)

مسئلہ۔ قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی ذوالحجہ سے دسویں ذوالحجہ تک بال یا ناخن نہ کٹائے۔

قربانی کا بیان

مسئلہ۔ ہر مالک نصاب مرد و عورت پر ہر سال قربانی ہے۔ یہ ایک مالی عبادت ہے خاص جانوروں کو خاص دن میں اللہ کے لیے ثواب کی نیت سے ذبح کرنا اس کا نام قربانی ہے۔

مسئلہ۔ مالک نصاب وہ شخص ہے جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت یا کسی سامان یا روپیوں نوٹوں، پیسوں کا مالک ہو اور مملوکہ چیزیں حاجتِ اصلیہ سے زائد ہوں۔

مسئلہ۔ مالک نصاب پر ہر سال اپنی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے اگر دوسرے

کی طرف سے بھی کرنا چاہتا ہے تو اس کے لیے دوسری قربانی کا انتظام کرے۔
مسئلہ۔ قربانی کا جانور موٹا تازہ اچھا اور بے عیب ہونا ضروری ہے۔ اگر تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی مکروہ ہو گی۔ اور اگر زیادہ عیب ہے تو قربانی ہو گی ہی نہیں۔
مسئلہ۔ اندھا، لنگڑا، کانا، بیحد دبلا، تہائی سے زیادہ کان، دم، سینگ، تھن وغیرہ کٹا ہوا، پیدائشی بے کان کا، بیمار، ان سب جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔

قربانی کا طریقہ قربانی کا یہ طریقہ ہے کہ جانور کو بائیں پہلو پر اسطرح لٹائیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو پھر یہ دعا پڑھیں اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۰ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اور جانور کے پہلو پر اپنا داہنا پاؤں رکھ کر اَللّٰهُمَّ لَکَ وَمِنْکَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیں۔ اور ذبح کے بعد پھر یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اگر دوسرے کی طرف سے قربانی کرے تو مِنِّیْ کے بجائے مِنْ کہہ کر اس کا نام لے۔
مسئلہ۔ قربانی کے گوشت کو تین حصّے کرے ایک حصّہ صدقہ کر دے۔ ایک حصّہ احباب میں تقسیم کر دے اور ایک حصّہ اپنے خرچ کے لیے رکھ لے۔
مسئلہ۔ قربانی کا گوشت کافر کو ہرگز نہ دے کہ یہاں کے کفّار حربی ہیں۔
مسئلہ۔ چمڑا، جھول رسی وغیرہ سب کو صدقہ کر دے، چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لا سکتا ہے۔ مثلاً ڈول، مصلّی، جا نماز، بچھونا بنا سکتا ہے۔
مسئلہ۔ آج کل لوگ عموماً قربانی کی کھال دینی مدارس میں دیا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے کھال بیچ کر قیمت مدرسہ میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری و بہار شریعت)

عقیقہ کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے شکریہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اسے "عقیقہ" کہتے ہیں

مسئلہ۔ جن جانوروں کو قربانی میں ذبح کیا جاتا ہے۔ انہی جانوروں کو عقیقہ میں بھی ذبح کر سکتے ہیں۔

مسئلہ۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کرنا بہتر ہے اگر گائے بھینس عقیقہ میں ذبح کرے تو دو حصّہ لڑکے کی طرف سے اور ایک حصّہ لڑکی کی طرف سے ذبح کرنے کی نیت کرے اور اگر چاہے تو پوری گائے یا بھینس لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ میں ذبح کر دے۔

مسئلہ۔ گائے، بھینس میں قربانی کے وقت کچھ حصّہ قربانی کی نیّت سے اور کچھ حصّہ عقیقہ کی نیّت سے رکھ کر ذبح کرے تو ایک ہی جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں ہو جائیں گے۔ اور ایسا کرنا جائز ہے۔

مسئلہ۔ عقیقہ کے لیے بچّے کی پیدائش کا ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کریں سنّت ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ۔ عقیقہ کا گوشت بچّے کے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کھا سکتے ہیں۔ اور جاہلوں میں جو یہ مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت یہ لوگ نہیں کھا سکتے یہ بات بالکل غلط ہے۔

مسئلہ۔ عقیقہ کے جانور کو ذبح کرتے وقت لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھیں اَللّٰھُمَّ بِنْتِ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِھَا وَلَحْمُھَا بِلَحْمِھَا وَعَظْمُھَا بِعَظْمِھَا وَجِلْدُھَا بِجِلْدِھَا وَشَعْرُھَا بِشَعْرِھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا فِدَاءً لَّھَا مِنَ النَّارِ دعا میں فُلَانٍ بِنْتِ فُلَانٍ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ دُعا میں فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ کی جگہ بچے اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر لڑکی ہو یہی اس طرح پڑھے اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ

فُلَانَةِ بِنْتِ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهَا وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهَا وَعَظْمُهَا بِعَظْمِهَا وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهَا وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا فِدَاءً لَهَا مِنَ النَّارِ دعا میں فُلَانِ بِنْتِ فُلَانٍ کی جگہ لڑکی اور اس کے باپ کا نام لے اور اگر دعا یاد نہ ہو تو بغیر پڑھے دل میں یہ خیال کر کے فلاں لڑکے یا فلانی لڑکی کا عقیقہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ کر ذبح کر دے۔ عقیقہ ہو جائے گا۔ عقیقہ کے بعد دعا کا پڑھنا ضروری نہیں۔

گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنّتِ مؤکدہ اور چاند گہن کی نماز مستحب ہے۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے مستحب ہے۔ اور تنہا تنہا بھی ہو سکتی ہے۔ اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا جمعہ کی تمام شرطیں اس کے لیے ہیں وہی شخص اس کی جماعت قائم کر سکتا ہے جو جمعہ کی جماعت قائم کر سکتا ہو۔ اگر وہ نہ ہو تو لوگ تنہا تنہا پڑھیں، چاہے گھر میں پڑھیں یا مسجد میں۔

مسئلہ۔ گہن کی نماز نفل کی طرح دو رکعت لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ پڑھیں۔ پھر اس وقت تک دعا مانگتے رہیں کہ ختم ہو جائے۔

مسئلہ۔ گہن کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت نہ بلند آواز سے قرأت۔

(در مختار جلد ۱ ص ۵۶۵)

میّت کے متعلقات

جب موت کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں تو سنّت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منہ کر دیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کر دیں مگر اس صورت میں سر کو کچھ اونچا کر دیں کہ قبلہ کی طرف منہ ہو جائے اور اگر قبلہ کو منہ کرنے میں اس کو

تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔ (در مختار و عالمگیری ص ۱۴۷)

مسئلہ۔ جان کنی کی حالت میں اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھیں مگر اسے پڑھنے کا حکم نہ دیں اور جب وہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کر لی تو پھر تلقین کریں تاکہ اس کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہو۔ (عالمگیری)

مسئلہ۔ جان کنی کے وقت حاضرین اپنے لیے اور اس کے لیے دعائے خیر کریں۔ اور سورۂ یٰس و سورۂ رعد پڑھیں۔ جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ لگا دیں کہ منہ کھلا نہ رہے۔ اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو مثلاً باپ یا بیٹا وہ کرے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۴۷)

مسئلہ۔ کفن دفن میں جلدی کریں کہ حدیثوں میں اس کی بہت تاکید آئی ہے (جوہرہ)

میت کے نہلانے کا طریقہ

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے نہلا دیا تو سب اس ذمہ داری سے بری ہو گئے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۴۷)

مسئلہ۔ نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز جیسا وضو کرائے مگر میت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں پر پھرا دیں۔ پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو یا پاک صابون سے دھوئیں، ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں

تک بیری کے پتّوں کا جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تختہ تک پانی پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں اگر بیری کے پتّوں کا اُبالا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں اور غسل کو دُہرانے کی ضرورت نہیں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھائیں ۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۴۹)

مسئلہ ۔ مرد کو مرد اور عورت کو عورت نہلائے اور چھوٹا لڑکا ہو تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی ہو تو مرد بھی اس کو غسل دے سکتا ہے ۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۴۹)

مسئلہ ۔ عورت مر جائے تو شوہر نہ اسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے ۔ ہاں دیکھنے کی ممانعت نہیں (در مختار جلد ۱ ص ۵۷۵) عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منہ دیکھ سکتا ہے یہ بالکل غلط ہے صرف نہلانے اور اس کے بدن کو بلا کپڑا حائل ہوئے ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے ۔

مسئلہ ۔ ایسی جگہ انتقال ہوا کہ وہاں نہلانے کے لیے پانی نہیں ملتا تو میّت کو تیمّم کرائیں اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیں ۔ ہاں اگر دفن سے پہلے پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھیں ۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۰)

کفن کا بیان

میّت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے ۔ کفن کے تین درجے ہیں (۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایت (۳) کفن سنّت ۔ مرد کے لیے کفن سنّت تین کپڑے ہیں ۔ چادر تہبند ، کرتا ۔ مگر تہبند سر سے پاؤں تک لمبا ہونا چاہیئے اور عورت کے لیے کفن سنّت پانچ کپڑے ہیں ۔ چادر ۔ تہبند ۔ کرتا ۔ اوڑھنی ۔ سینہ بند ۔ اور کفن کفایت مرد کے دو کپڑے ہیں ۔ چادر ، تہبند اور عورت کے لیے تین کپڑے چادر ، تہبند ، اوڑھنی یا چادر کرتا ، اوڑھنی اور کفن ضرورت عورت مرد دونوں کے لیے یہ ہے کہ جو

بلّسر آجائے اور کم سے کم اتنا ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے (درمختار عالمگیری جلد ا ص ۱۵۰)

کفن پہنانے کا طریقہ ہے کہ کفن کو تین بار یا پانچ بار یا سات بار دھونی دے کر پہلے چادر کو بچھائیں پھر اس کے اُوپر تہبند پھر کرتا۔ پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کرتا پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو لگائیں اور سجدہ کی جگہوں یعنی ماتھے، ناک دونوں ہاتھ، گھٹنوں قدموں پر کافور لگائیں۔ پھر تہبند لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے۔ پھر سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں تاکہ اڑنے اور بکھرنے کا اندیشہ نہ ہو، عورت کو کفنی یعنی کرتا پہنا کے اس کے بال کے دو حصّے کر کے کفنی کے اُوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی آدھی پیٹھ کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر نقاب کے ڈال دیں کہ اس کی لمبائی آدھی پیٹھ سے سینہ تک رہے اور چوڑائی ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک رہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۵۱)

جنازہ لے چلنے کا بیان

سنّت یہ ہے کہ چار آدمی جنازہ اٹھائیں اور سنّت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے۔ اور پوری سنّت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی، پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس گناہ کبیرہ مٹا دیئے جائیں گے اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۵۱)

مسئلہ۔ جنازہ لے چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہیئے اور عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع و ناجائز ہے۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۵۲ وغیرہ)

مسئلہ۔ میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا نیک آدمی کی ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۲)
مسئلہ۔ جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور ساتھ چلنے والوں کو جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیئے داہنے بائیں نہ چلیں اور جنازہ کے آگے چلنا مکروہ ہے (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۲)
مسئلہ۔ جنازہ کو تیزی کے ساتھ لے کر چلیں مگر اس طرح کہ میت کو جھٹکا نہ لگے۔
مسئلہ۔ ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جاتی اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ مثلاً باغی جو امام برحق پر خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے (۲) ڈاکو جو ڈاکہ زنی میں مارا گیا (۳) ماں باپ کا قاتل (۴) جس نے کئی شخصوں کا گلا گھونٹ کر مار دیا ہو۔ (درمختار جلد ۱ ص ۵۸۳)
مسئلہ۔ جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جو زنا کاری کی سزا میں سنگسار کیا گیا خون کے قصاص میں پھانسی دیا گیا اسے غسل دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ (عالمگیری، درمختار جلد ۱ ص ۵۸۴)
مسئلہ۔ جو بچہ مردہ پیدا ہوا اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۲)

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر کچھ لوگوں نے نماز جنازہ پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ اور اگر کسی نے بھی نہیں پڑھی تو سب گنہگار ہوئے جو نماز جنازہ کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۵۸۱)
مسئلہ۔ نماز جنازہ کے لیے جماعت شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۲)
مسئلہ۔ نماز جنازہ اس طرح پڑھیں کہ پہلے یوں نیت کرے۔ نیت کی میں نے نماز جنازہ کی چار تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اور دعا اس میت کے

بیلے منہ میرا کعبہ شریف کی طرف (مقتدی اتنا اور کہے) پیچھے اس امام کے پھر کانوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھ لے پھر یہ ثنا پڑھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود ابراہیمی پڑھے جو پنج وقتہ نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور بالغ کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے پھر بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے اور اگر نابالغ لڑکے کا جنازہ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط اور اگر نابالغ لڑکی کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً ط

مسئلہ۔ میت کو ایسے قبرستان میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں نیک لوگوں کی قبریں ہوں۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۶)

مسئلہ۔ مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر کے پاس سورۂ بقرہ کا اوّل و آخر پڑھیں۔ سرہانے الٓمّٓ سے مفلحون تک اور پائنتی اٰمن الرسول سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (جوہرہ)

قبر و تلقین

مسئلہ۔ دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا اہل سنت کے نزدیک جائز ہے (جوہرہ) یہ جو بعض کتابوں میں ہے تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا ہے (شامی) حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم فرماتے ہیں جب تمہارا کوئی شخص مسلمان بھائی مرے اور اس کی مٹی دے چکو تو تم میں سے ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر میت اور اس کی ماں کا نام لے کر یوں کہے یا فلان بن فلانہ تو وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلان بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے یا فلان بن فلانہ وہ کہے گا ہمیں ارشاد کر اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے مگر تمہیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے اُذْکُرْ مَاخَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَہَادَۃَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ (صلی اللہ علیہ وسلم) وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) نَبِیًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا۔ نکرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم اس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے۔ اس پر کسی نے حضور سے عرض کی کہ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو فرمایا حوّا کی طرف نسبت کرے (طبرانی فی المعجم الکبیر و ضیا فی الاحکام و ابن شاہین فی ذکر الموت و فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۹۴)

مسئلہ۔ قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ۔ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیئے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو انس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔ (ردالمحتار جلد ۱ ص ۶۰۶)

مسئلہ۔ قبر پر سونا، چلنا، بیٹھنا حرام ہے، قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے اس سے گزرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔ (عالمگیری، درمختار جلد ۱ ص ۶۰۶)

مسئلہ۔ میت کو دفن کرنے کے بعد سوئم، دسواں، چہلم کرنا یعنی نماز، روزہ اور تلاوت و کلمہ اور صدقہ خیرات اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا جائز ہے۔ جتنے لوگوں کی روحوں کو ثواب پہنچائے گا سب کی روحوں کو ثواب پہنچے گا۔ اور اس پہنچانے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہی امید ہے کہ اس کو پورا پورا ثواب ملے گا۔ یہ نہیں کہ تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا

ملے گا۔ بلکہ بڑا امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کو ان سب کے مجموعہ کے برابر ملے گا
(شرح عقائد، ہدایہ، فتاوی رضویہ، بہار شریعت وغیرہ)

زیارت قبور قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت ہے ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے اور اس کے لیے سب سے افضل جمعہ کا دن صبح کا وقت ہے اولیاء کے مزارات پر دور دور سے سفر کر کے جانا یقیناً جائز ہے۔ اولیاء اپنے زیارت کرنے والوں کو اپنے رب کی دی ہوئی طاقتوں سے نفع پہنچاتے ہیں۔ اور اگر مزاروں پر کوئی خلافِ شرع بات ہو جیسے عورتوں کا سامنا یا گانا بجانا وغیرہ تو اس کی وجہ سے زیارت نہ چھوڑی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام چھوڑا نہیں جاتا بلکہ خلافِ شرع باتوں کو برا جانے اور ہو سکے تو بری باتوں سے لوگوں کو منع کرے اور بری باتوں کو اپنی طاقت بھر روکے۔ (ردالمحتار جلد ا ص ۶۳۱)

مسئلہ۔ قبروں کی زیارت کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کی پائنتی کی طرف سے جا کر قبلہ کو پشت کر کے میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو اور یہ کہے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے کہ جتنی دور زندگی میں اس کے پاس بیٹھتا تھا۔ (ردالمحتار)

مسئلہ۔ حدیث میں ہے کہ جو گیارہ مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کی روح کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی کے برابر اس کو ثواب ملیگا (درمختار جلد ا ص ۶۵)

مسئلہ۔ وہابی لوگ قبروں کی توہین کرتے ہیں قبروں کی زیارت اور فاتحہ سے منع کرتے ہیں، ان لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیئے اور ہرگز ان لوگوں سے نہ میل جول رکھنا چاہیئے نہ ان کی باتوں کو ماننا چاہیئے یہ لوگ اہل سنت وجماعت کے خلاف ہیں۔

مسئلہ۔ علماء اور اولیاء کی قبروں پر قبہ بنانا جائز ہے مگر قبر کو پختہ نہ کیا جائے (درمختار وردالمحتار ص ۶۰۱) یعنی اندر سے پختہ نہ بنائی جائے اور اگر اندر قبر کچی ہو اور اوپر سے پختہ بنائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

مسئلہ ۔ اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں ۔ مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو۔ (جوہرہ درمختار ص ۶۰۱)

مسئلہ ۔ قبر پر بیٹھنا سونا، چلنا، پھرنا، پیشاب پاخانہ کرنا، قبر پر تھوکنا حرام ہے کہ اس سے قبر والے کو تکلیف پہنچے گی ۔ اسی طرح قبرستان میں جوتا پہن کر نہ چلے ایک آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتیاں پہن کر قبرستان میں چلتے دیکھا تو فرمایا کہ اے شخص جوتیاں اتار لے نہ تو قبر والے کو تکلیف دے اور نہ قبر والا تجھ کو تکلیف دے ۔

(عالمگیری جلد ۱ ص ۱۵۶، بہار شریعت جلد ۴ ص ۱۶۴)

مسئلہ ۔ بزرگان دین کی قبروں پر صفائی ستھرائی کرتے رہنا وہاں اگربتی جلا کر عطر لگا کر خوشبو کرنا، مزاروں پر پھول پتیاں ڈالنا، عوام کی نظروں میں صاحب مزار کی عزت و عظمت پیدا کرنے کے لیے مزاروں پر غلاف و چادر چڑھانا مزاروں کے آس پاس روشنی کرنا تاکہ راستہ چلنے والوں کو روشنی ملے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ کسی بزرگ کا مزار ہے تاکہ یہ لوگ وہاں اگر فاتحہ پڑھیں یہ سب کام جائز ہیں اور اچھی نیت سے کریں تو مستحب ہے ۔ (کشف النور علامہ نابلسی)

مسئلہ ۔ جہاز پر کسی کا انتقال ہوا اور کنارہ بہت دور ہے تو چاہیئے کہ میت کو غسل دے کر اور کفن پہنا کر پورے اعزاز کے ساتھ سمندر میں ڈال دیں ۔

(غنیہ و ردالمحتار جلد ۱ ص ۵۹۹)

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ فرض ہے اس کا انکار کرنے والا کافر اور نہ دینے والا فاسق و جہنمی اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گنہگار و مردود الشہادۃ ہے ۔

(عالمگیری جلد ۱ ص ۱۶۰ مصری)

نماز کی طرح اس کے بارے میں بھی بہت سی آیتیں و حدیثیں آئی ہیں جن

میں زکوٰۃ ادا کرنے کی سخت تاکید ہے اور نہ ادا کرنے والے پر طرح طرح کے دنیا و آخرت کے عذابوں کی وعیدیں آئی ہیں۔

مسئلہ۔ اللہ کے لیے مال کا ایک حصہ جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی فقیر کو مالک بنا دینا شریعت میں اس کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔

مسئلہ۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ (۱) مسلمان ہونا یعنی کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں (۲) بالغ ہونا یعنی نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں (۳) عاقل ہونا یعنی دیوانے پر زکوٰۃ فرض نہیں (۴) آزاد ہونا یعنی لونڈی غلام پر زکوٰۃ فرض نہیں (۵) مالک نصاب ہونا یعنی جس کے پاس نصاب سے کم مال ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں (۶) پورے طور پر مالک ہونا یعنی اس پر قبضہ بھی ہو تب زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی نے اپنا مال زمین میں دفن کر دیا اور جگہ بھول گیا پھر برسوں کے بعد جگہ یاد آئی اور مال مل گیا تو جب تک مال نہ ملا تھا۔ اس زمانہ کی زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ نصاب کا مالک تو تھا مگر اس پر قبضہ نہیں تھا (۷) نصاب کا قرض سے فارغ ہونا مگر کسی کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے مگر وہ ایک ہزار کا قرضدار بھی ہے تو اس کا مال قرض سے فارغ نہیں۔ لہٰذا اس پر زکوٰۃ نہیں (۸) نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا، حاجتِ اصلیہ یعنی آدمی کو زندگی بسر کرنے میں جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً اپنے رہنے کا مکان جاڑے گرمیوں کے کپڑے گھریلو سامان یعنی کھانے پینے کے برتن، چارپائیاں کرسیاں، میزیں، چولہے، پنکھے وغیرہ ان مالوں میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ سب یہ مال و سامان حاجتِ اصلیہ سے فارغ نہیں ہیں (۹) مالِ نامی ہونا یعنی بڑھنے والا مال ہونا خواہ حقیقۃً بڑھنے والا مال ہو جیسے مالِ تجارت اور چرائی پر چھوٹے ہوئے جانور یا حکماً بڑھنے والا مال ہو۔ جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا کیے گئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں اور بیچی جائیں تاکہ نفع ہونے سے یہ بڑھتے رہیں۔ لہٰذا سونا چاندی جس حال میں بھی ہو زیور کی شکل میں ہوں یا دفن ہوں

ہر حال میں یہ مالِ نامی ہیں۔ اور ان کی زکوٰۃ نکالنی ضروری ہے (۱۰) مالِ نصاب پر ایک سال گزر جانا یعنی نصاب پورا ہوتے ہی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، بلکہ ایک سال تک وہ نصاب ملک میں باقی رہے۔ تو سال پورا ہونے کے بعد اس کی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (عالمگیری جلد ا ص ۱۶۰ تا ۱۶۴)

مسئلہ۔ سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے اور چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔ سونے چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکال کر ادا کرنا فرض ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ سونے کی زکوٰۃ میں سونا ہی اور چاندی کی زکوٰۃ میں چاندی ہی دی جائے بلکہ یہ بھی جائز ہے کہ بازاری بھاؤ سونے چاندی کی قیمت لگا کر روپیہ زکوٰۃ میں دیں۔ (کتب فقہ)

زیورات کی زکوٰۃ

حدیث شریف میں ہے کہ دو عورتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم ان زیوروں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عورتوں نے عرض کیا کہ جی نہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے کنگن پہنائے عورتوں نے کہا نہیں تو ارشاد فرمایا کہ تم ان زیوروں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (ترمذی شریف)

مسئلہ۔ سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ نکالنی فرض ہے۔ خواہ سونے چاندی کے ٹکڑے ہوں یا سکے یا زیورات یا سونے چاندی کی بنی ہوئی چیزیں مثلاً برتن، گھڑی، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ غرض جو کچھ ہو سب کی زکوٰۃ نکالنی فرض ہے۔ (در مختار وغیرہ)

مسئلہ۔ جن زیورات کی مالک عورت ہو خواہ وہ میکہ سے لائی ہو یا اس کے شوہر نے اس کو زیورات دے کر ان کا مالک بنا دیا ہو تو ان کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت پر فرض ہے۔ اور جن زیورات کا مالک مرد ہو یعنی عورت کو صرف پہننے کے

لیے دیا ہے۔ مالک نہیں بنایا ہے تو ان زیورات کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے عورت پر نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ وغیرہ)

مسئلہ۔ اگر کسی کے پاس سونا چاندی یا ان دونوں کے زیورات ہوں اور سونا چاندی میں سے کوئی بھی بقدر نصاب نہیں چاہیئے کہ سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے دونوں کو ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو بقدر نصاب ہو جاتا ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو بقدر نصاب نہیں تو واجب ہے کہ جس صورت میں نصاب پورا ہو جاتا ہے وہ کریں۔ (درمختار و ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ۔ تجارتی مال کی قیمت لگائی جائے پھر اس سے اگر سونے یا چاندی کا نصاب پورا ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ نکالی جائے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۶۸)

مسئلہ۔ اگر سونا چاندی نہ ہو نہ مال تجارت ہو، بلکہ صرف نوٹ اور روپے پیسے ہوں کہ کم سے کم اتنے روپے پیسے یا نوٹ ہوں کہ بازار میں ان سے ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون ۵۲ تولہ چاندی خریدی جاسکتی ہے تو وہ شخص صاحب نصاب ہے۔ اس کو نوٹ اور روپے پیسوں کی زکوٰۃ چالیسواں حصّہ نکالنا فرض ہے۔

مسئلہ۔ اگر شروع سال میں پورا نصاب تھا اور آخر سال میں بھی نصاب پورا رہا درمیان میں کچھ دنوں مال گھٹ کر نصاب سے کم رہ گیا تو یہ کمی کچھ اثر نہ کرے گی۔ بلکہ اس کو پورے مال کی زکوٰۃ دینی پڑے گی۔ (عالمگیری جلد ۱)

عُشر کا بیان

زمین سے جو بھی پیداوار ہو، گیہوں، جَو، چَنا، باجرا، دھان وغیرہ ہر قسم کے اناج، گنا، روئی، ہر قسم کی ترکاریاں، پھول، پھل، میوے سب میں

عشر واجب ہے۔ تھوڑی پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالمگیری ص ۱۷۴ جلد ۱)
مسئلہ۔ جو پیداوار بارش یا زمین کی نمی سے پیدا ہو اس میں دسواں حصّہ واجب ہوتا ہے اور جو پیداوار چرسے، ڈول، پمپنگ مشین یا ٹیوب ویل وغیرہ کے پانی سے یا خریدے ہوئے پانی سے پیدا ہو اس میں بیسواں حصّہ واجب ہوتا ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۴)
مسئلہ۔ کھیتی کے اخراجات نکال کر عشر نہیں نکالا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ پیداوار ہوئی جو ان سب کا عشر یا نصف عشر دینا واجب ہے گورنمنٹ کو جو مال گذاری دی جاتی ہے وہ بھی عشر کی رقم سے مجرا نہیں کی جائے گی، پوری پیداوار کا عشر یا نصف عشر خدا کی راہ میں نکالنا پڑے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)
مسئلہ۔ زمین اگر بٹائی پر دے کر کھیتی کرائی ہے تو زمین والے اور کھیتی کرنے والے دونوں کو جتنی جتنی پیداوار ملی ہے۔ دونوں کو اپنے اپنے حصّہ کی پیداوار کا دسواں یا بیسواں حصّہ نکالنا واجب ہے۔ (ردّ المحتار جلد ۲ ص ۵۶)

زکوٰۃ کا مال کن کن لوگوں کو دیا جائے

جن جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے وہ یہ لوگ ہیں (۱) فقیر یعنی وہ شخص کہ اس کے پاس کچھ مال ہے مگر نصاب کی مقدار سے کم ہے (۲) مسکین یعنی وہ شخص جس کے پاس کھانے کے لیے غلّہ اور پہننے کے لیے کپڑا بھی نہ ہو (۳) قرضدار یعنی وہ جس کے ذمّہ قرض ہو اور اس کے پاس قرض سے فاضل کوئی مال بقدر نصاب نہ ہو (۴) مسافر جس کے پاس سفر کی حالت میں مال نہ رہا ہو۔ اس کو بقدر ضرورت زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے۔ (۵) عامل یعنی جس کو بادشاہ اسلام نے زکوٰۃ و عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو (۶) مکاتب غلام تاکہ وہ مال دے کر آزاد ہو جائے (۷) غریب مجاہد تاکہ وہ جہاد کا سامان کرے۔

(عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۶ تا ۱۷۷)

کن کن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا منع ہے

جن لوگوں کو عشر و زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ان میں سے چند یہ ہیں (۱) مالدار یعنی صاحبِ نصاب جس پر خود زکوٰۃ فرض ہے اس کو زکوٰۃ کا مال جائز نہیں (۲) بنی ہاشم یعنی حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عباس، حارث بن عبدالمطلب کی اولاد کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۷ و ہدایہ) (۳) اپنی اصل و فروع یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اور بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، نواسہ، نواسی کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں (۴) شوہر اپنی عورت کو اور عورت اپنے شوہر کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ یوں ہی صدقہ فطر اور کفارہ بھی ان لوگوں کو نہیں دے سکتے۔ (جوہرہ جلد ۱ ص ۱۳۲) (۵) مالدار کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی اور مالدار کی بالغ اولاد جب کہ وہ نصاب کے مالک نہ ہوں۔ ان کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں (۶) کسی کافر مرتد یا بدمذہب کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۷)

مسئلہ۔ بہو، داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد جو دوسرے شوہر سے ہوں، یا شوہر کی اولاد جو دوسری بیوی سے ہوں اور دوسرے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (ردالمحتار جلد ۲ ص ۶۳)

مسئلہ۔ مالدار کی بیوی اگر وہ مالکِ نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۷)

مسئلہ۔ تندرست اور طاقتور آدمی اگر وہ مالک نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے مگر اس کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا جائز نہیں (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۷)

مسئلہ۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں اس کو اس کا مالک بنا دیں اس لیے اگر زکوٰۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بطورِ دعوت کے کھلا دیا تو

زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ کیونکہ یہ اباحت ہوئی، تملیک نہیں ہوئی ہاں اگر کھانا پکا کر فقیروں کو کھانا دیدے اور ان کو اس کھانے کا مالک بنا دے کہ وہ چاہیں اس کو کھائیں یا کسی کو دیدیں یا بیچ ڈالیں تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ (در مختار و ردّالمحتار جلد ۲ ص ۶۳)

مسئلہ۔ زکوٰۃ کا مال مسجد یا مدرسہ یا مہمان خانہ کی عمارت میں لگانا یا میّت کے کفن و دفن میں لگانا یا کنواں بنوا دینا، کتابیں خرید کر کسی مدرسہ میں وقف کر دینا اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب تک کسی ایسے آدمی کو مالِ زکوٰۃ کا مالک نہ بنادیں جو زکوٰۃ لینے کا اہل ہے۔ اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۶)

مسئلہ۔ فقیر زکوٰۃ کے مال کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے اگر مسجد و مدرسہ کی عمارت میں لگا دے یا میّت کے کفن دفن میں صرف کر دے تو جائز ہے۔

قابلِ توجہ تنبیہ آج کل عام طور پر دینی مدارس میں یہ چلن ہے کہ عطیات اور صدقات وخیرات و چرم قربانی اور زکوٰۃ کی سب رقمیں متولّی یا ناظم کے پاس جمع کی جاتی ہیں اور ناظم و متولّی ان سب رقموں کو ملا کر رکھتے ہیں۔ اور اسی رقم میں سے طلبہ کا مطبخ بھی چلاتے ہیں اور مدرّسین و ملازمین کی تنخواہیں بھی دیتے ہیں۔ اور واعظین و ممتحنین کا نذرانہ بھی دیتے ہیں اور مسجد و مدرسہ کی عمارت بھی بنواتے ہیں۔ اور اپنے مصارف میں بھی لاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ اس طرح نہ تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوتی ہے نہ ان کاموں میں زکوٰۃ کی رقموں کا لگانا جائز ہے اور یہ متولیوں اور ناظموں کی بہت بڑی خیانت ہے کہ وہ لوگوں کی زکوٰۃ کے مالوں کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے۔ اور گنہگار ہوتے ہیں۔ لہٰذا علماء کرام پر شرعاً واجب ہے کہ متولیوں اور ناظموں کو یہ مسئلہ بتادیں کہ مدارس میں جتنی رقمیں زکوٰۃ کی آتی ہیں۔ پہلے ان رقموں کا حیلہ شرعیہ کر لینا ضروری ہے تاکہ زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے۔ اور پھر ان رقموں کو مدرسہ کی جس مد میں چاہیں خرچ کر سکیں۔

مسئلہ۔ حیلہ شرعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقموں کو الگ کر کے کسی طالب علم کو جو غریب ہو دیدیں۔ اور ان رقموں کا اس طالب علم کو مالک بنا دیا جائے اور پھر وہ طالبعلم اپنی طرف سے وہ رقم مدرسہ میں اپنی خوشی سے دیدے، اس طرح کر لینے سے زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ اور پھر وہ رقم مدرسہ کی ہر مد میں خرچ کی جا سکے گی۔

مسئلہ۔ زکوٰۃ وصدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے بھائیوں، بہنوں، چچاؤں پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر اپنے ماموؤں اور خالاؤں کو پھر ان کی اولاد کو پھر دوسرے رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر اور گاؤں والوں کو دیں اور علم دین حاصل کرنے والے طالب علموں کو بھی دینا افضل ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۷۸)

صدقۂ فطر کا بیان

ہر مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور نابالغ اولاد کی طرف سے ایک ایک صاع صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (در مختار جلد ۲ ص ۷۴)

مسئلہ۔ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں اور گیہوں کا آٹا آدھا صاع اور جَو یا جَو کا آٹا یا کھجور ایک صاع دیں۔ (در مختار جلد ۲ ص ۷۶)

مسئلہ۔ اعلیٰ درجے کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن چاندی کے پرانے روپے سے تین سو اکیاون روپے بھر۔ اور آدھا صاع کا وزن ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر اُوپر ہے (فتاویٰ رضویہ) اور نئے وزن سے ایک صاع کا وزن چار کلو اور تقریباً چورانوے گرام ہوتا ہے اور آدھے صاع کا وزن ۲ دو کلو اور تقریباً سینتالیس گرام ہوتا ہے

مسئلہ۔ صدقہ فطر دینے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں لہٰذا اگر بیماری یا سفر کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر اپنی شرارت سے روزہ نہ رکھا، جب بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے (رد المحتار جلد ۲ ص ۷۴)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں؟

آج کل یہ ایک عام بلا پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کھا کر اوروں کو کھلائیں مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے۔ محنت مشقت سے جان چراتے ہیں۔ اور ناجائز طور پر بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے تو سوال کرنا اور بھیک مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے۔ گھر میں ہزاروں روپے ہیں، کھیتی باڑی بھی ہے مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے۔ ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں حالانکہ ایسے لوگوں کو سوال کرنا اور بھیک مانگنا بالکل حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص بغیر حاجت کے سوال کرتا ہے گویا وہ آگ کا انگارہ کھاتا ہے۔

(ترمذی جلد ۱ ص ۸۳)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے حالانکہ اس کو نہ فاقہ ہوا ہے نہ اس کے اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت نہ ہوگا۔ اور حضور نے فرمایا جس پر فاقہ نہیں گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا۔ ایسی جگہ سے جو اس کے خیال میں بھی نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ بیہقی)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ گویا آگ کا انگارہ طلب کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۲)

خلاصہ یہ ہے کہ بغیر شدید ضرورت کے بھیک مانگنا اور لوگوں سے سوال کرنا جائز نہیں ہے۔

صدقہ کرنے کی فضیلت

زکوٰۃ و عشر و صدقہ فطر یہ تینوں تو واجب ہیں جو ان تینوں کو نہ ادا کریگا سخت گنہگار ہوگا۔ مگر ان تینوں کے علاوہ صدقہ دینے اور خدا کی راہ میں خیرات کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے بڑے بڑے فوائد و منافع ہیں۔ چنانچہ اس کے بارے میں ہم یہاں چند حدیثیں لکھتے ہیں ان کو غور سے پڑھو اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مقدس فرمانوں پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کو سنوار لو۔

حدیث ۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے سہارے پر ٹھہرا دیا۔ یہ دیکھ کر فرشتوں کو پہاڑوں کی طاقت پر بڑا تعجب ہوا۔ اور انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں لوہا تو فرشتوں نے کہا تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقت والی چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں آگ تو فرشتوں نے پوچھا کہ آگ سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت والی چیز تیری مخلوق میں ہے؟ تو اللہ نے فرمایا کہ ہاں پانی۔ پھر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیری مخلوق میں پانی سے بھی زیادہ طاقتور کوئی چیز ہے تو ارشاد ہوا ہاں ہوا۔ یہ سن کر فرشتوں نے دریافت کیا کہ کیا تیری مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر طاقت رکھنے والی کوئی چیز ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، ابن آدم اپنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ سے چھپائے۔ مطلب یہ ہے کہ اس قدر چھپا کر صدقہ دے کہ داہنے ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ یہ صدقہ پہاڑ، لوہا، آگ، ہوا، پانی، تمام چیزوں سے بڑھ کر طاقتور ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۷۰)

حدیث ۲۔ صدقہ اس طرح گناہوں کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔
(مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۴)

حدیث ۳۔ ہر مسلمان کو صدقہ کرنا چاہیئے تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ جو شخص صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز نہ پائے تو کیا کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام کر کے کچھ کمائے پھر خود بھی اس سے نفع اٹھائے اور صدقہ دے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اگر وہ کمانے کی طاقت نہ رکھتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ کسی حاجت مند کی طرح مدد کر دے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ خود برائی کرنے سے رک جائے یہی اس کے لیے صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۷)

حدیث ۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو رفع کر دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۸)

حدیث ۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک زنا کار عورت ایک کتے کے پاس سے گزری جو ایک کنویں کے پاس پیاس زبان نکالے ہوئے تھا، اور قریب تھا کہ پیاس اس کتے کو مار ڈالے تو اس عورت نے اپنے چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں باندھ کر اس نے کنویں سے پانی بھرا، اور اس کتے کو پلا دیا۔ (تو اتنا ہی صدقہ کرنے سے) اس کی مغفرت ہو گئی۔

(مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۸)

حدیث ۶۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری ماں کی وفات ہو گئی۔ تو اس کی طرف سے کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "پانی"، تو حضرت سعد نے ایک کنواں کھدوا دیا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی

مال کے لیے ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۹)

حدیث ۷۔ حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی مسلمان ننگے بدن والے کو کپڑا پہنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا ہرا لباس پہنائے گا اور جو کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے میوے کھلائے گا۔ اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا شربت خاص پلائے گا جس پر مہر لگی ہوگی۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۹)

حدیث ۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کسی مسلمان کو کپڑا پہنائے گا تو جب تک اس کے بدن پر اس کپڑے کا ایک ٹکڑا بھی رہے گا۔ اس وقت تک کپڑا پہنانے والا اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۹)

حدیث ۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مردہ زمین کو زندہ کرے (یعنی کھیت بوئے اور درخت لگائے) تو اس کو صدقہ کا ثواب ملیگا۔ اور چرند و پرند اس کا دانہ یا پھل کھالیں گے وہ سب اس کیلئے صدقہ ہوگا یعنی اس کو صدقہ کرنے کا ثواب ملیگا (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۹)

حدیث ۱۰۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی کے سامنے (خوشی سے) تمہارا مسکرا دینا یہ بھی صدقہ ہے اور کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ دکھا دینا یہ بھی صدقہ ہے اور راستہ سے پتھر اور کانٹا اور ہڈی ہٹا دینا یہ بھی صدقہ ہے مطلب یہ ہے کہ ان سب کاموں پر صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۶۹)

روزہ کا بیان

نماز کی طرح روزہ بھی فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا

کا فرا در بلا عذر چھوڑنے والا سخت گنہگار اور عذابِ جہنّم کا سزاوار ہے۔
مسئلہ۔ شریعت میں روزہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیّت سے صبح صادق سے لے کر سورج ڈوبنے تک کھانے پینے اور جماع سے اپنے کو روکے رکھنا۔
مسئلہ۔ رمضان کے ادا روزے اور نذرِ معیّن اور نفل وسنّت و مستحب روزے اور مکروہ روزے ان روزوں کی نیّت کا وقت سورج ڈوبنے سے لیکر ضحوۂ کبریٰ (دوپہر سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے) تک ہے اس درمیان میں جب بھی روزہ کی نیّت کرلے یہ روزے ہو جائیں گے لیکن رات ہی میں نیت کرلینا بہتر ہے ان چھ روزوں کے علاوہ جتنے روزے ہیں کی قضا کا روزہ، نذرِ معیّن کی قضا کا روزہ، کفارہ کا روزہ، حج میں کسی جرم کرنے کا روزہ وغیرہ۔ ان سب روزوں کی نیت کا وقت غروبِ آفتاب سے لیکر صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ (درمختار وردّالمختار جلد ۲ ص ۸۵)
مسئلہ۔ جس طرح اور عبادتوں میں بتایا گیا ہے کہ نیّت دل کے ارادہ کا نام ہے زبان سے کہنا کچھ ضروری نہیں اسی طرح روزہ میں بھی نیّت مراد دل کا پختہ ارادہ ہے لیکن زبان سے بھی کہہ لینا اچھا ہے۔ اگر رات ہی میں نیّت کرے تو یوں کہے کہ نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰہِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ اور اگر دن میں نیّت کرے تو یوں کہے کہ نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ ھٰذَا الْیَوْمَ مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ ط۔
مسئلہ۔ قضائے رمضان وغیرہ جن روزوں میں رات سے نیّت کرلینی ضروری ہے ان روزوں میں خاص اس روزہ کی نیّت بھی ضروری ہے جو روزہ رکھا جائے۔ مثلاً یوں نیّت کرے کہ کل میں اپنے پہلے رمضان کے روزے کی قضا رکھوں گا یا میں نے جو ایک دن روزہ رکھنے کی منّت مانی تھی کل میں وہ روزہ رکھوں گا۔
مسئلہ۔ عید وبقر عید اور ذوالحجہ کی گیارہ۔ بارہ تیرہ تاریخ ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور گناہ ہے۔ (درمختار جلد ۲ ص ۸۳)
مسئلہ۔ کسی کام کی منّت مانی تو کام پورا ہو جانے پر اس روزہ کو رکھنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ۔ اگر نفل کا روزہ رکھ کر اس کو توڑ دیا تو اب اس کی قضا واجب ہے۔ (درمختار جلد ۱ ص ۱۲۰)

مسئلہ۔ عورت کو نفل کا روزہ بلا شوہر کی اجازت کے رکھنا منع ہے (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۸۸)

چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ۔ پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے۔ شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ (فتاوٰی رضویہ)

مسئلہ۔ شعبان کی انتیس تاریخ کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو روزہ اگلے دن رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کرکے روزہ رکھیں (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۸۴)

مطلع نہ صاف ہونے میں یعنی آسمان میں ابر و غبار ہونے کی حالت میں صرف رمضان کے چاند کا ثبوت ایک مسلمان عاقل و بالغ مستور یا عادل کی گواہی یا خبر سے ہوجاتا ہے چاہے مرد ہو یا عورت، اور رمضان کے سوا تمام مہینوں کا چاند اس وقت ثابت ہوگا جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں۔ اور سب پابند شرع ہوں اور یہ کہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا چاند فلاں دن خود دیکھا ہے (ہدایہ و درمختار و بہار شریعت)

عادل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو۔ اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو تہذیب و مروت کے خلاف ہو جیسے بازاروں میں سڑکوں پر چلتے پھرتے کھانا پینا۔

مستور سے یہ مراد ہے کہ جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہو۔ مگر باطن کا حال معلوم نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ۔ جس عادل شخص نے چاند دیکھا ہے اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت دے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۸۵)

مسئلہ۔ گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی حاکم یا قاضی نہیں جس کے سامنے

گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے ان کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دے اگر یہ گواہی دینے والا عادل ہے لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۸۵)

مطلع اگر صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہ ہوگا (چاہے رمضان کا چاند ہو یا عید کا یا کسی اور مہینے کا) رہا یہ کہ کتنے لوگوں کی گواہی اس صورت میں چاہیئے تو یہ قاضی کی رائے پر ہے جتنے گواہوں سے اسے غالب گمان ہو جائے اتنے گواہوں کی شہادت سے چاند ہونے کا حکم دے گا۔ لیکن اگر شہر کے باہر کسی اونچی جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرے تو ایک مستور کا بھی قول صرف رمضان کے چاند میں مان لیا جائے گا۔ (درمختار جلد ۲ ص ۹۳ و بہار شریعت جلد ۵ ص ۱۰۶)

مسئلہ۔ اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے چاند کے ثبوت کے لیے ناکافی ہیں۔ اور اس قسم کی شہادتوں سے چاند کا ثبوت نہ ہو سکے گا۔ (درمختار و ردالمحتار و بہار شریعت)

مسئلہ۔ کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے چند جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے۔ اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے چاند نظر آنے کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کر دیئے ہیں تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہو گیا۔ (ردالمحتار و بہار شریعت جلد ۵ ص ۱۰۷)

مسئلہ۔ کسی نے اکیلے رمضان یا عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی مگر قاضی نے اس کی گواہی قبول نہیں کی تو خود اس شخص پر روزہ رکھنا لازم ہے۔ اگر نہ رکھا یا توڑ ڈالا تو قضا لازم۔ (ہدایہ، درمختار، عالمگیری جلد ۱ ص ۱۸۵)

مسئلہ۔ اگر دن میں چاند دکھائی دیا، دوپہر سے پہلے چاہے دوپہر کے بعد بہر حال وہ آنے والی رات کا چاند مانا جائے گا۔ یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ

شروع ہوگا۔ مثلاً تیس رمضان کو دن میں چاند نظر نہ آیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے۔ اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کو دن میں چاند نظر آگیا تو یہ دن شعبان ہی کا ہے رمضان کا نہیں۔ لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔
(درمختار ورد المحتار جلد۲ ص ۹۵)

مسئلہ۔ تار، ٹیلیفون، ریڈیو سے چاند دیکھنا ثابت نہیں ہوسکتا اس لیے اگر ان خبروں کو ہر طرح سے صحیح مان لیا جائے۔ جب بھی یہ محض ایک خبر ہے یہ شہادت نہیں ہے اور محض ایک خبر سے چاند کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح بازاری افواہوں سے اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپنے سے بھی چاند نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ۔ چاند دیکھ کر اس کی جانب انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے۔ اگرچہ دوسروں کو بتانے کے لیے ہو۔ (عالمگیری ودرمختار جلد۲ ص ۹۷)

روزہ توڑنے والی چیزیں

کھانے پینے سے یا جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو اور اگر روزہ دار ہونا یاد نہ رہا اور بھول کر کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ہدایہ، عالمگیری جلد۱ ص ۱۸۹)

مسئلہ۔ حقہ، بیڑی، سگریٹ، چرٹ، سگار پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ۔ دانتوں میں کوئی چیز رکی ہوئی تھی چنے برابر یا اس سے زیادہ تھی، اسے کھا لیا یا چنے سے کم ہی تھی مگر اس کو منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔
(عالمگیری جلد۱ ص ۱۸۹)

مسئلہ۔ نتھنوں میں دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ۔ کلی کرنے میں بلا قصد پانی حلق سے نیچے چلا گیا یا ناک میں پانی چڑھا رہا تھا۔

بلا قصد پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ۔ دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر رکھ کر نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ۔ قصداً منہ بھر کر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ بھر سے کم کی تو روزہ نہیں ٹوٹا (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ۔ بلا قصد اور بے اختیار قے ہو گئی تو روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا تھوڑی قے ہو یا زیادہ روزہ دار ہونا یاد ہو یا نہ ہو بہر حال روزہ نہ ٹوٹے گا (عالمگیری جلد ۱)

مسئلہ۔ منہ میں رنگین دھاگہ یا کوئی رنگین چیز رکھی جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر اس رنگین تھوک کو نگل گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ گیا۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۹۰)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کر لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۸۹)

مسئلہ۔ مکھی یا دھواں یا غبار بے اختیار حلق کے اندر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح سرمہ یا تیل لگایا اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں معلوم ہوتا ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یوں ہی دوا یا مرچ کو کاٹا یا آٹا چھانا اور حلق میں اس کا اثر اور مزہ معلوم ہوا تو بھی روزہ نہیں ٹوٹا (عالمگیری جلد ۱ ص ۱۹۰)

مسئلہ۔ کلی کی اور پانی بالکل اگل دیا صرف کچھ تری منہ میں باقی رہ گئی تھوک کے ساتھ اس کو نگل گیا یا کان میں پانی چلا گیا یا احتلام ہو گیا یا غیبت کی یا جنابت کی حالت میں صبح کی اور اگر سارے دن جنابت کی حالت میں رہ گیا اور غسل نہیں کیا تو روزہ نہیں گیا لیکن اتنی دیر تک بلا عذر قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ اور حرام ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنب (جس پر غسل فرض ہے) جس گھر میں رہتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (عالمگیری وغیرہ)

روزہ کے مکروہات

جھوٹ، غیبت، چغلی، گالی گلوچ کرنے، کسی کو تکلیف دینے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ روزہ دار کو بلا وجہ کوئی چیز زبان پر رکھ کر چکھنا یا چبا کر اگل دینا مکروہ ہے۔ اسی طرح عورت کو بوسہ دینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا بھی مکروہ ہے جب کہ یہ ڈر ہو کہ انزال ہو جائے گا۔

مسئلہ۔ روزہ دار کے لیے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ۔ روزہ دار کو غسل کرنا یا ٹھنڈا پانی ٹھنڈک کے لیے سر پر ڈالنا یا گیلا کپڑا اوڑھنا یا بار بار کلی کرنا یا مسواک کرنا یا سر اور بدن میں تیل کی مالش کرنا یا سرمہ لگانا یا خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں ہے۔ (عالمگیری، درمختار، ردالمختار وغیرہ)

روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ

اگر کسی وجہ سے رمضان کا یا کوئی دوسرا روزہ ٹوٹ گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہے لیکن بلا عذر رمضان کا روزہ قصداً کھا پی کر یا جماع کر کے توڑ ڈالنے سے قضا کے ساتھ کفارہ ادا کرنا بھی واجب ہے روزہ توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام یا لونڈی خرید کر آزاد کرے اور نہ ہو سکے تو لگاتار ساٹھ روزے رکھے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں لگاتار ساٹھ روزے رکھنا ضروری ہیں۔ اگر درمیان میں ایک دن کا بھی روزہ چھوٹ گیا تو پھر سے ساٹھ روزے رکھنے پڑیں گے (ردالمختار جلد۲ ص ۱۰۹)

کب روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے

شرعی سفر، حاملہ عورت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ دودھ پلانے والی عورت کے دودھ سوکھ جانے کا ڈر، بیماری، بڑھاپا، کمزوری کی وجہ سے ہلاک ہو جانے کا خوف یا کسی نے گردن پر تلوار رکھ کر مجبور کر دیا کہ روزہ نہ رکھے

ورنہ جان سے مار ڈالے گا یا کوئی عضو کاٹ لے گا یا پاگل ہو جانا یا جہاد کرنا یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں لیکن بعد میں جب عذر جاتا رہے تو ان چھوڑے ہوئے روزوں کو رکھنا فرض ہے۔

(درمختار وردالمحتار جلد ۲ ص ۱۱۵)

مسئلہ۔ شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا کہ نہ اب روزہ رکھ سکتا ہے اور نہ آئندہ اس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہے کہ رکھ سکے گا تو اسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس کو لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے یا ہر روزہ کے بدلے صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے دیا کرے۔

(درمختار جلد ۲ ص ۱۱۹)

مسئلہ۔ جن لوگوں کو روزہ رکھنے کی اجازت ہے ان کو علانیہ کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر کھا پی سکتے ہیں۔

چند نفل روزوں کی فضیلت

عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں محرم کو بھی روزے رکھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا ہے۔ (بخاری ومسلم وابوداؤد ومشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۷۹)

اور ارشاد فرمایا کہ عاشورا کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

(مسلم شریف ومشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۷۹)

عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کا روزہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرفہ کا روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ وبخاری جلد ۱ ص ۱۷۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ

کے روزہ کو ہزاروں روزوں کے برابر بتاتے تھے مگر حج کرنے والوں کو جو میدان عرفات میں ہوں ان کو اس روزہ سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد و نسائی و بیہقی و طبرانی)

شوال کے چھ روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اور فرمایا جس نے عید کے بعد چھ روزے رکھے تو اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ (مسلم و مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۷۹)

شعبان کا روزہ اور شب برأت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات (شب برات) آئے تو اس رات میں قیام کرو یعنی نفل نمازیں پڑھو اور اس دن میں روزہ رکھو کہ اللہ تعالیٰ سورج ڈوبنے کے بعد سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ کیا ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا کہ میں اس کو بخش دوں کیا ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ میں اسے روزی دوں کیا ہے کوئی گرفتار ہونے والا کہ میں اس کو رہائی دوں کیا ہے کوئی ایسا۔ کیا ہے کوئی ایسا اس قسم کی ندائیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۱۵)

ایام بیض کے روزے یعنی ہر مہینے کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخوں کے روزے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مہینے کے تین روزے ایسے ہیں جیسے ہمیشہ کا روزہ۔ (بخاری و ترمذی جلد ۱ ص ۹۵)

اور فرمایا کہ جس سے ہو سکے ہر مہینے میں تین روزے رکھے، ہر روزہ اس دن کے گناہ مٹا دیتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی کپڑے کو پاک کر دیتا ہے۔ (طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر و حضر میں ایام بیض کے روزے رکھتے تھے۔ (نسائی و مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۸۰)

دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوشنبہ اور جمعرات کو اعمال (دربارِ خداوندی) میں پیش کیے جاتے ہیں۔ تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور فرمایا کہ ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے۔ مگر ایسے دو آدمیوں کی جنہوں نے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر لیا ہو ان دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انہیں ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ دونوں آپس میں صلح کر لیں۔

(ترمذی و ابن ماجہ و مشکوٰۃ جلد ا ص ۱۸۰)

بدھ و جمعرات و جمعہ کا روزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بدھ و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک ایسا مکان بنائے گا جس کے باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا حصہ باہر سے۔

(طبرانی و بہار شریعت جلد ۵ ص ۹۵)

اعتکاف

عبادت کی نیت سے اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ اوّل اعتکاف واجب، دوسرے اعتکاف سنّت، تیسرے اعتکاف مستحب۔

اعتکاف واجب۔ جیسے کسی نے یہ منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو میں ایک دن یا دو دن کا اعتکاف کروں گا اور اس کا کام ہو گیا تو یہ اعتکاف واجب ہے اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے یاد رکھو کہ اعتکاف واجب کے لیے روزہ شرط ہے بغیر روزہ کے اعتکاف واجب صحیح نہیں۔ (درمختار جلد ۲ ص ۱۲۹، ۱۳۰)

اعتکاف سنّت مؤکدہ۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں کیا جائے گا۔ یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل

ہوجائے اور تیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد یا انتیسویں رمضان کو چاند ہونے کے بعد مسجد سے نکلے یاد رکھو کہ اعتکاف سنّت مؤکدہ کفایہ ہے یعنی اگر محلّہ کے سب لوگ چھوڑ دیں تو سب آخرت کے مواخذہ میں گرفتار ہوں گے اور کسی ایک نے بھی اعتکاف کرلیا تو سب آخرت کے مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔ اس اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔ (درمختار جلد۲ ص ۱۲۹)

اعتکاف مستحب۔ اعتکاف مستحب یہ ہے کہ جب کبھی بھی دن رات میں مسجد کے اندر داخل ہو تو اعتکاف کی نیّت کرے جتنی دیر تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ نیّت میں صرف اتنا دل میں خیال کر لینا اور منہ سے کہہ لینا کافی ہے کہ میں نے خدا کے لیے مستحب اعتکاف کی نیّت کی۔ (عالمگیری جلد۱ ص ۱۹۷)

مسئلہ۔ مرد کے لیے ضروری ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرے اور عورت اپنے گھر میں اس جگہ اعتکاف کرے گی جو جگہ اس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرّر کی ہو۔

(درمختار جلد۲ ص ۱۲۹)

مسئلہ۔ اعتکاف کرنیوالے کے لیے بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائیگا چاہے قصداً نکلا ہو یا بھول کر۔ اسی طرح عورت نے جس مکان میں اعتکاف کیا ہے۔ اس کو گھر سے باہر نکلنا حرام ہے۔ اگر عورت اس مکان سے باہر نکل گئی تو خواہ وہ قصداً نکلی ہو یا بھول کر اس کا اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

(درمختار جلد۲ ص ۱۳۳)

مسئلہ۔ اعتکاف کرنے والا صرف دو عذروں کی وجہ سے مسجد سے باہر نکل سکتا ہے۔ ایک عذر طبعی جیسے پیشاب پاخانہ اور غسل فرض و وضو کے لیے دوسرے عذر شرعی جیسے نماز جمعہ کے لیے جانا، ان عذروں کے سوا کسی اور وجہ سے اگرچہ ایک منٹ کے لیے ہو مسجد سے اگر نکلا، تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ (درمختار وردالمختار جلد۱ ص ۱۳۳)

مسئلہ۔ اعتکاف کرنے والا دن رات مسجد ہی میں رہے گا، وہیں کھائے پیئے سوئے مگر یہ احتیاط رکھے کہ کھانے پینے سے مسجد گندی نہ ہونے پائے معتکف کے سوا کسی اور کو مسجد میں کھانے پینے اور سونے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے اگر کوئی آدمی مسجد میں کھانا پینا اور سونا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ اعتکاف مستحب کی نیت کرکے مسجد میں داخل ہو اور نماز پڑھے یا ذکرِ الٰہی کرے پھر اس کے لیے کھانے پینے اور سونے کی بھی اجازت ہے۔ (در مختار جلد ۱ ص ۱۴۴)

مسئلہ۔ اعتکاف کرنے والا بالکل ہی چپ نہ رہے نہ بہت زیادہ لوگوں سے بات چیت کرے بلکہ اس کو چاہیئے کہ نفل نمازیں پڑھے، تلاوت کرے علم دین کا درس دے اولیاء وصالحین کے حالات سنے اور دوسروں کو سنائے کثرت سے درود شریف پڑھے اور ذکرِ الٰہی کرے اور اکثر با وضو رہے اور دنیا داری کے خیالات سے دل کو پاک وصاف رکھے اور بکثرت رو رو کر اور گڑگڑا کر خدا سے دعائیں مانگے۔

(در مختار جلد ۲ ص ۱۳۵)

حج کا بیان

حج ۹ھ میں فرض ہوا تھا، نماز روزہ اور زکوٰۃ کی طرح حج بھی اسلام کا ایک رکن ہے اس کا فرض ہونا قطعی اور یقینی ہے جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گنہگار اور اس کا ترک کرنیوالا فاسق اور عذابِ جہنم کا سزاوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰہِ ط یعنی حج وعمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو۔

احادیث میں حج وعمرہ کے فضائل اور اجر وثواب کے بارے میں بڑی بڑی بشارتیں آئی ہیں مگر حج عمر میں صرف ایک بار ہی فرض ہے۔

حدیث۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

رجس نے حج کیا اور حج کے درمیان رفث (فحش کلام) اور فسق نہ کیا تو وہ اسطرح گناہوں سے پاک وصاف ہو کر لوٹتا جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ جلد ا ص ۲۲۱)

حدیث۔ حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو اس طرح دُور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنّت ہی ہے۔ (ترمذی و مشکوٰۃ جلد ا ص ۲۲۲)

حج واجب ہونے کی شرطیں

حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جب تک یہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں (۱) مسلمان ہونا، کافر پر حج فرض نہیں (۲) دار الحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ہو (۳) بالغ ہونا یعنی نابالغ پر حج فرض نہیں (۴) عاقل ہونا لہذا مجنون پر حج فرض نہیں (۵) آزاد ہونا یعنی لونڈی غلام پر حج فرض نہیں (۶) تندرست ہونا کہ حج کو جاسکے اس کے اعضاء سلامت ہوں انکھیارا ہو لہذا اپاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور اس بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں، یوں ہی اندھے پر بھی حج فرض نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر بھی یہ ضروری نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرادیں۔ (۷) سفر خرچ کا مالک ہونا اور سواری کی قدرت ہونا چاہیے سواری کا مالک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ سواری کرایہ پر لے سکے (۸) حج کا وقت یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں۔ (عالمگیری جلد ا ص ۲۰۲ تا ۲۰۴ وغیرہ)

وجوب ادا کے شرائط

یہاں تک تو وجوب کے شرائط کا بیان ہے اب شرائط ادا کا بیان ہونا ہے کہ یہ شرطیں اگر پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور اگر یہ سب شرطیں نہ پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کرا سکتا ہے یا وصیّت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضرور ہے کہ

حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو ورنہ خود بھی حج کرنا ضروری ہوگا۔ وہ شرطیں یہ ہیں (۱) راستہ میں امن وامان ہونا یعنی اگر غالب گمان سلامتی کا ہو تو حج کے لیے جانا ضروری ہے اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکہ یا لڑائی کی وجہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو حج کے لیے جانا ضروری نہیں (۲) عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا شرط ہے۔ خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور اگر اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو عورت بغیر شوہر اور محرم کے بھی جا سکتی ہے محرم سے مراد وہ مرد ہے کہ جس سے ہمیشہ کے لیے اس عورت کا نکاح حرام ہو۔ چاہے نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے رضاعی بھائی، بیٹا، باپ بھائی وغیرہ چاہے دودھ کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے رضاعی باپ، رضاعی بیٹا وغیرہ یا سسرال کے رشتہ سے نکاح حرام ہو جیسے خسر یا شوہر کا بیٹا، عورت، شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے (۳) حج کو جانے کے زمانہ میں عورت عدت میں نہ ہو۔ چاہے وفات کی عدت ہو یا طلاق کی (۴) قید میں نہ ہو۔ (عالمگیری جلد ۱ ص ۲۰۴ تا ۲۰۵ وغیرہ)

صحت ادا کی شرطیں

صحت ادا کی نو شرطیں ہیں کہ اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں ہوگا وہ شرائط یہ ہیں (۱) مسلمان ہونا۔ (۲) بغیر احرام کے حج نہیں ہو سکتا (۳) حج کا وقت یعنی حج کے لیے جو وقت شریعت کی طرف سے معین ہے اس سے قبل حج کے افعال نہیں ہو سکتے (۴) افعال حج کی جگہوں پر افعال حج کرنا مثلاً طواف کی جگہ مسجد حرام ہے۔ وقوف کی جگہ میدان عرفات و مزدلفہ ہے۔ کنکریاں مارنے کی جگہ منیٰ ہے۔ اگر یہ کام دوسری جگہ کرے گا تو حج صحیح نہیں ہوگا (۵) تمیز کرنا اتنا چھوٹا بچہ کہ جس میں کسی چیز کی تمیز ہی نہ ہو اس کا حج صحیح نہیں (۶) عقل والا ہونا کہ مجنون اور دیوانے کا حج صحیح نہیں (۷) حج کے فرائض کو ادا کرنا جس نے حج کا کوئی فرض چھوڑ دیا اس کا حج صحیح نہیں ہوا (۸) احرام کے بعد اور عرفات میں وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہو گا تو حج باطل ہو جائیگا۔

(۹) جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا اگر اس سال احرام باندھا اور چاہے اسی احرام سے آئندہ سال حج کرے تو یہ حج صحیح نہیں ہوگا۔ (بہار شریعت جلد ۲)

حج کے فرائض

حج میں یہ چیزیں فرض ہیں (۱) احرام کہ یہ شرط ہے (۲) وقوف عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پہلے تک کسی وقت "عرفات" میں ٹھہرنا (۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے یہ دونوں چیزیں یعنی عرفہ کا وقوف اور طوافِ زیارت حج کا رکن ہیں (۴) نیت (۵) ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر عرفہ میں ٹھہرنا پھر طوافِ زیارت (۶) ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا (۷) مکان یعنی وقوفِ عرفہ میدانِ عرفات کی زمین میں ہونا۔ سوا "بطن عرنہ" کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔ (درمختار و ردّ المختار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں (۱) میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام باندھے آگے نہ گزرنا۔ اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا جائے تو جائز ہے (۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو "سعی" کہتے ہیں۔ (۳) سعی کو "صفا" سے شروع کرنا (۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا (۵) دن میں میدانِ عرفات کے اندر وقوف کیا ہے تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا تھا یا بعد میں غرض غروب آفتاب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں میدانِ عرفات کے اندر وقوف کیا ہے تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروبِ آفتاب تک وقوف کرنا (۶) وقوف میں رات کا کچھ حصہ آجانا (۷) عرفات سے واپسی میں امام کی پیروی کرنا یعنی جب تک امام میدانِ عرفات سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اسے امام سے پہلے میدانِ عرفات سے روانہ ہو جانا جائز ہے۔ اور اگر زبردست بھیڑ کی وجہ سے یا کسی دوسری ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد میدانِ عرفات

میں ٹھہرا رہا امام کے ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے (۸) "مزدلفہ" میں ٹھہرنا (۹) مغرب و عشاء کی نماز کا عشاء کے وقت میں مزدلفہ پہنچ کر پڑھنا (۱۰) تینوں جمروں پر دسویں گیارہویں بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا، یعنی دسویں ذوالحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں و بارہویں تینوں دن کنکریاں مارنا (۱۱) جمرۃ العقبہ کی رمی پہلے دن سر منڈانے سے پہلے ہونا (۱۲) ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا (۱۳) احرام کھولنے کے لیے سر منڈانا یا بال کتروانا (۱۴) یہ سر منڈانا یا بال کتروانا ایام نحر یعنی دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کی تاریخوں کے اندر ہو جانا، اور سر منڈانا یا بال کتروانا منیٰ یعنی حرم کی حدود کے اندر ہونا (۱۵) قران یا تمتع کرنے والے کو قربانی کرنا (۱۶) اور اس قربانی کا حدود حرم اور ایام نحر میں ہونا (۱۷) طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ایام نحر میں ہو جانا عرفات سے واپسی میں جو طواف کیا جاتا ہے اس کا نام "طوافِ زیارت" ہے، اور اس طواف کو "طوافِ افاضہ" بھی کہتے ہیں (۱۸) طواف "حطیم" کے باہر ہونا (۱۹) داہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کے بائیں جانب ہو (۲۰) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا ہاں عذر ہو تو سواری پر بھی طواف کرنا جائز ہے (۲۱) طواف کرنے میں باوضو اور باغسل ہونا اگر بے وضو یا جنابت کی حالت میں طواف کر لیا جائے تو اس طواف کو دہرائے (۲۲) طواف کرتے وقت ستر چھپانا۔ (۲۳) طواف کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الطواف پڑھنا۔ لیکن اگر نہ پڑھی تو قربانی واجب نہیں (۲۴) کنکریاں مارنے اور قربانی کرنے اور طواف زیارت میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں مارے پھر غیر مفرد قربانی کرے پھر سر منڈائے، پھر طواف زیارت کرے (۲۵) طواف صدر یعنی میقات کے باہر کے رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا (۲۶) وقوفِ عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا (۲۷) احرام کے ممنوعات مثلاً سِلا ہوا کپڑا پہننے اور منہ یا سر چھپانے سے بچنا۔

(بہار شریعت جلد ۶)

حج کی سنتیں

حج کی سنتیں یہ ہیں (۱) طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا کر مکہ معظمہ پہنچ کر سب میں پہلا جو طواف کرے اس کو قدوم کہتے ہیں، طواف قدوم مفرد اور قارن کے لیے سنت ہے متمتع کے لیے نہیں۔

(۲) طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا (۳) طواف قدوم یا طواف زیارت میں رمل کرنا یعنی شانہ ہلا ہلا کر اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھتے ہوئے اکڑ کر چلنا (۴) صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان دوڑنا (۵) امام کا مکہ میں ساتویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا (۶) اسی طرح میدانِ عرفات میں نویں ذوالحجہ کو خطبہ پڑھنا (۷) اسی طرح منیٰ میں گیارہویں تاریخ کو خطبہ پڑھنا (۸) آٹھویں ذوالحجہ کو فجر کے بعد مکہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہونا تاکہ منیٰ میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، فجر کی پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں (۹) ذوالحجہ کی نویں رات منیٰ گزارنا (۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے میقات کو روانہ ہونا (۱۱) عرفات میں ٹھہرنے کے لیے غسل کر لینا (۱۲) عرفات سے واپسی میں مزدلفہ کے اندر رات کو رہنا (۱۳) اور آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ سے مزدلفہ کو چلا جانا (۱۴) دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منیٰ میں گزارنا اور اگر تیرہویں کو بھی منیٰ میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات بھی منیٰ میں رہے (۱۵) "ابطح" یعنی وادی محصب میں اترنا اگرچہ تھوڑی ہی دیر کے لیے ہو (بہارِ شریعت)

ضروری تنبیہ۔ حج کے فرائض میں سے اگر ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج ہوگا ہی نہیں اور حج کے واجبات میں سے اگر کسی واجب کو چھوڑ دیا خواہ قصداً چھوڑا ہو یا سہواً تو اس پر ایک قربانی واجب ہے۔ اور اس کا حج باطل نہیں ہوگا ہاں البتہ بعض واجب ایسے بھی ہیں کہ ان کے چھوڑنے سے قربانی لازم نہیں ہوتی مثلاً طواف کے بعد کی دو رکعتیں تحیۃ الطواف واجب ہیں لیکن اگر کوئی چھوڑ دے تو اس پر قربانی لازم نہیں اور حج کی سنتوں میں سے اگر کوئی چھوڑ دے تو اس سے نہ تو حج باطل ہوگا نہ قربانی لازم ہوگی۔ ہاں البتہ حج کے ثواب میں کمی آجائے گی۔

سفرِ حج و زیارت کے آداب

ہر حاجی کو چاہیئے کہ روانگی سے پہلے ضروریاتِ سفر پرانے حاجیوں سے معلوم کر کے مہیا کرے اور مندرجہ ذیل آداب و ہدایات کا خاص طور سے خیال رکھے۔

۱۔ سب سے پہلے نیت کو درست کرے کہ اس سفر سے مقصود صرف اللہ و رسول ہوں اس کے سوا نا موری یا شہرت یا سیر و تفریح یا تجارت کا ہرگز ہرگز دل میں خیال نہ لائے۔

۲۔ نماز روزہ، زکوٰۃ جتنی عبادات اس کے ذمہ واجب ہوں سب کو ادا کرے اور توبہ کرے اور آیندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے اسی طرح اس کے اوپر جن جن لوگوں کا قرض ہو سب کا قرض ادا کرے جن جن لوگوں کی امانتیں ہوں ان کی امانتوں کو ادا کرے جن جن لوگوں کے حقوق اس کے ذمے ہوں سب سے حقوق معاف کرائے یا ادا کرے جن لوگوں پر کوئی زیادتی کی ہو ان سے معاف کرائے جن جن لوگوں کی اجازت کے بغیر سفر مکروہ ہے جیسے ماں باپ شوہر ان کو رضامند کر کے اجازت حاصل کرے ان تمام چیزوں سے فارغ اور سبکدوش ہو کر سفرِ حج و زیارت کے لیے روانہ ہو۔

۳۔ عورت کے ساتھ جب تک کہ اس کا شوہر یا بالغ محرم قابلِ اطمینان نہ ہو جس سے اس عورت کا نکاح ہمیشہ کے لیے حرام ہو اس وقت تک عورت کے لیے سفر حرام ہے۔ عورت اگر بلا شوہر یا بغیر محرم کے حج کرے گی تو اس کا حج ہو جائے گا مگر ہر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ (جوہرہ و بہارِ شریعت جلد۶)

۴۔ رقم یا توشہ جو کچھ ساتھ لے مالِ حلال سے لے ورنہ حج مقبول ہونے کی اُمید نہیں اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا اگر اپنے مال میں کچھ شُبہ ہو تو چاہیئے کہ کسی سے قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کرے رقم اور توشہ اپنی حاجت سے کچھ زیادہ ہی لے تاکہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں کو صدقہ دیتا چلے کہ یہ حجِ مبرور کی نشانی ہے۔

۵۔ چونکہ سفر کرنے والے مختلف حیثیتوں کے لوگ ہوتے ہیں اسلیے ہر شخص کو چاہیئے

کر اپنی ضرورت کے مطابق سفر کا سامان اپنے ساتھ لے جائے تاکہ سفر میں تکلیفوں کا سامنا نہ کرنا پڑے سب حاجیوں کے لیے سامانوں کی یکساں مقدار معین نہیں کی جاسکتی پھر بھی ایک اوسط درجہ کے حاجی کے لیے سفر حج و زیارت میں مندرجہ ذیل سامانوں کا ساتھ لے لینا آرام و راحت کا باعث ہوگا۔

گرمی اور سردی کے موسموں کے لحاظ سے ایک ہلکا بستر جس میں ایک دری دو چادریں ایک اونی شال ایک تکیہ ہو ایک بکس جس میں کپڑے اور دوسرے سامان رکھے جاسکیں ایک ٹین یا لکڑی کا صندوق جس میں متفرق سامانوں کو رکھا جا سکے ایک بوری کا تھیلا جس میں سب برتنوں کو رکھا جا سکے برتنوں میں ایک بڑی بالٹی ایک لوٹا ایک گلاس چھوٹی بڑی چار پلیٹیں دو پیالے تمام چینی کے، اگالدان، چھوٹی بڑی دو دیگچیاں، ایک بڑا اور دو تین چھوٹے بڑے چمچے، اگر چند قسم کے کھانوں کا عادی ہو تو اسی اندازے سے کھانے پکانے کے برتن ساتھ لے جائے، ایک برتن مٹی کا بھی ضرور رکھ لے یا مٹی اور پتھر کی کوئی چیز رکھ لے تاکہ اگر جہاز میں بیمار ہو گیا اور تیمم کی ضرورت پڑی تو اس پر تیمم کر سکے پانی رکھنے کے لیے ٹین کے پیپے بھی ہونے چاہئیں کہ جہاز پر کام دیں گے۔ اور جس منزل یا مکان میں ٹھہرو گے وہاں بھی اس کی ضرورت پڑے گی۔ اسٹو و اور کوئلہ والا چولہا بھی سفر میں ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ پہننے کے کپڑوں میں پانچ کرتے، پانچ پاجامے، پانچ بنڈیاں، دو تہبند، دو صدریاں، ایک عمامہ، چار ٹوپیاں، ہاتھ منہ پونچھنے کے دو رومال، دو تولیے، احرام کی چادریں، کفن کا کپڑا ساتھ میں رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ احرام کے دو جوڑے ہوں کہ اگر میلا ہوا تو بدل سکیں، ایک بھیڑ کے بالوں کا دیسی کمبل یا موٹے پلاسٹک کا دو گز لمبا اور ڈیڑھ گز چوڑا ساتھ ہونا بہت ہی آرام دہ ہے کہ جہاں چاہو بچھا کر لیٹ بیٹھ جاؤ، پھر اٹھا لو، مختلف سامانوں میں نزلہ زکام اور قبض و پیچش اور قے، دست و بد ہضمی کی مجرب دوائیں ضرور ساتھ میں رکھ لو۔ کیونکہ کم ہی حجاج ان امراض سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اگر تم کو خود ضرورت نہ پڑی تو

رکسی ضرورت مند کو تم نے دے دی تو وہ اس کسمپری کی حالت میں تمہارے لیے کتنی دعائیں دے گا۔ آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھو کہ یہ سنت ہے ان کے علاوہ ایک چھری ایک چاقو، دو بوریاں، تسلی، سوآ، سوئی دھاگہ، حج و زیارت وغیرہ کے مسائل کی کچھ کتابیں چند قلم، پنسل، دوات، سادی کاپیاں، قرآن مجید، چھڑی، چھتری، ٹارچ، کچھ موم بتیاں کچھ دیا سلائیاں بھی ضرور لے لو۔ کچھ پھٹے پرانے کپڑے بھی ضرور ساتھ رکھو کہ اس کو پھاڑ پھاڑ کر صافی بنا لو اور جہاز پر تختے وغیرہ صاف کرنے اور استنجا وغیرہ سکھانے میں کام دیں گے۔ کھانے پینے کی چیزوں کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس معاملہ میں لوگوں کی حالتیں اور ان کے کھانے پینے کی عادتیں اور ذوق مختلف ہیں۔ اور ہر شخص جانتا ہے کہ ہمیں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی اور ہم کس طرح گزر بسر کر سکتے ہیں۔ اس لیے ہر شخص کو چاہیئے کہ گیہوں، چاول، دال، گھی، تیل مسالے وغیرہ اپنے ذوق اور ضرورت کے مطابق لے لے۔ اچار، چٹنی اگر ساتھ ہو یا کاغذی لیموں کچھ لے لے تو جہاز پر ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ چائے اور شکر بھی ضرور لے لے کہ سمندر کی مرطوب ہوا میں چائے کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ سمندری سفر میں منہ کا ذائقہ بہت خراب رہتا ہے۔ اور اکثر سوندھی چیزیں کھانے کو دل چاہتا ہے۔ اس لیے کچھ پاپڑ یا نمکین دال سیویاں بھنے ہوئے چنے رکھ لو، مگر بند ڈبوں میں رکھو ورنہ سمندری ہوا سے بدمزہ ہو جائیں گے عرب میں سگریٹ بہت ملتا ہے مگر بیڑی اور پان بہت کم۔ اور بیحد گراں ملتا ہے اسلیے ہندوستان ہی سے اس کا انتظام کر لینا چاہیئے، ضرورت کی تمام چیزیں ساتھ ہوں یہ بہت اچھا ہے لیکن یاد رکھو کہ سفر میں جس قدر کم سے کم سامان ہوگا اتنا ہی زیادہ آرام ملیگا سامانوں کی کثرت بعض جگہوں پر بہت بڑی مصیبت بن جاتی ہے۔ اس کا خیال رکھو، اپنے ہر سامان کے بنڈلوں پر اپنا اور اپنے معلم کا نام ضرور لکھ دو۔ اس سے جدہ میں سامان تلاش کرتے وقت بڑی آسانی ہوتی ہے۔

حاجی گھر سے نکلتے وقت | ۱۔ چلتے وقت سب عزیزوں اور دوستوں سے ملاقات

کرے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اپنے لیے سب سے دُعائیں کرائے کیونکہ دوسروں کی دُعائیں قبول ہونے کی زیادہ اُمید ہے اور یہ معلوم نہیں کہ کس کی دُعا مقبول ہوگی۔ اس لیے سب سے دُعا کرائے اور لوگ حاجی یا کسی مسافر کو رخصت کرتے وقت یہ دُعاء پڑھیں اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ اور حاجی سب لوگوں کے دین اور جان مال اولاد اور سلامتی و تندرستی کو خدا کے سپرد کرے۔

۲۔ سفر کا لباس پہن کر گھر میں چار رکعت نفل اَلْحَمْدُ اور چاروں قُلْ سے پڑھ کر باہر نکلے یہ چاروں رکعتیں واپس آنے تک اس کے اہل و مال کی نگہبانی کریں گی، نماز کے بعد یہ دُعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ پھر کچھ صدقہ کرے اور گھر میں سے نکلے اور دروازہ سے باہر نکلتے ہی کچھ صدقہ کرے اور گھر میں سے نکلے اور یہ پڑھے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ مکان پر واپس آئیگا۔ گھر سے نکلتے وقت خوشی خوشی باہر نکلے۔

۳۔ سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل پڑھے، پھر ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو بِسْمِ اللّٰهِ تین بار پڑھے پھر اللہ اکبر اور الحمد للہ اور سبحان اللہ ہر ایک تین تین بار اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک بار پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ٥ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ سواری کے شر و فساد سے محفوظ رہے گا۔

حاجی بمبئی میں ٹکٹ وغیرہ لینے اور جہاز کے انتظار میں ہر حاجی کو کم از کم چار پانچ دن بمبئی میں مسافر خانہ حاجی صابو صدیق یا مسافر خانہ واڑی بندر میں ٹھہرنا پڑتا ہے۔ یہاں خاص طور پر یہ خیال رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ مسافر خانہ میں مختلف صوبوں اور مختلف مزاجوں کے حاجی اور ان کو رخصت کرنے والوں کا مجمع ہوتا ہے اور چوریاں بہت ہوتی ہیں۔ اس لیے اپنے سامانوں خصوصًا

رقموں کی حفاظت کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ بکسوں میں ہر وقت تالا بند رکھے اور جب باہر نکلے تو اپنے ساتھیوں کو سامان کی حفاظت سونپ کر نکلے۔

۲۔ ٹکٹ وغیرہ خریدنے کے لیے ہرگز ہرگز کسی کے ہاتھ میں رقم نہ دے بلکہ خود لائن میں کھڑے ہو کر رقم جمع کرائے اور ٹکٹ خریدے۔

۳۔ بمبئی شہر میں بہت زیادہ اِدھر اُدھر نہ پھرے کہ جیب کٹنے کے علاوہ سواریوں کی بھیڑ بھاڑ سے ایکسیڈنٹ کا ہر وقت خطرہ رہتا ہے اس لیے سب کو اور خاص کر دیہات والوں کو تو مسافر خانہ سے باہر کم نکلنا چاہیئے اور اپنے سامان کے پاس ہی رہنا چاہیئے۔

۴۔ اپنے قلی کا نمبر ہر وقت یاد رکھنا چاہیئے اور جہاز پر سوار ہونے کے لیے بندرگاہ کو جاتے ہوئے اپنے قلی کے سوا کسی کو اپنا سامان سپرد نہیں کرنا چاہیئے اور رقم اور پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کو بہرحال اپنے پاس رکھنا چاہیئے۔

حاجی جہاز پر ہوائی جہاز کے مسافروں کو چاہیئے کہ بمبئی ہی میں احرام باندھ لیں اور جہاز پر سواری کی دعا پڑھ کر سوار ہوں اور راستہ بھر لبیک کی دعا پڑھتے رہیں چند گھنٹوں میں یہ لوگ جدہ میں زمین پر اتر جائیں گے مگر سمندری جہاز والوں کو ایک ہفتہ سمندر ہی میں رہنا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کو مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۔ جہاز میں مختلف صوبوں کے رہنے والوں اور مختلف زبان بولنے والوں کا مجمع ہوتا ہے ایک دوسرے کے مزاج داں نہ ہونے سے اکثر جھگڑے تکرار کی نوبت آ جاتی ہے خصوصاً میٹھا پانی لینے کے وقت لائن لگانے میں اکثر گالی گلوچ بلکہ مار پیٹ ہو جایا کرتی ہے اس لیے جہاز پر بہت صبر و برداشت کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے۔ حج کے سفر میں جھگڑا اور گالی گلوچ کرنا سخت حرام اور بڑا گناہ ہے۔

۲۔ جہاز پر سوار ہونے کے بعد اپنا سب سامان اپنی سیٹ کے نیچے ترتیب سے

رکھ کر جب مطمئن ہو جائیں تو وقت ضائع نہ کریں بلکہ حج میں مختلف جگہ پڑھنے کی دعائیں زبانی یاد کرنے میں مشغول ہو جائیں۔ اور انتہائی کوشش کریں کہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت سمندر میں پوری کرلیں اور نماز با جماعت کی ہر جگہ خاص طور پر پابندی رکھیں اور فضول باتیں خاص کر جھگڑے تکرار سے انتہائی پرہیز رکھیں۔

حاجی جدہ میں جدہ میں جہاز سے اترتے وقت یہ بہت ضروری ہے کہ اپنے تمام سامانوں کو اچھی طرح باندھ کر ایک جگہ اپنی سیٹ کے اوپر رکھ دیں، بکسوں کو رسیوں سے جکڑ دیں۔ اور سامانوں کی بوری کو سی دیں تاکہ جہاز سے اتارتے وقت سامانوں کو ٹوٹنے پھوٹنے اور بکھر جانے کا خطرہ نہ رہے پھر صرف پاسپورٹ اور رقم ساتھ لے کر جہاز سے اتر جائیں۔ پاسپورٹ کی چیکنگ اور معائنہ کے بعد سب سے بڑا اور مشکل کام سامانوں کے ڈھیر میں سے اپنے سامانوں کو تلاش کرنا ہے۔ اس سلسلے میں حاجیوں کو بے حد پریشانی ہوتی ہے اور لوگ اپنے اپنے سامانوں کی تلاش میں دیوانہ وار دوڑتے اور بھاگتے پھرتے ہیں اس موقع پر نہایت ہی صبر و سکون چاہیئے اور سامان کی تلاش میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ تھوڑی دیر سکون کے ساتھ بیٹھ جانا چاہیئے۔ جب لوگ اپنے اپنے سامانوں کو اٹھا لیں گے۔ اور سامان تھوڑے رہ جائیں تو اپنے سامان کو تلاش کرنا آسان ہو جائے گا۔ اطمینان رکھیں کہ کوئی دوسرا آپ کے سامانوں کو نہیں اٹھائے گا۔ آخر تک آپ کا سامان وہیں پڑا رہے گا۔ اور اگر خدا نخواستہ آپ کا سامان وہاں نہ ملے تو بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ اپنے معلم کے وکیل کو ہمراہ لے کر مدینۃ الحجاج کی مسجد کے سامنے والے میدان میں اپنے سامان کو تلاش کیجئے وہاں ملے گا۔ وہاں کا دستور ہے کہ وہ حاجیوں کا جو سامان چھوٹ جاتا ہے ٹرک والے اس کو لاد کر مسجد کے میدان میں ڈال دیتے ہیں۔ ہاں اس کا خیال رکھیئے کہ آپ کے ہر سامان پر آپ کا اور آپ کے معلم کا نام ضرور لکھا ہونا چاہیئے۔ یہ سعودی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہر حاجی کا چھوٹا ہوا سامان

اس کے معلم کے مکان پر پہنچائے۔

احرام جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے تو جہاز والے سیٹی بجا کر احرام باندھنے کی اطلاع دیتے ہیں۔ جب وہ جگہ آجائے تو غسل کریں اور مسواک کے ساتھ وضو کریں اور ایک نئی یا دھلی چادر کا احرام باندھ لیں۔ اور ایسے ہی ایک چادر اوڑھ لیں۔ اور احرام کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں الحمد کے بعد قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھیں نماز سے فارغ ہو کر احرام باندھنے کی دعا پڑھیں۔

ضروری ہدایت۔ یاد رکھو کہ حج کا احرام تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ خالی حج کرے اس حاجی کو "مفرد" کہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہاں سے فقط عمرہ کی نیت کرے اور عمرہ ادا کر کے مکہ مکرمہ میں حج کا احرام باندھے حاجی کو "متمتع" کہتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے یہ سب سے افضل ہے۔ اس کو قران کہتے ہیں۔ اور ایسے حاجی کو قارن کہا جاتا ہے۔ مگر ان تینوں قسموں میں تمتع زیادہ آسان ہے۔ اور اکثر ہندوستانی لوگ یہی احرام باندھتے ہیں۔ اس لیے ہم بھی آسان طریقہ لکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ	اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اس کو تو
فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ	میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے
نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ	قبول فرمائے میں نے عمرہ کی نیت کی اور اسکا
بِهَا مُخْلِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰی۔	احرام باندھا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے۔

اس کی نیت کی دعا کے بعد بلند آواز سے لَبَّیْکَ پڑھے لَبَّیْکَ یہ ہے:

لَبَّیْکَ ط اَللّٰهُمَّ لَبَّیْکَ ط	یعنی میں تیرے پاس حاضر ہوا اے اللہ میں
لَبَّیْکَ ط لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط	تیرے حضور حاضر ہوا میں تیرے حضور حاضر
اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ	ہوا تیرا کوئی شریک نہیں میں تیرے حضور

وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ — حاضر ہوا بیشک تعریف اور نعمت اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہے، تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔"

جہاں جہاں دعا میں وقف کی علامت (ط) بنی ہے وہاں وقف کرے۔ اور لَبَّیْكَ کی دعا تین مرتبہ پڑھے، پھر درود شریف پڑھے، پھر دل لگا کر اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَضَبِكَ وَالنَّارِ ۝ — اے اللہ میں تیری رضا اور جنّت کا سائل ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

لَبَّیْكَ پڑھ لینے کے بعد احرام بندھ گیا۔ اب جتنی چیزیں احرام کی حالت میں منع ہیں مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننا، سر چھپانا، شکار کرنا، خوشبو لگانا، حجامت بنوانا، جوں مارنا وغیرہ۔ ان سب چیزوں سے بچے اور اٹھتے بیٹھتے ہر وقت خاص کر سحر کے وقت لَبَّیْكَ برابر بلند آواز سے پڑھتا رہے۔

طواف کعبہ مکرمہ

جب مکہ مکرمہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد حرام میں جائے اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے اور طواف شروع کرنے سے پہلے مرد اپنی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالے کر داہنا مونڈھا کھلا رہے اور چادر کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر نکال دے۔ اب کعبہ کی طرف منہ کر کے حجر اسود کی داہنی طرف رکن یمانی کی جانب حجر اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کر پورا حجر اسود اپنے داہنے ہاتھ کے سامنے رہے۔ پھر طواف کی نیت کرے اور نیت یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ ۔ — یعنی اے اللہ! میں تیرے عزّت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں لہٰذا تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو میری

طرف سے قبول فرمالے"

اس نیت کے بعد کعبہ کو منہ کئے اپنی داہنی طرف چلو، جب حجر اسود بالکل تمہارے منہ کے سامنے ہو (اور یہ بات ایک ذرا حرکت کرنے میں حاصل ہو جائے گی کیونکہ پہلے حجر اسود داہنے ہاتھ کے سامنے تھا اب ذرا سا ہٹ جانے سے منہ کے سامنے ہو جائیگا) اب کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللّٰہِ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ط وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ط

اگر آسانی سے ہو سکے تو حجر اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ دے کر آواز نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا ہی کرو، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے اس طرح بوسہ لینا نصیب نہ ہو تو ہاتھ رکھ کر ہاتھ کو چوم لو یا اس پر چھڑی رکھ کر چھڑی کو چوم لو یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کر کے اپنا ہاتھ چوم لو۔ اب طواف کے لیے دروازہ کعبہ کی طرف بڑھو جب حجر اسود کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہو لو خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر کر کے اس طرح چلو کہ کسی کو ایذا مت دو، پہلے تین پھیروں میں رمل کرنا چاہیئے یعنی چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا، شانے ہلاتا ہوا بہادروں کی طرح چلے نہ کودتے ہوئے نہ دوڑتے ہوئے اور جب حجر اسود کے پاس پہنچے تو بوسہ دے اور اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ہاتھ کو چوم لے دعائیں پڑھتے ہوئے طواف کرے معلم دعائیں پڑھاتے ہوئے طواف کراتے ہیں لیکن ان دعاؤں کا پڑھنا فرض یا واجب نہیں اگر یہ دعائیں یاد نہ ہوں تو درود شریف پڑھتے ہوئے طواف کے ساتوں چکر پورے کرے جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں، تو پھر حجر اسود کو بوسہ دے یا اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر چوم لے۔ حجر اسود کو پہلی بار جب چوما اس وقت سے لَبَّیْکَ پڑھنا بند کر دے، طواف کے بعد مقام ابراہیم پر آ کر یہ آیۃ پڑھو وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی پھر دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ پڑھو یہ نماز واجب ہے اور اس کا نام "تحیۃ الطواف" ہے۔ نماز کے بعد یہ دعا نہایت روتے گڑگڑاتے

ہوئے ہاتھ اُٹھا کر پڑھے۔

مقامِ ابراہیم کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّيْ	اے اللہ تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا
وَعَلَانِيَتِيْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِيْ	ہے تو میری معذرت کو قبول کر اور تو میری حاجت
وَتَعْلَمُ حَاجَتِيْ فَاَعْطِنِيْ	کو جانتا ہے میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ
سُؤْلِيْ وَتَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ	میرے نفس میں ہے تو اسے جانتا ہے تو میرے
فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ	گناہوں کو بخش دے اے اللہ! میں تجھ سے
اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِيْ	اس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب
وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ اَنَّهُ	میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا
لَا يُصِيْبُنِيْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِيْ	ہوں تا کہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا
وَرِضًا مِّنْ مَعِيْشَةٍ بِمَا قَسَمْتَ	جو تُو نے میرے لیے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے
لِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ	میری قسمت میں کیا ہے اس پر راضی رہوں

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان‘‘

نماز اور اس دُعا سے فارغ ہو کر مُلتزم کے پاس جائے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور رُخساروں کو دیوار کعبہ سے ملے۔ اور دونوں ہاتھ سر سے اُونچے کر کے دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ دروازہ کعبہ اور بایاں ہاتھ حجرِ اسود کی طرف پھیلائے اور یہ دُعا خوب رو رو کر اور گڑگڑا کر مانگے۔

دُعاءِ مُلتزم

يَا وَاجِدُ يَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّيْ	اے قدرت والے اے بزرگ تو نے مجھے جو
نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ۔	نعمت دی ہے اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔

اس کے علاوہ اور دوسری دعائیں بھی یہاں مانگو کہ یہ مقبولیت کی جگہ ہے۔ اور مقبولیت کا وقت بھی ہے اس کے بعد زمزم شریف کے نلوں کے پاس آؤ اور کھڑے ہوکر ادب کے ساتھ کعبہ مکرمہ کی طرف منہ کرکے تین سانس میں خوب پیٹ بھر پیو۔ ہر بار بِسْمِ اللّٰہِ سے شروع کرو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر ختم کرو اور ہر بار نگاہ اٹھا کر کعبہ مکرمہ کو دیکھو بچا ہوا پانی اپنے سر اور بدن پر ڈال لو۔ زمزم شریف پینے کی دعا یہ ہے۔

دعائے زمزم

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا	اے اللہ میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ
وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلًا	روزی اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے
مُّتَقَبَّلًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ	شفا کا سوال کرتا ہوں۔

پھر حجرِ اسود کے پاس آکر اس کو چومو، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اور درود شریف پڑھتے ہوئے

صفا و مروہ کی سعی

باب الصفا سے نکل کر صفا پہاڑی کی جانب چلو اور اس پر چڑھتے ہوئے یہ پڑھو:

اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ اِنَّ	میں اس سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ نے
الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ	پہلے ذکر کیا بیشک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں
اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ	سے ہیں جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر ان کے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ	طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام
بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا	کرے تو بیشک اللہ بدلہ دینے والا جاننے
فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝	والا ہے۔

پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کرکے دونوں ہاتھ کندھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اٹھاؤ اور تھوڑی دیر تسبیح و تہلیل و تکبیر اور درود شریف پڑھ کر اپنے لیے اور دوستوں

کے لیے دُعا مانگو کہ یہاں دُعا مقبول ہوتی ہے۔ پھر اس طرح سعی کی نیّت کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُرِیۡدُ السَّعۡیَ بَیۡنَ الصَّفَا وَالۡمَرۡوَۃَ فَیَسِّرۡہُ لِیۡ وَتَقَبَّلۡہُ مِنِّیۡ۔	یعنی اے اللہ میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کا ارادہ کرتا ہوں اس کو تو میرے لیے آسان کر دے۔ اور اس کو تو میری طرف سے قبول فرما لے۔

پھر صفا سے اتر کر مروہ کو چلو اور درود شریف اور دعاؤں کا پڑھنا برابر جاری رکھو جب سبز رنگ کا نشان آئے تو یہاں سے دوڑنا شروع کرو یہاں تک کہ دوسرے سبز نشان سے آگے نکل جاؤ اور مروہ تک پہنچو، یہاں بھی تکبیر، تسبیح اور حمد و ثناء، اور درود شریف پڑھو اور یہ دُعا مانگو یہ ایک پھیرا ہوا۔ پھر یہاں سے صفا کو چلو اور سبز نشان کے پاس پہنچو تو دوڑو اور دوسرے نشان سے آگے نکل جاؤ۔ یہاں تک کہ صفا پر پہنچ کر بدستور سابق دعائیں مانگو۔ اسی طرح سے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک اور صفا سے مروہ تک آؤ پھر جاؤ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔ ہر پھیرے میں اسی طرح کرو۔ اور دونوں سبز رنگ کے نشانوں کے درمیان ہر پھیرے میں دوڑ کر چلتے رہو۔ طواف کعبہ اور سعی کر لینے سے تمہارا عمرہ جس کا احرام باندھ کر آئے ادا ہو گیا اب سر منڈا کر یا بال کٹوا کر احرام اتار لو۔ اور غسل کر کے سلے ہوئے کپڑے پہن لو۔ اور بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں مقیم رہو۔ اور روزانہ جس قدر زیادہ سے زیادہ ہو سکے نفلی طواف کرتے رہو۔

منیٰ کو روانگی پھر آٹھویں ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھو۔ اور ایک نفلی طواف میں رمل اور صفا مروہ کی سعی کر لو اور مسجد حرام میں دو۲ رکعت سنّت احرام کی نیّت سے پڑھو۔ اس کے بعد حج کی نیّت کرو اور لبیک پڑھو اور جب آفتاب نکل آئے تو منیٰ کو چلو اگر ہو سکے تو پیدل جاؤ کہ جب تک مکہ مکرمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ نیکیاں تقریبًا اٹھہتر کھرب چالیس ارب بنتی ہیں۔ راستہ بھر لبیک اور حمد و ثناء و درود شریف پڑھتے رہو۔ جب منیٰ نظر آئے تو یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنًی فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَاءِکَ۔	الٰہی یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اپنے اولیاء پر تو نے کیا ہے۔

منیٰ میں رات بھر ٹھہرو اور ظہر سے نویں ذوالحجہ کی فجر تک پانچ نمازیں یہاں کی "مسجد خیف" میں پڑھو اور بار بار لبیک بلند آواز سے پڑھتے رہو اور جس قدر ہو سکے رو رو کر دعائیں مانگو۔

میدانِ عرفات میں نویں ذوالحجہ کو آفتاب طلوع ہو جانے کے بعد اب میدان عرفات کو چلو دل کو خیالِ غیر سے پاک صاف کر کے اور یہ سوچتے ہوئے نکلو کہ آج وہ دن ہے کہ بہت سے خوش بختوں کا حج مقبول ہو گا۔ اور بہت سے لوگ ان کے صدقے میں بخشے جائیں گے جو آج کے دن محروم رہا وہ واقعی محروم ہے راستہ بھر لبیک بیشمار بار پڑھتے چلو جب "جبل رحمت" پر نظر پڑے اور زیادہ گڑگڑا کر بلند آواز سے لبیک پڑھو اور اپنی دنیاوی و دینی مرادوں اور اپنے حج کی مقبولیت کے لیئے دعائیں مانگتے میدانِ عرفات میں پہنچ کر اپنے معلم کے خیمہ میں اتر کر ٹھہرو۔ دوپہر تک زیادہ وقت رونے گڑگڑانے میں اور صدقہ و خیرات کرنے میں گزارو اور لبیک و درود شریف و کلمہ توحید و استغفار پڑھتے رہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج کے دن سب سے بہتر وظیفہ میرا اور دوسرے نبیوں کا یہی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے
لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ	کوئی اس کا شریک نہیں اسی کے لیئے بادشاہی
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا	ہے اسی کیلئے حمد ہے وہ زندگی اور موت دیتا
یَمُوْتُ ط بِیَدِهِ الْخَیْرُ ط وَهُوَ	ہے اور وہ زندہ ہے وہ نہیں مرے گا اس کے
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط	قبضہ میں سب بھلائیاں ہیں اور وہ ہر چیز

پر قدرت والا ہے۔"

دوپہر ڈھلتے ہی ظہر کی نماز جماعت سے پڑھو۔ ظہر کے فرض پڑھ کر فوراً تکبیر ہوگی اور عصر کی نماز پڑھو یاد رکھو کہ یہ ظہر و عصر ملا کر ظہر کے وقت پڑھنا جبھی جائز ہے کہ

نماز یا تو سلطانِ اسلام پڑھائے یا اس کا نائب میدانِ عرفات میں جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اس کو اس وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں بلکہ وہ ظہر کو ظہر کے وقت میں اور عصر کو عصر کے وقت میں پڑھے۔ (بہار شریعت)

نماز کے بعد فوراً "مؤقف" کو روانہ ہو جائیں، مؤقف وہ جگہ ہے کہ نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکرِ الٰہی اور دعا مانگنے کا حکم ہے۔ اگر ہجوم اور اپنی کمزوری کی وجہ سے "مؤقف" میں نہ جا سکو تو اپنے خیمہ میں لبیک پڑھتے اور ذکر و دعا میں آفتاب غروب ہونے تک مشغول رہو۔ اور خبردار اس انمول اور قیمتی وقت کو چائے بیڑی اڑانے اور گپ لڑانے میں برباد نہ کرو بلکہ آنکھیں بند کئے گردن جھکائے دعائیں ہاتھ آسمان کی طرف سر سے اونچا اٹھا کر پھیلائے تکبیر و تہلیل اور لبیک و دعا اور توبہ و استغفار میں ڈوب جائے اور خوب روئے اور اگر رونا نہ آئے تو کم سے کم رونے جیسی صورت بنائے اور انتہائی کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسو ٹپک جائے کہ یہ مقبولیت کی نشانی ہے۔

رات بھر مزدلفہ میں

سورج غروب ہو جانے کے بعد میدانِ عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو جاؤ اور پورے راستے میں لبیک اور ذکر و دعا اور تکبیر کثرت سے بلند آواز سے پڑھتے چلو۔ مزدلفہ پہنچ کر مغرب کو عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھو، پھر مغرب کے بعد فوراً ہی عشاء پڑھو۔ اس کے بعد "مشعر الحرام" کی مقدس پہاڑی یا اس کے قرب میں یا پورے میدان میں "وادی محسر" کے سوا جہاں چاہو ٹھہر و اور لبیک اور تکبیر و تہلیل میں خوب رو رو کر مشغول رہو اور صبح صادق کے طلوع ہونے سے اجالا ہونے تک کا وقت بہت ہی خاص وقت ہے اس میں ذکر و دعا سے غافل نہ رہو۔

مزدلفہ ہی سے تینوں دن جمروں پر مارنے کے لیے ۴۹ کنکریاں کھجور کی گٹھلی کے برابر چن لو اور ان کو تین مرتبہ دھو لو اور طلوعِ آفتاب میں جب دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے تو مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جاؤ اور منیٰ پہنچ کر "جمرۃ العقبہ" کو سب سے

پہلے جاؤ، اور اس طرح کھڑے ہو جاؤ کہ منیٰ داہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کی طرف ہو اب پانچ ہاتھ کی دوری سے سات کنکریاں جُدا جُدا چٹکی میں لے کر داہنا ہاتھ خوب اُونچا اُٹھا کر جمرہ کو مارو، اور ہر کنکری کو یہ دُعا پڑھ کر پھینکو:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِلشَّیْطٰنِ رِضًا لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا ۔

اللہ کے نام سے، اللہ بہت بڑا ہے شیطان کو ذلیل کرنے کے لیے اللہ کی رضا کے لیے۔ اے اللہ! اس حج کو مبرور بنا دے اور سعی مشکور کر دے اور گناہوں کو بخش دے۔

کنکری مار کر قربانی کرے مگر خوب سمجھ لو کہ یہ قربانی وہ قربانی نہیں ہے جو بقرعید میں ہوا کرتی ہے بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے جو قِران کرنے والے اور تمتع کرنے والوں پر واجب اور مفرد پر مستحب ہے۔ قربانی کے بعد مرد سر منڈائیں یا بال کترائیں عورتوں کو بال منڈوانا حرام ہے وہ صرف ایک پورے کے برابر سر کے بال کٹا دیں اور احرام اُتار کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیں اور افضل یہ ہے کہ آج دسویں ذوالحجہ ہی کو مکہ جا کر طوافِ زیارت جو فرض ہے کر لیں مگر دسویں کو یہ طواف نہ کر سکیں تو ۱۱ یا ۱۲ کو سورج غروب ہونے سے پہلے یہ طواف کر لیں اور مکہ سے منیٰ جا کر ٹھہریں اور ۱۱، اور ۱۲ ذوالحجہ کو منیٰ میں رہیں اور سورج ڈھلنے کے بعد دونوں روز تینوں جمروں کو سات سات کنکریاں مارتے ہیں بارہویں ذوالحجہ کو کنکری مار کر غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے منیٰ سے نکل کر مکہ کو روانہ ہو جاؤ جب وادی محصب میں جو جنت المعلیٰ کے قریب ہے پہنچو تو سواری سے اتر و یا سواری ہی پر کچھ دیر ٹھہر کر دُعا کر لو۔ اب مکہ میں جب تک قیام رہے اپنی اور اپنے ماں باپ کی، اپنے اُستادوں، اپنے پیروں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روانہ عمرے ادا کرتے رہو۔ کچھ عمرے تنعیم سے (چھوٹا عمرہ) کرو۔ کچھ عمرے جعرانہ سے (بڑا عمرہ) کرو۔

مکہ کی چند زیارت گاہیں

قبرستان جنت المعلیٰ میں خاص طور پر بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا و دیگر مزارات کی زیارت اسی طرح مکان ولادت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و مکان خدیجۃ الکبریٰ و مکان حضرت علی رضی اللہ عنہا و مسجد الجن و مسجد الرایہ و مسجد الفتح و مسجد جبل ابو قبیس و مزارات شہداء شبیکہ و جبل ثور و غار حرا وغیرہ مقامات متبرکہ کی زیارتوں سے بھی مشرف ہو۔ کعبہ معظمہ میں داخلہ اور دو ۲ رکعت نماز اندر ادا کرنا بھی بڑی سعادت ہے۔ کمال ادب سے آنکھیں جھکائے لرزتے کانپتے بسم اللہ پڑھ کر دایاں قدم پہلے رکھے اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے وہاں ۲ دو رکعت نفل پڑھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر حمد الٰہی اور درود شریف پڑھے اور دعا مانگے اور ستونوں اور دیواروں سے چمٹے اور روتے گڑگڑاتے آنکھیں نیچی کئے واپس چلا آئے۔

مکہ مکرمہ سے روانگی

جب رخصت کا ارادہ ہو تو طواف وداع کرے کہ باہر والوں پر یہ طواف واجب ہے مگر اس طواف میں نہ رمل کرے، نہ اضطباع کرے اور اس طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی بھی نہ کرے طواف کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھ کر دعا مانگے پھر زمزم شریف کے پاس آکر خوب سیراب ہو کر پیئے اور کچھ بدن پر ڈالے پھر دروازہ کعبہ کے پاس آکر چوکھٹ چومے اور قبول حج و زیارت کی اور بار بار حاضری کی دعائیں مانگے اور یہ دعا پڑھے کہ:

اَلسَّائِلُ بِبَابِكَ يَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَمَعْرُوْفِكَ وَيَرْجُوْ رَحْمَتَكَ ۔	(یا اللہ) تیرے دروازہ پر سائل تیرے فضل واحسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔

پھر "ملتزم" پر آکر غلاف کعبہ سے چمٹے اور خوب روئے پھر حجر اسود کو بوسہ دے پھر الٹے پاؤں کعبہ کی طرف منہ کرکے کعبہ مقدسہ کو حسرت سے دیکھتے ہوئے مسجد حرام کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلے اور کلمہ شہادت و حمد الٰہی اور درود شریف و

دعا کرتے ہوئے روانہ ہو۔ اور فقرائے مکہ مکرمہ کو حسبِ توفیق صدقہ و خیرات دیتے ہوئے سرکارِ اعظم دربارِ مدینہ طیبہ کے مقدس سفر کے لیے روانہ ہو جائے۔

حاضری دربارِ مدینہ منورہ

مدینہ طیبہ کی حاضری اور اس مقدس سفر میں مندرجہ ذیل ہدایات پر خاص طور سے دھیان رکھو۔

۱۔ مزارِ اقدس کی زیارت قریب بواجب ہے محدث ابن عدی نے کامل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (بہارِ شریعت)

۲۔ حاضری میں خاص قبرِ انور کی زیارت کی نیت کرے یہاں تک کہ امام ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ مسجد نبوی کی نیت بھی شریک نہ کرے۔ (بہارِ شریعت)

۳۔ راستہ میں اس قدر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہو کہ ذکر درود شریف میں غرق ہو جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے اور زیادہ شوق ذوق بلکہ وجد میں جھوم جھوم کر درود شریف پڑھو اور عشقِ رسول کی مستی میں ڈوب جاؤ۔

۴۔ جب حرم مدینہ منورہ آئے تو اگر سواری سے اتر سکو تو پیادہ سر جھکائے روتے ہوئے اور درود شریف پڑھتے ہوئے چلو اور جب گنبدِ خضریٰ پر نگاہ پڑے تو درود و سلام والہانہ جوش و خروش کے ساتھ پڑھو، جب شہرِ اقدس مدینہ منورہ میں پہنچو تو جلال و جمالِ محبوب کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازۂ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے داہنا قدم رکھو اور یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ	میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو
اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْخِلْنِي مُدْخَلَ	اللہ نے چاہا نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ سے
صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِي مُخْرَجَ	اے اللہ! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر
صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي اَبْوَابَ	اور سچائی کے ساتھ مجھ کو باہر لے جا الٰہی تو
رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِي مِنْ	اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے اور

زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ يَاخَيْرَ مَسْئُوْلٍ ٥	اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو تو نے اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لیے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اے بہتر سوال کئے گئے۔

۵۔ پھر غسل و وضو اور تمام ضروریات سے فارغ ہو کر مسواک کر کے خوشبو لگا کر اور سفید و صاف کپڑے پہن کر آستانۂ مقدسہ کی طرف انتہائی عاجزی و خاکساری اور ادب و احترام کے ساتھ متوجہ ہو اور روتے ہوئے مسجد نبوی کے دروازے پر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو۔ گویا تم سرکار سے حاضری کی اجازت طلب کر رہے ہو پھر پڑھ کر پہلے داہنا پاؤں رکھ کر سراپا ادب بن کر داخل ہو۔ اور محبوب کے خیال و تصور میں ڈوب جاؤ۔

۶۔ یقین رکھو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچی حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے ان کی اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدہ الٰہی کے تصدیق کے لیے ایک ایک آن کے واسطے تھی ان کا انتقال صرف عوام کی نظروں سے چھپ جانا ہے۔ چنانچہ امام محمد بن حاج مکی مدخل میں اور احمد قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اور دوسرے ائمہ دین نے فرمایا ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و وفات میں اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی حالتوں اور نیتوں کو اور ان کے دلوں کے خیالات کو خوب جانتے پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر اس طرح روشن ہے کہ قطعاً اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔"

(بہار شریعت بحوالہ مدخل و مواہب)

۷۔ مسجد نبوی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصلّٰی پر دو رکعت نماز تحیۃ المسجد

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ سے مختصر پڑھے، پھر سجدہ میں کر دربار حبیب میں مقبولیت کی دعا مانگے پھر کمال ادب میں غرق ہو کر گردن جھکائے لرزتے کانپتے ندامت سے پسینہ پسینہ ہو کر آنسو بہاتے ہوئے مشرق کی طرف سے مواجہۂ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزارِ انور میں جلوہ افروز ہیں۔ اس طرف سے تم حاضر ہو گے تو حضور کی نگاہ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی۔ اور یہ سعادت تمہارے لیے دونوں جہان میں کافی ہے۔

۸۔ اب انتہائی ادب و احترام کے ساتھ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزار پر انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑا ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ا ص ۲۴۸) اور نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ باواز درد انگیز آواز سے اس طرح صلوٰۃ و سلام عرض کرو۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ	اے نبی! آپ پر درود و سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ	اے اللہ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ کی تمام مخلوق سے بہتر آپ پر سلام
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيْعَ الْمُذْنِبِيْنَ	اے گنہ گاروں کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلام،
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاُمَّتِكَ اَجْمَعِيْنَ۔	آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر آپ کی تمام امت پر سلام۔

ان سلاموں کو بار بار جب تک دل چاہے بکثرت پڑھتے رہو اور اپنے ماں باپ اور استادوں اور دوستوں اور اپنے تمام عزیزوں کی طرف سے بھی سلام عرض کرو اور سب کے لیے بار بار شفاعت کی بھیک مانگو اور بار بار یہ عرض کرو کہ اَسْئَلُكَ الشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط اور جو میری اس کتاب کو پڑھے اس کو میں وصیت کرتا ہوں کہ مجھ گنہگار کی طرف سے بھی عرض کر کے شفاعت کی بھیک مانگیں پھر اپنے داہنے ہاتھ کی

طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نورانی چہرہ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَزِيْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِي الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ پر سلام اے رسول اللہ کے وزیر! آپ پر سلام اے غارِ ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق آپ پر سلام، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر اتنی ہی دور ہٹ کر حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پُر جلال چہرہ کے سامنے عرض کرو کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اے امیر المومنین! آپ پر سلام اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے مسلمان آپ پر سلام اے اسلام اور مسلمانوں کی عزت آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں۔

پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا خَلِيْفَتَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط اَسْأَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمَا وَبَارَكَ

اے رسول اللہ کے دونوں خلیفہ آپ دونوں پر سلام اے رسول اللہ کے پہلو میں آرام کرنے والے آپ دونوں پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، آپ دونوں سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر درود

وَسَلِّمْ ۔ اور برکت وسلام نازل فرمائے۔

۹۔ یہ سب حاضریاں مقبولیتِ دُعا کے مقامات ہیں لہٰذا خوب دُعائیں مانگو، پھر منبر شریف کے پاس دُعا کرو اور ستونِ ابولبابہ وستونِ حنّانہ کے پاس دو دو رکعت پڑھ کر دعاؤں میں مشغول رہو، یہاں کی حاضری میں ایک منٹ بھی ضائع نہ کرو۔ تلاوت، درود شریف وسلام اور نوافل میں ہمہ تن مصروف رہو۔ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کم از کم ایک ایک روزہ بھی رکھ لو تو تمہاری خوش نصیبی کا کیا کہنا۔ پنجگانہ نمازوں کے بعد سلام کیلئے حاضر ہو۔ ہر نماز مسجد میں ادا کرو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری مسجد میں چالیس نماز پڑھے اس کے لیے دوزخ اور نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں گی۔ (بہارِ شریعت)

۱۰۔ قبر منور کو کبھی پیٹھ نہ کرو نہ روضہ انور کا طواف کرو نہ سجدہ کرو نہ اتنا جھکو کہ رکوع کے برابر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۱۱۔ قبرستان جنت البقیع کی زیارت سنت ہے۔ روضہ منورہ کی زیارت کر کے وہاں جائے خصوصًا جمعہ کے دن اس قبرستان میں دس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم آرام فرما رہے ہیں اور تابعین وتبع تابعین واولیاء وعلماء وصلحاء کی گنتی کا کوئی شمار ہی نہیں کر سکتا جب حاضر ہو تو پہلے تمام مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرو اور اس طرح سلام پڑھو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّإِنَّا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِكُمْ لَاحِقُوْنَ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلَهُمْ ه	تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو، تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔ اے اللہ! ہم کو اور انہیں بخش دے۔

۱۲۔ تمام اہل بقیع میں افضل حضرت امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں ان کے

مزارِ انور پر حاضر ہو کر کمالِ ادب واحترام کے ساتھ اس طرح سلام کرے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَيْنِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُجَهِّزَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَيْنِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِيْنَ ۔

اے امیر المومنین! آپ پر سلام، اے خلفاء راشدین میں تیسرے خلیفہ آپ پر سلام اے دو ہجرت کرنے والے آپ پر سلام اے غزوہ تبوک کی نقد و جنس سے تیاری کرنے والے آپ پر سلام۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف سے آپ کو بدلہ دے۔ اور آپ سے اور تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

۱۳۔ ظالم نجدیوں نے تمام قبوں اور قبروں کو توڑ پھوڑ کر میدان کر ڈالا ہے۔ بہت کم قبروں کے نشان باقی ہیں بہر حال جو مقابر ظاہر ہیں سب جگہ سلام پڑھو اور فاتحہ خوانی کرو اور دعائیں مانگو کہ یہ سب بارشِ انوار و برکات کی جگہیں اور مقبولیت دُعا کے مقامات ہیں۔

۱۴۔ قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجدِ قبا میں دو رکعت نماز پڑھے حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسجدِ قبا میں نماز عمرہ کے مثل ہے اور دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سنیچر کو قبا تشریف لے جاتے کبھی سوار کبھی پیدل اس مقام کی بزرگی کے بارے میں دوسری احادیث بھی ہیں۔ (ترمذی وغیرہ)

۱۵۔ شہداءِ اُحد کی بھی زیارت کرو حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں شہداءِ احد کی مقدس قبروں پر تشریف لے جاتے اور یہ فرماتے کہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور احد پہاڑ کی بھی زیارت کرو کہ حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوہِ احد ہم سے محبت کرتا ہے۔ اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں بہتر یہ ہے کہ جمعرات کے دن صبح کے وقت جائے اور سب

سے پہلے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر سلام عرض کرے اور حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما پر بھی سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں یہ دونوں یہیں مدفون ہیں۔

مدینہ طیبہ کے چند کنوئیں

۱۶۔ مدینہ طیبہ کے وہ کنوئیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا، کسی کا پانی نوش فرمایا، کسی میں اپنا لعاب دہن ڈالا، اگر کوئی جاننے والا اور بتانے والا ملے تو ان مبارک کنوؤں کی بھی زیارت کرو، خاص کر مندرجہ ذیل کنوؤں کا خیال رکھو۔

بئیر عثمان رضی اللہ عنہ یہ کنواں وادئ عقیق کے کنارے پر مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں ہے اس کنوئیں کو "بئیر رومہ" بھی کہتے ہیں۔ یہ وہی کنواں ہے جس کا مالک ایک یہودی تھا اور مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بیس ہزار درہم پر اس کنوئیں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کردیا۔

بئیر اریس یہ کنواں مسجد قبا سے متصل پچھم جانب ہے اس کو "بئیر خاتم" بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مُہر نبوت کی انگوٹھی اس کنوئیں میں گر گئی اور بڑی تلاش و جستجو کے باوجود نہیں ملی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوئیں کا پانی پیا، اور اس سے وضو فرمایا اور اس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا تھا۔

بئیر غرس یہ کنواں مسجد قبا سے تقریباً چار فرلانگ پورب اتر کونے پر واقع ہے اس کے پانی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اس کا پانی پیا بھی ہے اور اس میں اپنا لعاب دہن اور شہد بھی ڈالا ہے۔

بیئرِ بُضّہ یہ کنواں قبا کے راستہ میں جنت البقیع کے متصل ہے۔ اس کنوئیں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک دھویا اور غسل فرمایا اس جگہ دو کنوئیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ بڑا کنواں بیئرِ بُضّہ ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں سے برکت حاصل کرے۔

بیئرِ بُضاعہ یہ کنواں شامی دروازہ سے باہر جمل اللیل باغ کے پاس ہے اس میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دُعا فرمائی ہے۔

بیئرِ حاء یہ کنواں باب مجیدی کے سامنے شمالی فصیل سے باہر ہے۔ یہ کنواں حضرت ابو طلحہ صحابی رضی اللہ عنہ کے باغ میں تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس جگہ جلوہ افروز ہوتے تھے۔ اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب آیت مبارکہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط نازل ہوئی تو چونکہ یہ کنواں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بہت زیادہ محبوب تھا اس لیے انہوں نے اس کو خدا کی راہ میں صدقہ کر دیا۔

بیئرِ عِہن یہ کنواں مسجد شمس کے قریب ہے اس کنوئیں کے پانی سے بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وضو فرمایا ہے اس کا پانی قدرے کھاری ہے اس کو بیئر الیسیرہ بھی کہا جاتا ہے۔

مدینہ منوّرہ کی چند مسجدیں

۱۷۔ مدینہ منورہ کی چند مشہور مسجدوں کی بھی زیارت کرے اور ہر مسجد میں کم سے کم دو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعائیں مانگے۔ خصوصیت کے ساتھ ان مسجدوں کی۔

مسجد جمعہ یہ مسجد قبا کے نئے راستے سے جانبِ مشرق ہے پہلا جمعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ ادا فرمایا تھا۔

مسجد عمامہ اس جگہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام عیدین کی نماز پڑھتے تھے

اسی لیے اس کو مسجد مصلّٰی بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابوبکر رضی اللہ عنہ | یہ مسجد بالکل مسجد غمامہ کے قریب شمالی جانب ہے۔

مسجد علی رضی اللہ عنہ | یہ مسجد بھی غمامہ کے پاس ہی ہے۔

مسجد بغلہ | یہ مسجد جنت البقیع کے مشرق میں ہے۔ مسجد کے قریب ایک پتھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے کھر کا نشان ہے۔ اس لیے اس کو مسجد بغلہ کہتے ہیں۔ بغلہ کے معنی خچر ہے۔

مسجد اجابہ | یہ مسجد جنت البقیع کے شمالی جانب ہے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلہ والوں کے لیے اس جگہ دعائیں مانگیں جو مقبول ہوئیں۔

مسجد ابی رضی اللہ عنہ | یہ مسجد جنت البقیع کے بالکل قریب ہی ہے اسی جگہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی یہاں رونق افروز ہوتے اور نماز پڑھتے تھے۔

مسجد سقیا | باب عنبریہ کے قریب ریلوے سٹیشن کے اندر ایک قبہ ہے جس کو قبہ الرؤس کہتے ہیں۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام "بئر السقیا" ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں جاتے ہوئے یہاں نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد احزاب | یہ مسجد سلع پہاڑی کے مغربی کنارے پر ہے۔ جنگِ خندق کے موقع پر اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔ اسی لیے بعض لوگ اسے مسجد الفتح بھی کہتے ہیں اس کے قریب میں چار دوسری مسجدیں بھی ہیں ایک کا نام مسجد ابوبکر، دوسری کا نام مسجد عمر، تیسری کا نام مسجد عثمان اور چوتھی کا نام مسجد سلمان ہے۔ ان پانچوں مسجدوں کو مساجد خمسہ کہا جاتا ہے یہ چاروں مقامات در حقیقت جنگ کے مورچے تھے اور یہ چاروں صحابہ کرام ایک ایک

مورچہ پر متعین تھے۔ ان حضرات نے ان مورچوں میں نمازیں بھی پڑھیں اس لیے یہ مورچے مسجد بن گئے۔

مسجد بنی حرام سلع پہاڑی کی گھاٹی پر مسجد احزاب کو جاتے ہوئے داہنی طرف یہ مسجد واقع ہے اس کی تاریخ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے۔ اس کے قریب ایک غار ہے جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ وحی اتری تھی اور جنگِ خندق کے موقع پر رات کو اس غار میں آرام فرماتے تھے اس کی بھی زیارت کرنی چاہیئے۔

مسجد ذباب یہ مسجد ذباب کی پہاڑی پر ہے۔ جو جبلِ اُحد کے راستہ کے بائیں جانب ہے۔ جنگِ خندق کے موقع پر اس جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا خیمہ گاڑا گیا تھا۔

مسجد قبلتین یہ مسجد وادی عقیق کے قریب ایک ٹیلہ پر ہے۔ اسی جگہ بیت المقدس کے بجائے کعبہ شریف قبلہ مقرر ہوا۔ اسی لیے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔

مسجد فضیخ عوالی کے مشرقی حصہ میں یہ مسجد ہے اس جگہ بنو نضیر کے یہودیوں کا محاصرہ کرنے کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی اس کا دوسرا نام "مسجد شمس" بھی ہے اس مسجد کو نجدی حکومت نے شہید کر ڈالا ہے۔

مسجد بنو قریظہ محاصرہ بنی نضیر کے وقت یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا یہ مسجد فضیخ سے جانبِ مشرق تھوڑے فاصلہ پر ہے۔

مسجد ابراہیم رضی اللہ عنہ یہ مسجد بنی قریظہ سے جانبِ شمال واقع ہے اس جگہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ اور اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی ہے۔

دربارِ اقدس سے واپسی

مر کے جیتے ہیں جو ان کے در پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

جب مدینہ منوّرہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو مسجد نبوی شریف میں جا کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلّٰی پر یا اس کے قریب جہاں جگہ ملے دو رکعت نفل پڑھیں۔ اس کے بعد سنہری جالی کے سامنے مواجہہ اقدس میں حاضر ہو کر گریہ و زاری میں ڈوب کر درد و غم کے ساتھ صلوٰۃ و سلام عرض کریں پھر دونوں جہان کی بھلائی، حج و زیارت کی مقبولیت اور حصولِ شفاعت کی سعادت اور خاتمہ بالخیر کے لیے خوب گڑگڑا کر اور روتے ہوئے دعائیں مانگیں اور خاص کر یہ بھی دعا کریں کہ حاضری کا یہ آخری موقع نہ ہو بلکہ خداوند قدوس اس مقدس دربار کی حاضری بار بار نصیب فرمائے اپنے ساتھ اپنے والدین اور رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں اور بزرگوں اور بچوں کے لیے بھی دعا مانگیں اس کے بعد روضہ منوّر کی طرف دیکھتے ہوئے اور جدائی کے رنج و غم میں آنسو بہاتے ہوئے مسجد نبوی شریف سے پہلے بایاں پاؤں نکالیں۔ اور جہاں تک گنبدِ خضریٰ نظر آئے بار بار حسرت بھری نگاہوں سے اس کا دیدار کرتے رہیں۔ اور یہ کہتے ہوئے روانہ ہو جائیں کہ ؎

مدینہ جاؤں پھر آؤں دوبارہ پھر جاؤں
اسی میں عمر دو روزہ تمام ہو جائے

۶

اسلامیات

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہوگئے ہے رحمت پروردگار اپنی

کھانے کا طریقہ

کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں ہی نہ دھوئے کہ اس سے سنت ادا نہ ہوگی لیکن اس کا دھیان رہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھنا نہ چاہیئے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر تولیہ یا رومال سے پونچھ لینا چاہیئے تاکہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

(ترمذی جلد۲ ص ۷، و عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۶)

بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کریں اور بلند آواز سے بسم اللہ پڑھیں تاکہ دوسرے لوگوں کو بھی یاد آجائے اور سب بسم اللہ پڑھ لیں اور اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گیا ہو تو جب یاد آئے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ (ترمذی جلد۲ ص ۷)

روٹی کے اوپر کوئی چیز نہ رکھیں اور ہاتھ کو روٹی سے نہ پونچھیں کھانا ہمیشہ داہنے ہاتھ سے کھائیں۔ بائیں ہاتھ سے کھانا پینا شیطان کا کام ہے۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۶۶۳)

مسئلہ۔ کھانا کھاتے وقت بایاں پاؤں بچھادے یا داہنا پاؤں کھڑا رکھے، یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے اور اگر بھاری بدن یا کمزور ہونے کی وجہ سے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو پالتی مار کر کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں، کھانا کھانے کے درمیان کچھ باتیں بھی کرتا رہے بالکل چپ رہنا یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر کوئی بیہودہ یا پھوہڑ بات ہرگز نہ بکے بلکہ اچھی اچھی باتیں کرتا رہے کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹ

لے، اور برتن کو بھی انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے، کھانے کی ابتداء نمک سے کریں اور نمک ہی پر ختم کریں کہ اس میں بہت سی بیماریوں سے شفاء ہے۔ کھانے کے بعد یہ دعا پڑھیں، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ کَفَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ کھانے کے بعد صابون لگا کر ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں کھانے سے قبل عوام اور جوانوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد علماء و مشائخ اور بوڑھوں کے ہاتھ پہلے دھلائے جائیں۔ کھانا کھالینے کے بعد دستر خوان پر صاحب خانہ اور حاضرین کے لیے خیر و برکت کی دعا مانگنی بھی سنّت ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ ص ۲۱۶ وغیرہ)

مسئلہ۔ پاؤں پھیلا کر اور لیٹ کر اور چلتے پھرتے کچھ کھانا پینا خلاف ادب اور طریقۂ سنّت کے خلاف ہے مسلمانوں کو ہر بات اور ہر کام میں اسلامی طریقوں کی پابندی اور آداب سنّت کی تابعداری کرنی چاہیئے۔

مسئلہ۔ چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے سونے چاندی کا چمچہ استعمال کرنا یا ان کے بنے ہوئے خلال سے دانت صاف کرنا، اسی طرح چاندی سونے کے بنے ہوئے گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا یا خاصدان میں پان رکھنا یا چاندی کی سلائی سے سرمہ لگانا یا چاندی کی پیالی میں تیل رکھ کر تیل لگانا یہ سب حرام ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۵ ص ۲۱۷)

آداب کسی کے یہاں دعوت میں جاؤ تو کھانے کے لیے بہت بے صبری نہ ظاہر کرو کہ ایسا کرنے میں تم لوگوں کی نظروں میں ہلکے ہو جاؤ گے۔ کھانا سامنے آئے تو اطمینان کے ساتھ کھاؤ، بہت جلدی جلدی مت کھاؤ، دوسروں کی طرف مت دیکھو، اور دوسروں کے برتنوں کی جانب نگاہ مت ڈالو، خبردار کسی کھانے میں عیب نہ نکالو کہ اس سے گھر والوں کی دل شکنی ہوگی اور سنّت کی مخالفت بھی ہوگی کیونکہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس طریقہ یہی تھا کہ کبھی آپ نے کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا۔ بلکہ دستر خوان پر جو کھانا آپ کو مرغوب ہوتا اس کو تناول فرماتے

اور جو ناپسند ہوتا اس کو نہ کھاتے بعض مردوں اور عورتوں کی عادت ہے کہ دعوت سے لوٹ کر صاحب خانہ پر طرح طرح کے طعنے مارا کرتے ہیں کبھی کھانوں میں عیب نکالتے ہیں کبھی منتظمین کو کوستے دیتے ہیں میرا تجربہ ہے کہ مردوں سے زیادہ عورتیں اس مرض میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا ان بری باتوں کو چھوڑ دو بلکہ یہ طریقہ اختیار کرو کہ اگر دعوتوں میں تمہارے مزاج کے خلاف بھی کوئی بات ہو تو اس کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرو اور صاحب خانہ کی دلجوئی کے لیے چند تعریف کے کلمات کہہ کر اس کا حوصلہ بڑھا دو۔ ایسا کرنے سے صاحب خانہ کے دل میں تمہارا وقار بڑھ جائے گا۔

مسئلہ۔ ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے تو اس کو اٹھا کر کھا لو شیخی مت بگھارو کر اس کو ضائع کر دینا اسراف ہے جو گناہ ہے۔ بہت زیادہ گرم کھانا مت کھاؤ نہ کھانے کو سونگھو، نہ کھانے پر پھونک مار مار کر اس کو ٹھنڈا کرو کہ یہ سب باتیں خلاف ادب بھی ہیں اور مضر بھی۔ (ردّ المختار جلد ۵ ص ۲۱۶)

پینے کا طریقہ

جو کچھ بھی پیو بسم اللہ پڑھ کر داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے پینا شیطان کا طریقہ ہے جو چیز بھی پیو تین سانس میں پیو اور ہر مرتبہ برتن سے منہ ہٹا کر سانس لو، چاہیئے کہ پہلی مرتبہ اور دوسری مرتبہ ایک گھونٹ پیئے۔ اور تیسری مرتبہ سانس میں جتنا چاہے پی لے۔ کھڑے ہو کر ہرگز کوئی چیز نہ پیئے۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت ہے۔ پانی چوس چوس کر پینا چاہیئے۔ غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے۔ جب پی چکے تو الحمد للہ کہے۔ پینے کے بعد گلاس یا کٹورے کا بچا ہوا پانی پھینکنا اسراف و گناہ ہے۔ صراحی اور مشک کے منہ میں منہ لگا کر پانی پینا منع ہے۔ اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی سے بھی پانی پینے کی ممانعت ہے لیکن اگر پانی انڈیلنے کے لیے کوئی برتن نہ ہو تو ٹونٹی وغیرہ میں دیکھ بھال کر پانی پی لینے میں کوئی حرج نہیں (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۹)

مسئلہ۔ وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پیا جائے۔ ان دو کے سوا ہر پانی بیٹھ کر پینا چاہیئے۔ حدیث میں ہے کہ ہرگز تم میں سے کوئی کھڑے ہو کر کچھ نہ پیئے۔ اور اگر بھول کر کھڑے کھڑے پی لے تو اس کو چاہیئے کہ قے کر دے۔
(مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۷۰)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں تحریر فرمایا کہ جب بھول کر پی لینے میں یہ حکم ہے کہ قے کر دے تو قصداً پینے میں تو بدرجہ اولیٰ یہ حکم ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳ ص ۵۲۲)

مسئلہ۔ سبیل کا پانی مالدار بھی پی سکتا ہے ہاں البتہ وہاں سے پانی کوئی اپنے گھر نہیں لے جا سکتا کیونکہ وہاں پینے کے لیے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے لیکن اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو گھر میں لے جا سکتا ہے۔
(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۹)

مسئلہ۔ جاڑوں میں اکثر جگہ مسجد کے مقابلہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجد میں جو نمازی آئیں اس سے وضو و غسل کریں۔ وہ پانی بھی وہیں استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں مگر نہیں لے جا سکتا۔ بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ جائز نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۲۷)

سونے کے آداب

مستحب یہ ہے کہ باوضو سوئے اور بسم اللہ پڑھ کر کچھ دیر داہنی کروٹ پر اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی پڑھ کر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر قبلہ رو سوئے پھر اس کے بعد بائیں کروٹ پر سوئے، پیٹ کے بل نہ لیٹے حدیث شریف میں ہے کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ پسند نہیں فرماتا اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر چت لیٹنا منع ہے جبکہ تہبند پہنے ہوئے ہو

کیونکہ اس صورت میں ستر کھل جانے کا اندیشہ ہے ایسی چھت پر سونا منع ہے جس پر گرنے سے کوئی روک نہ ہو لڑکا جب دس برس کا ہو جائے تو اپنی ماں یا بہن وغیرہ کے ساتھ سلایا جائے بلکہ اتنی عمر کا لڑکا لڑکوں اور مردوں کے ساتھ بھی نہ سوئے (ابن ماجہ و ترمذی وغیرہ)

مسئلہ۔ دن کے ابتدائی حصہ اور مغرب و عشاء کے درمیان اور عصر کے بعد سونا مکروہ ہے

(عالمگیری جلد ۵ ص ۳۷۶ بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۶۹)

مسئلہ۔ شمال کی طرف پاؤں پھیلا کر بلا شبہ سونا جائز ہے اس کو ناجائز سمجھنا غلطی ہے ہاں البتہ مغرب کی طرف پاؤں کر کے سونا یقیناً ناجائز ہے اس میں قبلہ کی بے ادبی ہے۔

مسئلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب رات کی ابتدائی تاریکی آجائے تو بچوں کو گھروں میں سمیٹ لو کہ اس وقت میں شیاطین ادھر ادھر نکل پڑتے ہیں پھر جب ایک گھڑی رات چلی جائے تو بچوں کو چھوڑ دو اور بسم اللہ پڑھ کر دروازوں کو بند کر لو اور بسم اللہ پڑھ کر مشکوں کے منہ باندھ دو اور برتنوں کو ڈھانک دو۔ اور سوتے وقت چراغوں کو بجھا دو اور سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ مت چھوڑو۔ یہ آگ تمہاری دشمن ہے جب سویا کرو تو اس کو بجھا دیا کرو۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد وغیرہ)

مسئلہ۔ رات میں جب کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے بولنے کی آواز میں سنو تو أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط پڑھو۔ (شرح السنۃ)

مسئلہ۔ اگر رات میں کوئی ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھوکنا چاہیئے اور تین بار أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط پڑھ کر اور کروٹ بدل کر سو رہنا چاہیئے اور کسی سے بھی اس خواب کا ذکر نہ کرنا چاہیئے ان شاء اللہ تعالیٰ اس خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۹۴)

مسئلہ۔ اپنی طرف سے جھوٹا خواب گھڑ کر لوگوں سے بیان کرنا حرام اور بہت بڑا گناہ ہے۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۵۲)

مسئلہ: سونے سے پہلے بستر کو جھاڑ لینا سنت ہے۔ جب سو کر اُٹھے تو یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ط اور بستر سے اُٹھ جائے۔ (عالمگیری)

لباس کا پہننا

اتنا لباس پہننا ضروری ہے کہ جس سے ستر عورت ہو جائے عورتیں بہت باریک اور اتنا چست لباس ہرگز نہ پہنیں کہ جس سے بدن کے اعضاء ظاہر ہوں کہ عورتوں کو ایسا کپڑا پہننا حرام ہے مرد بھی پاجامہ اور تہبند اتنے باریک اور ہلکے کپڑے کا نہ پہنیں کہ جس سے بدن کی رنگت جھلکے اور ستر پوشی نہ ہو کہ مردوں کو بھی ایسا تہبند اور پاجامہ پہننا جائز نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو دھوتی نہیں پہننی چاہیے کہ دھوتی پہننا ہندوؤں کا لباس ہے اور اس سے ستر پوشی بھی نہیں ہوتی کہ چلنے اٹھنے بیٹھنے میں اکثر ران کا پچھلا حصّہ کھل جاتا ہے اسی طرح ہر وہ لباس جو یہود و نصاریٰ یا دوسرے کفّار کا قومی یا مذہبی لباس ہے مسلمانوں کو ہرگز نہیں پہننا چاہیئے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۴۵)

اور ایسا تنگ لباس بھی ناجائز ہے کہ جس سے رکوع و سجود نہ ہو سکے، نیکر اور جانگیہ بھی ہرگز نہ پہنیں کہ گھٹنوں اور ران کا کھولنا حرام ہے۔ ہاں تہبند کے نیچے اگر نیکر یا جانگیہ پہنیں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ: مردوں کو ریشمی لباس پہننا یا لڑکوں کو پہنانا حرام ہے اور عورتوں کے لیے جائز ہے لیکن اگر ریشمی کپڑے کا بانا سوت کا ہو اور تانا ریشم کا ہو تو یہ کپڑا مردوں کے لیے بھی جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۱)

مسئلہ: عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے کسی غیر محرم کے سامنے بدن کا کوئی حصّہ کھولنا جائز نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۸)

مسئلہ۔ بالغ عورت کو غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنا یا سر کے کچھ حصّہ سے دوپٹہ ہٹا دینا جائز نہیں۔ اسی سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبہ والے اور رشتہ دار لوگ آ کر دُلہن کا منہ دیکھتے ہیں اور کچھ رقم منہ دکھائی میں دُلہن کو دیتے ہیں۔ غیر محرم لوگوں کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں۔

مسئلہ۔ مردوں کو عورتوں کا لباس پہننا اور عورتوں کو مردوں کا لباس پہننا بھی منع ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۱۲)

مسئلہ۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ رنگ کے کپڑے بھی بہتر ہی ہیں۔ حدیثوں میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب فاتحانہ حیثیت سے مکّہ معظّمہ تشریف لائے تو سرِ اقدس پر کالے رنگ کا عمامہ تھا کسم و زعفران میں رنگا ہوا اور سرخ رنگ کا کپڑا عورتوں کے لیے جائز اور مردوں کے لیے منع ہے۔ (درمختار و ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۲۸)

مسئلہ۔ علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہننا چاہیئے کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے علمی فائدہ حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم کی عزت و وقعت بھی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (ردالمحتار و بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۵۲)

مسئلہ۔ عورتوں کو چوڑی دار تنگ پاجامہ نہیں پہننا چاہیئے کہ اس سے ان کی پنڈلیوں اور رانوں کی بناوٹ اور شکل ظاہر ہوتی ہے۔ عورتوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ ان کے پاجامے غرارے یا ڈھیلے ڈھالے اور نیچے ہوں کہ قدم چھپ جائیں ان کے لیے جہاں تک پاؤں کا زیادہ سے زیادہ حصّہ چھپ جائے یہ بہت ہی اچھا ہے۔

مسئلہ۔ مردوں کا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچا ہونا سخت منع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہے۔

مسئلہ۔ اون اور بالوں کے کپڑے حضرت انبیاء علیہم السلام کی سنّت ہیں اور بہت سے اولیاء کاملین اور بزرگانِ دین نے اپنی زندگی بھر ان کپڑوں کو پہنا ہے۔ حدیث میں

ہے کہ اون کے کپڑے پہن کر اپنے دلوں کو منوّر کرو کہ یہ دنیا میں ذلّت ہے اور آخرت میں نور ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۴)

مسئلہ۔ کپڑا داہنی طرف سے پہننا مثلاً پہلے داہنی آستین داہنا پائنچہ پہننا یہ سنّت ہے۔ نیا لباس پہنتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔

یعنی اس اللہ کے لیے حمد ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور مجھے رزق دیا میری طاقت و قوت کے۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۲۰۷ مجتبائی)

زینت کا بیان

مردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے۔ مرد چاندی کی انگوٹھی ایک نگ والی جو وزن میں ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو پہن سکتے ہیں۔ مرد چند انگوٹھی یا ایک انگوٹھی کئی نگ والی یا چھلے نہیں پہن سکتے کہ یہ سب مردوں کے لیے ناجائز ہیں عورتیں سونے چاندی کی ہر قسم کی انگوٹھیاں چھلے اور ہر قسم کے زیورات پہن سکتی ہیں۔ لیکن سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً لوہا، تانبہ، پیتل، رولڈ گولڈ وغیرہ کے زیورات یا انگوٹھیاں مرد و عورت دونوں کے لیے ناجائز ہیں، بجنے والے زیورات بھی عورتوں کے لیے منع ہیں۔ نابالغ لڑکوں کو بھی زیورات پہنانا حرام ہے۔ پہنانے والے گنہگار ہوں گے

(درمختار و ردالمختار جلد ۵ ص ۲۳۰ و عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۵)

مسئلہ۔ شریعت میں اجازت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے تو اچھا لباس اور قیمتی کپڑوں کا استعمال عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے جائز ہے۔ بشرطیکہ فخر اور گھمنڈ کے لیے نہ ہو بلکہ نعمتِ خداوندی کے اظہار کے لیے ہو۔

مسئلہ۔ انسان کے بالوں کو عورت چوٹی بنا کر اپنے بالوں میں گوندھے تاکہ اس کے بال زیادہ اور خوبصورت معلوم ہوں یہ حرام ہے اور اگر اون یا کالے دھاگوں کی چوٹی

بنا کر بالوں میں گوندھے تو یہ جائز ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۳)

مسئلہ۔ دانتوں کو ریتی سے ریت کر خوبصورت بنانے والی یا موچنے سے بھوؤں کے بالوں کو نوچ کر بھوؤں کو باریک اور خوبصورت بنانے والی ان سب عورتوں پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔ (بخاری جلد ۲ ص ۸۸۰)

لڑکیوں کے ناک کان چھیدنا جائز ہے۔ بعض جاہل مرد اور عورتیں لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی لڑکوں کے کان بھی چھدوانا ناجائز اور ان کے کان میں زیور پہنانا بھی حرام ہے۔ (ردالمحتار)

عورتیں اپنی چوٹیوں میں سونے چاندی، سونے چاندی کے دانے، پھول، کلپ لگا سکتی ہے۔

مسئلہ۔ عورتوں کو کاجل اور کالا سرمہ زینت کے لیے لگانا جائز ہے مردوں کو کالا سرمہ محض زینت کے لیے لگانا جائز ہے۔ ہاں اگر کالا سرمہ آنکھوں کے علاج کے لیے لگائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۴)

آداب

۱۔ جو امیر عورتیں بہت ہی قیمتی اور زرق برق لباس اور شاندار زیورات پہنتی ہیں۔ ان کے پاس بہت کم اٹھو بیٹھو کر ان کے ٹھاٹھ باٹھ کو دیکھ کر تم کو اپنی مفلسی اور غریبی پر افسوس ہوگا۔ اور تم خداوند کریم کی ناشکری کرنے لگوگی۔ اور خواہ مخواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔

۲۔ ہر ہفتہ نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی، زیادہ سے زیادہ چالیس دن، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اگر چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوگا۔ عورتوں کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ عورتوں کی گندگی اور پھوہڑپن سے شوہروں کو اپنی بیویوں سے نفرت ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میاں بیوی کے تعلقات ہمیشہ کے لیے خراب ہو جایا کرتے ہیں۔ (درمختار جلد ۵ ص ۲۶۱)

۳۔ موٹے کپڑے پہننا اور پھٹے پرانے کپڑوں میں پیوند لگا کر پہننا اسلامی طریقہ ہے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۳) حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کپڑے میں پیوند لگا کر نہ پہن لو اس وقت تک کپڑے کو پرانا نہ سمجھو اس لیے خبردار خبردار کبھی ہرگز بھی پیوند لگا کر کپڑوں کو پہننے میں نہ شرم کرو۔ اور نہ اس کو حقیر سمجھو نہ اس پر کسی کو طعنہ مارو۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۵۴)

۴۔ ناک منہ صاف کرنے کے لیے یا وضو کے بعد ہاتھ منہ پونچھنے یا پسینہ پونچھنے کے لیے رومال رکھنا عورتوں اور مردوں کے لیے جائز ہے۔ اس لیے رومال رکھنا چاہیئے۔ دامن یا آستین سے ہاتھ منہ پونچھنا یا ناک صاف کرنا خلافِ ادب اور گھناؤنی بات ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۳)

متفرق مسائل

مسئلہ۔ مردوں کو عمامہ باندھنا سنّت ہے۔ خصوصاً نماز میں، کیونکہ جو نماز عمامہ باندھ کر پڑھی جاتی ہے۔ اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ عمامہ باندھے تو اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان لٹکائے اور شملہ زیادہ سے زیادہ اتنا بڑا ہونا چاہیئے کہ بیٹھنے میں نہ دبے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۱) بعض لوگ شملہ بالکل نہیں لٹکاتے یہ سنّت کے خلاف ہے اور بعض لوگ شملہ کو اوپر لا کر عمامہ میں گھرس لیتے ہیں یہ بھی نہیں چاہیئے۔ خصوصاً نماز کی حالت میں تو ایسا کرنا مکروہ۔ ہے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۵۵)

مسئلہ۔ عمامہ کو جب پھر سے باندھنا ہو تو اس کو اتار کر زمین پر پھینک نہ دے بلکہ جس طرح لپیٹا ہے اسی طرح ادھیڑنا چاہیئے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۱)

مسئلہ۔ ٹوپی پہننا بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت ہے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہم میں اور مشرکین میں یہ فرق ہے کہ ہم عماموں کے نیچے ٹوپی رکھتے ہیں اور وہ صرف

پگڑی باندھتے ہیں اور اس کے نیچے ٹوپی نہیں رکھتے۔ چنانچہ ہندوستان کے کفار و مشرکین بھی اگر پگڑی باندھتے ہیں تو اس کے نیچے ٹوپی نہیں پہنتے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۵۴)

مسئلہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوٹا عمامہ سات ہاتھ کا اور بڑا عمامہ بارہ ہاتھ کا تھا۔ لہٰذا بس اسی سنت کے مطابق عمامہ رکھنا چاہیئے بارہ ہاتھ سے زیادہ بڑا عمامہ باندھنا سنت کے خلاف ہے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۵۶)

مسئلہ۔ اولیاء و صالحین کے مزاروں پر غلاف و چادر ڈالنا جائز ہے۔ جب کہ یہ مقصود ہو کہ صاحبِ مزار کی عظمت و رفعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو۔ اور عوام ان اللہ والوں کا ادب کریں۔ اور ان سے فیوض و برکات حاصل کریں۔ اور وہاں با ادب حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کریں۔ (در المختار جلد ۵ ص ۲۳۲) وہابی اور بد عقیدہ لوگ جن کے دلوں میں اولیاء اور بزرگانِ دین کی محبت و عقیدت نہیں ہے اس کو ناجائز و حرام بتاتے ہیں۔ ان لوگوں کی بات ہرگز ہرگز نہیں ماننی چاہیئے ورنہ گمراہی کا خطرہ ہے۔

مسئلہ۔ گلے میں تعویذ پہننا یا بازو پر تعویذ باندھنا اسی طرح بعض دعاؤں یا آیتوں کو کاغذ پر یا رکابی پر لکھ کر شفاء کی نیت سے دھو کر پلانا بھی جائز ہے یاد رکھو کہ بعض حدیثوں میں جو گلے میں تعویذ ڈالنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد زمانۂ جاہلیت کے وہ تعویذات ہیں جو مشرکانہ منتروں سے بنائے جاتے ہیں۔ ایسے جنتروں کا پہننا آج کل بھی حرام ہے لیکن قرآن کی آیتوں اور حدیثوں کے تعویذات ہمیشہ اور ہر زمانے میں جائز ہیں اور اب بھی جائز ہیں۔ (در مختار و رد المختار جلد ۵ ص ۲۳۲)

مسئلہ۔ بچھونے یا مصلّٰی یا دستر خوان یا تکیوں یا مسندوں یا رومالوں پر اگر کچھ لکھا ہوا ہو تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں۔ یہ لکھاوٹ خواہ کپڑوں میں بنی ہوئی ہو یا کاڑھی ہوئی ہو یا روشنائی سے لکھی ہوئی ہو۔ الفاظ ہوں یا حروف ہوں۔ ہر صورت میں ممانعت ہے کیونکہ لکھے ہوئے الفاظ اور حروف کا ادب و احترام لازم ہے۔

(رد المختار جلد ۵ ص ۲۳۲)

مسئلہ۔ نظر سے بچنے کے لیے ماتھے یا ٹھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں کسی لکڑی میں کپڑا لپیٹ کر گاڑ دینا تاکہ دیکھنے والی کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے۔ ایسا کرنا منع نہیں ہے۔ کیونکہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ ۔ یا اردو میں کہہ دے کہ اللہ برکت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔ (رد المحتار جلد ۵ ص ۲۳۳)

مسئلہ۔ جس کے یہاں میت ہوئی ہے اسے اظہار غم کے لیے کالے کپڑے پہننا جائز نہیں ہے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۹۳) اسی طرح اظہار غم کے لیے کالے بلّے لگانا بھی ناجائز ہے۔ اوّلاً تو یہ سوگ کی صورت ہے۔ دوم یہ کہ یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں پہلی محرم سے بارہویں محرم تک تین قسم کے رنگ والے کپڑے نہ پہنے جائیں کالا کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ سبز کہ یہ بدعتیوں یعنی تعزیہ داروں کا طریقہ ہے۔ اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذاللہ اظہار مسرت کے لیے سرخ لباس پہنتے ہیں۔

(بہار شریعت بحوالہ اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ جلد ۱۶ ص ۵۳)

مسئلہ۔ علماء و فقہاء کو ایسا لباس پہننا چاہیے۔ کہ وہ پہچانے جائیں تاکہ لوگوں کو ان سے مسائل پوچھنے اور دینی معلومات حاصل کرنے کا موقع ملے اور علم دین کی عزت و وقعت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ (بہار شریعت جلد ۵ ص ۵۷ بحوالہ رد المختار)

مسئلہ۔ عمامہ کھڑے ہو کر باندھے اور پاجامہ بیٹھ کر پہنے، جس نے اس کا الٹا کیا وہ ایسے مرض میں مبتلا ہوگا جس کی دوا نہیں۔

(بہار شریعت جلد ۲ ص ۲۵۸ بحوالہ ضیاء القلوب فی لباس المحبوب)

مسئلہ۔ پاجامہ کا تکیہ نہ بنائے کہ یہ ادب کے خلاف ہے اور عمامہ کا بھی تکیہ نہ بنائے۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۲۵۸)

چلنے کے آداب

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۱)

اور زمین پر اترا کر مت چلو۔ کوئی اترا کر چلنے والا فخر کرنے والا اللہ کو پسند نہیں ہے اور درمیانی چال چلو (نہ بہت ہی آہستہ اور نہ بلاضرورت دوڑ کر) اور بات چیت میں اپنی آواز پست رکھو بےشک سب آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَن تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَن تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا (پارہ ۱۵ رکوع ۴)

یعنی تو زمین پر اترا کر مت چل، بے شک تو ہرگز نہ تو زمین کو چیر ڈالے گا اور نہ تو بلندی میں پہاڑوں کو پہنچے گا۔

تیسری آیت میں فرمایا کہ:

وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا (پارہ ۱۹ رکوع ۴)

یعنی رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

مسئلہ۔ چلنے میں اترا کر چلنا یا اکڑ کر چلنا یا دائیں بائیں ہلتے اور جھومتے ہوئے چلنا یا زمین پر پاؤں پٹک پٹک کر چلنا، یا بلا ضرورت دوڑتے ہوئے چلنا یا بلاضرورت ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے چلنا، یا لوگوں کو دھکا دیتے ہوئے چلنا یہ سب اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے اس لیے شریعت میں اس قسم کی چال چلنا منع ہے اور ناجائز۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص دو چادریں اوڑھے ہوئے اترا اترا

کر چل رہا تھا اور بہت گھمنڈ میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا ہی جائے گا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۷۴)

ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ چلنے میں جب تمہارے سامنے عورتیں آجائیں تو تم ان کے درمیان میں سے مت گذرو۔ داہنے یا بائیں کا راستہ لے لو۔

(شعب الایمان بیہقی)

مسئلہ۔ راستہ چھوڑ کر کسی کی زمین میں چلنے کا حق نہیں ہاں اگر وہاں راستہ نہیں ہے تو چل سکتا ہے مگر جب کہ زمین کا مالک منع کرے تو اب نہیں چل سکتا۔ یہ حکم ایک شخص کے متعلق ہے اور جب بہت سے لوگ ہوں تو جب زمین کا مالک راضی نہ ہو نہیں چلنا چاہیئے لیکن اگر راستہ میں پانی ہے اور اس کے کنارے کسی کی زمین ہے ایسی صورت میں اس زمین پر چل سکتا ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۷ بحوالہ عالمگیری)

بعض مرتبہ کھیت بویا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اس میں چلنا کاشت کار کے نقصان کا سبب ہے۔ ایسی صورت میں ہرگز اس میں نہ چلنا چاہیئے بلکہ بعض مرتبہ کاشتکار کھیت کے کنارے پر کانٹے رکھ دیتے ہیں یہ صاف اس کی دلیل ہے کہ اس کی جانب سے چلنے کی ممانعت ہے اس پر بھی بعض لوگ توجہ نہیں کرتے ان لوگوں کو جان لینا چاہیئے کہ اس صورت میں چلنا منع ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۷)

آدابِ مجلس کا بیان

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دیدو تو تم لوگ جگہ دے دو۔ اللہ تم کو جگہ دے گا۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے

مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پارہ ۲۸ رکوع ۲)

ہوا کرو، اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم والوں کے درجات کو بلند فرما دے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ مجلس سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے بلکہ آنیوالوں کے لیے ہٹ جائے اور جگہ کشادہ کر دے (بخاری وغیرہ) مجلسوں میں ہر مرد و عورت کو ان چند آداب کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

۱۔ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱۶)

۲۔ کوئی مجلس سے اُٹھ کر کسی کام کو گیا اور یہ معلوم ہے کہ وہ ابھی آئیگا تو ایسی صورت میں اس جگہ کسی اور کو بیٹھنا نہیں چاہیئے وہ جگہ اسی کا حق ہے (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱۸)

۳۔ اگر دو شخص مجلس میں پاس پاس بیٹھ کر باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں جا کر نہیں بیٹھ جانا چاہیئے۔ ہاں البتہ اگر وہ دونوں اپنی خوشی سے تمہیں اپنے درمیان میں بٹھائیں تو بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۱۷)

۴۔ جو تم سے ملاقات کے لیے آئے تو تم خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لیے ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ جس سے وہ جانے کہ میری قدر و عزت کی۔

۵۔ مجلس میں سردار بن کر مت بیٹھو بلکہ جہاں بھی جگہ ملے بیٹھ جاؤ گھمنڈ اور غرور اللہ تعالیٰ کو بے حد ناپسند ہے۔ اور تواضع اور انکساری اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ محبوب ہے۔

۶۔ مجلس میں چھینک آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو اور بلند آواز سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہو اور بلند آواز سے حاضرین مجلس جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہیں۔

۷۔ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو، اگر پھر بھی نہ رُکے تو ہاتھ یا کپڑے سے منہ ڈھانک لو۔

۸۔ بہت زور سے قہقہہ لگا کر مت ہنسو کہ اس طرح ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ مجلسوں میں لوگوں کے سامنے تیوری چڑھا کر اور ماتھے پر بل ڈال کر، ناک منہ چڑھا کر مت دیکھو کہ یہ گھمنڈی لوگوں اور متکبّروں کا طریقہ ہے بلکہ نہایت عاجزانہ انداز سے غریبوں کی طرح بیٹھو کوئی بات موقع کی ہو تو لوگوں سے بول چال بھی لو، لیکن ہرگز ہرگز کسی بات کو مت کاٹو، نہ کسی کی دل آزاری کرو۔ نہ کوئی گناہ کی بات بولو۔

۱۰۔ مجلس میں خبردار خبردار کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ کہ یہ بالکل ہی خلافِ ادب ہے۔

مجلس سے اُٹھتے وقت کی دُعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مجلس سے اُٹھ کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھ لے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دے گا۔ اور جو شخص مجلسِ خیر اور مجلسِ ذکر میں اس دُعا کو پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس خیر پر مُہر کر دے گا۔

(ابوداؤد جلد۲ ص ۳۱۹ مجتبائی)

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

اے اللہ ہم تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور دربار میں توبہ کرتا ہوں۔

زبان کی حفاظت کا بیان

بات چیت میں ہمیشہ اس کا دھیان رکھو کہ تمہاری زبان سے کوئی گناہ کی بات نہ نکل جائے حدیث شریف میں ہے کہ بہت سے لوگوں کو ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی باتیں جہنم میں لے جائیں گی۔ اس لیے خاص طور پر بات چیت کرتے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔

۱۔ بے سوچے سمجھے ہرگز کوئی بات مت کہو، جب سوچ کر تمہیں یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو ورنہ بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

۲۔ کسی کو بے ایمان کہنا یا یہ کہنا کہ فلاں پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کی لعنت، خدا کا

غضب پڑے، فلاں کو دوزخ نصیب ہو اس طرح سے بولنا گناہ کی بات ہے جسکو ایسا کہا ہے اگر واقعی وہ ایسا نہ ہوا تو یہ ساری لعنت اور پھٹکار لوٹ کر کہنے والے پر پڑے گی۔

۳۔ اگر تم کو کسی نے دکھ دینے والی بات کہہ دی ہے تو تم صبر کرو اور معاف کردو تمہیں بہت بڑا اجر و ثواب ملیگا اور اگر تم اس کا جواب دینا چاہو تو تم بس اتنا ہی کہہ سکتے ہو جتنا اس نے تم کو کہا ہے اگر اس سے زیادہ کہو گے تو گناہگار ہو جاؤ گے۔

۴۔ دو علی بات ہرگز ہرگز مت کہو کہ اس کے منہ پر اس کی سی بات کرو، اور دوسرے کے منہ پر اس کی سی بات کرو کہ یہ دونوں جہان میں رسوائی کا سامان ہے۔

۵۔ نہ کسی کی چغلی کرو نہ کسی کی چغلی سنو کہ یہ بڑے بڑے فسادوں کی جڑ اور گناہ کبیرہ ہے

۶۔ جھوٹ کبھی ہرگز نہ بولو کہ یہ بہت ہی سخت گناہ کبیرہ ہے۔

۷۔ خوشامد کے طور پر کسی کے منہ پر اس کی تعریف نہ کرو، نہ پیٹھ کے پیچھے بھی حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرو۔

۸۔ نہ کسی کی غیبت کرو نہ کسی کی غیبت سنو، غیبت گناہ کبیرہ ہے اور غیبت یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی کوئی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو اگرچہ وہ بات سچّی ہی ہو، اور اگر وہ بات ہی غلط ہو تو اس کو کہنا یہ بہتان ہے اس میں غیبت سے بھی زیادہ گناہ ہے۔

۹۔ جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرسکو تو اس کے لیے مغفرت کی دعائیں کیا کرو۔ اُمید ہے کہ قیامت میں وہ معاف کردے۔

۱۰۔ کبھی ہرگز کسی سے جھوٹا وعدہ نہ کرو۔

۱۱۔ محض اپنی بات کو اونچی رکھنے کے لیے کسی سے بحث نہ کرو۔

۱۲۔ کبھی ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

۱۳۔ سنی سنائی باتوں کو بلا تحقیق کئے ہوئے مت کہا کرو۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی

ہوتی ہیں۔

۱۴۔ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت کرو۔

۱۵۔ ہمیشہ اچھی باتیں لوگوں کو بتاتے رہو اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہو۔

مکان میں جانے کے لیے اجازت لینا!

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو۔ جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو اور اگر ان گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اندر مت جاؤ جب تمہیں اجازت نہ ملے اور اگر تم سے کہا جائے کہ لوٹ جائیے تو واپس چلے آؤ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اللہ اس کو جانتا ہے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ ایسے گھروں کے اندر چلے جاؤ جن میں کوئی رہتا نہیں ہے اور ان میں تمہارا اسباب موجود ہے اور اللہ جانتا ہے تمام ان باتوں کو جن کو تم ظاہر کرتے ہو اور جن کو تم چھپاتے ہو۔ (قرآن مجید)

مسئلہ۔ جب کوئی شخص دوسرے کے مکان پر جائے تو پہلے اندر آنے کی اجازت حاصل کرے پھر جب اندر آئے تو پہلے سلام کرے پھر اس کے بعد بات چیت شروع کرے اور اگر جس شخص کے پاس گیا ہے وہ مکان سے باہر ہی مل گیا ہو تو اب اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہیں سلام کرے پھر کلام شروع کر دے۔ (خانیہ)

مسئلہ۔ کسی کے دروازہ پر جا کر آواز دی اور اس نے اندر سے کہا "کون" تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ "میں" جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ "میں" کہہ کر جواب دیتے ہیں۔ اس جواب کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا بلکہ جواب میں اپنا نام ذکر کرے کیونکہ "میں" کا لفظ تو ہر شخص اپنے کو کہہ سکتا ہے پھر یہ جواب ہی کب ہوا۔

مسئلہ۔ اگر تم نے کسی کے مکان پر جاکر اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی اور گھر والے نے اجازت نہ دی تو ناراض ہونے کی ضرورت نہیں خوشی خوشی وہاں سے واپس چلے آؤ ہو سکتا ہے کہ وہ اس وقت کسی ضروری کام میں مشغول ہو اور اس کو تم سے ملنے کی فرصت نہ ہو۔

مسئلہ۔ اگر ایسے مکان میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ کہو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فرشتے اس اسلام کا جواب دیں گے (درمختار جلد ۵ ص ۲۶۷ و ردالمحتار) یا اس طرح کہے کہ السلام علیک ایھا النبی کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہوا کرتی ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۸۴)

سلام کے مسائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا (پارہ ۵ رکوع ۸)

اور جب تم کو کوئی کسی لفظ سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر لفظ میں جواب دو یا وہی لفظ تم بھی کہہ دو، بیشک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

مسئلہ۔ سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

مسئلہ۔ سلام کرنے والے کے لیے چاہیئے کہ سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس شخص کی جان اس کا مال اس کی عزت و آبرو سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں ان میں سے کسی چیز میں دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۸۸)

مسئلہ۔ عورت ہو یا مرد سب کے لیے سلام کرنے اور جواب دینے کا اسلامی طریقہ یہی ہے کہ السلام علیکم کہے اور جواب میں وعلیکم السلام کہے۔ اس کے سوا دوسرے سب طریقے غیر اسلامی ہیں۔

مسئلہ۔ اگر دوسرے کا سلام لائے تو جواب میں یہ کہنا چاہیئے علیکم وعلیھم

السلام (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ۔ السلام علیکم اور جواب میں وعلیکم السلام کہنا کافی ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ سلام کرنے والا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہے اور جواب دینے والا بھی یہی کہے سلام میں اس سے زیادہ الفاظ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۶)

مسئلہ " سلام علیکم " کا لفظ بھی سلام ہے مگر چونکہ یہ لفظ شیعوں میں مذہبی نشان کے طور پر رائج ہو گیا ہے کہ اس لفظ کے سنتے ہی فوراً ذہن اس طرف جاتا ہے کہ یہ شخص شیعہ مذہب کا ہے۔ لہذا سنیوں کو سلام میں اس لفظ سے بچنا ضروری ہے

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۸۹)

مسئلہ۔ سلام کا جواب فوراً ہی دینا واجب ہے۔ بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوا اور یہ گناہ سلام کا جواب دے دینے سے نہیں دفع ہوگا۔ بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔

(درمختار وردالمختار جلد ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ۔ ایک جماعت دوسری جماعت کے پاس آئی اور ان میں سے کسی ایک نے بھی سلام نہ کیا تو سب سنت چھوڑنے کے الزام میں گرفتار ہوئے اور اگر ان میں سے ایک شخص نے بھی سلام کر لیا تو سب بری ہو گئے، لیکن افضل یہ ہے کہ سب ہی سلام کریں، یونہی اگر جماعت میں سے کسی نے بھی سلام کا جواب نہ دیا تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے سب گنہگار ہوئے اور اگر ایک شخص نے بھی سلام کا جواب دیدیا تو پوری جماعت الزام سے بری ہو گئی مگر افضل یہی ہے کہ سب سلام کا جواب دیں۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۶)

مسئلہ۔ ایک شخص شہر سے آرہا ہے۔ اور دوسرا شخص دیہات سے آرہا ہے۔ دونوں میں سے کون کس کو سلام کرے، بعض نے کہا کہ شہری دیہاتی کو سلام کرے اور بعض کا قول ہے کہ دیہاتی شہری کو سلام کرے اور اس مسئلہ میں سب کا اتفاق ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے، چھوٹا بڑے کو سلام کرے، سوار پیدل کو سلام کرے، تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام

کریں۔ ایک شخص پیچھے سے آیا یہ آگے والے کو سلام کرے۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۶)

مسئلہ۔ کافر کو سلام نہ کرے اور وہ سلام کریں تو جواب دے سکتا ہے مگر جواب میں صرف علیکم کہے اور اگر ایسی جگہ گزرتا ہو جس جگہ مسلمان اور کفار دونوں جمع ہوں تو السلام علیکم کہے، اور مسلمانوں پر سلام کرنے کی نیت کرے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسے ملے جلے مجمع کو "اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی" کہہ کر سلام کرے۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۶)

مسئلہ۔ اذان واقامت اور جمعہ وعیدین کے خطبہ کے وقت سلام نہیں کرنا چاہیئے۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۶)

مسئلہ۔ علانیہ فسق وفجور کرنے والوں کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی کے پڑوس میں فساق رہتے ہوں اور یہ اگر ان سے سختی برتتا ہے تو وہ اس کو پریشان کرتے ہوں اور ایذا دیتے ہوں اور اگر یہ ان سے سلام وکلام جاری رکھتا ہے تو وہ اس کو ایذا پہنچانے سے باز رہتے ہوں تو ایسی صورت میں ظاہری طور پر ان فساق کے ساتھ سلام وکلام کے ساتھ میل جول رکھنے میں یہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ۔ کسی سے کہہ دیا کہ فلاں کو میرا سلام کہہ دینا اور اس نے سلام پہنچانے کا وعدہ کر لیا تو اس پر سلام پہنچانا واجب ہے اور اگر سلام پہنچانے کا وعدہ نہیں کیا تھا تو سلام پہنچانا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ۔ خط میں سلام لکھا ہوتا ہے۔ اس کو پڑھتے ہی زبان سے وعلیکم السلام کہہ لے تحریری سلام کا جواب ہو گیا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہی طریقہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۹۲)

مسئلہ۔ انگلی یا ہتھیلی سے سلام کرنا منع ہے حدیث شریف میں ہے کہ انگلیوں سے

سلام کرنا یہودیوں کا طریقہ ہے اور ہتھیلی سے اشارہ کر کے سلام کرنا یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے۔
مسئلہ۔ بعض لوگ سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر سے اشارہ کر دیتے ہیں بلکہ بعض تو فقط آنکھوں کے اشارہ سے سلام کا جواب دیا کرتے ہیں یوں سلام کا جواب نہیں ہوا۔ زبان سے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)
مسئلہ۔ چھوٹے جب بڑوں کو سلام کرتے ہیں تو بڑا جواب میں کہتا ہے کہ "جیتے رہو" اسی طرح بڑھیا عورتیں بچیوں کے سلام کا جواب اس طرح دیا کرتی ہیں "خوش رہو" "سہاگن بنی رہو" "دودھ پوت والی رہو" ان سب الفاظ سے سلام کا جواب نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اور ہر مرد و عورت کو سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا چاہیئے۔
مسئلہ۔ اس زمانے میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں جن میں سب سے برے الفاظ "نمستے" اور "بندگی عرض" ہیں، مسلمانوں کو کبھی ہرگز ہرگز یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ بعض لوگ "آداب عرض" کہتے ہیں۔ اس میں اگرچہ اتنی برائی نہیں مگر یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ۔ کوئی شخص تلاوت میں مشغول ہے یا درس و تدریس یا علمی گفتگو میں ہے تو اس کو سلام نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی طرح اذان و اقامت و خطبہ جمعہ و عیدین کے وقت بھی سلام نہ کرے۔ سب لوگ علمی بات چیت کر رہے ہوں یا ایک شخص بول رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں، دونوں صورتوں میں سلام نہ کرے مثلاً عالم وعظ کہہ رہا ہے یا دینی مسئلہ پر تقریر کر رہا ہے اور حاضرین سن رہے ہیں تو آنے والا شخص چپکے سے آکر بیٹھ جائے سلام نہ کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)
مسئلہ۔ جو شخص پیشاب یا پاخانہ پھر رہا ہو یا کبوتر اڑا رہا ہو یا گا رہا ہو یا ننگا نہا رہا ہو یا پیشاب کے بعد ڈھیلا لے کر استنجا سکھا رہا ہو اس کو سلام نہ کیا جائے۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)
مسئلہ۔ جب اپنے گھر میں جائے تو گھر والوں کو سلام کرے بچوں کے سامنے گزرے

تو ان بچوں کو سلام کرے۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ۔ مرد اور عورت کی ملاقات ہو تو مرد عورت کو سلام کرے اور اگر کسی اجنبیہ عورت نے مرد کو سلام کیا اور وہ بوڑھی ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ بھی سنے اور وہ جوان ہو تو اس طرح جواب دے کہ وہ نہ سنے۔ (خانیہ)

مسئلہ۔ بعض لوگ سلام کرتے وقت جھک جاتے ہیں اگر یہ جھکنا رکوع کے برابر ہو جائے تو حرام ہے اور اگر رکوع کی حد سے کم ہو تو مکروہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۹۲)

مسئلہ۔ کسی کے نام کے ساتھ "علیہ السلام" کہنا یہ حضرات انبیاء اور ملائکہ کے ساتھ خاص ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت جبرئیل علیہ السلام، نبی اور فرشتے کے علاوہ کسی دوسرے کے نام کے ساتھ علیہ السلام نہیں کہنا چاہیئے (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۹۳)

مسئلہ۔ سلام محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ تم لوگ اس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہو گے یہاں تک کہ تم مومن بن جاؤ اور تم لوگ مومن نہیں بنو گے یہاں تک کہ تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، لہٰذا تم لوگوں کو ایک ایسے کام کی رہنمائی کرتا ہوں کہ جب تم لوگ وہ کام کرنے لگو گے تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو گے وہ کام یہ ہے کہ تم لوگ آپس میں سلام کا چرچا کرو (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۵۹، مجتبائی)

مسئلہ۔ سلام خیر و برکت کا سبب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے پیارے بیٹے! جب تو گھر میں داخل ہوا کرے تو گھر والوں کو سلام کر، کیونکہ تیرا اسلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے برکت کا سبب ہو گا۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۹۹)

مسئلہ۔ سوار پیدل چلنے والوں کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۳۹۷)

مسئلہ۔ ہر مسلمان کے ہر مسلمان کے اوپر چھ حقوق ہیں۔

(۱) جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے (۲) جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ پر حاضر ہو (۳) جب دعوت کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (۴) جب وہ ملاقات کرے تو اس کو سلام کرے (۵) جب وہ چھینکے تو یرحمک اللہ کہہ کر اس کی چھینک کا جواب دے (۶) اس کی غیر حاضری اور موجودگی دونوں صورتوں میں اس کی خیر خواہی کرے۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۳۹۷)

مصافحہ و معانقہ و بوسہ و قیام

حدیث شریف میں ہے کہ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی مغفرت ہو جائے گی (ابوداؤد جلد ثانی ص ۳۶۱ مجتبائی) مسئلہ: مصافحہ سنّت ہے اور اس کا ثبوت متواتر حدیثوں سے ہے۔ اور احادیث میں اس کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور ہاتھ کو ہلایا تو اس کے تمام گناہ گر جائیں گے۔ جتنی بار ملاقات ہو ہر بار مصافحہ کرنا مستحب ہے مطلقاً مصافحہ کا جائز ہونا یہ بتاتا ہے کہ نماز فجر و نماز عصر کے بعد جو اکثر جگہ مصافحہ کرنے کا مسلمانوں میں رواج ہے یہ بھی جائز ہے۔ اور فقہ کی جو بعض کتابوں میں اس کو بدعت کہا گیا ہے اس سے مراد بدعت حسنہ ہے اور ہر بدعت حسنہ جائز ہی ہوا کرتی ہے۔ (بہار شریعت جلد۱۶ ص ۹۸ بحوالہ درمختار و ردالمحتار جلد۵ ص ۲۴۴) اور جس طرح نماز فجر و عصر کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ دوسری نمازوں کے بعد بھی مصافحہ کرنا جائز ہے۔ کیونکہ جب اصل مصافحہ کرنا جائز ہے تو جس وقت بھی مصافحہ کیا جائے جائز ہی رہے گا جب تک کہ شریعت مطہرہ سے اس کی ممانعت ثابت ہو جائے اور ظاہر ہے کہ پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی ممانعت شریعت کی طرف سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا پانچوں نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ (بہار شریعت جلد۱۶ ص ۹۸ بحوالہ ردالمحتار جلد۵ ص ۲۴۴)

مسئلہ۔ مصافحہ کا ایک طریقہ وہ ہے جو بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ ان کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں تھا۔ یعنی ہر ایک کا ایک ہاتھ دوسرے کے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہو دوسرا طریقہ جس کو بعض فقہاء نے بیان کیا ہے اور اس کو بھی حدیث سے ثابت بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر ایک اپنا داہنا ہاتھ دوسرے کے داہنے ہاتھ سے اور بایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے ملائے اور انگوٹھے کو دبائے کہ انگوٹھے میں ایک رگ ہے کہ اس کے پکڑنے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۹۸)

مسئلہ۔ وہابی غیر مقلد دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو ناجائز اور خلافِ سنت بتاتے ہیں اور صرف ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی جہالت ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف تحریر فرمایا ہے کہ:

"ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہیئے۔" (اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ جلد ۴ ص ۲۰)

مسئلہ۔ معانقہ کرنا بھی سنت ہے کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معانقہ فرمایا ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۶۱)

مسئلہ۔ بعد نمازِ عیدین مسلمانوں میں معانقہ کا رواج ہے اور یہ بھی اظہار خوشی کا ایک طریقہ ہے یہ معانقہ بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ فتنہ کا خوف اور شہوت کا اندیشہ نہ ہو مثلاً خوبصورت مرد، لڑکوں سے معانقہ کرنا یہ فتنہ کا محل ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔ (بہارِ شریعت جلد ۱۶ ص ۹۸)

مسئلہ۔ کسی مرد کے رخسار یا پیشانی یا ٹھوڑی کو بوسہ دینا اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ناجائز ہے اور اگر اکرام و تعظیم کے لیے ہو تو جائز ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور حضرات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی بوسہ دینا ثابت ہے۔ (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۶۳)

مسئلہ۔ عالم دین اور بادشاہ عادل کے ہاتھ کو بوسہ دینا جائز ہے بلکہ ان لوگوں کے قدم کو چومنا بھی جائز ہے بلکہ اگر کسی عالم دین سے لوگ یہ خواہش ظاہر کریں کہ آپ اپنا ہاتھ یا قدم مجھے دیجئے کہ میں بوسہ دوں تو لوگوں کی خواہش کے مطابق وہ عالم اپنا ہاتھ پاؤں بوسہ کے لیے لوگوں کی طرف بڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ۔ بعض لوگ مصافحہ کرنے کے بعد خود اپنا ہاتھ چوم لیا کرتے ہیں یہ مکروہ ہے ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۹۹ بحوالہ زیلعی و در مختار جلد ۵ ص ۲۴۵)

بوسہ کی چھ قسمیں یاد رکھو کہ بوسہ کی چھ قسمیں ہیں (۱) بوسہ رحمت۔ جیسے ماں باپ کا اپنی اولاد کو بوسہ دینا (۲) بوسہ شفقت۔ جیسے اولاد کا اپنے والدین کو بوسہ دینا (۳) بوسہ محبت۔ جیسے ایک شخص اپنے بھائی کی پیشانی کو بوسہ دے (۴) بوسہ تحیت۔ جیسے وقت ملاقات ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بوسہ دے (۵) بوسہ شہوت۔ جیسے مرد عورت کو بوسہ (۶) بوسہ دیانت۔ جیسے حجر اسود۔

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۹۹ بحوالہ زیلعی)

مسئلہ۔ قرآن شریف کو بوسہ دینا بھی صحابۂ کرام کے فعل سے ثابت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روزانہ صبح کو قرآن مجید کو چومتے اور کہتے تھے کہ یہ میرے رب کا عہد اور اس کی کتاب اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی قرآن مجید کو بوسہ دیتے تھے۔ اور اپنے چہرے سے لگاتے تھے۔ (در مختار جلد ۵ ص ۲۴۶)

مسئلہ۔ سجدہ تحیت یعنی ملاقات کے وقت تعظیم کے طور پر کسی کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے ہو تو سجدہ کرنے والا کافر ہے کہ غیر خدا کی عبادت کفر ہے۔ (رد المحتار جلد ۵ ص ۲۴۶)

مسئلہ۔ آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز بلکہ مستحب ہے خصوصاً جب کہ ایسے شخص کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جو تعظیم کا مستحق ہے۔ مثلاً عالم دین کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا۔ (رد المحتار جلد ۵ ص ۲۴۶)

مسئلہ ۔ جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے ہوں اس کی یہ خواہش مذموم اور ناپسندیدہ ہے (ردالمحتار) بعض حدیثوں میں جو قیام کی مذمت آئی ہے اس سے مراد ایسے ہی شخص کے لیے قیام ہے یا اس قیام کو منع کیا گیا ہے جو عجم کے بادشاہوں میں رائج ہے کہ سلاطین اپنے تخت پر بیٹھے ہوتے ہیں ۔ اور اس کے ارد گرد تعظیم کے طور پر لوگ کھڑے رہتے ہیں ۔ آنے والے کے لیے قیام کرنا اس قیام میں داخل نہیں ۔

چھینک اور جمائی کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ چھینک اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے جب کوئی چھینکے اور الحمد للہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر حق ہے کہ یرحمک اللہ کہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے ۔ جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو دفع کرے کیونکہ جب کوئی آدمی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے کیونکہ جمائی کسل اور غفلت کی دلیل ہے، ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۳۸)

مسئلہ ۔ جب چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دینا واجب ہے اور جس طرح سلام کا جواب فوراً ہی دینا اور اس طرح جواب دینا کہ وہ سن لے واجب ہے بالکل اسی طرح چھینک کا جواب بھی فوراً ہی اور بلند آواز سے دینا واجب ہے ۔ (درمختار و ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۹۶)

مسئلہ ۔ جس کو چھینک آئے وہ بلند آواز سے الحمد للہ کہے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے اس کے جواب میں دوسرا شخص یوں کہے یَرْحَمُكَ اللّٰه پھر چھینکنے والا یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ کہے ۔ (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ ۔ جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اس کو روکے کیونکہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں ہے کہ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۰۵) جمائی روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہونٹ کو دانتوں سے دبا لے اور جمائی روکنے کا ایک مجرب عمل

یہ ہے کہ جب جمائی آنے لگے تو دل میں یہ خیال کرے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جمائی نہیں آتی تھی یہ خیال دل میں لاتے ہی ہرگز جمائی نہیں آئے گی (ردالمحتار جلد ا ص ۳۴۴)

مسئلہ۔ اگر ایک مجلس میں کسی کو کئی مرتبہ چھینک آئی تو صرف تین بار تک جواب دینا ہے اس کے بعد اسے اختیار ہے کہ جواب دے یا نہ دے (عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷)

مسئلہ۔ دیوار کے پیچھے کسی کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے۔ (ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ۔ چھینکنے والے کو چاہیئے کہ سر جھکا کر پست آواز سے منہ کو چھپا کر چھینکے بہت ہی بہت بلند آواز سے چھینکنا حماقت ہے۔ (ردالمحتار جلد ۵ ص ۲۶۶)

مسئلہ۔ بعض جاہل لوگ چھینک کو بدشگونی سمجھتے ہیں اگر کسی کام کے لیے جاتے وقت خود کو یا کسی دوسرے کو چھینک آگئی تو لوگ یہ بدفالی لیتے ہیں کہ یہ کام نہیں ہوگا۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے اور بے عقلی کی دلیل ہے حدیث میں آیا ہے کہ چھینک اس بات پر "شاہد عدل" ہے اب غور کرو کہ جب چھینک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "شاہد عدل" کا لقب دیا تو پھر بھلا چھینک منحوس اور بدشگونی کا سامان کیسے بن سکتی ہے؟ اس لیے لوگوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنی کہ چھینک نحوست اور بدفالی کی چیز ہے خداوند کریم مسلمانوں کو اتباع سنت اور پابندی شریعت کی توفیق بخشے۔ آمین

(بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۰۳)

مسئلہ۔ کافر کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو جواب میں یَھْدِیکَ اللّٰہ کہنا چاہیئے۔ (ردالمحتار ص ۲۶۶)

مسئلہ۔ چھینک کا جواب ایک مرتبہ واجب ہے۔ دوبارہ چھینک آئی اور اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا تو دوبارہ جواب دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۲۸۷ و بہار شریعت جلد ۱۶ ص ۱۰۶)

خرید و فروخت کے چند مسائل

خریدنے اور بیچنے کے مسائل بہت زیادہ ہیں اس مختصر کتاب میں بھلا اس کی گنجائش کہاں؟ جس کو مفصل طور پر خرید و فروخت کے مسائل کو جاننا ہو وہ بہار شریعت حصہ یازدہم کا بغور مطالعہ کرے یا اس بارے میں بہت ہی جامع اور معتبر کتاب ہے۔ ہم یہاں صرف چند ضروری مسائل کا ذکر لکھتے ہیں جن سے اکثر و بیشتر واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ ان کو غور سے پڑھ کر یاد کرلو۔

مسئلہ۔ جب تک خرید و فروخت کے ضروری مسائل نہ معلوم ہوں کہ کونسی بیع جائز ہے اور کونسی ناجائز اس وقت تک مسلمان کو چاہیئے کہ وہ تجارت نہ کرے بلکہ تجارت کرنے سے پہلے ان مسئلوں کو جان لینا چاہیئے تاکہ تجارت میں حرام کمائی سے بچا رہے (عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۷)

مسئلہ۔ تاجر کو اپنی تجارت میں اس قدر مشغول نہ ہونا چاہیئے کہ فرائض فوت ہو جائیں بلکہ جب نماز کا وقت ہو جائے تو لازم ہے کہ تجارت کو چھوڑ کر نماز پڑھنے چلا جائے۔

(عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۸)

مسئلہ۔ بیچنے اور خریدنے میں یہ ضروری ہے کہ سودے اور قیمت دونوں کو اچھی طرح صاف صاف طے کرلیں کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھیں جس سے بعد میں جھگڑے بکھیڑے پڑیں اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہو گی تو بیع صحیح نہ ہو گی۔

مسئلہ۔ آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا جائز ہے اور اپنے کسی کام میں لانا بھی درست نہیں۔ (ہدایہ جلد ۳ ص ۳۹)

مسئلہ۔ عورت کے دودھ کو بیچنا اور خریدنا ناجائز ہے اگرچہ اس کو کسی برتن میں رکھ لیا ہو اگرچہ جس کا دودھ ہو وہ باندی ہو۔ (ہدایہ جلد ۳ ص ۳۹)

مسئلہ۔ خنزیر کے بال اس کی کھال وغیرہ اس کے کسی جزو کا بیچنا اور خریدنا حرام اور اس کی بیع باطل ہے اسی طرح مردار کے چمڑے کی بیع بھی باطل اور ناجائز ہے جبکہ پکایا ہوا نہ ہو

اور اگر دباغت کرلی ہو تو اسکی بیع درست اور اسکو کام میں لانا جائز ہے (ہدایہ جلد ۳ ص ۳۹)
مسئلہ - تیل ناپاک ہو گیا اس کی بیع جائز ہے اور کھانے کے علاوہ اس کو دوسرے کام میں لانا بھی جائز ہے (درمختار جلد ۳ ص ۱۴۴) مگر یہ ضروری ہے کہ بیچنے والا خریدار کو تیل کے ناپاک ہونے کی اطلاع دیدے تاکہ خریدار اس کو کھانے کے کام میں نہ لائے اور اس وجہ سے بھی خریدار کو مطلع کرنا ضروری ہے کہ تیل کا ناپاک ہونا عیب ہے اور بیچنے والے پر لازم ہے کہ خریدار کو سودے کے عیب پر مطلع کر دے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلانا جائز نہیں گھر میں جلا سکتا ہے ناپاک تیل کا چراغ جلا کر استعمال کرنا اگرچہ جائز ہے مگر بدن یا کپڑے پر جہاں بھی لگ جائے گا۔ ناپاک ہو جائیگا اور بدن یا کپڑے کو پاک کرنا پڑیگا۔ بعض دوائی اس قسم کی بنائی جاتی ہیں جس میں کوئی ناپاک چیز شامل کرتے ہیں مثلاً جانور کا پتہ یا خون یا حرام جانوروں کی چربی یا شراب وغیرہ یہ دوائی اگر بدن یا کپڑے میں لگ گئیں تو ان کا پاک کرنا ضروری ہے۔
مسئلہ - مردار کی چربی کو بیچنا یا اس سے کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز نہیں نہ اس سے چراغ جلا سکتے ہیں نہ چمڑا پکانے کے کام میں لا سکتے ہیں نہ اس کو کسی مرہم یا صابن میں ملا سکتے ہیں۔ (درالمختار جلد ۳ ص ۱۴۴)
مسئلہ - مردار کے بال، ہڈی، سینگ، کھر، پر، چونچ، ناخن ان سب کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں، ان کو کام میں لانا بھی جائز ہے اسی طرح ہاتھی کے دانت اور ہڈی اور اس کی بنی ہوئی چیزوں کو بھی خریدنا اور بیچنا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ (ہدایہ جلد ۳ ص ۳۹)
مسئلہ - کتا، بلی، ہاتھی، چیتا، باز، شکرا، ان سب کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے۔ شکاری جانور سکھائے ہوئے ہوں یا بغیر سکھائے ہوئے ان کو خریدنا اور بیچنا جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ وہ سکھائے جانے کے قابل ہوں کٹکھنا کتا یا دشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ اس کو خریدنا بیچنا جائز نہیں۔ درالمختار جلد ۳ ص ۱۱۱)

مسئلہ۔ جانور یا کھیتی مکان کی حفاظت کے لیے یا شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے اور ان مقاصد کے لیے نہ ہوں تو کتا پالنا جائز نہیں اور جن صورتوں میں کتا پالنا جائز ہے ان صورتوں میں بھی مکان کے اندر کتوں کو نہ رکھے لیکن اگر چور یا دشمن کا خوف ہو تو مکان کے اندر بھی رکھ سکتا ہے۔ (فتح القدیر و مشکوٰۃ جلد۲ ص ۳۵۹)

مسئلہ۔ مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ اور حشرات الارض مثلاً چوہا، سانپ، گرگٹ، گوہ، بچھو، چیونٹی وغیرہ کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں (در مختار جلد۲ ص ۱۱۱) بندر کو کھیل اور مذاق کے لیے خریدنا منع ہے اور اس کو نچانا اور اس کے ساتھ کھیل کرنا حرام ہے۔ (در مختار)

مسئلہ۔ گیہوں وغیرہ اناجوں میں دھول اور کنکری وغیرہ ملا کر بیچنا ناجائز ہے (عالمگیری) اسی طرح دودھ میں پانی ملا کر بیچنا بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت جلد۱۶ ص ۱۰۶)

مسئلہ۔ تالاب کے اندر کی مچھلیوں کو بیچنے کا جو دستور ہے یہ بیع ناجائز ہے تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک وہ شکار کر کے پکڑ نہ لی جائیں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں، شکار کر کے جو ان مچھلیوں کو پکڑ لے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اب سمجھو کہ جس شخص کا تالاب ہے جب وہ ان مچھلیوں کا مالک ہی نہیں تو اس کا ان مچھلیوں کو بیچنا کیسے درست ہوگا؟ ہاں اگر تالاب کا مالک خود ان مچھلیوں کو پکڑ کر بیچا کرے تو یہ درست ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے پکڑوائے گا تو پکڑنے والا ان مچھلیوں کا مالک ہو جائیگا تالاب کے مالک کا ان مچھلیوں میں کوئی حق نہیں ہوگا تالاب کے مالک کو یہ بھی حق نہ ہے کہ مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرے (در مختار جلد۲ ص ۱۰۹)

مسئلہ۔ کسی کی زمین میں خود بخود گھاس اگی نہ لگایا نہ اس نے پانی دے کر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے جو چاہے کاٹ لے زمین کے مالک کے لیے نہ اس گھاس کو بیچنا جائز ہے نہ کسی کو منع کرنا درست ہے ہاں البتہ اگر زمین کے مالک نے پانی دے کر سینچا ہو اور محنت کی ہو اور حفاظت و رکھوالی کی ہو تو اس صورت میں وہ گھاس

زمین کے مالک کی ہو جائیگی اب اس کو بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو اس گھاس کے کاٹنے سے منع کرنا بھی درست ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۳ ص ۱۱۰)

مسئلہ۔ کافر نے اگر قرآن مجید خرید لیا تو قاضی کو چاہیئے کہ اس کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دے۔ (تنویر)

مسئلہ۔ تاڑی، سیندھی، شراب کی تجارت حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پر، اور اس کے پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر، اور اس کو نچوڑنے والے پر اور اس کو چھاننے والے پر اور اسکو اٹھانیوالے پر اور یہ جس کے اوپر لادی گئی ہو لعنت فرمائی ہے (ابو داؤد جلد ۲ ص ۱۶۱)

مسئلہ۔ لوہے پیتل وغیرہ کی انگوٹھی جس کا پہننا مرد اور عورت دونوں کے لیے نا جائز ہے اس کا بیچنا مکروہ ہے (عالمگیری) اسی طرح افیون وغیرہ جسکا کھانا جائز نہیں ایسوں کے ہاتھ بیچنا جو ان کو نشہ کے طور پر کھاتے ہیں نا جائز ہے کیونکہ یہ گناہ پر اعانت ہے۔

مسئلہ۔ جس سودے کے متعلق یہ معلوم ہے کہ یہ چوری یا غصب کا مال ہے اس کو خریدنا جائز نہیں (عالمگیری جلد ۵ ص ۳۱۸)

مسئلہ۔ رنڈیوں کو حرام کاری یا گانے ناچنے کی اُجرت میں جو سامان ملا ہے وہ بھی مال خبیث اور حرام ہے اس کو بھی خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ۔ کسی نے کوئی چیز بے دیکھے خرید لی تو یہ بیع جائز ہے لیکن جب اس سامان کو دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے اور اگر ناپسند ہو تو پھیر دے اگرچہ اس میں کوئی عیب نہ ہو اس کو شریعت میں "خیار رویت" کہتے ہیں (ہدایہ جلد ۳ ص ۳۵)

مسئلہ۔ جب کوئی سودا بیچے تو واجب ہے کہ اس میں اگر کچھ عیب و خرابی ہو تو خریدار کو بتا دے، عیب کو چھپا کر اور خریدار کو دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے۔

مسئلہ۔ کوئی چیز خریدی اور خریدنے کے بعد دیکھا کہ اس میں عیب ہے مثلاً تھان کو اندر سے چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا اندر سے کٹا ہوا ہے تو خریدار کو اختیار ہے

چاہے لے لیوے چاہے واپس کر دے اس کو شریعت میں "خیار عیب" کہتے ہیں۔
(ہدایہ جلد ۳ ص ۳۹)

مسئلہ۔ جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا اور خریدنا جائز نہیں پہلے دودھ لے تب بیچے، اسی طرح بھیڑ دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے اس کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں۔ (در مختار جلد ۳ ص ۱۰۸)

مسئلہ۔ گوبر کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے لیکن آدمی کے پاخانہ کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہاں البتہ اگر آدمی کے پاخانہ میں راکھ اور مٹی اس قدر مل جائے کہ مٹی اور راکھ غالب ہو جائے اور پاخانہ کھاد بن جائے تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہے (در مختار ص ۲۴۶ و بہار شریعت)

مسئلہ۔ احتکار (ذخیرہ اندوزی) ممنوع ہے احتکار کے معنی یہ ہیں کہ کھانے کی چیزوں کو اس لیے چھپا کر رکھ لینا کہ جب اس کا بھاؤ زیادہ گراں ہو جائے تو بیچے گا ایسا کرنے سے گرانی بڑھ جاتی ہے اور قحط کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے اور مخلوق خدا کو ضرر اور نقصان پہنچتا ہے اسلیے شریعت نے اس سے منع کیا ہے اور اس کے بارے میں بہت سی وعید کی حدیثیں آئی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ جو چالیس۴۰ دن تک احتکار (ذخیرہ اندوزی) کریگا اللہ تعالیٰ اس کو جذام (کوڑھ) اور مفلسی میں مبتلا کریگا اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اسکی نفلی عبادتوں کو قبول کریگا نہ فرض عبادتوں کو (در مختار جلد ۵ ص ۲۴۶) احتکار (ذخیرہ اندوزی) انسان کے کھانے کی چیزوں میں بھی ہوتا ہے مثلاً اناج شکر وغیرہ اور جانوروں کے چارہ میں بھی ہوتا ہے جیسے گھاس بھوسا (در مختار جلد ۵ ص ۲۵۱)

مسئلہ۔ احتکار وہیں کہلائے گا جب کہ غلہ کا روکنا وہاں والوں کے لیے مضر ہو یعنی اس کی وجہ سے گرانی ہو جائے یا یہ صورت ہو کہ سارا غلہ اسی کے قبضہ میں ہے اس کے روکنے سے قحط کا اندیشہ ہے دوسری جگہ غلہ دستیاب نہ ہوگا۔ (ہدایہ جلد ۴ ص ۴۵۴)

اور اگر کسی نے فصل پر غلہ اس نیت سے خرید کر رکھ لیا کہ جب غلہ کا بھاؤ کچھ گراں ہوگا تو بیچ کر کچھ نفع اٹھاؤں گا تو یہ نہ احتکار ہے نہ ممنوع ہے۔

مسئلہ:۔ احتکار کرنے والوں کو یہ قاضی حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے خرچ کے لائق غلّہ رکھ لے اور باقی فروخت کر ڈالے اگر وہ لوگ قاضی کے حکم کے خلاف کریں یعنی زائد غلہ نہ بیچیں تو قاضی ان لوگوں کو مناسب سزا دے گا اور ان لوگوں کی حاجت سے زیادہ جتنا غلہ ہوگا، قاضی خود اس کو فروخت کر دے گا، کیونکہ لوگوں کو پریشانی اور ضرر عام سے بچانے کی یہی صورت ہے۔

(ہدایہ ج ۴ ص ۴۵۵)

مسئلہ:۔ بادشاہ کو رعایا کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ذخیرہ اندوزی کرنے والوں سے غلّہ لے کر رعایا میں تقسیم کر دے پھر جب ان لوگوں کے پاس غلّہ ہو جائے تو جتنا جتنا لیا ہے واپس دیدیں۔

(درمختار ج ۵ ص ۲۵۶)

مسئلہ:۔ تاجروں نے اگر چیزوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھادی ہے اور بغیر کنٹرول کے کام چلتا نظر نہ آتا ہو تو حاکم چیزوں کی قیمتیں مقرر کر کے بھاؤ پر کنٹرول کر سکتا ہے اور کنٹرول کی ہوئی قیمت پر جو بیع ہوگی وہ جائز و درست ہوگی (ہدایہ ج ۴ ص ۴۵۶)

نشہ والی چیزوں کا بیان

مسئلہ:۔ ہر قسم کی شراب حرام اور نجس ہے تاڑی کا بھی یہی حکم ہے دوا کے لیے بھی اس کا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں تاڑی یا شراب پڑی ہو اس کا کھانا اور بدن میں لگانا جائز نہیں۔

(ردالمحتار ج ۱ ص ۲۱۶ وغیرہ)

مسئلہ:۔ تاڑی شراب کے علاوہ جتنی نشہ لانے والی چیزیں ہیں جیسے افیون بھنگ جائفل وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لیے اتنی مقدار میں ان کا کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا بدن میں لگانا جائز ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں لیکن ان کو اتنی مقدار میں کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے (درمختار و ردالمحتار ج ۳ ص ۱۶۶)

مسئلہ:۔ بعض جاہل عورتیں بچوں کو افیون پلا کر سلا دیتی ہیں کہ وہ نشہ میں پڑے سوتے رہیں۔

روئیں دھوئیں نہیں یہ حرام ہے اور اس کا گناہ عورتوں کے سر پڑے ہے۔

بلا اجازت کسی کی کوئی چیز لے لینا

کسی کی کوئی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی اجازت کے بغیر لے لینا بہت بڑا گناہ ہے۔ بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی رشتہ دار کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں، اسی طرح بعض مرد اپنے دوستوں اور ساتھیوں یا اپنی عورتوں کی چیزیں بلا اجازت لے لیا کرتے ہیں۔ یاد رکھو کہ یہ جائز و درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ اگر کسی کی کوئی چیز بلا اجازت لے لی ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہٖ اسی چیز کو واپس کر دینا ضروری ہے اور اگر خرچ یا ہلاک ہوگئی تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ ایسی چیز ہے کہ اس کی مثل بازار میں مل سکتی ہے تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی خرید کر دیدینا واجب ہے اور اگر کوئی چیز لے کر ضائع کر دی ہے کہ اس کی مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا واجب ہے۔ یا یہ کہ جس کی چیز تھی اس سے معاف کرالے اور وہ معاف کردے تب چھٹکارا مل سکتا ہے (عامۂ کتب فقہ)

تصویروں کا بیان

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے رحمت کے اس گھر میں کتا یا تصویر ہو (مشکوٰۃ ص ۳۸۵ اصح المطابع) اور دوسری حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ سب سے زیادہ عتاب اللہ کے نزدیک تصویر بنانے والوں کو ہوگا (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۵) ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ تصویر بنانیوالے پر خدا کی لعنت ہے (بخاری ج ۲ ص ۸۸۱)

مسئلہ:- جاندار چیزوں کی تصویر بنانا، بنوانا اس کا رکھنا اس کا بیچنا، خریدنا حرام ہے۔ ہاں البتہ غیر جاندار چیزوں جیسے درختوں، مکانوں وغیرہ کی تصویر بنانے اور ان کے رکھنے ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے اوپر کی حدیثوں میں جن تصویروں کی ممانعت ہے

ان سے مراد جاندار کی تصویریں ہیں۔

مسئلہ:۔ کچھ لوگ مکانوں میں زینت کے لیے انسانوں اور جانوروں کی تصویریں یا مورتیاں رکھتے ہیں یہ حرام ہے اسی طرح کچھ لوگ مٹی یا پلاسٹک یا دھاتوں کی مورتیاں بچوں کے کھیلنے کے لیے خریدتے ہیں یہ سب حرام و ممنوع ہیں اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہیے، اور ایسے کھلونوں اور گڑیوں کو توڑ پھوڑ دینا یا جلا دینا چاہیئے۔

مسئلہ:۔ جانوروں اور کھیتی اور مکان کی حفاظت اور شکار کے لیے کتا پالنا جائز ہے، ان مقصدوں کے علاوہ کتا پالنا جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۵۹) بعض بچے کتوں کے بچوں کو شوقیہ پالتے اور گھروں میں لاتے ہیں ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو اس سے روکیں، اور اگر وہ نہ مانیں تو سختی کریں حدیث میں جن کتوں کے گھر میں رہنے سے رحمت کے فرشتوں کے نہ آنے کا ذکر ہے ان کتوں سے مراد وہی کتے ہیں جن کو پالنا جائز نہیں ہے۔

بیوہ عورتوں کا نکاح

مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے جہاں بہت سی بیہودہ رسموں کا رواج اور چلن ہو گیا ہے ان میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں اور خاص کر اپنے کو شریف کہلانے والے مسلمان اس بلا میں بہت زیادہ گرفتار ہیں حالانکہ شرعًا اور عقلًا جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا ان دونوں میں فرق سمجھنا انتہائی حماقت اور بے وقوفی بلکہ شرمناک جہالت ہے عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود دوسرا نکاح کرنا یا دوسروں کو اس کی رغبت دلانا تو در کنار، اگر کوئی اللہ کی بندی اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر لے کر دوسرا نکاح کر لیتی ہے تو وہ عمر بھر حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور عورتیں بات بات پر اس کو طعنہ دے کر ذلیل کرتی ہیں، یاد رکھو کہ دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور نکاح ثانی کو برا جاننا یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیونکہ شریعت کے کسی حکم کو عیب سمجھنا اور اسکے

کرنے والے کو ذلیل جاننا کفر ہے کون نہیں جانتا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی کنواری نہ تھیں ایک ایک دو دو نکاح انکے پہلے ہو چکے تھے، تو کیا نعوذ باللہ کوئی ان امت کی ماؤں کو ذلیل یا برا کہہ سکتا ہے؟ توبہ نعوذ باللہ۔

بہرحال یاد رکھو کہ بیوہ عورتوں سے نکاح یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی چھوڑی ہوئی اور مردہ سنت کو زندہ اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا، لہٰذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس بیہودہ رسم کو دنیا سے مٹا دیں اور اللہ و رسول کی خوشنودی کے لیے بیوہ عورتوں کا نکاح ضرور کرلیں اور ان بیچاری دکھیاری اللہ کی بندیوں کو بیکسی اور تباہی و بربادی سے بچا کر ایک سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں اور بیوہ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرم اور عار کے خوشی خوشی دوسرا نکاح کرلیں اور سو شہیدوں کے ثواب کی حقدار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ (سورۂ نور)	اور نکاح کردو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق غلاموں اور کنیزوں کا۔

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۳۰، اصح المطابع)	یعنی میری امت میں فساد پھیل جانے کے وقت جو شخص مضبوطی کے ساتھ میری سنت پر عمل کرے اس کو ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے بھی "کتاب الزہد" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۳۰)

بیماری اور علاج کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نہیں اتاری مگر اس کے لیے شفا بھی اتاری۔ (بخاری و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۷)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہر بیماری کے لیے دوا موجود ہے جب بیماری کو دوا پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھا ہو جائے گا۔ (مسلم و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۷)

ابوداؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دواؤں سے ممانعت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر بد سے جھاڑ پھونک کرنے کی اجازت دی ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۸)

بیمار پرسی بیمار کا حال پوچھنا بڑے ثواب کا کام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے صبح کو جائے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۸۶)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی بیمار پرسی کے لیے جاتا ہے، تو آسمان سے ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ ندا کرتا ہے کہ تو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا ہے اور جنت کی ایک منزل کو تو نے اپنا ٹھکانا بنا لیا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۳۷)

مسئلہ:۔ مریض کی بیمار پرسی کے لیے جانا سنت اور ثواب ہے، لیکن اگر معلوم ہو کہ بیمار پرسی کو جائے گا تو مریض پر گراں گزرے گا تو ایسی حالت میں بیمار پرسی کو نہ جائے

مسئلہ:۔ دوا علاج کرنا جائز ہے جبکہ یہ اعتقاد ہو کہ درحقیقت شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس نے دواؤں کو مرض کے زائل کرنے کا سبب بنا دیا ہے اگر کوئی دوا ہی کو شفا دینے والا سمجھتا ہے تو اس اعتقاد کے ساتھ دوا علاج کرنا جائز نہیں ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۱۰۱)

مسئلہ:۔ حرام چیزوں کو دوا کے طور پر بھی استعمال کرنا جائز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو چیزیں حرام ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے شفا نہیں رکھی ہے۔ انگریزی دوائیں بکثرت ایسی ہیں جن میں اسپرٹ، الکوحل، اور شراب کی آمیزش ہوتی ہے۔ ایسی دوائیں ہرگز استعمال نہ کی جائیں (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۸۸)

مسئلہ:۔ شراب سے خارجی علاج بھی ناجائز ہے جیسے زخم میں شراب لگائی یا کسی جانور کے زخم پر شراب کا پھایہ رکھا یا شراب ملے ہوئے مرہم یا لیپ کو بدن پر لگایا یا بچہ کے علاج میں شراب کا استعمال کیا، ان سب صورتوں میں وہ گنہگار ہوا جس نے شراب کو استعمال کیا یا کرایا۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۱)

مسئلہ:۔ کوئی شخص بیمار ہوا اور علاج نہیں کیا اور مرگیا تو گنہ گار نہیں ہوا۔ (عالمگیری ج ص ۳۱۰) مطلب یہ ہے کہ دوا علاج کرنا فرض یا واجب نہیں ہے کہ اگر دوا نہ کرے اور مرجائے تو گنہ گار ہو، ہاں البتہ بھوک پیاس کا غلبہ ہوا اور کھانا پانی موجود ہوتے ہوئے کچھ کھایا پیا نہیں اور بھوک پیاس سے مرگیا تو ضرور گنہ گار ہوگا کیونکہ یہاں یقیناً معلوم ہے کہ کھانے پینے سے اس کی بھوک پیاس چلی جاتی اور بھوک پیاس کی وجہ سے اس کی موت نہ ہوتی (عالمگیری ج ۵ ص ۳۱۰)

مسئلہ:۔ حقنہ کرنے یعنی عمل دینے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ حقنہ ایسی چیز کا نہ ہو جو حرام ہے مثلاً شراب (ہدایہ ج ۴ ص ۴۵۹)

مسئلہ:۔ بعض امراض میں مریض کو بے ہوش کرنا پڑتا ہے تاکہ گوشت کاٹا جاسکے یا ہڈی کو کاٹا یا جوڑا جاسکے یا زخم میں ٹانکے لگائے جائیں اس ضرورت سے دواؤں کے ذریعہ مریض کو بے ہوش کرنا جائز ہے (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۲۷)

مسئلہ:۔ حقنہ لگانے یا پیشاب اتارنے کیلئے سلائی چڑھانے میں اس جگہ کی طرف دیکھنے یا چھونے کی نوبت آتی ہے بوجہ ضرورت ایسا کرنا جائز ہے

مسئلہ:۔ اسقاط حمل کے لیے دوا استعمال کرنا یا دوائی سے حمل گروانا منع ہے۔ بچہ کی صورت

بن گئی ہو یا نہ بنی ہو، دونوں صورتوں میں حمل گرانا ممنوع ہے لیکن ہاں اگر کوئی عذر ہو، مثلاً بچہ پیدا ہونے میں عورت کی جان کا خطرہ ہو یا عورت کے شیر خوار بچہ ہے اور حمل سے دودھ خشک ہو جائے گا اور کوئی دودھ پلانے والی عورت مل نہیں سکتی۔ اور باپ کے پاس اتنی وسعت نہیں کہ وہ بچہ کے لیے دودھ کا انتظام کر سکے اور بچہ کے ہلاک ہو جانے کا اندیشہ ہو تو ان صورتوں میں مجبوری کی وجہ سے حمل گرایا جا سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ بچے کے اعضاء نہ بنے ہوں اور اس کی مدت ایک سو بیس دن ہے یعنی اگر حمل ایک سو بیس دن کا ہو چکا ہو اور بچے کے اعضاء بن چکے ہوں تو ایسی صورت میں حمل گرانے کی اجازت نہیں ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۲، و بہارِ شریعت ج ۱۶ ص ۱۲۸)

مسئلہ:۔ بیماری میں نقصان دینے والی چیزوں سے پرہیز کرنا سنت ہے بد پرہیزی نہیں کرنی چاہیئے۔ (ابوداؤد ج ۱۶ ص ۱۸۳)

مسئلہ:۔ مریض کو کھلانے پلانے میں زبردستی نہیں کرنی چاہیئے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مریضوں کو کھانے پر مجبور نہ کرو، کیونکہ مریضوں کو اللہ تعالیٰ کھلاتا پلاتا ہے (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۸۸) اور یہ بھی فرمان نبوی ہے کہ جب مریض کھانے کی خواہش کرے تو اسے کھلا دو۔ (ابن ماجہ) یہ حکم اس وقت ہے کہ کھانا مریض کو مضر نہ ہو اور کھانے کی اشتہا رصادق ہو۔

مسئلہ:۔ جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش، کوڑھ وغیرہ ایسے مریضوں کو چاہیئے کہ وہ خود سب سے الگ الگ رہیں تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

قرآن کی تلاوت کا ثواب

قرآن مجید پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل اور اجر و ثواب بہت زیادہ ہیں اسکے متعلق چند حدیثوں کو پڑھ لو اور ان پر عمل کر کے اجر و ثواب کی دولتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔

حدیث :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں وہ بہترین شخص ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے (بخاری ج ۲ ص ۷۵۲)

حدیث :۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو قرآن پڑھنے میں ماہر ہے وہ "کراماً کاتبین" کے ساتھ ہے اور جو شخص رک رک کر قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس پر شاق ہے، یعنی اس کی زبان آسانی سے نہیں چلتی تکلیف کے ساتھ الفاظ ادا ہوتے ہیں، اس کے لیے دوگنا ثواب ہے (ابوداؤد جلد ا ص ۲۱۲)

حدیث :۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہیں ہے وہ ویرانہ اور اجاڑ مکان کے مثل ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵)

حدیث :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک ایسی نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ الٓم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام دوسرا حرف ہے اور میم تیسرا حرف ہے مطلب یہ ہے کہ جس نے صرف الٓم پڑھ لیا تو اس کو تیس نیکیاں ملیں گی (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۵)

حدیث :۔ جس نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو یاد کر لیا اور اس نے قرآن کے حلال کیے ہوئے کو حلال سمجھا اور حرام کیے ہوئے کو حرام جانا تو وہ اپنے گھر والوں میں سے ایسے دس آدمیوں کی شفاعت کرے گا جن کے لیے جہنم واجب ہو چکا تھا (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۴)

حدیث :۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ نماز میں تم نے کون سی سورہ پڑھی انہوں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ نہ اس کے مثل توریت میں کوئی سورہ اتاری گئی نہ انجیل میں نہ زبور میں یہ سورہ ہے اور قرآن عظیم ہے جو مجھے خدا کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱)

حدیث:۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم لوگ دو چمک دار سورتیں سورۂ بقرہ اور سورۂ آلِ عمران کو پڑھو کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی گویا دو ابر ہیں یا دو سائبان ہیں یا صف بستہ پرندوں کی دو جماعتیں وہ دونوں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے جھگڑا کریں گی یعنی شفاعت کریں گی۔ سورۂ بقرہ کو پڑھا کرو کہ اس کا لینا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اور اہلِ باطل اس سورۃ کی تاب نہیں لا سکتے (مسلم و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۴)

حدیث:۔ جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لیے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹)

حدیث:۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سورۂ یٰسٓ پڑھے گا اس کے اگلے گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی لہٰذا اس کو اپنے مردوں کے پاس پڑھا کرو (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۹) اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ ہر چیز کے لیے دل ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے جس نے سورۂ یٰسٓ پڑھی۔ دس مرتبہ قرآن پڑھنا اللہ تعالیٰ اس کے لیے لکھے گا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۷)

حدیث:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں تیس آیتوں کی ایک سورہ ہے وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ وہ سورۂ مُلک ہے۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۳)

حدیث:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۳) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص سوتے وقت بچھونے پر داہنی کروٹ لیٹ کر سو مرتبہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے! اپنی

داہنی جانب جنت میں چلا جا (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۲)

قرآن مجید اور کتابوں کے آداب

مسئلہ: قرآن مجید پر سونے چاندی کا پانی چڑھانا اور قیمتی غلاف چڑھانا جائز ہے۔ کہ اس سے عوام کی نظروں میں قرآن کی عظمت پیدا ہوتی ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۵)

مسئلہ: قرآن مجید بہت چھوٹے سائز کا چھپوانا جیسے کہ لوگ تعویذی قرآن چھپواتے ہیں۔ مکروہ ہے کہ اس سے قرآن مجید کی عظمت عوام کی نظروں میں کم ہوتی ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴)

مسئلہ: قرآن مجید بہت پرانا اور بوسیدہ ہو گیا اور اس قابل نہیں رہا کہ اس میں تلاوت کی جائے اور یہ اندیشہ ہے کہ اس کے اوراق ادھر سے ادھر بکھر جائیں گے تو چاہیے کہ اس کو پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیں اور دفن کرنے میں اس پر تختہ لگا کر دفن کر دیں تاکہ قرآن مجید پر مٹی نہ پڑے قرآن پرانا بوسیدہ ہو جائے تو اس کو جلایا نہ جائے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۵)

مسئلہ: قرآن مجید پر اگر توہین کے ارادہ سے کسی نے پاؤں رکھ دیا تو کافر ہو جائے گا۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴) اور اگر بے اختیار غلطی سے پاؤں پڑ گیا تو قرآن مجید کو ادب سے اٹھا کر بوسہ دے اور توبہ کرے۔

مسئلہ: کسی نے محض خیر و برکت کے لیے اپنے مکان میں قرآن مجید رکھا ہے اور اس میں تلاوت نہیں کرتا تو کچھ گناہ نہیں، بلکہ اس کی یہ نیت باعثِ ثواب ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴)

مسئلہ: لغت اور نحو و صرف کی کتابوں کو نیچے رکھے اور ان کے اوپر علم کلام کی کتابیں رکھی جائیں انکے اوپر فقہ کی کتابیں اور حدیث کی کتابیں رکھی جائیں اور ان کے اوپر تفسیر کی کتابوں کو رکھیں اور سب کتابوں سے اوپر قرآن مجید کو رکھیں اور قرآن مجید کے اوپر کوئی چیز نہ رکھیں بلکہ قرآن مجید جس بکس یا

الماری میں ہو اس بکس اور الماری کے اوپر بھی کوئی چیز نہ رکھیں۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۵)

مسئلہ: جس گھر میں قرآن مجید ہو اس میں بیوی سے صحبت کرنے کی اجازت ہے۔ قرآن مجید پر پردہ پڑا ہو۔ قرآن مجید کی طرف پیٹھ کرنا یا پاؤں پھیلانا قرآن سے اونچی جگہ بیٹھنا سخت خلاف ادب اور ممنوع ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۴)

مسجد اور قبلہ کے آداب

مسئلہ: مسجد کو چونے اور گچ سے منقش کرنا جائز ہے اور سونے چاندی کے پانی سے نقش و نگار بنانا درست ہے جبکہ کوئی شخص اپنے مال سے ایسا کرے مسجد کے وقف کے مال سے متولی کو لیے نقش و نگار بنوانے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن بعض مشائخ کرام دیوار قبلہ میں نقش و نگار بنوانے کو مکروہ بتاتے ہیں، کہ نمازی کا دل ادھر متوجہ ہوگا اور دھیان بٹے گا۔

(درمختار و عالمگیری ج ۵ ص ۳۸۱)

مسئلہ: مسجد میں کھانا، سونا معتکف کے لیے جائز ہے غیر معتکف کے لیے کھانا سونا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص مسجد میں کھانا یا سونا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو اور کچھ ذکر الٰہی کرے یا نماز پڑھے اس کے بعد مسجد میں کھائے اور سوئے (عالمگیری ج ۵ ص ۳۸۲) ہندوستان میں عام طور پر یہ رواج ہے کہ لوگ مسجد کے اندر روزہ افطار کرتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اگر خارج مسجد کوئی ایسی جگہ ہو جب تو مسجد میں نہ افطار کریں ورنہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرلیں۔ اب افطار کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر اس کا لحاظ ضروری ہے کہ مسجد کے فرش اور چٹائیوں کو کھانے پانی سے آلودہ نہ کریں۔

مسئلہ: مسجد کو راستہ بنانا، مسجد میں کوئی سامان یا تعویذ وغیرہ بیچنا یا خریدنا جائز نہیں (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ: مسجد کے سائل کو دینا یا مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا منع ہیں مسجد میں دنیا وی

بات چیت نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا ڈالتی ہے یہ جائز کلام کے متعلق ہے ناجائز کلام کا گناہ تو پوچھنا ہی کیا ہے (درمختار ورد المحتار)

مسئلہ:۔ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر جماعت کرنا بھی مکروہ ہے۔ (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۳) ہاں اگر نمازیوں کی کثرت اور مسجد میں تنگی ہو تو چھت پر نماز پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ میں مسجد کی تنگی کی وجہ سے چھت پر بھی جماعت ہوتی ہے۔

مسئلہ:۔ عظمت اور احترام کے لحاظ سے سب سے بڑا درجہ مسجد حرام یعنی کعبہ مقدسہ کی مسجد کا ہے پھر مسجد نبوی کا پھر مسجد بیت المقدس کا پھر جامع مسجد کا، پھر محلہ کی مسجد کا، پھر سڑکوں کی مسجدوں کا (عالمگیری ج ص ۲۸۲)

مسئلہ:۔ مسجدوں کی صفائی کے لیے ابابیلوں اور چمگادڑوں وغیرہ کے گھونسلوں کو نوچ کر پھینک دینا جائز ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲)

مسئلہ:۔ مسجدوں میں جوتا پہن کر داخل ہونا مکروہ ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۲) یہ اس وقت ہے جبکہ جوتوں میں نجاست نہ لگی ہو اور اگر جوتوں میں نجاست لگی ہو تو ان ناپاک جوتوں کو پہن کر مسجد میں داخل ہونا سخت حرام ہے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں ان آداب کا خاص طور پر خیال رکھیں (۱) جب مسجد میں داخل ہو تو سلام کرے بشرطیکہ وہاں لوگ ذکر الٰہی اور درس یا نماز میں مشغول نہ ہوں اور اگر مسجد میں کوئی موجود نہ ہو یا جو لوگ موجود ہوں وہ عبادتوں میں مشغول ہوں تو السلام علیکم کہنے کی بجائے یوں کہے :۔

(۲) وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد

ادا کرے (۳) خرید و فروخت نہ کرے (۴) ننگی تلوار لے کر مسجد میں نہ جائے (۵) گمی ہوئی چیز جلا کر مسجد میں نہ ڈھونڈے (۶) ذکر الٰہی کے سوا آواز بلند نہ کرے۔ (۷) دنیا کی باتیں مسجد میں نہ کرے۔ (۸) لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے (۹) جگہ کے لیے لوگوں سے جھگڑا نہ کرے۔ (۱۰) اس طرح نہ بیٹھے کہ

لوگوں کے لیے جگہ تنگ ہو جائے (۱۱) نمازی کے آگے سے نہ گزرے (۱۲) مسجد میں تھوک اور کھنکار نہ ڈالے (۱۳) انگلیاں نہ چٹخائے (۱۴) نجاست اور بچوں پاگلوں سے مسجد کو بچائے (۱۵) ذکرِ الٰہی کی کثرت کرے (عالمگیری ج ۵ ص ۲۸۳)

مسئلہ:۔ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پاخانہ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح قبلہ کی طرف نشانہ بنا کر اس پر تیر چلانا یا گولی مارنا یعنی چاند ماری کرنا مکروہ ہے قبلہ کی طرف تھوکنا بھی خلاف ادب ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۱۸ وغیرہ)

لہو و لعب کا بیان

مسئلہ:۔ گنجفہ چوسر، شطرنج، تاش کھیلنا ناجائز ہے۔ حدیثوں میں شطرنج کھیلنے کی بہت زیادہ ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے "نردشیر" کھیلا گویا سور کے گوشت اور خون میں اپنا ہاتھ ڈال دیا (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۲۷) پھر یہ بھی وجہ ہے کہ ان کھیلوں میں آدمی اس قدر محو اور غافل ہو جاتا ہے کہ نماز وغیرہ دین کے بہت سے کاموں میں خلل پڑ جاتا ہے تو جو کام ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے دینی کاموں میں خلل پڑتا ہو وہ کیوں نہ برا ہوگا۔ یہی حال پتنگ اڑانے کا بھی ہے کہ یہی سب خرابیاں اس میں بھی ہیں بلکہ بہت سے لڑکے پتنگ کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے، اس لیے پتنگ اڑانا بھی منع ہے غرض لہو و لعب کی جتنی قسمیں ہیں سب باطل ہیں صرف تین قسم کے لہو کی حدیث میں اجازت ہے (۱) بیوی کیساتھ کھیلنا (۲) گھوڑے کی سواری کرنے میں مقابلہ (۳) تیر اندازی کا مقابلہ۔

مسئلہ:۔ ناچنا، تالی بجانا، ستار، ہارمونیم، چنگ، طنبورہ بجانا اسی طرح دوسرے قسم کے تمام باجے سب ناجائز ہیں اسی طرح ہارمونیم ڈھول بجا کر گانا سنانا اور سننا بھی ناجائز ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۸)

مسئلہ:۔ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانے کی اجازت ہے جبکہ ان دفوں میں

جھانج نہ لگے ہوں اور موسیقی کے قواعد پر نہ بجائے جائیں بلکہ محض ڈھب ڈھب کی بے سری آواز سے فقط نکاح کا اعلان مقصود ہو (رد المحتار و عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۸)

مسئلہ:۔ رمضان شریف میں سحری کھانے اور افطاری کے وقت بعض شہروں میں نقارے یا گھنٹے بجتے ہیں یا سیٹیاں بجائی جاتی ہیں جن سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ لوگ بیدار ہو کر سحری کھائیں یا انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ ابھی سحری کا وقت باقی ہے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے اور افطار کا وقت ہو گیا۔ یہ سب جائز ہیں کیونکہ یہ لہو و لعب کے طور پر نہیں ہیں بلکہ ان سے اعلان کرنا مقصود ہے اسی طرح ملوں اور کارخانوں میں کام شروع ہونے اور کام ختم ہونے کے وقت جو سیٹیاں بجائی جاتی ہیں یہ بھی جائز ہیں کہ ان سے لہو مقصود نہیں بلکہ اطلاع دینے کے لیے یہ سیٹیاں بجائی جاتی ہیں (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۳۰)

مسئلہ:۔ کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لیے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لیے پالا جاتا ہے تو ناجائز ہے کیونکہ کبوتر بازی یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہو جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہو تو اس کو سختی کے ساتھ منع کیا جائیگا اور وہ اس پر بھی نہ مانے تو اسلامی حکومت کی طرف سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دے دیے جائیں گے تا کہ اڑانے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے (در مختار ۵ ص ۲۵۷)

مسئلہ:۔ جانوروں کو لڑانا جیسے لوگ مرغ، بٹیر، تیتر مینڈھوں کو لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور ان کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے (بہار شریعت ج ۱۶ ص ۱۳۱)

مسئلہ:۔ اکھاڑوں میں کشتی لڑنا اگر لہو و لعب کے طور پر نہ ہو بلکہ اس سے مقصود اپنی جسمانی طاقت کو بڑھانا ہو تو یہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ ستر پوشی کے ساتھ آج کل لنگوٹ اور جانگیہ پہن کر جو کشتی لڑتے ہیں جس میں ران وغیرہ کھلی رہتی ہیں یہ ناجائز ہے اور ایسی کشتیوں کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے کیونکہ کسی کے ستر کو دیکھنا حرام ہے۔ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ پہلوان سے کشتی لڑی اور تین مرتبہ اس کو پچھاڑا کیونکہ رکانہ پہلوان نے کہا تھا کہ اگر آپ مجھے پچھاڑ

دیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ رکانہ مسلمان ہو گئے (درمختار ورد المحتار ج ۵ ص ۲۵۹)

مسئلہ:۔ اگر لوگ اس طرح آپس میں ہنسی مذاق کریں کہ نہ گالی گلوچ ہو نہ کسی کی ایذا رسانی ہو بلکہ محض پر لطف اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں جن سے اہل محفل کو ہنسی آجائے اور تفریح ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی تفریح اور مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت ہے (دیکھو ہماری کتاب روحانی حکایات اول ودوم)

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت

علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کی فضیلت کا کیا کہنا؟ اس علم سے آدمی کی دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعۂ نجات ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علم دین جاننے والوں کی بزرگی اور فضیلت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ (پ ۲۸ رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان والوں کے اور ان لوگوں کے جن کو علم دیا گیا ہے بہت سے درجات بلند فرمائے گا۔

ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی حدیثوں میں علم دین کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور علم دین پڑھنے اور پڑھانے والوں کی بزرگیوں اور انکے مراتب و درجات کی عظمتوں کا بیان فرمایا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔

حدیث:۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی میری فضیلت تمہارے ادنیٰ پر پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام آسمان و زمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں، اور یہاں تک کہ مچھلی سب اسکی بھلائی چاہنے والے ہیں۔ جو عالم کہ لوگوں کو اچھی باتوں کی تعلیم دیتا ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۴)

حدیث:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک گھڑی رات میں پڑھنا پڑھانا

ساری رات عبادت کرنے سے افضل ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۷)

حدیث:۔ عالموں کی دواتوں کی روشنائی قیامت کے دن شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی (خطیب)

حدیث:۔ علماء کی مثال یہ ہے کہ جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر میں راستہ کا پتہ چلتا ہے اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے (احمد)

حدیث:۔ ایک عالم ایک ہزار عابد سے زیادہ شیطان پر سخت ہے (مشکوٰۃ ا ص ۳۴)

پیارے بھائیو اور عزیز بہنو! آج کل مسلمان مردوں اور عورتوں میں علم دین سیکھنے سکھانے اور دین کی باتوں کے جاننے کا جذبہ اور ذوق و شوق تقریباً مٹ چکا ہے۔ اس لیے ہر طرف بے دینی اور لامذہبیت کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے ہزاروں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دین و مذہب سے آزاد، اور اللہ و رسول سے بیزار ہو کر جانوروں کی طرح بے لگام ہو رہے ہیں، بلکہ بہت سے تو اللہ ہی کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مانتے ہی نہیں کہ خدا موجود ہے اس بے دینی کے طوفان کا ایک ہی سبب ہے کہ مسلمانوں نے خود بھی دین کا علم پڑھنا چھوڑ دیا اور اپنے بچوں کو بھی علم دین نہیں پڑھایا، اس لیے بے حد ضروری ہے کہ مسلمان مرد و عورت خود بھی فرصت نکال کر دین کی ضروری باتوں کا علم حاصل کریں اور اپنے بچے اور بچیوں کو ضروری باتیں بچپن ہی سے بتاتے اور سکھاتے رہیں، اگر اپنے بچوں کو علم دین پڑھا کر عالم نہیں بنا سکتے تو کم سے کم ان کو دین کا اتنا علم تو سکھا دیں کہ وہ مسلمان باقی رہ جائیں۔

حلال روزی کمانے کا بیان

اتنا کمانا ہر مسلمان پر فرض ہے جو اپنے اور اپنے اہل و عیال کے گزارہ کے لیے اور جن لوگوں کا خرچہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کا خرچ چلانے کے لیے اور اپنے قرضوں کو ادا کرنے کے لیے کافی ہو۔ اسکے بعد اسے اختیار ہے کہ اتنی ہی کمائی پر بس کرے یا اپنے اور اپنے اہل و عیال

کے لیے کچھ پس ماندہ مال رکھنے کی بھی کوشش کرے کسی کے ماں باپ اگر محتاج و تنگ دست ہوں تو لڑکوں پر فرض ہے کہ کما کر انہیں اتنا دیں کہ ان کے لیے کافی ہو جائے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۵)

مسئلہ :۔ سب سے افضل کمائی جہاد ہے یعنی جہاد میں جو مالِ غنیمت حاصل ہوا۔ جہاد کے بعد افضل کمائی تجارت ہے پھر زراعت پھر صنعت و حرفت کا مرتبہ ہے۔

(عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۶)

مسئلہ :۔ جو لوگ مسجدوں اور بزرگوں کی خانقاہوں اور درگاہوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور بسر اوقات کے لیے کوئی کام نہیں کرتے اور اپنے کو متوکل بتاتے ہیں حالانکہ ان کی نظریں ہر وقت لوگوں کی جیبوں پر لگی رہتی ہیں کہ کوئی ہمیں کچھ دے جائے ان لوگوں نے اس کو اپنی کمائی کا پیشہ بنالیا ہے اور یہ لوگ طرح طرح کے مکر و فریب سے کام لے کر لوگوں سے رقمیں کھسوٹتے ہیں ان لوگوں کا یہ طریقہ ناجائز ہے ہرگز ہرگز یہ لوگ متوکل نہیں بلکہ مفت خور اور کام چور ہیں اس سے لاکھوں درجے یہ اچھا ہے کہ یہ لوگ بسر اوقات کے لیے کچھ کام کرتے اور رزق حلال کھا کر اللہ کے فرائض کو ادا کرتے (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۶ وغیرہ)

مسئلہ :۔ اپنی ضرورتوں سے بہت زیادہ مال و دولت کمانا اگر اس نیت سے ہو، کہ فقراء و مساکین اور اپنے رشتہ داروں کی مدد کریں گے تو یہ مستحب بلکہ نفلی عبادتوں سے افضل ہے اور اگر اس نیت سے ہو کہ میرے وقار و عزت میں اضافہ ہوگا تو یہ بھی مباح ہے لیکن اگر مال کی کثرت اور فخر و تکبر کی نیت سے زیادہ مال کمائے تو یہ ممنوع ہے (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۶)

ضروری تنبیہ یاد رکھو کہ مال کمانے کی بعض صورتیں جائز ہیں اور بعض صورتیں ناجائز ہیں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ جائز طریقوں پر عمل کرے اور ناجائز طریقوں سے دور بھاگے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا کہ،

وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ یعنی آپس میں ایک دوسرے کے مال کو

بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ ناحق مت کھاؤ۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں رب تعالیٰ نے فرمایا کہ:

كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ط
یعنی اللہ تعالیٰ نے جو روزی دی ہے اس میں سے حلال و طیب مال کو کھاؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔

ان آیتوں کے علاوہ اس بارے میں چند حدیثیں بھی سن لو۔

حدیث: صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی کو پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا جس کا رسولوں کو حکم دیا چنانچہ اس نے اپنے رسولوں سے فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا
یعنی اے رسولو! حلال چیزوں کو کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

اور مومنین سے فرمایا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ط
یعنی اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو دیا، اس میں سے حلال چیزوں کو کھاؤ۔

اس کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک شخص لمبے لمبے سفر کرتا ہے جس کے بال پراگندہ اور بدن گرد آلود ہے (یعنی اس کی حالت ایسی ہے کہ جو دعا مانگے وہ قبول ہو) وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یارب یارب کہتا ہے۔ (دعا مانگتا ہے) مگر اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور غذا حرام ہے پھر اس کی دعا کیونکر مقبول ہو (یعنی اگر دعا مقبول ہونے کی خواہش ہو تو حلال روزی اختیار کرو کہ بغیر اس کے دعا قبول ہونے کے تمام اسباب بیکار ہیں (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۱)

حدیث: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش بھی فرائض کے بعد

ایک فریضہ ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۲)

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس مال کو کہاں سے حاصل کیا ہے حلال سے یا حرام سے؟

(بخاری و مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۴۱)

حدیث: حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو بندہ حرام مال حاصل کرتا ہے اگر اس کو صدقہ کرے تو مقبول نہیں اور خرچ کرے تو اس کے لیے اس میں برکت نہیں اور اپنے بعد چھوڑ کر مرے تو جہنم میں جانے کا سامان ہے (یعنی مال کی تین حالتیں ہیں اور حرام مال کی تینوں حالتیں خراب ہی ہیں)۔ (امام احمد)

مسئلہ: چوری، ڈاکہ، غصب، خیانت، رشوت، شراب، سینما، جوا، سٹہ، ناچ گانا، جھوٹ فریب، دھوکا بازی، کم ناپ تول، بغیر کام کیے مزدوری اور تنخواہ لینا، سود وغیرہ یہ ساری کمائیاں حرام و ناجائز ہیں (قرآن و حدیث و کتب فقہ)

مسئلہ: جس شخص نے حرام طریقوں سے مال جمع کیا اور مر گیا تو اس کے وارثوں پر یہ لازم ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو کہ یہ فلاں فلاں کے اموال ہیں تو انکو واپس کر دیں اور نہ معلوم ہو تو کل مالوں کو صدقہ کر دیں کہ جان بوجھ کر حرام مال کو لینا جائز نہیں (عالمگیری ج ۵ ص ۳۰۶ وغیرہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسلمان کو لازم ہے کہ ہمیشہ حرام مال سے بچتا رہے حدیث شریف میں ہے کہ مالِ حرام جب حلال مال میں جاتا ہے تو مال حرام مال حلال کو بھی برباد کر دیتا ہے اس زمانے میں لوگ حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے لیکن بہر حال ایک مسلمان کے لیے حلال و حرام میں فرق کرنا فرض ہے اوپر تم یہ حدیث پڑھ چکے ہو کہ خدا کے فرائض کے بعد رزق حلال تلاش کرنا بھی مسلمان کے لیے ایک فریضہ ہے۔

پیری مریدی کے لیے ہدایات

۱. مرید کو چاہیئے کہ اپنے پیر کا ظاہر و باطن میں، سامنے اور پیٹھ پیچھے انتہائی ادب واحترام رکھے، پیر جو وظیفہ بتائے اس کو پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے اور اپنے پیر کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ جس قدر ظاہری اور باطنی فیض مجھے اپنے پیر سے مل سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ سے نہیں مل سکتا۔

۲. اگر پیر نے اپنے مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہ سنوارا ہو اور پیر کا وصال ہو جائے تو مرید کو چاہیئے کہ کسی دوسرے پیر کامل سے جس میں پیری کی سب شرائط پائی جاتی ہوں اس سے مرید ہو کر فیض حاصل کرے اور پہلے پیر کے لیے ہمیشہ فاتحہ دلاتا اور ایصالِ ثواب کرتا رہے۔

۳. بغیر اپنے پیر سے پوچھے ہوئے کوئی وظیفہ یا فقیری کا کوئی عمل نہ کرے اور جو کچھ دل میں برے یا اچھے خیالات پیدا ہوں یا نئے کام کا ارادہ کرے تو پیر سے پوچھ لیا کرے۔

۴. عورت کو چاہیئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر مرید نہ ہو بلکہ پیر کا رومال پکڑ کر مرید بنے۔

۵. اگر غلطی سے کسی خلافِ شرع پیر کا مرید بن گیا یا پہلے وہ پیر شریعت کا پابند تھا اب بگڑ گیا تو مرید کو لازم ہے کہ اس کی بیعت توڑ دے اور کسی دوسرے پابند شریعت پیر سے مرید ہو جائے لیکن اگر پیر میں کوئی ہلکی سی خلافِ شریعت بات کبھی دیکھ لے تو فوراً اعتقاد خراب نہ کرے اور یہ سمجھ لے کہ پیر بھی آدمی ہی ہے کوئی فرشتہ تو ہے نہیں اس لیے اگر اس سے اتفاقیہ کوئی معمولی سی خلاف شرع بات ہو گئی ہے جو توبہ کر لینے سے معاف ہو سکتی ہے تو ایسی بات پر بدظن ہو کر پیر کو نہ چھوڑے ہاں البتہ اگر پیر بدعقیدہ ہو جائے یا کسی گناہ کبیرہ پر اڑا رہے تو پھر مریدی توڑ دے کیونکہ بدعقیدہ اور فاسق معلن کو اپنا پیر بنانا حرام ہے۔

۶. آج کل کے "مکار فقیر" کہا کرتے ہیں کہ شریعت کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے

ایسا کہنے والے فقیر خواہ کتنا ہی شعبدہ دکھائیں مگران کے بارے میں یہی عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ یہ گمراہ اور جھوٹے ہیں اور یاد رکھو کہ ایسے فقیروں سے مرید ہونا بہت بڑا گناہ ہے اور وہ جو کچھ تعجب خیز چیزیں دکھلاتے ہیں وہ ہرگز ہرگز کرامت نہیں، بلکہ جادو یا نظر بندی کا عمل یا شیطان کا دھوکا ہے۔

(دیکھو ہماری کتاب معمولات الابرار)

۷۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفوں سے دل میں کچھ روشنی یا اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے اچھے خواب نظر آئیں یا خواب و بیداری میں بزرگوں کا دیدار اور ان کی زیارت ہونے لگے یا نماز اور وظیفوں میں کوئی چمک پیدا ہو یا کوئی خاص کیفیت یا لذت محسوس ہو تو خبردار خبردار ان باتوں کا اپنے پیر کے سوا کسی دوسرے سے ذکر نہ کرے، نہ اپنے وظیفوں اور عبادتوں کا پیر کے علاوہ کسی کے سامنے اظہار کرے، کیونکہ ظاہر کر دینے سے یہ ملی ہوئی روحانی دولت چلی جاتی ہے اور پھر مرید عمر بھر ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔

۸۔ اگر پیر کے بتائے ہوئے وظیفہ یا ذکر کا کچھ مدت تک کوئی اثر یا کیفیت نہ ظاہر ہو تو اس سے تنگ دل اور پیر سے بدظن نہ ہو اور اس کو اپنی خامی یا کوتاہی سمجھے اور یوں سمجھ کر بڑا اثر یہی ہے کہ مجھے اللہ کا نام لینے کی توفیق ہو رہی ہے۔ ہر مرید میں پیدائشی طور پر الگ الگ صلاحیت ہوا کرتی ہے ایک ہی وظیفہ اور ایک ہی ذکر سے کسی میں کوئی اثر پیدا ہوتا ہے اور کسی میں کوئی دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے کسی میں جلد اثر ظاہر ہوتا ہے کسی میں بہت دیر کے بعد اثرات ظاہر ہوتے ہیں جس میں جیسی اور جتنی صلاحیت ہوتی ہے اسی لحاظ سے وظیفوں اور ذکر کی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر مرید کا حال یکساں ہی ہو بہر حال اگر وظیفہ و ذکر سے کچھ کیفیات پیدا ہوں تو خدا کا شکر ادا کرے اور اگر کچھ اثرات نہ ہوں یا کم ہوں یا اثرات ہو کر کم ہو جائیں یا بالکل اثرات و کیفیات زائل ہو جائیں تو ہرگز ہرگز پیر سے بداعتقاد ہو کر ذکر اور وظیفہ کو نہ چھوڑے بلکہ برابر پڑھتا رہے اور پیر کا ادب و احترام بدستور رکھے۔ اور ذرا بھی تنگ دل نہ ہو اور یہ سوچ سوچ کر صبر کرے اور اپنے دل کو تسلی دیتا رہے کہ

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی؟ اگر تو کسی قابل ہوتا

۹. ہر مرید کو لازم ہے کہ دوسرے بزرگوں یا دوسرے سلسلہ کی شان میں ہرگز ہرگز کبھی کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ کرے، نہ کسی دوسرے پیر کے مریدوں کے سامنے کبھی یہ کہے کہ میرا پیر تمہارے پیر سے اچھا ہے یا ہمارا سلسلہ تمہارے سلسلہ سے بہتر ہے نہ یہ کہے کہ ہمارے پیر کے مرید تمہارے پیر سے زیادہ ہیں یا ہمارے پیر کا خاندان تمہارے پیر کے خاندان سے بڑھ چڑھ کر ہے کیونکہ اس قسم کی فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہو جاتا ہے اور فخر و غرور کا شیطان سر پر سوار ہو کر مرید کو جہنم کے گڑھے میں گرا دیتا ہے اور پیروں و مریدوں کے درمیان نفاق و شقاق، پارٹی بندی اور قسم قسم جھگڑوں کا اور فتنہ و فساد کا بازار گرم ہو جاتا ہے۔

مُرید کو کس طرح رہنا چاہیئے؟

۱. ضرورت کے مطابق دین کا علم حاصل کرتا رہے۔ خواہ کتابیں پڑھ پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر۔

۲. سب گناہوں سے بچتا رہے

۳. اگر کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً دل سے شرمندہ ہو کر خدا سے توبہ کرے

۴. کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ دے نہ کسی کا کوئی حق مارے۔

۵. مال کی محبت اور عزت و شہرت کی تمنا دل میں نہ رکھے نہ اچھے کھانے اور اچھے کپڑے کی فکر کرے بلکہ وقت پر جو کچھ مل جائے اس پر صبر و شکر کرے۔

۶. اگر کسی خطا پر کوئی ٹوکے تو اپنی بات کو بیچ کرکے اس پر اڑا نہ رہے بلکہ فوراً ہی خوشیِ دل سے اپنی غلطی کو تسلیم کرے اور توبہ کرے

۷. بغیر سخت ضرورت کے سفر نہ کرے کیونکہ سفر میں بہت سی بے احتیاطی ہوتی ہے، اور بہت

سے دینی کاموں اور وظیفوں یہاں تک کہ نمازوں میں خلل پیدا ہو جایا کرتا ہے۔

۸۔ کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔

۹۔ بہت زیادہ اور قہقہہ لگا کر نہ ہنسے۔

۱۰۔ ہر بات اور ہر کام میں شریعت اور سنت کی پابندی کا خیال رکھے۔

۱۱۔ زیادہ وقت تنہائی میں رہے اگر لوگوں سے ملنا جلنا پڑے، تو لوگوں سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ ملے۔ سب کی خدمت کرے اور ہرگز ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے اپنی بڑائی نہ جتلائے۔

۱۲۔ امیروں کی صحبت میں بہت کم بیٹھے۔

۱۳۔ بد دینوں اور بد فعلوں سے بہت دور بھاگے۔

۱۴۔ دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے بلکہ اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور اپنی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے۔

۱۵۔ نمازوں کو اچھی طرح اچھے وقت میں پابندی کے ساتھ دل لگا کر پڑھے۔

۱۶۔ جو کچھ نقصان یا رنج و غم پیش آئے اس کو اللہ کی طرف سے جانے اور اس پر صبر کرے اور یہ سمجھے کہ اس پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملیگا اور کوئی فائدہ ہو یا کوئی خوشی حاصل ہو تو اس پر خدا کا شکر ادا کرے اور یہ دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ اس نفع اور خوشی کو میرے حق میں بہتر بنائے۔

۱۷۔ دل یا زبان سے ہر وقت خدا کا ذکر کرتا رہے کسی وقت غافل نہ رہے کم سے کم ہر دم یہ خیال کرے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

۱۸۔ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو دین یا دنیا کا فائدہ پہنچاتا رہے اور ہرگز کسی مسلمان کو وہ نقصان نہ پہنچائے۔

۱۹۔ خوراک میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں

سستی ہونے لگے۔

۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی آدمی سے کوئی امید اور آس نہ لگائے اور ہرگز یہ خیال نہ رکھے کہ فلاں جگہ سے یا فلاں آدمی سے مجھے کوئی فائدہ مل جائے گا بس اللہ تعالیٰ سے آس لگائے رکھے، اور اس عقیدہ پر جمارہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو سب میرے کام آئیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہے گا تو کوئی میرے کام نہیں آسکتا۔

۲۱۔ جہاں تک ہوسکے مسلمانوں کے عیوب کو چھپائے۔

۲۲۔ مہمانوں، مسافروں اور عالموں و درویشوں کی خدمت کرے اور غریبوں محتاجوں کی اپنی طاقت بھر مدد کرے۔

۲۳۔ اپنی موت کو یاد رکھے۔

۲۴۔ روزانہ رات کو سوتے وقت دن بھر کے کاموں کو سوچے کہ آج دن بھر میں مجھ سے کتنی نیکیاں ہوئیں اور کتنے گناہ ہوئے، نیکیوں پر خدا کا شکر ادا کرے اور گناہوں سے توبہ کرے۔

۲۵۔ جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، فضول بکواس سے ہمیشہ بچتا رہے۔

۲۶۔ جو محفل خلاف شریعت ہو وہاں ہرگز قدم نہ رکھے اور اس معاملہ میں عزیز و اقرباء کی ناراضگی کی بھی کوئی پرواہ نہ کرے۔

۲۷۔ اپنی صورت و سیرت، اپنے علم و فن، اپنی عزت و شہرت، اپنے مال و دولت اور دوسری خوبیوں پر ہرگز کبھی مغرور نہ ہو۔

۲۸۔ نیکوں کی صحبت میں بیٹھے۔

۲۹۔ غصہ نہ کرے ہمیشہ بردباری اور برداشت کرنے کی عادت بنائے۔

۳۰۔ ہر شخص سے نرمی کے ساتھ بات چیت کرے۔

۳۱۔ اپنے پیر کے بتائے ہوئے ذکر اور وظیفوں کی پابندی کرے، اور اس کی نصیحتوں کو ہر دم پیش نظر رکھے۔

خیر و برکت والی مجلسیں

مسلمانوں کی وہ مجلسیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان مجلسوں میں رحمت کے فرشتے اترتے ہیں اور رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے ان مبارک مجلسوں میں سے چند یہ ہیں جن میں مسلمانوں کا حاضر ہونا سعادت اور باعث خیر و برکت اور اجر و ثواب کی دولت سے مالا مال ہونے کا ذریعہ ہے۔

۱۔ میلاد شریف اس مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کا بیان اور اسی کے ضمن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و معجزات اور آپ کی سیرتِ مبارکہ اور آپ کی مقدس زندگی کے حالات کا ذکرِ جمیل ہوتا ہے۔ ان چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور حدیثوں میں بکثرت ان باتوں کا ذکر ہے اگر مسلمان اپنی محفل میں ان مقدس مضامین کو بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل منعقد کریں تو اس کے ناجائز ہونے کی بھلا کون سی وجہ ہو سکتی ہے۔ بلا شبہ یقیناً یہ مجلس جائز بلکہ مستحب اور باعث اجر و ثواب ہے اس مجلس کے لیے لوگوں کو بلانا اور شریک کرنا یقیناً ایک خیر کی طرف بلانا ہے جو ثواب کا کام ہے جس طرح وعظ اور جلسوں کے اعلان کیے جاتے ہیں اور تاریخ مقرر کرکے اشتہار چھاپے جاتے ہیں، اور اعلان کرکے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے اور ان باتوں کی وجہ سے وہ وعظ اور جلسے ناجائز نہیں ہو جاتے اسی طرح میلاد شریف کے لیے بلاوا دینے سے اس مجلس کو ناجائز اور بدعت نہیں کہا جا سکتا!

اسی طرح میلاد شریف میں شیرینی بانٹنا بھی جائز ہے۔ مٹھائی بانٹنا مسلمانوں کے ساتھ ایک نیک سلوک اور احسان کرنا ہے جب میلاد شریف کی محفل جائز ہے تو مٹھائی بانٹنا جو ایک جائز اور نیک کام ہے اس محفل کو ناجائز نہیں کر دے گا۔ میلاد شریف کی مجلس میں ذکرِ ولادت کے وقت کھڑے ہو کر صلاۃ و سلام پڑھتے ہیں عرب و عجم کے بڑے بڑے علماءِ کرام اور مفتیانِ عظام

نے اس قیام اور صلاۃ وسلام کو مستحب فرمایا ہے اس لیے کھڑے ہو کر سلام پڑھنا یقیناً جائز اور ثواب کا کام ہے بعض اکابر اولیاء کو میلاد شریف کی مجلس پاک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے اگرچہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہی اس مجلسِ میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں لیکن اگر وہ اپنے کسی امتی پر اپنا خاص کرم فرمائیں اور تشریف لائیں تو یہ کوئی محال بات بھی نہیں، بہت سے غلاموں کو آقائے نامدار نے نوازا ہے اور اپنے دیدار انوار سے مشرف فرمایا ہے اور مشرف فرماتے رہتے ہیں اور قیامت تک مشرف فرماتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حیاتِ جاودانی عطا فرمائی ہے اور انکو بڑی بڑی طاقتوں کا بادشاہ بلکہ شہنشاہ بنایا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی حَبِیْبِکَ سُلْطَانِ الْعَالَمِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ الْمُکَرَّمِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۰

۲۔ رجبی شریف ۲۷،۲۶ رجب کو معراج شریف کا بیان کرنے کے لیے جو جلسہ کیا جاتا ہے اس کو رجبی شریف کی مجلس کہتے ہیں۔ میلاد شریف کی طرح یہ بھی بہت ہی مبارک جلسہ ہے اس جلسہ کو کرنے والے اور حاضرین و سامعین سب ثواب کے مستحق ہیں ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات اور ان کے معجزات میں سے ایک بہت ہی عظیم الشان معجزہ یعنی معراج جسمانی کا ذکر جمیل کس قدر خداوند جلیل کی رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا باعث ہوگا؟ اس لیے مسلمانوں کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اور بڑے سے اہتمام کے ساتھ اس مجلس خیر و برکت کو منعقد کریں اور ذکر معراج سننے کے لیے کثیر تعداد میں حاضر ہو کر انوار و برکات کی سعادتوں سے سرفراز ہوں اور اس مقدس ذات میں نوافل پڑھ کر اور صدقات خیرات کر کے ثواب دارین کی دولتوں سے مالا مال ہوں۔

۳۔ گیارہویں شریف ۱۱-۱۲ ربیع الآخر کو حضرت غوثِ اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب اور آپ کی کرامات کو بیان کرنے کے لیے یہ جلسہ منعقد کیا جاتا ہے حدیث شریف میں ہے کہ صالحین کے ذکر کے وقت رحمتوں

اور برکتوں کا نزول ہوا کرتا ہے لہٰذا یہ جلسے بھی جائز اور درست ہی باعثِ برکت ہیں اور بلا شبہ ثواب کے کام ہیں۔

۴۔ سیرتِ پاک کے اجلاس ان جلسوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپ کی مقدس سیرت اور اتباع سنت و شریعت اور محبتِ رسول کا بیان ہوا کرتا ہے میلاد شریف کی طرح یہ جلسے بھی بہت مبارک اور خیر و برکت والے ہیں اور اہل جلسہ و حاضرین سب ثواب پاتے ہیں۔

۵۔ حلقۂ ذکر صوفیا کرام اہل طریقت جمع ہو کر اور حلقہ بنا کر کلمہ طیبہ پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں پھر شجرہ شریف پڑھ کر پیرانِ کبار کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ ان حلقوں کی فضیلت اور عظمت کا کیا کہنا؟ ان ذکر کے حلقوں کو حدیث میں "جنت کا باغ" کہا گیا ہے۔

اسی طرح دوسرے کرام اور اولیاء عظام کے تذکروں کی مجلیس منعقد کرنا بھی جائز ہے مگر یہ ضروری ہے کہ ان سب جلسوں میں روایات صحیحہ بیان کی جائیں غیر ذمہ دار لوگوں سے نہ وعظ کہلایا جائے نہ غلط روایتوں کو بیان کیا جائے ورنہ ثواب کی جگہ عذاب کے سوا اور کچھ نہ ملے گا۔

۶۔ عرس بزرگانِ دین بزرگانِ دین و علماء صالحین کے وصال کی تاریخوں میں ان کے مزاروں پر حاضرین کا اجتماع جس میں قرآن مجید کی تلاوت اور میلاد شریف، نعت خوانی اور وعظ ہوتا ہے اور ان بزرگ کے حالات زندگی بیان کیے جاتے ہیں پھر فاتحہ و ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے یہ جائز ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر سال کے اول یا آخر میں شہداء احد کے مزاروں کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے ہاں یہ ضرور ہے کہ عرسوں کو زمانہ حال کے خرافات و لغویات چیزوں سے پاک رکھا جائے جاہلوں کو ناجائز کاموں سے منع کیا جائے منع کرنے سے بھی اگر وہ باز نہ آئیں تو ان ناجائز کاموں کا گناہ ان کے سر پر ہوگا ان لغویات و خرافات کی وجہ سے عرس کو حرام نہیں کہا جا سکتا ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی کو اڑا دینا چاہیے ناک

کاٹ کر نہیں پھینک دی جائے گی۔

ایصالِ ثواب

یعنی قرآن مجید کی تلاوت یا کلمہ شریف یا نفل نمازوں یا کسی بھی بدنی یا مالی عبادتوں کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچانا یہ جائز ہے اور اسی کو عام طور پر لوگ فاتحہ دینا اور فاتحہ دلانا کہتے ہیں زندوں کے ایصالِ ثواب سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے فقہ اور عقائد کی کتابوں مثلاً ہدایہ و شرح عقائد نسفیہ میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت اور ناجائز کہنا جہالت اور ہٹ دھرمی ہے حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے چنانچہ حضرت سعد بن عبادہ صحابی رضی اللہ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوگیا تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ان کے لیے کون سا صدقہ افضل ہے؟ حضور اقدس نے فرمایا پانی (بہترین صدقہ ہے) تو حضورؐ کے فرمان کے مطابق (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا) اور اسے اپنی ماں کی طرف منسوب کرتے ہوئے (کہا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے (یعنی اس کا ثواب اس کی روح کو ملے (مشکوٰۃ ج ا ص ۱۶۹)

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کا اچانک انتقال ہوگیا اور وہ کسی بات کی وصیت نہ کرسکی، میرا گمان ہے کہ وہ انتقال کے وقت کچھ بول سکتی تو صدقہ ضرور دیتی۔ تو اگر میں اسکی طرف سے صدقہ کردوں تو کیا اس کی روح کو ثواب پہنچے گا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں پہنچے گا (مسلم ج ا ص ۳۲۴)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر میّت کی طرف سے صدقہ کیا جائے، تو میت کو اس کا فائدہ اور ثواب پہنچتا ہے اسی پر علماء کا اتفاق ہے"

(نووی شرح مسلم ج ا ص ۳۲۴)

اس کے علاوہ ان دونوں حدیثوں سے مندرجہ ذیل مسائل بھی نہایت ہی واضح طور

پر ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ میت کے ایصال ثواب کے لیے پانی بہترین صدقہ ہے کہ کنواں کھدواکر یا نل لگواکر، یا سبیل لگاکر اس کا میت کو بخشا جائے۔

۲۔ میت کو کسی کار خیر کا ثواب بخشنا بہتر اور اچھا کام ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۱۱۲، پر ہے کہ:۔

"مردہ ایک ڈوبنے والے کی طرح کسی فریاد رس کے انتظار میں رہتا ہے ایسے وقت میں صدقات اور دعائیں اور فاتحہ اس کے بہت کام آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایک سال تک خصوصاً موت کے بعد ایک چلہ تک میت کو اس قسم کی امداد پہنچانے کی پوری پوری کوشش کرتے ہیں"

۳۔ ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے ادا کرنا صحابی کی سنت ہے۔

۴۔ کھانا شیرینی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ دینا جائز ہے اس لیے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اشارہ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے یعنی اے اللہ! اس کنوئیں کے پانی کا ثواب میری ماں کو عطا فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

۵۔ غریب مسکین کو کھانا وغیرہ دینے پہلے بھی فاتحہ کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت سعد نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ثواب بخش دیا حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے کے بعد ثواب ملے گا اسی طرح اگرچہ غریب مسکین کو کھانا دینے کے بعد ثواب ملے گا، لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

۶۔ کسی چیز پر میت کا نام آنے سے وہ چیز حرام نہ ہوگی مثلاً غوث پاک کا بکرا یا غازی میاں کا مرغا کہنے سے بکرا یا مرغا حرام نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضرت سعد صحابی نے اس کنوئیں کو اپنی مرحومہ ماں کے نام سے منسوب کیا تھا جو آج تک بئر اُمِ سعد ہی کے نام سے مشہور ہے اور دور صحابہ سے

آج تک مسلمان اس کا پانی پیتے رہے ہیں اور کوئی بھی اس کا قائل نہیں کہ ام سعد کا نام بول دینے سے کنوئیں کا پانی حرام ہوگیا۔ بہر حال اس بات پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے کہ ایصالِ ثواب یعنی زندوں کی طرف سے مُردوں کو ثواب پہنچانا جائز ہے۔ اب رہیں تخصیصات کہ تیسرے دن ثواب پہنچانا چالیسویں دن ثواب پہنچانا تو یہ تخصیصات اور دنوں کی خصوصیات نہ تو شرعی تخصیصات ہیں نہ کوئی بھی ان کو شرعی سمجھتا ہے کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ اسی دن ثواب پہنچے گا، بلکہ یہ تخصیصات محض عرفی اور رواجی بات ہے جو لوگوں نے اپنی سہولت کے لیے مقرر کر رکھی ہیں ورنہ انتقال کے بعد ہی سے تلاوتِ قرآن مجید اور صدقات وخیرات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کے یہاں دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے ان سب باتوں کے ہوتے ہوئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سنی لوگ تیسرے دن اور چالیسویں دن کے سوا دوسرے دنوں میں ایصال ثواب کو ناجائز مانتے ہیں۔ یہ بہت بڑا افترا اور شرمناک تہمت ہے جو مخالفین کی طرف سے ہم سنی مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے اور خواہ مخواہ تیجہ اور چالیسویں کو حرام کہہ کر مردوں کو ثواب سے محروم کیا جا رہا ہے۔ بہر حال جب ہم یہ قاعدہ کلیہ بیان کر چکے ہیں کہ ایصالِ ثواب اور فاتحہ جائز ہے تو ایصالِ ثواب کے تمام جزئیات کے احکام اسی قاعدہ کلیہ سے معلوم ہو گئے۔ مثلاً

تیجہ کی فاتحہ

مرنے سے تیسرے دن بعد قرآن خوانی اور کلمہ طیبہ پڑھا جاتا ہے اور چھوہارے یا چنے یا مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور ان کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے چونکہ یہ ایصال ثواب کا ایک طریقہ ہے اس لیے جائز اور بہتر ہے لہٰذا اس کو کرنا چاہیئے۔

چالیسویں اور برسی کی فاتحہ

مرنے کے چالیسویں دن بعد بھی کچھ کھانا پکوا کر فقرا اور مساکین کو کھلایا جاتا ہے اور قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے۔ اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جاتا ہے اسی طرح ایک برس پورا ہو جانے کے بعد بھی کھانوں اور تلاوت وغیرہ کا ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں۔ لہٰذا ان

کو کرتے رہنا چاہیے۔

شب برأت کی فاتحہ

شب برات میں حلوہ پکایا جاتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے حلوہ پکانا بھی جائز ہے اور اس پر فاتحہ دلانا یہ ایصالِ ثواب میں داخل ہے، لہٰذا یہ بھی جائز ہے۔

کونڈوں کی فاتحہ

رجب کے مہینے میں چاول یا کھیر پکا کر کونڈوں میں رکھتے ہیں، اور حضرت جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلاتے ہیں اسی طرح ماہ رجب میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ سب جائز اور ثواب کے کام ہیں مگر کونڈوں کی فاتحہ میں جاہلوں کا یہ عمل نہ ہوا اور نری جہالت ہے کہ جہاں کونڈوں کی فاتحہ ہوتی ہے وہیں کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے یہ پابندی غلط اور بے جا ہے۔ مگر یہ جاہلوں کا طریقہ ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔ اسی طرح کونڈوں کی فاتحہ کے وقت ایک کتاب "داستان عجیب" لوگ پڑھتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ لہٰذا اس کو نہیں پڑھنا چاہیے۔ مگر فاتحہ دلانا چاہیئے کہ یہ جائز اور ثواب کا کام ہے۔

اسی طرح حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ و حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تمام بزرگانِ دین کی فاتحہ دلانا جائز اور ثواب کا کام ہے جو لوگ ان بزرگوں کی فاتحہ سے منع کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت ان بزرگوں کے دشمن ہیں۔ لہٰذا ان کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ نہ ان لوگوں سے میل جول رکھنا چاہیئے بلکہ نہایت مضبوطی کے ساتھ اپنا مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم رہنا چاہیئے۔ کہ یہی مذہب حق ہے اور اس کے سوا جتنے فرقے ہیں وہ سب صراط مستقیم سے بہکے اور بھٹکے ہوئے ہیں خداوند کریم سب کو اہل سنت و جماعت کے مذہب پر قائم رکھے اور اسی مذہب پر خاتمہ بالخیر فرمائے آمین یا رب العالمین بحرمۃ النبی الامین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فاتحہ کا طریقہ

پہلے تین بار درود شریف پڑھے پھر کم سے کم چاروں قل سورۂ فاتحہ اور الٓمٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک پڑھے اس کے بعد پڑھے وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ اور اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ـــــ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ ـــــ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اب تین بار درود شریف پڑھے۔

اور سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ پڑھ کر بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے، یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب (اگر کھانا یا شیرینی بھی ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانے اور شیرینی کا ثواب) ہماری جانب سے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذر پہنچا دے پھر آپ کے وسیلہ سے تمام انبیاء کرام علیہم السلام و صحابۂ عظام و ازواج مطہرات و اہل بیت اطہار و شہدائے کربلا اور تمام اولیاء و علماء و صلحاء و شہداء کو عطا فرما، (پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصالِ ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت سے کے ساتھ لے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کو نذر پہنچا دے) اور جملہ مومنین و مومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما اور کسی عام آدمی کو ایصال ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرنے مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً ہمارے والد یا والدہ کی روح کو ثواب پہنچا دے آمین یا رب العلمین۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

۷

تذکرۂ صالحات!

چند نیک عورتوں کا حال

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
اسی غیرت سے انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

جہاں تک مسائل اور اسلامی عادات وخصائل کا تعلق ہے اس کے بارے میں ہم ایک حد تک کافی لکھ چکے، اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند خواتین اسلام یعنی ان مقدس بیبیوں کا مختصر تذکرہ بھی تحریر کر دیں، جو تاریخ اسلام میں صالحات (نیک بیبیوں) کے لقب سے مشہور ہیں تاکہ آج کل کی ماؤں بہنوں کو ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی کے مبارک حالات سے عبرت ونصیحت حاصل ہو اور یہ ان کے واقعات اور ان کی مقدس زندگی سنوارلیں اور دنیا وآخرت کی نیک نامیوں سے سرخرو وسربلند ہو جائیں ان قابل احترام خواتین کی لذیذ حکایتوں کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیبیوں کے ذکر جمیل سے شروع کرتے ہیں جو تمام امت کی مائیں ہیں اور جن کو تمام دنیا کی عورتوں میں یہ خصوصی شرف ملا ہے کہ انہیں بستر نبوت پر سونا نصیب ہوا اور وہ دن رات محبوب خدا کی محبت اور ان کی خدمت وصحبت کے انوار وبرکات سے سرفراز ہوتی رہیں اور جن کی فضیلت وعظمت کا خطبہ پڑھتے ہوئے قرآن عظیم نے قیامت تک کے لیے یہ اعلان فرما دیا۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔

یعنی اے نبی کی بیبیو! تمام جہان کی عورتوں میں کوئی بھی تمہاری مثل نہیں ہے۔

☆

ا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی اور رفیقہ حیات ہیں۔ یہ خاندانِ قریش کی بہت ہی باوقار و ممتاز خاتون ہیں ان کے والد کا نام خویلد بن اسد اور ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ ان کی شرافت اور پاکدامنی کی بنا پر تمام مکہ والے ان کو "طاہرہ" کے لقب سے پکارا کرتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق و عادات اور جمالِ صورت و کمالِ سیرت کو دیکھ کر خود ہی آپ سے نکاح کی رغبت ظاہر کی چنانچہ اشرافِ قریش کے مجمع میں باقاعدہ نکاح ہوا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی جاں نثار اور وفا شعار بیوی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بہت ہی بے پناہ محبت تھی چنانچہ جب تک یہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا اور یہ مسلسل پچیس سال تک محبوبِ خدا کی جاں نثاری و خدمت گزاری کے شرف سے سرفراز رہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کی وفات کے بعد آپ اپنی محبوب ترین بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی قسم! خدیجہ سے بہتر مجھے کوئی بیوی نہیں ملی جب سب لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اس وقت وہ مجھ پر ایمان لائیں اور جب سب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی، اور جس وقت کوئی شخص مجھے کوئی چیز دینے کے لیے تیار نہ تھا اس وقت خدیجہ نے مجھے اپنا سارا سامان دے دیا۔ اور انہیں کے شکم سے اللہ تعالےٰ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

(زرقانی ج ۳ ص ۲۲۴ واستیعاب ج ۴ ص ۱۸۱۷)

اس بات پر ساری امّت کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہی ایمان لائیں اور ابتداء اسلام میں جبکہ ہر طرف آپ کی مخالفت کا طوفان اٹھا ہوا تھا، ایسے خوفناک اور کٹھن وقت میں صرف ایک حضرت خدیجہ کی ہی ذات تھی جو پروانوں کی طرح حضور پر

قربان ہو رہی تھیں، اور اتنے خطرناک اوقات میں جس استقلال و استقامت کے ساتھ انہوں نے خطرات و مصائب کا مقابلہ کیا۔ اس خصوصیت میں تمام ازواج مطہرات پر ان کو ایک ممتاز فضیلت حاصل ہے۔

ان کے فضائل میں بہت سی حدیثیں بھی آئی ہیں، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنیا کی عورتوں میں سب سے زیادہ اچھی اور باکمال چار بیبیاں ہیں ایک حضرت مریم، دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بیوی، تیسری حضرت خدیجہ، چوتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدیجہ ہیں جو آپ کے پاس ایک برتن میں کھانا لے کر آ رہی ہیں۔ جب یہ آپکے پاس آجائیں تو ان سے ان کے رب کا اور میرا سلام کہہ دیجئے، اور ان کو یہ خوشخبری سنا دیجئے، کہ جنت میں ان کے لیے موتی کا ایک گھر بنا ہے جس میں نہ کوئی شور ہوگا نہ کوئی تکلیف ہوگی۔

(بخاری ج ۱ ص ۵۳۹)

سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کے بعد بہت سی عورتوں سے نکاح فرمایا لیکن حضرت خدیجہ کی محبت آخری عمر تک حضور کے قلب مبارک میں رچی بسی رہی، یہاں تک کہ ان کی وفات کے بعد جب بھی حضور کے گھر میں کوئی بکری ذبح ہوتی تو آپ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے یہاں بھی ضرور گوشت بھیجا کرتے تھے اور ہمیشہ آپ بار بار حضرت بی بی خدیجہ کا ذکر فرماتے رہتے تھے ہجرت سے تین برس قبل پینسٹھ برس کی عمر پا کر ماہِ رمضان میں مکہ مکرمہ کے اندر انہوں نے وفات پائی اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان حجون (جنۃ المعلٰی) میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی قبر انور میں اتر کر اپنے مقدس ہاتھوں سے ان کو سپرد خاک فرمایا اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس لیے حضور نے ان کے جنازہ پر نماز نہیں پڑھائی، حضرت خدیجہ کی وفات سے تین یا پانچ دن پہلے حضور کے چچا ابو طالب کا انتقال ہو گیا تھا ابھی چچا کی وفات کے صدمہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب نازک رنج و غم سے نڈھال

تھا ہی کہ حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا اس سانحہ کا قلب مبارک پر اتنا زبردست صدمہ گزرا کہ آپ نے اس سال کا نام "عام الحزن" (غم کا سال) رکھ دیا۔

تبصرہ حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مقدس زندگی سے ماں بہنوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ انہوں نے کیسے کٹھن اور مشکلات کے دور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اور سینہ سپر ہو کر تمام مصائب و آلام کے طوفان میں نہایت ہی جان نثاری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی اور تسکین قلب کا سامان کرتی رہیں اور ان کی ان قربانیوں کا دنیا ہی میں ان کو یہ صلہ ملا کہ رب العالمین کا سلام ان کے نام لے کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مشکلات اور پریشانیوں میں اپنے شوہر کی دلجوئی اور تسلی دینے کی عادت خدا کے نزدیک محبوب و پسندیدہ خصلت ہے لیکن افسوس کہ اس زمانے میں مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کی دلجوئی تو کہاں؟ الٹے اپنے شوہروں کو پریشان کرتی رہتی ہیں کبھی طرح طرح کی فرمائشیں کر کے، کبھی جھگڑا تکرار کر کے، کبھی غصہ میں منہ پھلا کے۔

ماؤں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اپنے شوہروں کا دل نہ دکھاؤ اور ان کو پریشانیوں میں نہ ڈالا کرو، بلکہ آڑے وقتوں میں اپنے شوہروں کو تسلی دے کر ان کی دلجوئی کیا کرو۔

۲۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور تمام امت کی ماں ہیں ان کے باپ کا نام "زمعہ" اور ماں کا نام "شموس بنت عمرو" ہے یہ بھی قریشی خاندان کی بہت ہی نامور اور معزز عورت ہیں۔ یہ پہلے اپنے چچازاد بھائی "سکران بن عمرو" سے بیاہی گئی تھیں۔ اور اسلام کی شروعات ہی میں یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے اور کفار کے ظلم و ستم سے تنگ

اسلام کی شروعات ہی میں یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو گئے تھے اور کفار کے ظلم و ستم سے تنگ آکر حبشہ کو ہجرت بھی کر چکے تھے لیکن جب حبشہ سے واپس ہو کر دونوں میاں بیوی مکہ مکرمہ میں آکر رہنے لگے، تو ان کے شوہر کا انتقال ہو گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد رات دن مغموم رہا کرتے تھے، یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے بارگاہِ رسالت میں یہ درخواست میں یہ درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ! حضرت سودہ بنتِ زمعہ سے نکاح فرمالیں تاکہ آپ کا خانۂ معیشت آباد ہو جائے حضرت سودہ بہت ہی دیانتدار اور وفاشعار خاتون ہیں اور بے حد خدمت گزار بھی ہیں آپ نے حضرت خولہ کے اس مخلصانہ مشورہ کو قبول فرمالیا چنانچہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے باپ سے بات چیت کر کے نسبت طے کرادی اور نکاح ہو گیا! اور یہ عمر بھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجیت کے شرف سے سرفراز رہیں اور جس والہانہ محبت و عقیدت کے ساتھ وفاداری و خدمت گزاری کا حق ادا کیا وہ ان کا بہت ہی شاندار کارنامہ ہے۔ حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور کی محبت کو دیکھ کر انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ کو دیدیا تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوتی تھی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی مگر میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے جمالِ صورت و حسنِ سیرت کو دیکھ کر یہ تمنا کیا کرتی تھیں کہ کاش میں بھی حضرت سودہ جیسی ہوتی، یہ اپنی دوسری قسم کی خوبیوں کے ساتھ بہت فیاض اور اعلیٰ درجے کی سخی تھیں۔ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں درہموں سے بھرا ہوا ایک تھیلا حضرت بی بی سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا انہوں نے اس تھیلے کو دیکھ کر کہا کہ واہ بھلا کھجوروں کے تھیلے میں کہیں درہم بھیجے جاتے ہیں؟ یہ کہا اور اٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں کو مدینہ منورہ کے فقراء و مساکین کو گھر میں بلا کر بانٹ دیا اور تھیلا خالی کر دیا۔ امام بخاری اور امام ذہبی کا قول ہے کہ ۲۳ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی، لیکن واقدی اور صاحب اکمال کے نزدیک ان کی وفات کا سال ۵۴ھ ہے مگر علامہ ابن حجر عسقلانی نے تقریب

التہذیب میں ان کی وفات کا سال ۵۵ھ شوال کا مہینہ لکھا ہے ان کی قبر مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں ہے (زرقانی ج ۳ ص ۵۹۹)

تبصرہ غور کرو کہ حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے کس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غم کو غلط کیا اور کس طرح کاشانۂ نبوت کو سنبھالا کہ قلب مبارک مطمئن ہوگیا اور پھر ان کی محبت رسول پر ایک نظر ڈالو کہ انہوں نے حضور کی خوشی کے لیے اپنی باری کا دن کس خوش دلی کے ساتھ اپنی سوت حضرت بی بی عائشہ کو دیدیا پھر ان کی فیاضی اور سخاوت بھی دیکھو درہموں سے بھرے ہوئے تھیلے کو چند منٹوں میں فقراء و مساکین کے درمیان تقسیم کردیا اور اپنے لیے ایک درہم بھی نہ رکھا۔

ماں بہنو! خدا کے لیے ان امت کی ماؤں کے طرز عمل سے سبق سیکھو اور نیک بیبیوں کی فہرست میں اپنا نام لکھاؤ، حسد اور کنجوسی نہ کرو اور کام چور نہ بنو۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کی ماں کا نام "اُم رومان" ہے۔ ان کا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ہجرت مکہ مکرمہ میں ہوا تھا، لیکن کاشانۂ نبوت میں یہ مدینہ منورہ کے اندر شوال ۲ھ میں آئیں یہ حضور کی محبوبہ اور بہت ہی چہیتی بیوی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے بارے میں ارشاد ہے کہ کسی بیوی کے لحاف میں میرے اوپر وحی نہیں اتری مگر حضرت عائشہ جب میرے ساتھ نبوت کے بستر پر سوتی رہتی ہیں تو اس حالت میں بھی مجھ پر وحی اترتی رہتی ہے (بخاری ج ۱ ص ۵۳۲)

فقہ و حدیث کے علوم میں حضور کی بیبیوں کے درمیان ان کا درجہ بہت اونچا ہے بڑے بڑے صحابہ ان سے مسائل پوچھا کرتے تھے عبادت میں بھی ان کا یہ عالم تھا کہ نماز تہجد کی بے حد پابند تھیں اور نفلی روزے بھی بہت زیادہ رکھتی تھیں سخاوت اور صدقات و خیرات کے معاملہ میں بھی

حضورؐ کی سب بیویوں میں خاص طور پر بہت ممتاز تھیں۔ اُمِّ دُرّہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ کہیں سے ایک لاکھ درہم ان کے پاس آئے آپ نے اسی وقت ان سب درہموں کو خیرات کردیا اس دن وہ روزہ دار تھیں، میں نے عرض کیا کہ آپ نے سب درہموں کو بانٹ دیا اور ایک درہم بھی آپ نے باقی نہیں رکھا، کہ اس سے گوشت خرید کر آپ روزہ افطار کرتیں. تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم نے پہلے کہا ہوتا تو میں ایک درہم کا گوشت منگالیتی. آپ کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ ۱۷ رمضان منگل کی رات میں ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں مدینہ منورہ کے اندر آپ کی وفات ہوئی. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور رات میں دوسری ازواجِ مطہرات کے پہلو میں جنۃ البقیع کے اندر مدفون ہوئیں۔

(زرقانی ج ۳ ص ۲۳۴ وغیرہ)

تبصرہ یہ عمر میں حضورؐ کی تمام بیویوں میں سب سے چھوٹی تھیں، مگر علم و فضل، زہد و تقویٰ سخاوت و شجاعت، عبادت و ریاضت میں سب سے بڑھ کر ہوئیں. اس کو فضل خداوندی کے سوا اور کیا کہا جاسکتا ہے؟ بہرحال پیاری بہنو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے سبق حاصل کرو اور اچھے اچھے عمل کرتی رہو. اور اپنے شوہروں کو خوش رکھو۔

۴۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بیوی اور امت کی ماؤں میں سے ہیں۔ یہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی بلند اقبال صاحبزادی ہیں اور ان کی والدہ کا نام زینب بنتِ مظعون ہے جو ایک مشہور صحابیہ ہیں یہ پہلے حضرت خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں، اور میاں بیوی دونوں ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے تھے۔ مگر ان کے شوہر جنگِ اُحد میں زخمی ہوکر وفات پاگئے تو ۳ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرما

لیا، یہ بھی بہت ہی شاندار، بلند ہمت اور سخی عورت تھیں اور فہم و فراست اور حق گوئی و حاضر جوابی میں اپنے والد ہی کا مزاج پایا تھا، اکثر روزہ دار رہا کرتی تھیں اور تلاوت قرآن مجید اور دوسری قسم قسم کی عبادتوں میں مصروف رہا کرتی تھیں، عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ و حدیث کے علوم میں بھی بہت معلومات رکھتی تھیں۔ شعبان ۴۵ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی حاکم مدینہ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے بھتیجوں نے قبر میں اتارا اور جنۃ البقیع میں دفن ہوئیں بوقت وفات ان کی عمر ساٹھ یا تریسٹھ برس کی تھی۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۲۶ تا ۲۲۸)

تبصرہ گھریلو کام دھندا سنبھالتے ہوئے روزانہ اتنی عبادت بھی کرنی پھر حدیث و فقہ کے علوم میں بھی مہارت حاصل کرنی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آرام پسند اور کھیل کود میں زندگی بسر کرنے والی نہیں تھیں بلکہ دن رات کا ایک منٹ بھی وہ ضائع نہیں کرتی تھیں اور دن رات گھر کے کام کاج یا عبادت یا شوہر کی خدمت یا علم حاصل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! ان خوش نصیب بیویوں کی زندگی نبی رحمت کے نکاح میں ہونے کی برکت سے کتنی مقدس، کس قدر پاکیزہ اور کس درجہ نورانی زندگی تھی۔ ماں بہنو! کاش تمہاری زندگی میں بھی ان امت کی ماؤں کی زندگی کی چمک دمک یا ہلکی سی بھی جھلک ہوتی تو تمہاری زندگی جنت بن جاتی اور تمہاری گودمیں ایسے بچے اور بچیاں پرورش پاتے جن کی اسلامی زندگی شان اور رنا بدانہ عظمت کو دیکھ کر آسمانوں کے فرشتے دعا کرتے اور جنت کی حوریں تمہارے لیے "آمین" کہتیں۔ مگر ہائے افسوس کہ تم کو اچھے کھانے، اچھے لباس، بناؤ سنگار کر کے پلنگ پر دن رات لیٹے ریڈیو کا گانا سننے سے اتنی فرصت نہیں کہ تم ان امت کی ماؤں کے نقش قدم پر چلو خداوند کریم تمہیں ہدایت دے اس دعا کے سوا ہم تمہارے لیے اور کیا کر سکتے ہیں۔ کاش تم ہماری ان مخلصانہ نصیحتوں پر عمل کر کے اپنی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھال لو، اور امت کی نیک بیویوں کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر دونوں جہان میں سرخرو ہو جاؤ۔

۵۔ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا

ان کا نام "ہند" اور کنیت "اُمّ سلمہ" ہے لیکن یہ اپنی کنیت ہی کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے والد کا نام "حذیفہ" یا "سہیل" اور ان کی والدہ "عاتکہ بنتِ عامر" ہیں یہ پہلے ابوسلمہ عبداللہ بن اسد سے بیاہی گئی تھیں اور یہ دونوں میاں بیوی مسلمان ہو کر پہلے "حبشہ" ہجرت کر گئے پھر حبشہ سے مکہ مکرمہ چلے آئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ ابوسلمہ نے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور بی بی اُمّ سلمہ کو اونٹ پر سوار کرایا اور اپنے دودھ پیتے بچے کو گود میں لے کر اونٹ پر بیٹھ گئیں تو ایک دم حضرت اُمّ سلمہ کے میکہ والے بنو مغیرہ دوڑ پڑے اور ان لوگوں نے یہ کہہ کر ہمارے خاندان کی لڑکی مدینہ نہیں جا سکتی۔ حضرت اُمّ سلمہ کو اونٹ سے اتار ڈالا، یہ دیکھ کر حضرت ابوسلمہ کے خاندان والوں کو طیش آگیا اور ان لوگوں نے حضرت اُمّ سلمہ کی گود سے بچے کو چھین لیا۔ اور یہ کہا کہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا ہے۔ اس لیے ہم اس بچہ کو ہرگز ہرگز تمہارے پاس نہیں رہنے دیں گے۔ اس طرح بیوی اور بچہ دونوں حضرت ابوسلمہ سے جدا ہو گئے، مگر حضرت ابوسلمہ نے ہجرت کا ارادہ نہیں چھوڑا، بلکہ بیوی اور بچہ دونوں اللہ کے سپرد کر کے تنہا مدینہ منورہ چلے گئے حضرت اُمّ سلمہ شوہر اور بچے کی جدائی پر دن رات رویا کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال دیکھ کر ان کے ایک چچا زاد بھائی کو رحم آگیا اور اس نے بنو مغیرہ کو سمجھایا کہ آخر اس غریب عورت کو تم لوگوں نے اس کے شوہر اور بچے سے کیوں جدا کر رکھا ہے؟ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ ایک پتھر کی چٹان پر ایک ہفتہ سے اکیلی بیٹھی ہوئی بچے اور شوہر کی جدائی میں رویا کرتی ہے۔ آخر بنو مغیرہ کے لوگ اس پر رضامند ہو گئے کہ اُمّ سلمہ اپنے بچے کو لے کر اپنے شوہر کے پاس مدینہ چلی جائے، پھر حضرت ابوسلمہ کے خاندان والوں نے بھی بچہ کو حضرت اُمّ سلمہ کے سپرد کر دیا اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بچے کو گود میں لے کر ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو گئیں مگر جب مقام "تنعیم" میں پہنچیں تو عثمان بن طلحہ راستہ میں ملا جو مکہ کا مانا ہوا

ایک نہایت ہی شریف انسان تھا۔ اس نے پوچھا کہ اُم سلمہ کہاں کا ارادہ ہے
انہوں نے کہا کہ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جا رہی ہوں۔ اس نے کہا کہ کیا
تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے؟ حضرت اُم سلمہ نے درد بھری آواز میں جواب دیا۔
میرے ساتھ میرے اللہ اور میرے اس بچہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ یہ سن کر عثمان بن طلحہ
کو شریفانہ جذبہ آگیا اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرے لیے یہ زیب نہیں دیتا کہ تمہارے جیسی
ایک شریف زادی اور ایک شریف انسان کی بیوی کو تنہا چھوڑ دوں، یہ کہہ کر اس نے اونٹ کی
مہار اپنے ہاتھ میں لے لی اور پیدل چلنے لگا۔ حضرت اُم سلمہ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے عثمان
بن طلحہ سے زیادہ شریف کسی عرب کو نہیں پایا جب ہم کسی منزل پر اترتے تو وہ الگ دور جا کر
کسی درخت کے نیچے سو رہتا اور میں اپنے اونٹ پر سو رہتی پھر چلنے کے وقت وہ اونٹ کی مہار
ہاتھ میں لے کر پیدل چلنے لگتا اسی طرح، اسی طرح اس نے مجھے "قبا" تک پہنچا دیا اور یہ کہہ کر
واپس مکہ چلا گیا کہ اب تم چلی جاؤ، تمہارا شوہر اسی گاؤں میں ہے چنانچہ حضرت اُم سلمہ بخیریت
مدینہ پہنچ گئیں۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۳۹) پھر دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ میں رہنے لگے،
چند بچے بھی ہو گئے تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بڑی بے کسی میں پڑ گئیں چند چھوٹے چھوٹے
بچوں کے ساتھ بیوگی میں زندگی بسر کرنا دشوار ہو گیا۔ ان کا یہ حال زار دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان سے نکاح فرمایا اور بچوں کو اپنی پرورش میں لے لیا اس طرح یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے گھر آ گئیں، اور تمام امت کی ماں بن گئیں حضرت بی بی اُم سلمہ عقل و فہم، علم و عمل، دیانت و
شجاعت کے کمال کا ایک بے مثال نمونہ تھیں۔ اور فقہ و حدیث کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ تین سو اٹھتر
حدیثیں انہیں زبانی یاد تھیں۔ مدینہ منورہ میں چوراسی برس کی عمر پا کر وفات پائی ان کے وصال کے
سال میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض مورخین نے ۵۳ھ بعض نے ۵۹ھ بعض نے ۶۲ھ لکھا ہے
اور بعض کا قول ہے کہ ان کا انتقال ۶۳ھ کے بعد ہوا ہے۔ ان کی قبر مبارک جنۃ البقیع میں ہے

(زرقانی ج ۳ ص ۲۳۸ تا ۲۴۲)

تبصرہ | اللہ اکبر حضرت بی بی اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی صبر و استقامت، جذبۂ ایمانی جوشِ اسلامی، زاہدانہ زندگی، علم و عمل، محنت و جفاکشی، عقل و فہم کا ایک ایسا شاہکار ہے جس کی مثال مشکل ہی سے مل سکے گی۔ ان کے کارناموں اور بہادری کی داستانوں کو تاریخ اسلام کے اوراق میں پڑھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ اے آسمان بول! اے زمین بتا! کیا تم نے حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا جیسی شیر دل اور پیکرِ ایمان عورت کو ان سے پہلے بھی کہیں کبھی دیکھا تھا۔

ماں بہنو! تم پیارے نبی کی پیاری بیویوں کی زندگی سے سبق حاصل کرو، اور اللہ کے لیے سوچو کہ وہ کیا تھیں؟ اور تم بھی مسلمان عورت ہو۔ اللہ کے لیے کچھ تو ان کی زندگی کی جھلک دکھاؤ۔

۶۔ حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا!

یہ سردارِ مکہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ ان کی ماں "صفیہ بنت عاص" ہیں جو امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نکاح پہلے عبید اللہ بن جحش سے ہوا تھا اور میاں، بیوی دونوں اسلام قبول کر کے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے مگر حبشہ جا کر عبید اللہ بن جحش نصرانی ہو گیا اور عیسائیوں کی صحبت میں شراب پیتے پیتے مر گیا۔ لیکن اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے ایمان پر قائم رہیں اور بڑی بہادری کے ساتھ مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرتی رہیں۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حال کی خبر ہوئی تو قلبِ نازک پر بے حد صدمہ گزرا اور آپ نے حضرت عمرو بن اُمیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو ان کی دل جوئی کے لیے حبشہ بھیجا اور نجاشی بادشاہ حبشہ کے نام خط لکھا کہ تم میرے وکیل بن کر حضرت ام حبیبہ کے ساتھ میرا نکاح کر دو، نجاشی بادشاہ نے اپنی لونڈی "ابرہہ" کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہ عنہا

کے پاس بھیجا، جب حضرت بی بی اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے یہ خوشخبری کا پیغام سنا تو خوش ہو کر ابرہہ لونڈی کو انعام کے طور پر اپنا زیور اُتار کر دے دیا۔ پھر اپنے ماموں زاد بھائی حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کو اپنے نکاح کا وکیل بنا کر نجاشی بادشاہ کے پاس بھیج دیا اور انہوں نے بہت سے مہاجرین کو جمع کر کے حضرت اُمِ حبیبہ کا نکاح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کر دیا اور اپنے پاس سے مہر بھی ادا کر دیا اور پھر پورے اعزاز کے ساتھ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھیج دیا اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیوی اور تمام مسلمانوں کی ماں بن کر حضور کے خانۂ نبوت میں رہنے لگیں یہ سخاوت و شجاعت، دینداری اور امانت و دیانت کے ساتھ بہت ہی قوی ایمان والی تھیں ایک مرتبہ ان کے باپ ابوسفیان جو ابھی کافر تھے مدینہ میں ان کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھ گئے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ذرا بھی باپ کی پرواہ نہیں کی اور باپ کو بستر سے اٹھا دیا اور کہا کہ میں ہرگز یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ ایک ناپاک مشرک رسول کے اس پاک بستر پر بیٹھے اسی طرح ان کے جوش ایمانی اور جذبۂ اسلامی کے واقعات عجیب و غریب ہیں جو تاریخ میں لکھے ہوئے ہیں بہت ہی دیندار اور پاکیزہ عورت تھیں بہت سی حدیثیں بھی یاد تھیں، اور انتہائی عبادت گزار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا خدمت گزار اور وفادار بیوی تھیں سنہ ۴۴ھ میں مدینہ منورہ کے اندر انکی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع کے قبرستان میں دوسری ازواج مطہرات کے خطیرہ میں مدفون ہوئیں۔

(زرقانی ج ۳ ص ۲۴۲ و مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۸۱)

تبصرہ اللہ اکبر! حضرت بی بی اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کتنی عبرت خیز اور تعجب انگیز ہے۔ سردار مکہ کی شہزادی ہو کر دین کے لیے اپنا وطن چھوڑ کر حبشہ کی دور دراز جگہ تک ہجرت کر کے چلی جاتی ہیں اور پناہ گزینوں کی ایک جھونپڑی میں رہنے لگتی ہیں پھر بالکل ناگہاں یہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے کہ شوہر جو پردیس کی زندگی میں تنہا ایک سہارا تھا۔ عیسائی ہو کر الگ

تھلگ ہو گیا اور کوئی دوسرا سہارا نہ رہ گیا۔ مگر ایسے نازک اور خطرناک وقت میں بھی ذرا سی ان کا قدم نہیں ڈگمگایا اور پہاڑ کی طرح دین اسلام پر قائم رہیں۔ اک ذرا بھی ان کا حوصلہ پست نہیں ہوا۔ نہ انہوں نے اپنے کافر باپ کو یاد کیا نہ اپنے کافر بھائیوں بھتیجوں سے کوئی مدد طلب کی اللہ پر توکل کر کے ایک نامانوس پردیس کی زمین میں پڑی اللہ کی عبادت میں لگی رہیں یہاں تک کہ اللہ کے فضل و کرم اور رحمت للعالمین کی رحمت نے ان کی دستگیری کی اور بالکل اچانک خداوند قدوس اُمّ المومنین (مومنوں کی ماں) کہہ کر پکارتی رہے گی اور قیامت میں بھی ساری خدائی خدا کے اس فضل و کرم کا تماشا دیکھے گی۔

اے مسلمان عورتو! دیکھو ایمان پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنے اور خدا پر توکل کرنے کا پھل کتنا میٹھا اور کس قدر لذیذ ہوتا ہے؟ اور یہ تو دنیا میں اجر ملا ہے ابھی آخرت میں ان کو کیا کیا اجر ملے گا؟ اور کیسے کیسے درجات کی بادشاہی ملے گی؟ اس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہم لوگ تو ان درجوں اور مرتبوں کی بلندی و عظمت کو سوچ بھی نہیں سکتے۔ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی اُمیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آزاد کردہ غلام اور متبنّٰی حضرت زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا تھا لیکن اللہ کی شان کہ میاں بیوی میں نباہ نہ ہو سکا، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی جب ان کی عدت گزر گئی تو اچانک ایک دن یہ آیت اتر پڑی کہ:۔

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا۔ (احزاب)	جب زید نے حاجت پوری کر دی (طلاق دے دی اور عدت گزر گئی) تو ہم نے (زینب کا) تمہارے ساتھ نکاح کر دیا۔

(احزاب) کا تمہارے ساتھ نکاح کر دیا۔

اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو زینب کے پاس جا کر اس کو یہ خوشخبری سنا دے کہ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ یہ سن کر ایک خادمہ دوڑی ہوئی گئی اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یہ خوشخبری سنادی حضرت زینب کو یہ خوشخبری سن کر اتنی خوشی ہوئی کہ اپنے زیورات اتار کر خادمہ کو انعام میں دے دیے۔ اور خود سجدہ میں گر پڑیں اور پھر دو ماہ لگاتار شکریہ کا روزہ رکھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کرنے پر اتنی بڑی دعوت ولیمہ فرمائی کہ کسی بیوی کے نکاح پر اتنی بڑی دعوت ولیمہ نہیں کی تھی تمام صحابہ کرام کو آپ نے نان گوشت کھلایا۔ (بخاری و مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۷۸)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس بیویوں میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اس خصوصیت میں سب سے ممتاز ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح خود اپنے حبیب سے کر دیا۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ اپنے ہاتھ سے کچھ دستکاری کر کے اس کی آمدنی فقراء و مساکین کو دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور نے فرمایا تھا کہ میری وفات کے بعد سب سے پہلے میری اس بیوی کی وفات ہوگی جس کے ہاتھ سب بیویوں سے لمبے ہیں یہ سن کر سب بیویوں نے ایک لکڑی سے اپنا اپنا ہاتھ ناپا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب سے لمبا نکلا۔ لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اقدس کے بعد سب سے پہلے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو لوگوں کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ ہاتھ لمبا ہونے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد کثرت سے صدقہ دینا تھا۔ بہرحال اپنی قسم قسم کی صفاتِ حمیدہ کی بدولت یہ تمام ازواج مطہرات میں خصوصی امتیاز کے ساتھ ممتاز تھیں۔

سنہ ۲۰ھ یا سنہ ۲۱ھ میں مدینہ منورہ کے اندر ان کی وفات ہوئی۔ اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سہر کو بیچ د بازار میں اعلان کرا دیا تھا کہ سب لوگ اُمّ المومنین کے جنازہ میں شریک

ہوں۔ چنانچہ بہت بڑا مجمع ہوا۔ امیر المومنین نے خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو جنۃ البقیع میں حضور کی دوسری بیویوں کے پہلو میں دفن کیا (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۷۶ وغیرہ)

تبصرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے کس قدر والہانہ محبت اور عشق تھا کہ انہوں نے اپنے نکاح کی خبر سن کر اپنا سارا زیور خوشخبری سنانے والی لونڈی کو دے دیا اور سجدہ شکر ادا کیا اور خوشی میں دو ماہ لگاتار روزہ دار رہیں پھر ذرا ان کی سخاوت پر بھی ایک نظر ڈالو کہ شہنشاہ دارین کی ملکہ ہو کر اپنے ہاتھ کی دستکاری سے جو کچھ کمایا کرتی تھیں وہ فقراء و مساکین کو دے دیا کرتی تھیں۔ اور صرف اسی لیے محنت و مشقت کرتی تھیں کہ فقیروں اور محتاجوں کی امداد کریں۔ اللہ اکبر، محبتِ رسول اور مسکین نوازی و غریب پروری کے یہ جذبات تمام مسلمان عورتوں کے لیے نصیحت آموز و قابلِ تقلید شاہکار ہیں۔ خداوندِ کریم سب عورتوں کو توفیق عطا فرمائے (آمین)

۸۔ حضرت زینب بنت خُزیمہ رضی اللہ عنہا!

یہ بچپن ہی سے بہت سخی تھیں۔ غریبوں اور مسکینوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لیے لوگ ان کو "اُمُّ المساکین" (مسکینوں کی ماں) کہا کرتے تھے پہلے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ لیکن جب وہ جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں ان سے نکاح کر لیا اور یہ "اُمُّ المساکین" کی جگہ "ام المومنین" کہلانے لگیں۔ مگر یہ حضور سے نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے زندہ رہیں اور ربیع الاول ۴ھ میں بمقام مدینہ منورہ وفات پا گئیں اور جنۃ البقیع میں ازواج مطہرات کے پہلو میں مدفون ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی وفات تک ان سے بیحد خوش رہے اور ان کی وفات کا قلب نازک پر بڑا صدمہ گذرا، یہ ماں کی جانب سے حضرت ام المومنین بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کی بہن میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔

(زرقانی ج ۳ ص ۲۴۹)

۹۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

ان کے والد کا نام حارث بن حزن اور ان کی والدہ ہند بنت عوف ہیں پہلے ان کا نام "برہ" تھا مگر جب یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں آگئیں تو حضور نے ان کا نام میمونہ (برکت والی) رکھ دیا۔ ۷ھ عمرۃ القضاء کی واپسی میں حضور نے ان سے نکاح فرمایا اور مقام "سرف" میں یہ پہلی مرتبہ بستر نبوت پر سوئیں۔ کل چھہتر حدیثیں ان سے مروی ہیں ان کے انتقال کے سال میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۵۱ھ بعض نے ۶۶ھ لکھا لیکن ابن اسحٰق کا قول ہے کہ ۶۳ھ میں ان کی وفات مقام "سرف" میں ہوئی۔ جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ان کے بھانجے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بلند آواز سے فرمایا کہ اے لوگو! یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں۔ جنازہ بہت آہستہ آہستہ لے کر چلو اور ان کی مقدس لاش کو ہلنے نہ دو حضرت یزید بن اصم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو مقام سرف میں اسی چھپر کے اندر دفن کیا جس میں پہلی بار ان کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربت سے سرفراز فرمایا تھا۔ (زرقانی ج ۳ ص ۲۵۳ و ترمذی ج ۱ ص ۱۰۴)

تبصرہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت بلکہ عشق تھا۔ انہوں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی تمنا ظاہر کی تھی بلکہ یہ کہا تھا کہ میں اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کرتی ہوں اور مجھے مہر لینے کی بھی کوئی خواہش نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید میں ایک آیت بھی اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے ماں بہنو! دیکھ لو حضور کی مقدس بیویوں کو حضور سے کیسی والہانہ محبت تھی۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کیا کہنا؟ ان امت کی ماؤں کے ایمان کی نورانیت کا۔

۱۰۔ حضرت جُوَیریہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ بنی مُصطلق کے سردارِ اعظم حارث بن ضرار کی بیٹی ہیں۔ غزوہ مُریسیع میں ان کا سارا قبیلہ گرفتار ہو کر مسلمانوں کے ہاتھوں میں قیدی بن چکا تھا اور سب مسلمانوں کے لونڈی غلام بن چکے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جب حضرت جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرمالیا تو حضرت جُویریہ رضی اللہ عنہا کی شادمانی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب اسلامی لشکر میں یہ خبر پھیلی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جویریہ سے نکاح فرمالیا۔ اس پر تمام مجاہدین اسلام ایک زبان ہو کر کہنے لگے کہ جس خاندان میں ہمارے رسول نے نکاح فرمالیا اس خاندان کا کوئی فرد لونڈی غلام نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ اس خاندان کے جتنے لونڈی غلام مسلمانوں کے قبضے میں تھے سب کے سب آزاد کر دیئے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی عورت کا نکاح حضرت جویریہ کے نکاح سے زیادہ مبارک نہیں ثابت ہوا کیونکہ اس نکاح سے وجہ سے تمام خاندان بنی مصطلق کو غلامی سے نجات مل گئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میرے قبیلے میں آنے سے پہلے میں نے یہ خواب دیکھا تھا، کہ مدینہ کی جانب سے ایک چاند چلتا ہوا آیا اور میری گود میں گر پڑا۔ میں نے کسی سے اس خواب کا ذکر نہیں کیا لیکن جب حضور نے مجھ سے نکاح فرمالیا تو میں نے سمجھ لیا کہ یہی میرے اس خواب کی تعبیر ہے۔ ان کا اصلی نام "برہ" تھا مگر حضور نے ان کا نام "جویریہ" رکھا۔ ان کے دو بھائی عمرو بن حارث و عبداللہ بن حارث اور ان کی ایک چھوٹی بہن عمرہ بنتِ حارث نے بھی اسلام قبول کر کے صحابیت کا شرف پایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار اور دیندار تھیں۔ نماز فجر سے نماز چاشت تک ہمیشہ اپنے وظیفوں میں مشغول رہا کرتی تھیں۔ ۵۰ھ میں پینسٹھ برس کی عمر پا کر وفات پائی، حاکم مدینہ مروان نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ جنۃ البقیع میں سپرد خاک کی گئیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۸۱ و زرقانی ج ص ۲۵۵)

تبصرہ ان کا زندگی بھر کا یہ عمل کہ نمازِ فجر سے نمازِ چاشت تک ہمیشہ لگاتار ذکرِ الٰہی اور وظیفوں میں مشغول رہنا، یہ ان عورتوں کے لیے تازیانۂ عبرت ہے۔ جو نمازِ چاشت تک سوتی رہتی ہیں۔ اللہ اکبر! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں تو اتنی عبادت گزار اور دیندار۔ اور امتیوں کا یہ حالِ زار کہ نوافل کا تو پوچھنا ہی کیا؟ فرائض سے بھی بیزار، بلکہ الٹے دن رات طرح طرح کے گناہوں کے آزار میں گرفتار، الٰہی توبہ، الٰہی تیری پناہ۔

۱۱۔ حضرت صَفِیّہ رضی اللہ عنہا

یہ خیبر کے سردارِ اعظم "حُیَیّ بن اَخْطب" کی بیٹی اور قبیلۂ بنو نضیر کے رئیس اعظم "کنانہ بن الحقیق" کی بیوی تھیں جو "جنگِ خیبر" میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوا۔ یہ خیبر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خاندانی عزت و وجاہت کا خیال فرما کر اپنی ازواج مطہرات اور امت کی ماؤں میں شامل فرما لیا گیا۔ جنگِ خیبر سے واپسی میں تین دنوں تک منزلِ صہبا میں آپ نے ان کو اپنے خیمہ کے اندر اپنی قربت سے سرفراز فرمایا اور ان کے ولیمہ میں کھجور گھی، پنیر کا مالیدہ آپ نے صحابہ کرام کو کھلایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو "پستہ قد" کا طعنہ دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس قدر غصہ میں بھر کر ڈانٹا کہ کبھی بھی ان کو اتنا نہیں ڈانٹا تھا۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو "یہودیہ" کہہ دیا تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب پر اس قدر خفا ہو گئے کہ دو تین ماہ تک ان کے بستر پر قدم نہیں رکھا یہ بہت ہی عبادت گزار اور دیندار ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث و فقہ سیکھنے کا بھی جذبہ رکھتی تھیں۔ چنانچہ دس حدیثیں بھی ان سے مروی ہیں ان کی وفات کے سال میں اختلاف ہے واقدی نے ۵۰ھ اور ابن سعد نے ۵۲ھ لکھا ہے یہ بھی مدینہ کے مشہور قبرستان جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۸۳ و زرقانی ج ۳ ص ۲۵۹)

تبصرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے محض اس بناء پر خود نکاح فرمالیا تاکہ ان کے خاندانی اعزاز و کرام میں کوئی کمی نہ ہونے پائے. تم غور سے دیکھو گے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تر جن جن عورتوں سے نکاح فرمایا وہ کسی نہ کسی دینی مصلحت ہی کی بنا پر ہوا کچھ عورتوں کی بے کسی پر رحم فرما کر اور کچھ عورتوں کے خاندانی اعزاز و اکرام کو بچانے کے لیے. کچھ عورتوں سے اس بناء پر نکاح فرمالیا کہ وہ رنج و غم کے صدموں سے نڈھال تھیں، لہٰذا حضور نے ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھنے کے لیے ان کو اعزاز بخش دیا کہ اپنی ازواج مطہرات میں ان کو شامل کر لیا.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اتنی عورتوں سے نکاح فرمانا ہرگز ہرگز اپنی خواہش نفسانی کی بنا پر نہیں تھا اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ حضور کی بیویوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہیں تھیں بلکہ سب عمر دراز اور بیوہ تھیں حالانکہ اگر حضور خواہش فرماتے تو کون سی ایسی کنواری لڑکی تھی جو حضور سے نکاح کرنے کی تمنا نہ کرتی مگر دربارِ نبوت کا تو یہ معاملہ ہے کہ شہنشاہِ دو عالم کا کوئی قول کوئی فعل کوئی اشارہ بھی ایسا نہیں ہوا جو دین اور دین کی بھلائی کے لیے نہ ہو آپ نے جو کہا اور جو کیا سب دین ہی کے لیے کیا بلکہ آپ نے جو کیا اور کہا وہی دین ہے بلکہ آپ کی ذاتِ اکرم ہی مجسم دین ہے.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

یہ حضور اکرم شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ گیارہ ازواج مطہرات ہیں جن پر تمام مورخین کا اتفاق ہے. ان کا مختصر تذکرہ تم نے پڑھ لیا اگر مفصل حال پڑھنا ہو تو ہماری کتاب "سیرۃ المصطفیٰ" پڑھو.

اب ہم حضور سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان چار شہزادیوں کا مختصر تذکرہ لکھتے ہیں جو صالحات اور نیک بیبیوں کی لڑی میں آبدار موتیوں کی طرح چمک رہی ہیں.

۱۲۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی شہزادی ہیں جو اعلان نبوت سے دس سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں اور جنگ بدر کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ سے مدینہ بُلا لیا تھا۔ مکہ میں کافروں نے ان پر جو جو ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے ان کا تو پوچھنا ہی کیا مد ہو گئی کہ جب یہ ہجرت کے ارادہ سے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے باہر نکلیں تو کافروں نے ان کا راستہ روک لیا اور ایک بد نصیب کافر جو بڑا ہی ظالم تھا یعنی "ہبار بن الاسود" اس نے نیزہ مار کر ان کو اونٹ سے زمین پر گرا دیا۔ جس کے صدمے سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ان کے دیور "کنانہ" کو جو اگرچہ کافر تھا ایک دم طیش آگیا۔ اور اس نے جنگ کے لیے تیر کمان اٹھا لیا یہ ماجرا دیکھ کر "ابوسفیان" نے درمیان میں پڑ کر راستہ صاف کرا دیا اور یہ مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو اس واقعہ سے بڑی چوٹ لگی چنانچہ آپ نے ان کے فضائل میں یہ ارشاد فرمایا کہ:

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِيْ اُصِيْبَتْ فِيَّ۔

یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔

پھر ان کے بعد ان کے شوہر حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے اور دونوں ایک ساتھ رہنے لگے ان کی اولاد میں ایک لڑکا جن کا نام "علی" تھا اور ایک لڑکی جن کا نام "امامہ" تھا زندہ رہے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ "علی" جنگ یرموک میں شہید ہو گئے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد محبت تھی۔ بادشاہ حبشہ نے تحفہ میں ایک جوڑا اور ایک قیمتی انگوٹھی دربار نبوت میں بھیجی تو آپ نے یہ انگوٹھی حضرت امامہ کو عطا

فرمائی اسی طرح کسی نے ایک مرتبہ بہت ہی بیش قیمت اور انتہائی خوبصورت ایک ہار نذر کیا، تو سب بیبیاں یہ سمجھتی تھیں کہ حضور یہ ہار حضرت عائشہ کے گلے میں ڈالیں گے مگر آپ نے یہ فرمایا، کہ میں یہ ہار اس کو پہناؤں گا جو میرے گھر والوں میں مجھ کو سب سے زیادہ پیاری ہے یہ فرما کر آپ نے یہ قیمتی ہار اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کے گلے میں ڈال دیا۔ ۸ھ میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبرک کے طور پر اپنا تہبند شریف انکے کفن میں دے دیا اور نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کو قبر میں اتارا ان کی قبر شریف بھی جنۃ البقیع مدینہ منورہ میں ہے (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۵ تا ۱۹۷)

تبصرہ حضور نبی اکرم کی صاحبزادی کو اسلام لانے کی بنا پر کافروں نے جس قدر ستایا اور دکھ دیا اس سے مسلمان بیویوں کو سبق لینا چاہیے کہ کافروں اور ظالموں کے ظلم پر صبر کرنا ہمارے رسول اور رسول کے گھر والوں کی سنت ہے اور خدا کی راہ میں دین کیلیے تکلیف اٹھانا اور برداشت کرنا بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔

۱۴۔ حضرت رُقَیَّہ رضی اللہ عنہا

اعلان نبوت سے سات برس قبل جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف کا تینتیسواں سال تھا یہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ پہلے ان کا نکاح ابو لہب کے بیٹے "عتبہ" سے ہوا تھا مگر ابھی رخصتی بھی نہیں ہوئی تھی کہ "سورہ تبت یدا" نازل ہوئی۔ اس غصہ میں ابو لہب کے بیٹے عتبہ نے حضرت رُقَیَّہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اور ان دونوں میاں بیوی نے حبشہ کی طرف پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والے) کے معزز لقب سے سرفراز ہوئے۔

جنگ بدر کے دنوں میں حضرت رقیہ زیادہ بیمار تھیں چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کے لیے مدینہ میں رہنے کا حکم دے دیا اور جنگ بدر میں جانے سے روک دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جس دن جنگ بدر میں فتح مبین کی خوشخبری لے کر مدینہ پہنچے اسی دن بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا نے بیس برس کی عمر پا کر مدینہ میں انتقال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کی وجہ سے انکے جنازہ میں شریک نہ ہو سکے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اگرچہ جنگ بدر میں شریک نہیں ہوئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگِ بدر کے مجاہدین میں شمار فرمایا اور مجاہدین کے برابر مالِ غنیمت میں سے حصہ بھی عطا فرمایا۔ حضرت بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے شکم مبارک سے ایک فرزند پیدا ہوئے تھے جن کا نام "عبداللہ" تھا مگر وہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد ۴ھ میں وفات پا گئے۔ بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر بھی جنۃ البقیع میں ہے (زرقانی ج ۳ ص ۱۹۸)

۱۴۔ حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا

یہ بھی پہلے ابولہب کے بیٹے "عتیبہ" سے بیاہی گئی تھیں مگر "سورۂ تبت یدا" میں ابولہب کی برائی سن کر "عتیبہ" اس قدر طیش میں آگیا کہ اس نے گستاخی کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھپٹ کر آپ کے پیراہن شریف کو پھاڑ ڈالا اور حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب نازک پر اس گستاخی اور بے ادبی سے انتہائی صدمہ گذرا اور جوشِ غم سے آپ کی زبان مبارک سے بے اختیار یہ الفاظ نکل گئے کہ

"یا اللہ! اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلّط فرما دے۔"

اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ ملک شام کے راستہ میں یہ قافلہ کے بیچ میں سویا تھا اور ابولہب قافلہ والوں کے ساتھ پہرہ دے رہا تھا مگر اچانک ایک شیر آیا اور عتیبہ کے سر کو چبا گیا اور وہ مر گیا۔ حضرت بی بی رقیہ کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۳ھ میں حضرت اُمِّ کلثوم

رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہا کے ساتھ کر دیا مگر ان کے شکم مبارک سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ۹ھ میں حضرت امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع میں ان کو دفن فرمایا (زرقانی ج ۳ ص ۲۰۰)

۱۵۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

یہ حضور شہنشاہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی مگر سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں ان کا نام فاطمہ اور لقب زہراء و بتول ہے۔ اللہ اکبر ان کے فضائل اور مناقب اور ان کے درجات و مراتب کا کیا کہنا۔ حدیثوں میں بکثرت ان کے فضائل اور بزرگیوں کا ذکر ہے جن کو مفصل ہم نے اپنی کتاب "حقانی تقریریں" میں لکھا ہے ۲ھ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا اور ان کے شکم مبارک سے تین صاحبزادگان حضرت امام حسن و حضرت امام حسین و حضرت محسن اور تین صاحبزادیاں زینب، امّ کلثوم و رقیہ رضی اللہ عنہم و عنہن پیدا ہوئیں۔ حضرت محسن و رقیہ تو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ حضرت امّ کلثوم کی شادی امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جن کے شکم مبارک سے ایک فرزند حضرت زید اور ایک صاحبزادی حضرت رقیہ کی پیدائش ہوئی اور حضرت زینب کی شادی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے ہوئی جن کے فرزند عون و محمد کربلا میں شہید ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ مہینے بعد ۳ رمضان ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کی وفات ہوئی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۶۱ وغیرہ و زرقانی ج ۳ ص ۲۰۰)

۱۶۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا!

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی

اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔ یہ بہت شیر دل اور بہادر خاتون ہیں۔ جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلام کفار کے مقابلہ میں صف بندی کر کے کھڑے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کر دیا گیا تھا۔ اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اکیلی اس یہودی پر جھپٹ کر پہنچیں اور خیمہ کی ایک چوب اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لیے ہوئے چکرا کر گرا اور مر گیا پھر اس کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے ، اسی طرح جنگ اُحد میں جب مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا یہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ نے ان کے فرزند حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے نرغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔ اسی طرح جب جنگ اُحد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی حضرت صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائے گی۔ مگر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں ۲۰ھ میں تہتر برس کی عمر پا کر مدینہ میں وفات پائی اور جنۃ البقیع میں مدفون ہوئیں (زرقانی ج ۳ ص ۲۸۷)

۱۷۔ ایک انصاریہ عورت رضی اللہ عنہا

مدینہ کی ایک عورت جو انصار کے قبیلہ کی تھیں ان کو یہ غلط خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگِ اُحد میں شہید ہو گئے تو یہ بے قرار ہو کر گھر سے نکل پڑیں اور میدانِ جنگ میں پہنچ گئیں وہاں لوگوں نے ان کو بتایا کہ اے عورت! تیرے باپ اور بھائی اور شوہر تینوں اس جنگ میں شہید ہو گئے یہ سن کر اس نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جب لوگوں نے بتایا کہ حضور اگرچہ زخمی ہو گئے ہیں مگر الحمد للہ کہ زندہ سلامت ہیں تو بے اختیار اس کی زبان سے اس شعر کا مضمون نکل پڑا کہ ؂

تسلی ہے پناہ بیکساں زندہ سلامت ہے

کوئی پروا نہیں سارا جہاں زندہ سلامت ہے

اللہ اکبر! اس شیر دل اور بہادر عورت کا کیا کہنا؟ باپ اور شوہر اور بھائی تینوں کے قتل ہو جانے سے صدمات کے تین تین پہاڑ دل پر گر پڑے ہیں۔ مگر محبت رسول کے نشہ میں اس کی مستی کا یہ عالم ہے کہ زبانِ حال سے یہ نعرہ اس کی زبان پر جاری ہے کہ ؂

میں بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا

اے شہِ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم (طبری ص ۱۴۲۵)

۱۸۔ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا!

یہ جنگِ احد میں اپنے شوہر حضرت زید بن عاصم اور اپنے دو بیٹوں حضرت عمارہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر میدانِ جنگ میں کود پڑیں اور جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کر دیا تو یہ ایک خنجر لے کر کفار کے مقابلہ میں کھڑی ہو گئیں اور کفار کے تیر و تلوار کے ہر ایک وار کو روکتی رہیں یہاں تک کہ جب ابن قمیۂ ملعون نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر

تلوار چلادی تو حضرت اُمِّ عمارہ نے اس تلوار کو اپنی پیٹھ پر روک لیا۔ چنانچہ ان کے کندھے پر اتنا گہرا زخم لگا کہ غار پڑ گیا۔ پھر خود بڑھ کر ابن قمیئہ کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاتا مگر وہ ملعون دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس لیے بچ گیا اس جنگ میں بی بی اُمِّ عمارہ کے سر و گردن پر تیرہ زخم لگے تھے۔ حضرت بی بی اُمِّ عمارہ کے فرزند حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے ایک کافر نے جنگ اُحد میں زخمی کر دیا اور میرے زخم سے خون بند نہیں ہوتا تھا۔ میری والدہ اُمِّ عمارہ نے فوراً اپنا کپڑا پھاڑ کر زخم کو باندھ دیا اور کہا کہ بیٹا اٹھو، کھڑے ہو جاؤ اور پھر جہاد میں مشغول ہو جاؤ۔ اتفاق سے وہی کافر سامنے آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اے اُمِّ عمارہ! دیکھ تیرے بیٹے کو زخمی کرنے والا یہی ہے یہ سنتے ہی حضرت اُمِّ عمارہ نے جھپٹ کر اس کافر کی ٹانگ میں تلوار کا ایسا بھرپور وار مارا کہ وہ کافر گر پڑا اور پھر چل نہ سکا بلکہ سرین کے بل گھسٹتا ہوا بھاگا یہ منظر دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہنس پڑے اور فرمایا کہ اے اُمِّ عمارہ! تو خدا کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھ کو اتنی طاقت اور ہمت عطا فرمائی کہ تو نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ حضرت اُمِّ عمارہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو جنت میں آپ کی خدمت گذاری کا شرف عطا فرمائے اس وقت آپ نے ان کے لیے اور ان کے شوہر اور ان کے بیٹوں کے لیے اس طرح دعا فرمائی کہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھُمْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّةِ۔ یا اللہ! ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنا دے

حضرت بی بی ام عمارہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر علانیہ یہ کہتی رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس دعا کے بعد دنیا میں بڑی سے بڑی مصیبت بھی مجھ پر آ جائے تو مجھ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۲۶)

تبصرہ حضرت بی بی صفیہ اور انصاریہ عورت اور حضرت بی بی ام عمارہ کے تینوں واقعات کو پڑھ کر غور کرو کہ مادرِ اسلام کی آغوش میں کیسی کیسی شیر دل

اور بہادر عورتوں نے جنم لیا ہے۔ ان بہادر خواتین اسلام کے کارناموں کو گردش لیل و نہار قیامت تک کبھی نہیں مٹا سکتی ان کے سینوں میں پتھر کی چٹانوں سے زیادہ مضبوط دل تھا۔ جس میں اسلام کی حرارت کا جوش اور محبت رسول کی ایسی شمع بھری ہوئی تھی کہ کفار کے لشکروں کا دل بادل ان کی نظروں میں مکھیوں اور مچھروں کا جھنڈ نظر آتا تھا۔ اور ان کے دلوں میں صبر و استقامت کا ایسا سمندر لہریں مار رہا تھا کہ اس کے طوفان میں بڑی بڑی مصیبتوں کے پہاڑ پاش پاش ہو جایا کرتے تھے مگر افسوس آجکل کی مسلمان عورتوں کے دلوں میں محبت رسول کا چراغ اس طرح بجھ گیا ہے کہ اسلام کا جوش ایمان کا جذبہ، محبت رسول کی مستی، جہاد کا نشہ سب کچھ غارت ہو گیا اور دنیا کی محبت اور زندگی کی ہوس نے بدن کے رونگٹے رونگٹے میں خوف و ہراس اور بزدلی کی ایسی آندھی چلادی ہے کہ کفار کے مقابلہ میں ہر مسلمان عورت رونے اور گڑگڑانے کے سوا کچھ کر ہی نہیں سکتی۔ اے مسلمان عورتو! تم ان جاں باز اور سرفروش جہاد کرنے والی عورتوں کے جذبۂ ایمانی اور جوش اسلامی سے سبق سیکھو۔ تم بھی مسلمان عورت ہو اگر کفار کا مقابلہ ہو تو اپنی جان پر کھیل کر اور سر ہتھیلی پر رکھ کر کفار سے لڑتے ہوئے جام شہادت پی لو۔ اور جنت الفردوس میں پہنچ جاؤ۔ خبردار، خبردار، کفار کے آگے رونے گڑگڑاتے ہوئے رحم کی بھیک مانگتے ہوئے بزدلی کی موت ہرگز ہرگز مر دا ور یاد رکھو کہ وقت سے پہلے ہرگز موت نہیں آسکتی لہٰذا ڈر خوف اور ہراس و بزدلی سے موت ٹل نہیں سکتی۔ اس لیے بہادر بنو، شیر دل بنو اور بی بی صفیہ اور بی بی اُمِ عمارہ اور بی بی انصاریہ کی مجاہدانہ سرفروشیوں کا کردار پیش کرو۔

۱۹۔ حضرت بی بی سُمَیَّہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمار بن یاسر صحابی رضی اللہ عنہا کی والدہ ہیں۔ اسلام لانے کی وجہ سے مکہ کے کافروں نے ان کو بہت زیادہ ستایا ایک مرتبہ ابو جہل نے نیزہ تان کر ان سے دھمکا کر کہا کہ تو کلمہ نہ پڑھ ورنہ میں تجھے یہ نیزہ مار دوں گا حضرت بی بی سُمَیَّہ رضی اللہ عنہا نے سینہ تان کر زور زور سے

کلمہ پڑھنا شروع کیا ابوجہل نے غصہ میں بھر کر ان کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ خون میں لت پت ہو کر گر پڑیں اور شہید ہو گئیں۔ (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۶۳)

تبصرہ یہ ایک جاں باز مسلمان عورت کا پہلا خون تھا جس سے خدا کی زمین رنگین ہو گئی مگر اس خون کی گرمی نے ہزاروں مسلمان مردوں اور عورتوں میں جوش جہاد کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ بدر و احد اور حنین کا میدان کفار کا قبرستان بن گیا اور مکہ و خیبر میں کفر و شرک کے جنگلات کٹ گئے اور ہر طرف اسلام کا باغ پھلنے پھولنے لگا۔

۲۰۔ حضرت بی بی لُبَینہ رضی اللہ عنہا

یہ ایک لونڈی تھیں ابتداء اسلام ہی سے اسلام کی حقانیت کا نور ان کے دل میں چمک اٹھا اور یہ اسلام کے دامن میں آگئیں کفار مکہ نے ان کو ایسی ایسی دردناک تکلیفیں دیں کہ اگر پہاڑ بھی ان کی جگہ ہوتا تو شاید لرز جاتا مگر اس پیکر ایمان کے قدم نہیں ڈگمگائے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب تک دامن اسلام میں نہیں آئے تھے اس لونڈی کو اتنا مارتے تھے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے تھے مگر حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا اُف نہیں کرتی تھیں۔ بلکہ نہایت ہی جرأت و استقلال کے ساتھ کہتی تھیں کہ اے عمر! تم جتنا چاہو مجھ غریب کو مار لو کہ اگر خدا کے سچے رسول پر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو خدا ضرور تم سے انتقام لے گا۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۷۰)

تبصرہ حضرت لبینہ رضی اللہ عنہا کی اس ایمانی تقریر کی جہانگیری تو دیکھو کہ ابھی حضرت لبینہ کے زخم نہیں بھرے تھے کہ اسلام کی حقانیت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس طرح دبوچ لیا کہ وہ بے اختیار دامن اسلام میں آگئے اور زندگی بھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہے اور حضرت لبینہ جیسی غریب و مظلوم لونڈیوں کے سامنے شرم سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے اور ان کمزوروں اور غریبوں سے معافی مانگا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جن کو یہ گرم گرم جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر ان کے سینے پر وزنی پتھر رکھا ہوا دیکھ کر حقارت سے ٹھوکر مار کر گذرتے تھے۔

تھوڑے دن نہیں گذرے کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنے تخت شاہی پر بیٹھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ "سیدنا و مولانا بلال" یعنی بلال تو ہمارے سردار ہیں۔ بلال تو ہمارے آقا ہیں اور بلال کی صورت کو کمال ادب اور محبت کے ساتھ دیکھ کر زبان حال سے بھرے مجمعوں میں یہ کہا کرتے تھے کہ ؎

بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے
چشم بینا ہو تو دونوں سے بلال اچھا ہے

۲۱۔ حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی لونڈی تھیں مگر اسلام لانے پر کافروں نے ان کے ساتھ کیسے کیسے ظالمانہ سلوک کیے اس کی تصویر کھینچنے سے قلم کا سینہ شق ہو جاتا ہے اور ہاتھ کانپنے لگتے ہیں لیکن یہ اللہ والی بڑی بڑی مار دھاڑ کو برداشت کرتی رہی اور مصیبتیں جھیلتی رہی۔ مگر اسلام سے بال بھر بھی اس کے قدم کبھی بھی نہیں ڈگمگائے یہاں تک کہ وہ دن آ گیا کہ اسلام کو ڈھانے والے خود اسلام کے معمار بن گئے اور اسلام کے خون کے پیاسے اپنے خون سے اسلام کے باغ کو سینچ سینچ کر سرخرو بننے لگے۔ (زرقانی و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۱۹)

۲۲۔ حضرت بی بی اُمِّ عُبَیْس رضی اللہ عنہا

حضرت بی بی نہدیہ رضی اللہ عنہا کی طرح یہ بھی لونڈی تھیں اور ان کو بھی کافروں نے بہت ستایا۔ بے حد ظلم و ستم کیا لوہا گرم کر کے ان کے بدن کے نازک حصوں پر داغ لگایا کرتے تھے۔ کبھی پانی میں اس قدر ڈبکیاں دیا کرتے تھے کہ ان کا دم گھٹنے لگتا تھا۔ مار پیٹ تو پوچھنا ہی کیا وہ تو کافروں کا روزانہ ہی کا محبوب مشغلہ تھا۔ آخر پیارے رسول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار صدیق جاں نثار رضی اللہ عنہ نے اپنا خزانہ خالی کر کے ان مظلوموں کو خرید خرید کر آزاد کر

آزاد کر دیا تو ان مصیبت کے ماروں کو کچھ آرام ملا۔

(زرقانی و سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۳۱۹)

۲۳۔ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہ

یہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھرانے کی ایک لونڈی تھیں انہوں نے بھی جب کلمہ پڑھا تو سارا گھر ان کی جان کا دشمن ہو گیا اور ان کافروں نے اتنا مارا کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ تو کافر ان کو یہ طعنہ دینے لگے کہ تو نے ہمارے دیوتاؤں کو چھوڑ دیا تو تیری آنکھیں پھوٹ گئیں۔ اب کہاں ہے تیرا ایک خدا تو کیوں نہیں اس کو بلاتی کہ وہ تیری آنکھوں کو روشن کر دے۔ یہ طعنہ سن کر وہ نہایت جرأت کے ساتھ کہا کرتی تھیں کہ میں جس رسول پر ایمان لائی ہوں یقیناً وہ خدا کے سچے رسول ہیں اور میرا ایک خدا اگر چاہے گا تو ضرور میری آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ اور تمہارے سینکڑوں دیوتا میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کا یہ طعنہ سنا تو فرمایا کہ اے زنیرہ! تو صبر کر۔ پھر حضور نے دعا فرما دی تو ان کی آنکھوں میں ایک دم روشنی آ گئی۔ یہ معجزہ دیکھ کر کفار کہنے لگے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جادو ہے۔ وہ رسول نہیں ہیں بلکہ وہ تو عرب کے سب سے بڑے جادوگر ہیں (معاذ اللہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔

(زرقانی ج ۱ ص ۲۷۰ و استیعاب ج ۴ ص ۱۸۲۹)

تبصرہ اے مسلمان ماں بہنو! تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ حضرت لبینہ و حضرت نہدیہ و حضرت ام عبیس و حضرت زنیرہ وغیرہ رضی اللہ عنہن کی جان سوز و دل دوز حکایتوں کو بغور اور بار بار پڑھو اور سوچو کہ اللہ والیوں نے اسلام کے لیے کیسی کیسی مصیبتیں اٹھائیں مگر ایک سیکنڈ کے لیے اسلام سے ان کے قدم نہیں ڈگمگائے۔ ایک تم ہو کہ ذرا کوئی تکلیف پہنچی تو تم گھبرا کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی ہو اور خدا اور رسول کی شان میں ناشکری کے الفاظ بولنے

لگتی ہو اور ذرا کافروں نے دھونس دی تو تم کافروں کی بولیاں بولنے لگتی ہو خدا کے لیے اے مسلمان مردو! اور اے مسلمان عورتو! تم ان اللہ کی مقدس بندیوں کا کردار پیش کرو کہ ایمان و اسلام پر اتنی مضبوطی کے ساتھ قائم رہو کہ تمہیں دیکھ کر کافروں کی دنیا پکار اٹھے کہ ؎

بنائے آسمان بھی اس تم پر ڈگمگاتے گی
مگر مومن کے قدموں میں کبھی لغزش نہ آئے گی

۲۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

یہ وہ مقدس اور خوش نصیب عورت ہیں کہ انہوں نے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد طائف کے شہر پر جہاد فرمایا اس وقت حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر اور بیٹے کو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر مبارک کو زمین پر بچھا کر ان کو اس پر بٹھایا اور انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ اور یہ سب کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(استیعاب ج ۴ ص ۱۸۱۲)

حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور مدینہ منورہ میں جنۃ البقیع کے اندر ہے۔

تبصرہ ۱۹۵۹ء میں جب میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور جنۃ البقیع کے مزارات مقدسہ کی زیارتوں کے لئے گیا تو دیکھ کر قلب و دماغ پر رنج و غم اور صدمات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے کہ ظالم نجدی وہابیوں نے تمام مزارات کو توڑ پھوڑ کر اور ڈھا کر گرا کر پھینک دیا ہے صرف ٹوٹی پھوٹی قبروں پر چند پتھروں کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اور صفائی ستھرائی کا بھی کوئی اہتمام نہیں ہے بہرحال سب مقدس قبروں کی زیارت کرتے ہوئے جب میں حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کے سامنے کھڑا ہوا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جنۃ البقیع کی کسی قبر پر میں نے کوئی گھاس اور سبزہ نہیں دیکھا۔ لیکن حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کو دیکھا کہ بہت ہی ہری

اور شاداب گھاسوں سے پوری قبر چھپی ہوئی ہے۔ میں حیرت سے دیر تک اس منظر کو دیکھتا رہا۔ آخر میں نے اپنے گجراتی ساتھیوں سے کہا کہ لوگو! بتاؤ۔ تم لوگوں نے جنت البقیع کی کسی قبر پر بھی گھاس جمی ہوئی دیکھی؟ لوگوں نے کہا کہ "جی نہیں" میں نے کہا کہ حضرت بی بی حلیمہ کی قبر کو دیکھو کہ کیسی ہری ہری گھاس سے یہ قبر سرسبز و شاداب ہو رہی ہے لوگوں نے کہا کہ "جی ہاں بے شک" پھر میں نے کہا کہ کیا اس کی کوئی وجہ تم لوگوں کی سمجھ میں آ رہی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ جی نہیں آپ ہی بتلا دیجئے" تو میں نے کہہ دیا کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ انہوں نے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دودھ پلا پلا کر سیراب کیا تھا تو رب العالمین نے اپنی رحمت کے پانیوں سے ان کی قبر پر ہری ہری گھاس اگا کر ان کی قبر کو سرسبز و شاداب کر دیا ہے میری یہ تقریر سن کر تمام حاضرین پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ سب لوگ چیخ مار مار کر رونے لگے اور میں خود بھی روتے روتے نڈھال ہو گیا پھر میرے محب مخلص سیٹھ الحاج عثمان غنی چھیپہ رنگ والے احمد آبادی نے عطر کی ایک بڑی سی شیشی جس میں سے دو دو تین تین قطرہ ہر قبر پر عطر ڈالتے تھے۔ ایک دم پوری شیشی انہوں نے حضرت بی بی حلیمہ کی قبر پر انڈیل دی اور روتے روتے کہا کہ اے دادی حلیمہ! خدا کی قسم اگر آپ کی قبر احمد آباد میں ہوتی تو میں آپ کی قبر مبارک کو عطر سے دھو دیتا پھر بڑی دیر کے بعد ہمارے دلوں کو سکون ہوا۔ اور میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو تقریباً پچاس آدمی میرے پیچھے کھڑے تھے اور سب کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں (یا اللہ! پھر دوبارہ یہ موقع نصیب فرما۔ آمین یا رب العالمین)

۲۵۔ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا

جب ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں آپ کی خاطر داری و خدمت گزاری میں دن رات جی جان سے

مصروف رہنے لگیں۔ یہی آپ کو کھانا کھلاتی تھیں، کپڑے پہناتی تھیں۔ کپڑے دھوتی تھیں۔ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح کر دیا۔ جن سے حضرت اسامہ بن زید پیدا ہوئے رضی اللہ عنہم، حضرت بی بی اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کافی دنوں تک مدینہ میں زندہ رہیں اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما اپنی اپنی خلافتوں کے دوران حضرت بی بی اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت و ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور ان کی خبر گیری فرماتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب و استیعاب ج ۴ ص ۳۰۴)

تبصرہ مسلمانو! غور کرو کہ امیر المومنین ہوتے ہوئے اپنی جلالت شان کے باوجود حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ایک بڑھیا عورت کی زیارت کے لیے ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ ایسا کیوں؟ اور کس لیے تھا؟ حضرت اس لیے کہ حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ تعلق تھا کہ انہوں نے بچپن میں آپ کی خاطر داری اور خدمت گزاری کا شرف پایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اس عمل سے ثابت ہوا کہ جن جن ہستیوں کو یا جن جن چیزوں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق رہا ہو ان سے محبت و عقیدت اور ان کی تعظیم و تکریم اور ان کا ادب و احترام یہ ایمان کا نشان اور ہر مسلمان کی ایمانی شان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۲۶۔ حضرت اُمِّ سُلیم رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پیارے خادم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ماں ہیں۔ ان کے پہلے شوہر کا نام مالک تھا۔ بیوہ ہو جانے کے بعد ان کا نکاح حضرت ابوطلحہ صحابی رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ یہ رشتہ میں ایک طرح سے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خالہ ہوتی تھیں۔ اور ان کے بھائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک جہاد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان سب باتوں کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔ بخاری شریف وغیرہ میں ان کا ایک بہت ہی نصیحت آموز اور عبرت خیز واقعہ لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اُمِّ سلیم کا ایک بچہ بیمار تھا جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ صبح کو اپنے کام دھندے کے لیے باہر جانے لگے تو اس بچہ کا سانس بہت زور زور سے چل رہا تھا۔ ابھی حضرت طلحہ مکان پر نہیں آئے تھے کہ بچہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت بی بی اُمِّ سلیم نے سوچا کہ دن بھر کے تھکے ماندے میرے شوہر مکان پر آئیں گے اور بچے کے انتقال کی خبر سنیں گے۔ تو نہ کھانا کھائیں گے نہ آرام کر سکیں گے۔ اس لیے انہوں نے بچے کی لاش کو ایک الگ مکان میں لٹا دیا اور کپڑا اوڑھا دیا اور خود روزانہ کی طرح کھانا پکایا پھر خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کر کے بیٹھ کر شوہر کے آنے کا انتظار کرنے لگیں حضرت ابوطلحہ رات کو گھر میں آئے تو پوچھا کہ بچہ کا کیا حال ہے؟ تو بی بی اُمِّ سلیم نے کہہ دیا کہ اب اس کا سانس ٹھہر گیا ہے۔ حضرت ابوطلحہ مطمئن ہو گئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ سانس کا کھنچاؤ ختم گیا ہے۔ پھر فوراً ہی کھانا سامنے آ گیا اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ پھر بیوی کے بناؤ سنگار کو دیکھ کر انہوں نے بیوی سے صحبت بھی کی، جب سب کاموں سے فارغ ہو کر بالکل ہی مطمئن ہو گئے تو بی بی اُمِّ سلیم نے کہا کہ اے میرے پیارے شوہر! مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ اگر ہمارے پاس کسی کی کوئی امانت ہو اور وہ اپنی امانت ہم سے لے لے تو کیا ہم کو بُرا ماننے یا ناراض ہونے کا کوئی حق ہے؟ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں امانت والے کو اس کی امانت خوشی خوشی دے دینی چاہیے۔ شوہر کا یہ جواب سن کر حضرت اُمِّ سلیم نے کہا کہ اے میرے سرتاج! آج ہمارے گھر میں یہی معاملہ پیش آیا۔ کہ ہمارا بچہ جو ہمارے پاس خدا کی ایک امانت تھا آج خدا نے وہ امانت لے لی۔ اور ہمارا بچہ مر گیا۔ یہ سن کر حضرت ابوطلحہ چونک کر اٹھ بیٹھے اور حیران ہو کر بولے کہ کیا میرا بچہ مر گیا۔ بی بی نے کہا کہ جی ہاں، حضرت

ابو طلحہ نے فرمایا کہ تم نے تو کہا تھا کہ اس کے سانس کا کھنچاؤ تھم گیا ہے۔ بیوی نے کہا کہ جی ہاں مرنے والے کہاں سانس لیتے ہیں ؟ حضرت ابو طلحہ کو بے حد افسوس ہوا کہ ہائے میرے بچے کی لاش گھر میں پڑی رہی اور میں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور صحبت بھی کی۔ بیوی نے اپنا خیال ظاہر کر دیا کہ آپ دن بھر کے تھکے ہوئے گھر آئے تھے میں فوراً ہی اگر بچے کی موت کا حال کہہ دیتی تو آپ رنج و غم میں ڈوب جاتے نہ کھانا کھاتے نہ آرام کرتے اس لیے میں نے اس خبر کو چھپایا حضرت ابو طلحہ صبح کو مسجد نبوی میں نماز فجر کے لئے گئے اور رات کا پورا ماجرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر دیا آپ نے حضرت ابو طلحہ کے لیے یہ دعا فرمائی کہ تمہاری رات کی اس صحبت میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت عطا فرمائے۔ اس دعائے نبوی کا یہ اثر ہوا کہ اسی رات میں حضرت بی بی اُمِ سلیم کے حمل ٹھہر گیا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا عبداللہ نام رکھا گیا اور ان عبداللہ کے بیٹوں میں بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے۔

(بخاری ج اص ۱۹۰ او حاشیہ وغیرہ)

تبصرہ مسلمان ماؤں اور بہنو! حضرت بی بی اُمِ سلیم رضی اللہ عنہا سے صبر کرنا سیکھو اور شوہر کو آرام پہنچانے کا طریقہ اور سلیقہ بھی اس واقعہ سے ذہن نشین کرو اور دیکھو کہ بی بی اُمِ سلیم نے کیسی اچھی مثال دے کر شوہر کو تسلی دی۔ اگر ہر آدمی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے اور دیکھو کہ صبر کا پھل خداوند کریم نے کتنی جلدی حضرت بی بی اُمِ سلیم کو دیا کہ حضرت عبداللہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیدا ہو گئے اور پھر ان کا گھر عالموں سے بھر گیا۔

۲۷۔ حضرت اُمِّ حرام رضی اللہ عنہا

یہ حضرت بی بی اُمِ سُلیم رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ جن کا ذکر تم نے اوپر پڑھا ہے۔ ان کے مکان پر بھی کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ

علیہ وسلم مسکراتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے تو حضرت بی بی اُمِ حرام نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے مسکرانے کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی اپنی امت کے کچھ مجاہدین کو خواب میں دیکھا ہے۔ کہ وہ سمندر میں کشتیوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے جہاد کے لیے جا رہے ہیں جسطرح بادشاہ لوگ اپنے اپنے تخت پر بیٹھے رہا کرتے ہیں۔ حضرت اُمِ حرام نے کہا کہ یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان مجاہدین میں شامل فرمائے پھر آپ سو گئے اور دوبارہ پھر اسی طرح ہنستے ہوئے اٹھے اور یہی خواب بیان فرمایا تو اُمِ حرام نے کہا کہ آپ دعا فرمایئے کہ میں ان مجاہدین میں شامل رہوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم پہلے مجاہدین کی صف میں رہو گی۔ چنانچہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں بحری بیڑہ تیار ہوا۔ اور مجاہدین کشتیوں میں سوار ہونے لگے تو حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ عنہا بھی اپنے شوہر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان مجاہدین کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کے لیے روانہ ہو گئیں۔ سمندر سے پار ہو جانے کے بعد یہ اونٹ پر سوار ہونے لگیں تو اونٹ پر سے گر پڑیں اور اونٹ کے پاؤں سے کچل کر ان کی روح پرواز کر گئی۔ اسطرح یہ شہادت کے شرف سے سرفراز ہو گئیں۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۰۲ باب غزوۃ البحر)

تبصرہ مسلمان بہنیو! حضرت بی بی اُمِ حرام رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ سے جہاد کا شوق اور اسلام پر قربان ہونے کا جذبہ سیکھو۔ ان دونوں بوڑھے میاں بیوی کو بڑھاپے کے باوجود جہاد کا کس قدر شوق تھا، اور شہادت کی کتنی زیادہ تمنا تھی۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔

۲۸۔ حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں یہ اور ان کے شوہر حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ اسلام کے شروع ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر یہ دونوں حضرت عمر کے ڈر سے اپنا اسلام

پوشیدہ رکھتے تھے۔ حضرت عمر کو ان دونوں کے مسلمان ہونے کی خبر ملی۔ تو غصہ میں آگ بگولا ہو کر بہن کے گھر پہنچے کواڑ بند تھے مگر اندر سے قرآن پڑھنے کی آواز آ رہی تھی۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت عمر کی آواز سن کر سب گھر والے ادھر ادھر چھپ گئے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو حضرت عمر چلا کر بولے کہ اے اپنی جان کی دشمن! کیا تو نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے؟ پھر اپنے بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کی داڑھی پکڑ کر زمین پر پچھاڑ دیا اور مارنے لگے۔ ان کی بہن حضرت فاطمہ بنت خطاب اپنے شوہر کو بچانے کے لیے حضرت عمر کو پکڑنے لگیں تو ان کو حضرت عمر نے ایسا طمانچہ مارا کہ کان کے جھومر ٹوٹ کر گر پڑے۔ اور چہرہ خون سے رنگین ہو گیا۔ بہن نے نہایت جرأت کے ساتھ صاف صاف کہہ دیا کہ عمر! سن لو تم سے جو ہو سکے کر لو مگر اب ہم اسلام سے کبھی ہرگز ہرگز نہیں پھر سکتے۔ حضرت عمر نے بہن کا جو لہولہان چہرہ دیکھا اور ان کا جوش و جذبات میں بھرا ہوا جملہ سنا تو ایک دم ان کا دل نرم پڑ گیا، تھوڑی دیر چپ کھڑے رہے پھر کہا کہ اچھا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے وہ مجھے بھی دکھاؤ۔ بہن نے قرآن شریف کے ورقوں کو سامنے رکھ دیا حضرت عمر نے سورہ حدید کی چند آیتوں کو بغور پڑھا تو کانپنے لگے اور قرآن کی حقانیت کی تاثیر سے دل بے قابو ہو کر تھرا گیا۔ جب اس آیت پر پہنچے کہ

یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو پھر حضرت عمر ضبط نہ کر سکے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے بدن کی بوٹی بوٹی کانپ اٹھی۔ اور زور زور سے پڑھنے لگے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ــــ پھر ایک دم اٹھے اور حضرت زید بن ارقم کے مکان پر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے چمٹ گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمانوں کو اپنے ساتھ لے کر خانہ کعبہ میں گئے اور اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس دن سے مسلمانوں کو خوف و ہراس سے کچھ سکون ملا اور حرم کعبہ میں علانیہ نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ ورنہ لوگ پہلے گھروں میں چھپ چھپ کر نماز و قرآن پڑھا کرتے تھے۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷۲)

تبصرہ اے اسلامی بہنو! حضرت فاطمہ بنت خطاب سے اور ایمانی جوش سے اور اسلامی جرأت کا سبق سیکھو۔

۲۹۔ حضرت اُمُّ الفضل رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ اور حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ یہ حضرت عباس سے پہلے مسلمان ہو گئی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان پر بے حد مہربان تھے۔ اور حضور نے ان کو دین و دنیا کی بڑی بڑی بشارتیں دی تھیں۔ یہ ہجرت کے لیے بیقرار تھیں مگر یہ ہجرت کا سامان نہ ہونے سے لاچار تھیں۔ چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ ہجرت کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتی ہیں۔ تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۸۱ باب اذا اسلم الصبی)

۳۰۔ حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ رضی اللہ عنہا

یہ انصاریہ صحابیہ ہیں اور جنگ بدر میں ابو جہل کو قتل کرنے والے صحابی حضرت مُعَوِّذ بن عفرا کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے بیعت الرضوان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ان پر بڑا خاص کرم تھا۔ ان کی شادی کے دن حضور ان کے مکان پر تشریف لے گئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں کھجور کا ایک خوشہ نذر کیا۔ تو آپ نے اس کو قبول فرما کر کچھ سونا یا چاندی ان کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم اس کے زیور بنوا لو۔ امام واقدی نے ان کا ایک عجیب واقعہ نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک عورت اسماء بنت مخرمہ مدینہ منورہ میں عطر بیچا کرتی تھی۔ وہ عطر لے کر حضرت رُبَیِّع بنت مُعَوِّذ کے پاس آئی اور کہا کہ تم اس شخص کی بیٹی ہو جس نے اپنے سردار یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا؟ تو انہوں نے تڑپ کر جواب دیا میں اس شخص کی بیٹی ہوں جس نے اپنے

غلام یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا۔ یہ جواب سن کر عطر بیچنے والی عورت جھلا گئی۔ اور کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تمہارے ہاتھ اپنا عطر بیچوں تو حضرت ربیع نے بھی جوش میں آ کر یہ کہہ دیا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں تیرا عطر خریدوں تیرے عطر سے تو بدبو دار میں نے کسی کا عطر ہی نہیں پایا۔ حضرت ربیع کہتی ہیں کہ اس کا عطر بدبودار نہیں تھا۔ مگر میں نے اس کو جلانے کے لیے اس کے عطر کو بدبودار کہہ دیا تھا۔ کیونکہ وہ ابو جہل کی مداح تھی۔ (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۲)

تبصرہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی جرأت ایمانی دیکھو کہ ابو جہل کو سردار کہنے والی عورت کو اس کے منہ پر کیسا دندان شکن جواب دیا کہ اس کا منہ بند ہو گیا اور وہ لاجواب ہو گئی اور بلاشبہ جو کچھ کہا وہ حق ہی کہا۔ ابو جہل ہرگز ہرگز مسلمان کا سردار نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ وہ ہر مسلمان کا غلام بلکہ غلام سے بھی ہزاروں درجے بدتر اور کمتر ہے۔

مسلمان بیبیو! کاش تم بھی اللہ و رسول کے دشمنوں سے ایسی ہی عداوت اور نفرت رکھو تاکہ تم سنت صحابہ پر عمل کر کے ثواب دارین کی دولت سے مالامال ہو جاؤ۔

۱۳۔ حضرت اُمِّ سلیط رضی اللہ عنہا

یہ مدینہ منورہ کی ایک انصاریہ عورت ہیں بڑی بہادر اور اسلام پر جان دینے والی صحابیہ ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ کی عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کر رہے تھے۔ کہ ایک بہت ہی عمدہ چادر بچ گئی۔ تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ یہ چادر میں کس کو دوں؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ چادر آپ حضرت علیؓ کی صاحبزادی بی بی اُمِّ کلثوم کو دے دیجئے جو آپ کی بیوی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں ہرگز ہرگز نہیں میں یہ چادر اُمِّ کلثوم کو نہیں دوں گا بلکہ میری نظر میں اس چادر کی حقدار بی بی اُمِّ سلیط ہیں خدا کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جنگ اُحد کے دن یہ اور اُمّ المومنین بی بی عائشہ دونوں اپنے کندھوں پر مشک بھر بھر کر لاتی تھیں۔ اور مجاہدین اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔ اور پھر ام سلیط ان خوش نصیب عورتوں

میں سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کر چکی ہیں۔ حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرما کر وہ چادر حضرت ام سلیط رضی اللہ عنہ کو عطا فرما دی۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۰۳ باب حمل النساء القرب)

۳۲۔ حضرت حولاء بنتِ تُوَیت رضی اللہ عنہا

یہ خاندان قریش کی ایک باوقار عورت ہیں شرف صحابیت پایا اور ہجرت کی فضیلت بھی ان کو ملی۔ یہ بہت ہی عبادت گزار صحابیہ ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ یہ رات بھر جاگ کر عبادت کرتی تھیں۔ ان کا یہ حال سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سن لو۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتائے گا بلکہ تمہیں لوگ اکتا جاؤ گے۔ اس لئے تم لوگ اتنے ہی اعمال کرو جتنے اعمال کی تم طاقت رکھتے ہو اپنی طاقت سے زیادہ کوئی عمل مت کیا کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حولاء بنت تویت نے حضور کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ تو حضور نے ان کو مکان کے اندر آنے کی اجازت عطا فرمائی اور جب یہ گھر میں آئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی طرف بہت خصوصی توجہ فرمائی اور ان کی مزاج پرسی فرمائی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ یہ دیکھ کر میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ ان پر اس قدر زیادہ توجہ فرماتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت خدیجہ کے زمانے میں بھی ہمارے گھر بہت زیادہ آیا جایا کرتی تھیں اور پرانے ملاقاتیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا یہ ایمانی خصلت ہے۔ (استیعاب ج ۲ ص ۱۵۸)

تبصرہ اے اسلامی بہنو! حضرت حولاء بنت تویت کی عبادت اور اپنی مرحومہ بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ حضور کے اچھے برتاؤ سے سبق سیکھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل فرمائے۔ (آمین)

۴۳۔ حضرت اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا

یہ بھی صحابیہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جان چھڑکنے والی عورت ہیں مکہ میں جب کافروں نے مسلمانوں کو بے حد ستانا شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا چنانچہ جب لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ کا سفر کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حبشہ کے مہاجرین حبشہ سے مدینہ منورہ چلے آئے جب بی بی اسماء بنت عُمَیس بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں تو حضور ہوئیں تو حضور نے ان کو صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والی) کے لقب سے سرفراز فرمایا اور اجرِ عظیم کی بشارت دی۔

(استیعاب ج ۴ ص ۸۴، اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۸۷، بخاری)

۴۴۔ حضرت اُمّ رومان رضی اللہ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ اور حضرت عائشہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر کی ماں ہیں ان کی شکل و صورت اور ان کی بہترین عادتوں اور خصلتوں کی بنا پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں اگر کسی کو حور دیکھنے کی خواہش ہو تو وہ اُمّ رومان کو دیکھ لے کہ وہ جمال صورت اور حسن سیرت میں بالکل جنت کی حُور جیسی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پر بڑا خاص کرم فرمایا کرتے تھے۔ سنہ ۶ھ میں جب حضرت اُمّ رومان کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں اترے اور اپنے دست مبارک سے ان کو سپرد خاک فرمایا اور ان کی مغفرت کے لئے دعا کرتے ہوئے کہا کہ یا اللہ! اُمّ رومان نے تیرے اور تیرے رسول کے ساتھ جو بہترین مبارک کیا ہے وہ تجھ پر پوشیدہ نہیں لہذا تو ان کی مغفرت فرما

(استیعاب ج ۴ ص ۱۹۳۶)

تبصرہ خدا کی عبادت اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کی بدولت حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو کتنی عظیم سعادت اور کتنی بڑی فضیلت نصیب ہو گئی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی قبر میں اتارا اور بہترین انداز سے ان کی مغفرت کے لیے دعا فرمائی۔ یقیناً یہ حضرت اُم رومان رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے اور اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ خداوند کریم کی عبادت اور رسول کی محبت واطاعت سے دین و دنیا کی کتنی بڑی بڑی نعمتیں اور دولتیں ملتی ہیں۔ خداوند قدوس تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنی عبادت اور رسول کی محبت واطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۳۵۔ حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

یہ ہمارے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سالی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں حضرت بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے بڑی محبت فرماتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے دروازے کے باہر سے کھڑے ہو کر مکان میں آنے کی اجازت طلب کی ان کی آواز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز سے ملتی جلتی تھی۔ جب حضورؐ نے ان کی آواز سنی تو حضرت خدیجہ کی یاد آ گئی۔ اور آپ نے جلدی سے اٹھ کر دروازہ کھولا اور خوش ہو کر فرمایا کہ یا اللہ! یہ تو ہالہ آگئیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۳۹)

۳۶۔ حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا

یہ بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لڑائیوں میں گئیں یہ مجاہدین کو پانی پلایا کرتی تھیں۔ اور زخمیوں کا علاج اور ان کی تیمارداری کیا کرتی تھیں۔ اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی عاشقانہ محبت تھی کہ جب بھی یہ حضور کا نام لیتی تھیں۔ تو ہر مرتبہ یہ ضرور کہا کرتی تھیں کہ ”میرے باپ آپ پر قربان“۔ (بخاری واستیعاب ج ۲ ص ۷۹۴)

تبصرہ مسلمان بیبیو! تم ان اللہ و رسول والی عورتوں کی ان حکایتوں سے سبق سیکھو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح عشق و محبت رکھو کہ محبتِ رسول ایمان کا نشان بلکہ ایمان کی جان ہے۔ خداوند کریم ہر مسلمان کو یہ کرامت نصیب فرمائے (آمین)

۳۷۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا

یہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن اور جنتی صحابی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر ان ہی کے شکم سے پیدا ہوئے۔ ہجرت کے بعد مہاجرین کے یہاں کچھ دنوں تک اولاد نہیں ہوئی تو یہودیوں کو بڑی خوشی ہوئی بلکہ بعض یہودیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں نے ایسا جادو کر دیا ہے کہ کسی مہاجر کے گھر میں بچہ پیدا ہی نہ ہوگا۔ اس فضا میں سب سے پہلے جو بچہ مہاجرین کے یہاں پیدا ہوا وہ یہی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ پیدا ہوتے ہی حضرت بی بی اسماء نے اس اپنے فرزند کو بارگاہِ رسالت میں بھیجا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس گود میں لے کر کھجور منگائی اور خود چبا کر کھجور کو اس بچے کے منہ میں ڈال دیا اور عبداللہ نام رکھا۔ اور خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ یہ اس بچے کی خوش نصیبی ہے کہ سب سے پہلی غذا جو ان کے شکم میں گئی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعابِ دہن تھا۔ چنانچہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اپنے بچے کے اس شرف پر بڑا ناز تھا۔ ان کے شوہر حضرت زبیر رشتہ میں حضور کے پھوپھی زاد ہیں۔ مہاجرین میں بہت ہی غریب تھے۔ حضرت بی بی اسماء جب ان کے گھر میں آئیں تو گھر میں نہ کوئی لونڈی تھی نہ کوئی غلام۔ گھر کا سارا کام دھندا یہی کیا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ گھوڑے کا گھاس دانہ اور اس کی مالش کی خدمت بھی یہی انجام دیا کرتی تھیں بلکہ اونٹ کی خوراک کے لئے کھجوروں کی گٹھلیاں بھی باغوں سے چن کر اور سر پر گٹھری لاد کر لایا کرتی تھیں۔ ان کی یہ مشقت دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک غلام عطا فرما دیا تو

ان کے کانوں کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں کہ ایک غلام دے کر گویا میرے والد نے مجھے آزاد کر دیا۔

(بخاری ج ۲ ص ۷۸۶)

یہ متقی ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی بہادر اور دل گردہ والی عورت تھیں۔ ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ سفر ایک تھیلے میں رکھا گیا۔ اور اس تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے کچھ نہ ملا تو حضرت بی بی اسماء نے فوراً اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر اس سے توشہ دان کا منہ باندھ دیا اسی دن سے ان کو ذات النطاقین (دو پٹکے والی) کا معزز لقب ملا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہجرت کی لیکن حضرت اسماء نے اس کے بعد اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۵۵ وغیرہ)

سنہ ۶۳ھ میں واقعہ کربلا کے بعد جب یزید پلید کی فوجوں نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان ظالموں کا مقابلہ کیا اور یزیدی لشکر کو کتوں اور چوہوں کی طرح دوڑا دوڑا کر مارا۔ اس وقت بھی حضرت اسماء مکہ مکرمہ میں موجود رہ کر اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیر کی ہمت بڑھاتی اور ان کی فتح و نصرت کے لیے دعائیں مانگتی رہیں۔ پھر جب عبدالملک بن مروان کے زمانہ حکومت میں حجاج بن یوسف ثقفی ظالم نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس ظالم کی فوجوں کا بھی مقابلہ کیا تو اس خون ریز جنگ کے وقت بھی حضرت اسماء مکہ مکرمہ میں اپنے فرزند کا حوصلہ بڑھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ جب عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے تو حجاج بن یوسف نے ان کی مقدس لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور اس ظالم نے مجبور کر دیا۔ بی بی اسماء جا کر اپنے بیٹے کی لاش کو سولی پر لٹکی ہوئی دیکھیں تو آپ اپنے بیٹے کی لاش کے پاس تشریف لے گئیں۔ جب لاش کو سولی پر دیکھا تو نہ روئیں نہ بلبلائیں بلکہ نہایت جرأت کے ساتھ فرمایا کہ سب سوار گھوڑوں سے اتر گئے لیکن اب تک یہ سوار گھوڑے سے نہیں اترا۔ پھر فرمایا

کہ اے حجاج! تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کی اور اس نے تیرے دین کو برباد کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد بھی چند دنوں حضرت اسماء زندہ رہیں۔ مکہ مکرمہ کے قبرستان میں ماں بیٹے دونوں کی مقدس قبریں ایک دوسرے کے برابر بنی ہوئی ہیں۔ جن کو نجدیوں نے توڑ پھوڑ ڈالا ہے۔ مگر ابھی نشان باقی ہے اور ۱۹۵۹ء میں ان دونوں مزاروں کی زیارت میں نے کی ہے رضی اللہ عنہما۔

(استیعاب ج ۴ ص ۱۷۸۱ وغیرہ)

تبصرہ اسلامی بہنو! حضرت بی بی اسماء رضی اللہ عنہا کی عزیمت اپنے شوہر کی خدمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی محبت پھر ان کی بہادری اور جرأت و استقلال کے ان واقعات کو بار بار پڑھو اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرو اور یہ بھی سن لو کہ پہلے تو حضرت اسماء کے شوہر بہت غریب تھے مگر بہت ہی بڑے مجاہد تھے بہت زیادہ مال غنیمت میں حصہ پایا یہاں تک کہ بہت مالدار ہو گئے۔ اور پھر ان کے مالوں میں اس قدر خیر و برکت ہوئی کہ شاید ہی کسی صحابی کے مال میں اتنی خیر و برکت حاصل ہوئی ہو گی۔

(بخاری ج ۱ ص ۴۴۹)

یہ ان کی نیک نیتی اور اسلام کی خدمتوں اور عبادتوں کی برکتوں کے میٹھے میٹھے پھل تھے جو ان کو دنیا کی زندگی میں ملے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ نے ان اللہ والیوں کے لیے جو نعمتوں کے خزانے تیار فرمائے ہیں ان کو تو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے۔ نہ کسی کان نے سنا ہے نہ کسی کے خیال میں آسکتا ہے۔

اے اللہ کی بندیو! ہمت کرو اور کوشش کرو اور نیک بندیوں کے طریقوں پر چلنے کا پختہ ارادہ کر لو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ جل شانہ، کی امداد و نصرت تمہارا بازو تھام لے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا بیڑہ پار ہو جائے گا۔ بس شرط یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ یہ عزم کر لو کہ ہم ان اللہ والی مقدس بیبیوں کے نقش قدم پر اپنی زندگی کی آخری سانس تک چلتی رہیں گی۔ اور اسلام کے عقائد و اعمال پر پوری طرح کاربند رہ کر دوسری عورتوں کی اصلاح حال

کے لیے بھی اپنی طاقت بھر کوشش کرتی رہیں گی۔

۳۸۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

یہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ اور ان کی کُنیت ام سلمہ ہے قبیلۂ انصار سے تعلق رکھنے والی صحابیہ ہیں۔ یہ بہت عقلمند اور ہوش گوش والی عورت تھیں۔ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہنے لگیں کہ یا رسول اللہ! میں بہت سی عورتوں کی نمائندہ بن کر آئی ہوں۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ہم عورتیں آپ پر ایمان لائی ہیں اور آپ کی پیروی کا عہد کیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ہم عورتیں پردہ نشین بنا کر گھروں میں بٹھا دی گئی ہیں۔ اور ہم اپنے شوہروں کی خواہشات پوری کرتی ہیں۔ اور ان کے بچوں کو گود میں لیے پھرتی ہیں۔ اور ان کے گھروں کی رکھوالی کرتی ہیں۔ اور ان کے مالوں اور سامانوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور مرد لوگ جنازوں اور جہادوں میں شرکت کر کے اجر عظیم حاصل کرتے ہیں۔ تو سوال یہ ہے کہ ان مردوں کے ثوابوں میں سے کچھ ہم عورتوں کو بھی حصہ ملے گا یا نہیں یہ سن کر حضور نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ دیکھو اس عورت نے اپنے دین کے بارے میں کتنا اچھا سوال کیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے اسماء! تم سن لو اور جا کر عورتوں سے کہہ دو کہ عورتیں اگر اپنے شوہروں کی خدمت گذاری کر کے ان کو خوش رکھیں اور ہمیشہ اپنے شوہروں کی خوشنودی طلب کرتی رہیں اور ان کی فرمانبرداری کرتی رہیں۔ تو مردوں کے اعمال کے برابر ہی عورتوں کو بھی ثواب ملے گا۔ یہ سن کر حضرت اسماء بنت یزید مارے خوشی کے نعرہ تکبیر لگاتی ہوئی باہر نکلیں۔ (استیعاب ج ۴ ص ۱۷۸۸)

تبصرہ اسماء بنتِ یزید کو ثواب آخرت حاصل کرنے کا کتنا شوق اور جذبہ تھا۔ یہ تمام مسلمان عورتوں کے لیے ایک قابل تقلید نمونہ ہے۔ کاش اس زمانے کی عورتوں میں

بھی یہ شوق اور جذبہ ہوتا۔ تو یقیناً یہ عورتیں بھی نیک بیبیوں کی فہرست میں شامل ہو جاتیں اور ثواب سے مالا مال ہو جاتیں۔

۴۹۔ حضرت اُمِ خالد رضی اللہ عنہا

یہ بھی صحابیہ ہیں جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ تو یہ حبشہ میں پیدا ہوئیں جب ان کے والدین حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو ان کے باپ ان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں گئے یہ اس وقت پیلے رنگ کا کپڑا پہنے ہوئے تھیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ بہت اچھا لباس ہے۔ بہت اچھا کپڑا ہے پھر ایک پھولدار چادر جو بہت ہی خوب صورت تھی آپ نے پیار و محبت سے ان کو اوڑھادی اور یہ فرمایا کہ اس کو پرانی کر اس کو پھاڑ۔ یہ بہت اچھی لگتی ہے۔ اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ تیری عمر خوب بڑی ہو تاکہ اس کو اوڑھتے اوڑھتے پرانی کر دے اور بالکل پھٹ جائے۔ چنانچہ اس دعاءِ نبوی کا یہ اثر ہوا کہ حضرت اُمِ خالد رضی اللہ عنہا کی عمر اس قدر لمبی ہوئی کہ ان کی بڑی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوتا تھا اور لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم نے نہیں سنا کہ جتنی عمر انہوں نے پائی ہے اتنی بڑی عمر مدینہ میں کسی نے پائی ہو۔ (بخاری و استیعاب ج ۴ ص ۱۱۹۰ وغیرہ)

تبصرہ سُبحان اللہ! لمبی عمر ہو اور پھر ساری عمر نیکیوں کے کمانے میں گذر جائے اس سے بڑی خوش نصیبی اور کیا ہوسکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت اُمِ خالد رضی اللہ عنہا بڑی نیک بخت اور خوش نصیب تھیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ان کو چادر اوڑھائی اور اپنی مبارک دعاؤں سے ان کو سرفراز فرمادیا جس کا یہ اثر ہوا کہ عمر لمبی ہوئی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ نیکیوں اور عبادتوں کی چھاؤں میں گذرا۔

دینی بہنو! تم بھی کوشش کرو کہ جتنی بھی عمر گذرے وہ نیکیوں میں گذرے یہ یقیناً تجارتِ آخرت ہے کہ جس میں نفع کے سوا کبھی کوئی گھاٹا نہیں ہو سکتا۔

۴۰۔ حضرت اُمِّ ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں۔ فتح مکہ کے سال ۸ھ میں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ظہورِ اسلام سے پہلے ہی ان کی شادی ہبیرہ بن ابی وہب کے ساتھ ہو گئی تھی۔ ہبیرہ اپنے کفر پر اڑا رہا اور مسلمان نہیں ہوا۔ اس لیے میاں بیوی میں جدائی ہو گئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے زخمی دل کو تسکین دینے کے لیے ان کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں خود تم سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب میں کفر کی حالت میں آپ سے محبت کرتی تھی تو بھلا اسلام کی دولت مل جانے کے بعد میں کیوں نہ آپ سے محبت کروں گی؟ لیکن بڑی مشکل یہ ہے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ میرے ان بچوں کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا جواب سن کر مطمئن ہو گئے۔ (اکمال ص ۶۲۳ و استیعاب ج ۲ ص ۷۹۴ و حاشیہ بخاری)

حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا کی یہ دو خصوصیات بہت زیادہ باعثِ شرف ہیں۔ ایک یہ کہ فتح مکہ کے دن حضرت اُمِّ ہانی رضی اللہ عنہا نے ایک کافر کو امان اور پناہ دے دی۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کافر کو قتل کرنا چاہا۔ جب اُمِّ ہانی نے حضور سے عرض کیا، تو آپ نے فرمایا کہ جس کو تم نے امان دے دی اس کو ہم نے بھی امان دے دی۔ دوسری یہ کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مکان پر غسل فرمایا اور کھانا نوش فرمایا، پھر آٹھ رکعت نماز چاشت ادا فرمائی۔

(ترمذی ج ۱ ص ۹۲ و بخاری ج ۱ ص ۴۹۹)

۴۱۔ حضرت اُمِّ کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا

یہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئیں اور چونکہ مفلسی کی وجہ سے سواری کا انتظام نہ ہو سکا۔ اس لئے

پیدل چل کر انہوں نے ہجرت کی۔ اور مدینہ منورہ پہنچ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں مدینہ میں ان سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا۔ پھر جب وہ جنگ ''موتہ'' میں شہید ہو گئے۔ تو ان سے جنتی صحابی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح فرمالیا۔ پھر طلاق دے دی۔ تو دوسرے جنتی صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح فرمالیا اور ان کے شکم سے ابراہیم و حمید دو فرزند پیدا ہوئے۔ پھر جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی تو فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کیا اور چند مہینے زندہ رہ کر وفات پا گئیں۔ یہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ماں کی طرف سے بہن ہیں۔ (اکمال ص ۶۱۵ و استیعاب ج ۴ ص ۱۹۵۳)

تبصرہ مسلمان بہنو! غور کرو کہ انہوں نے اسلام کی محبت میں اپنے گھر اور وطن کو چھوڑ کر پیدل ہجرت کی اور مدینہ جا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں۔ پھر یہ بھی غور کرو انہوں نے یکے بعد دیگرے چار شوہروں سے نکاح کیا۔ اس میں ان عورتوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے جو دوسرا نکاح کرنے کو عیب سمجھتی ہیں اور پوری عمر بلا شوہر کے گذار دیتی ہیں۔

۴۲۔ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا

یہ ہجرت سے پہلے ہی مسلمان ہو گئی تھیں۔ بہت ہی عقل مند اور فضل و کمال والی عورت تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت زیادہ شفقت و کرم فرماتے تھے۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ایک مخصوص بستر بنا رکھا تھا۔ کہ جب آپ دوپہر میں کبھی کبھی ان کے مکان پر قیلولہ فرماتے تھے تو وہ اس بستر کو حضور کے لیے بچھا دیتی تھیں۔ دوسرا کوئی شخص بھی نہ اس بستر پر سو سکتا تھا نہ بیٹھ سکتا تھا۔ (اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۰ و استیعاب ج ۴ ص ۱۸۶۸)

تبصرہ سبحان اللہ! ان کے قلب میں کس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور کتنا نبوت کا احترام تھا۔ کہ جس بستر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمالیا انہوں نے دوسرے کسی شخص کو بھی اس پر بیٹھنے نہیں دیا۔ یہ بستر حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے بعد ان کے صاحبزادہ حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کے پاس ایک یادگاری تبرک ہونے کی حیثیت سے محفوظ رہا مگر حاکم مدینہ مروان بن حکم اموی نے اس مقدس بچھونے کو ان سے چھین لیا اس طرح یہ تبرک لاپتہ ہو کر ضائع ہو گیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کو جاگیر میں ایک گھر بھی عطا فرمایا تھا جس میں یہ اپنے بیٹے سلیمان کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ان کی بہت قدر کرتے تھے۔ بلکہ بہت سے معاملات میں ان سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے ان کو بچھو کے ڈنک کا زہر اتارنے والا ایک عمل بھی یاد تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ تم یہ عمل میری بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو بھی سکھا دو۔ الغرض یہ بارگاہِ نبوت میں مقرب تھیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق و محبت کی دولت سے مالا مال تھیں۔

(استیعاب ج ۲ ص ۱۸۶۸)

۴۳۔ حضرت اُمِّ درداء رضی اللہ عنہا

یہ مشہور صحابی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں بہت سمجھدار نہایت ہی عقلمند صحابیہ ہیں علمی فضیلت کے علاوہ عبادت میں بھی بے مثال تھیں۔ اپنے شوہر حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے دو سال پہلے ملک شام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دوران ان کی وفات ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۵۹۲ واستیعاب ج ۲ ص ۹۳۲)

۴۴۔ حضرت رُبَیّع بنتِ نضر رضی اللہ عنہا

یہ مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ بہت ہی بہادر اور بلند حوصلہ صحابیہ ہیں ان کے فرزند حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہما بھی بہت باکمال ہوئے۔ انصاری خاندان میں قابلِ فخر عورت تھیں۔ جب ان کے بیٹے حارثہ شہید ہو گئے تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ! اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی ورنہ اتنا غم کھاؤں گی کہ آپ بھی دیکھیں گے۔ تو آپ نے فرمایا تیرا بیٹا جنت الفردوس میں ہے۔ (استیعاب ج ۴ ص ۱۸۳۸)

۴۵۔ حضرت اُمِ شریک رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ "دوس" کی ایک صحابیہ ہیں جو اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئی تھیں۔ یہ بہت ہی عبادت گذار اور صاحبِ کرامت بھی تھیں۔ ان کی دو کرامتیں بہت مشہور ہیں جن کو ہم نے اپنی کتاب "کرامات صحابہ" میں بھی لکھا ہے۔ ایک کرامت تو یہ ہے کہ یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہی تھیں اور روزہ دار تھیں۔ راستہ میں ایک یہودی کے مکان پر پہنچیں تاکہ روزہ افطار کریں۔ اس دشمن اسلام نے ان کو ایک مکان میں بند کر دیا تاکہ ان کو روزہ افطار کرنے کے لئے ایک قطرہ پانی بھی نہ مل سکے۔ جب سورج غروب ہو گیا اور ان کو روزہ افطار کرنے کی فکر ہوئی تو اندھیری بند کوٹھڑی میں اچانک کسی نے ٹھنڈے پانی کا بھرا ہوا ڈول ان کے سینہ پر رکھ دیا اور انہوں نے روزہ افطار کر لیا۔ دوسری کرامت یہ ہے کہ ان کے پاس چمڑے کا ایک کپّہ تھا۔ ایک دن انہوں نے اس کپّے میں پھونک مار کر اس کو دھوپ میں رکھ دیا۔ تو یہ کپّہ گھی سے بھر گیا پھر ہمیشہ اس کپّے میں سے گھی نکلتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کرامت کا چرچا ہو گیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اُمِ شریک کا کپّہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۷۵ بحوالہ ابن سعد)

۴۶ ـ حضرت اُمّ سائب رضی اللہ عنہا

یہ ایک بڑھیا اور نابینا صحابیہ ہیں۔ جو خدا کی راہ میں اپنا وطن چھوڑ کر اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ رہنے لگی تھیں۔ ان کی بھی ایک کرامت عجیب و غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ ان کا ایک بیٹا جو ابھی بچہ تھا اچانک انتقال کر گیا۔ لوگوں نے اس کی لاش کو کپڑا اوڑھا دیا اور حضرت ام سائب کو خبر دی کہ آپ کا بچہ انتقال کر گیا یہ سن کر انہوں نے آبدیدہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی کہ:۔

"یا اللہ! میں تجھ پر ایمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے اس لیے اے میرے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ تو میرے بچے کی موت کی مصیبت مجھ پر نہ ڈال۔"

حضرت انس بن مالک صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا کی دعا ختم ہوتے ہی ایک دم ان کا بچہ اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر اٹھ بیٹھا اور زندہ ہو گیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۱۵۰، ۲۵۹)

تبصرہ اسلامی بہنو! غور کرو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والیوں اور عبادت گذار عورتوں کو خداوند کریم نے کیسی کیسی کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے تم بھی رسول پاک سے سچی محبت رکھو اور قسم قسم کی نیکیوں اور عبادتوں میں اپنی زندگی گذار دو۔ خداوند قدوس بڑا رحیم و کریم ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا فضل و کرم فرما دے اور تم کو بھی صاحب کرامت بنا دے۔

۴۷ ـ حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی بہت ہی جاں نثار صحابیہ ہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کی مشک کے منہ سے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرمایا تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا۔

(ابن ماجہ ص ۲۵۳ باب الشرب قائماً واستیعاب ج ۴ ص ۱۹۰۷)

تبصرہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت صحابہ و صحابیات رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنی والہانہ اور عاشقانہ محبت تھی۔ کہ جس چیز کو بھی حضور سے تعلق ہو جاتا تھا۔ وہ چیز ان کی نظروں میں باعث تعظیم اور لائق احترام ہو جایا کرتی تھی۔ کیوں نہ ہو کہ یہی ایمان کی نشانی ہے کہ مسلمان نہ صرف حضور کی ذات سے محبت کرے بلکہ حضور کی ہر ہر چیز سے بھی محبت کرے اور حضور کی ہر چیز کو اپنے لیے قابلِ تعظیم جانے اور اس کا ایمانی محبت کے ساتھ اعزاز و اکرام کرے۔

۴۸۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا

یہ زمانہ جاہلیت میں بہت بڑی مرثیہ گو شاعرہ تھیں۔ یہاں تک کہ "عکاظ" کے میلے میں ان کے خیمے پر جو سائن بورڈ لگتا تھا اس پر "ارثی العرب" (عرب کی سب سے بڑی مرثیہ گو شاعرہ) لکھا ہوتا تھا۔ یہ مسلمان ہوئیں اور حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دربار خلافت میں بھی حاضر ہوئیں ان کی شاعری کا دیوان آج بھی موجود ہے۔ اور علماء ادب کا اتفاق ہے کہ مرثیہ کے فن میں آج تک خنساء کا مثل پیدا نہیں ہوا۔ ان کے مفصل حالات علامہ ابو الفرج اصفہانی نے اپنی کتاب "کتاب الاغانی" میں تحریر کیے ہیں۔ یہ صحابیت کے شرف سے سرفراز ہیں۔ اور بے مثال شعر گوئی کے ساتھ یہ بہت ہی بہادر بھی تھیں۔ محرم سنہ ۱۴ھ میں جنگ قادسیہ کے خون ریز معرکہ میں یہ اپنے چار جوان بیٹوں کے ساتھ تشریف لے گئیں۔ جب میدان جنگ میں لڑائی کی صفیں لگ گئیں اور بہادروں نے ہتھیار سنبھال لیے تو انہوں نے اپنے بیٹوں کے سامنے یہ تقریر کی کہ۔

"میرے پیارے بیٹو! تم اپنے ملک کو دوبھر نہ تھے نہ تم پر کوئی قحط پڑا تھا باوجود اس کے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے آگے ڈال دیا۔ خدا کی قسم جس طرح تم ایک ماں کی اولاد ہو، اسی طرح ایک باپ کے بھی ہو۔ میں نے کبھی تمہارے باپ سے بددیانتی نہیں کی۔ نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا لو جاؤ آخر تک لڑو۔"

بیٹوں نے ماں کی تقریر سنکر جوش میں بھرے ہوئے ایک ساتھ دشمنوں پر حملہ کردیا جب نگاہ سے اوجھل ہوگئے تو حضرت خنساء رضی اللہ عنہا نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا کہ الٰہی! تو میرے بچوں کا حافظ و ناصر ہے تو ان کی مدد فرما۔

چاروں بھائیوں نے انتہائی دلیری اور جان بازی کے ساتھ جنگ کی۔ یہاں تک کہ چاروں اس لڑائی میں شہید ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے بیحد متاثر ہوئے اور ان چاروں بیٹوں کی تنخواہیں ان کی ماں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کو عطا فرمانے لگے۔ (استیعاب ج ۲ ص ۱۸۲۶)

تبصرہ خواتین اسلام! خدا کے لیے حضرت خنساء کا دل اپنے سینوں میں پیدا کرو اور اسلام پر اپنے بیٹوں کو قربان کر دینے کا سبق اس دیندار اور جان نثار عورت سے سیکھو۔ جس کے جوش اسلام و جذبہ جہاد کی یاد قیامت تک فراموش نہیں کی جا سکتی۔ (رضی اللہ عنہا)

۴۹۔ حضرت اُمِّ ورقہ بنتِ عبداللہ رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ انصار کی ایک صحابیہ ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بہت ہی مہربان تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے۔ اور ان کی زندگی ہی میں آپ نے ان کو شہادت کی بشارت دی اور ان کو شہیدہ کے لقب سے سرفراز فرمایا جنگ بدر کے

موقع پر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ مجھے بھی اس جنگ میں چلنے کی اجازت دے دیجئے۔ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور ان کی تیمارداری کروں گی۔ شاید اللہ مجھے شہادت نصیب فرمائے یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اپنے گھر میں بیٹھی رہو اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ یقیناً تم شہیدہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ان کو ان کے گھر کے اندر ان کے ایک غلام اور لونڈی نے قتل کر دیا۔ اور دونوں فرار ہو گئے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج و قلق ہوا اور آپ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کرایا اور مدینہ منورہ میں ان دونوں کو پھانسی دی۔ حالانکہ ان دونوں سے پہلے مدینہ منورہ میں کسی کو پھانسی نہیں دی گئی تھی۔ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر سنکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے تھے۔ کیونکہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ چلو اُمِّ ورقہ شہیدہ کی ملاقات کر لیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ گھر بیٹھے ان کو شہادت نصیب ہو گئی (استیعاب ج ۲ ص ۷۶۵)

تبصرہ حضرت اُمِّ ورقہ رضی اللہ عنہا کے شوقِ شہادت سے عبرت حاصل کرو۔

۵۰۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت غوثِ اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی ہیں۔ بڑی عابدہ زاہدہ اور صاحبِ کرامات ولیہ تھیں۔ ایک مرتبہ گیلان میں بالکل بارش نہیں ہوئی اور لوگ قحط سے پریشان حال ہو کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو دے کر آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ کہا کہ:

رَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرُشَّ اَنْتَ

یعنی اے پروردگار! میں نے جھاڑو دیدیا ہے تو چھڑکاؤ کر دے۔

اس دعا کے بعد فوراً ہی موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ اور اس قدر بارش ہوئی کہ لوگ نہال اور خوشحال ہو گئے۔ (بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر)

تبصرہ اللہ اکبر! خدا کے نیک بندوں اور نیک بندیوں کی ولایت اور کرامت کا کیا کہنا! جو لوگ اولیاء سے عقیدت و محبت نہیں رکھتے وہ بہت بڑے محروم بلکہ منحوس ہیں۔ اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ ان بزرگوں سے عقیدت و محبت رکھے اور فاتحہ پڑھ کر ان کی نیاز دلا کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچاتا رہے اور ان کو وسیلہ بنا کر خدا سے دعائیں مانگتا رہے۔ اولیاء خدا کے محبوب اور پیارے بندے ہیں اس لئے جو مسلمان اولیاء سے الفت و عقیدت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس مسلمان سے خوش ہو کر اس کو اپنا پیارا بندہ بنا لیتا ہے۔ اور طرح طرح کی نعمتوں اور دولتوں سے اس بندے کو مالا مال اور خوش حال بنا دیتا ہے۔ اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں کہ اگر ان کو لکھا جائے تو کتاب بہت موٹی ہو جائے گی۔

۵۱۔ حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا

یہ بہت ہی عبادت گذار اور پرہیز گار خدا کی نیک بندی تھیں۔ حضرت ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں شاگرد ہیں۔ دن رات میں چھ سو رکعات نفل پڑھا کرتی تھیں اور رات بھر نوافل اور خدا کی یاد میں مصروف رہ کر جاگتی تھیں۔ خدا کے خوف سے کبھی آسمان کی طرف سر اٹھا کر نہیں دیکھتی تھیں۔ دن میں کبھی کبھی جب بہت زیادہ نیند کا غلبہ ہوتا تھا تو گھنٹہ دو گھنٹہ سو لیا کرتی تھیں۔ اور اپنے نفس سے کہا کرتی تھیں کہ ابھی کیوں سوئیں؟ یہ تو عمل کا وقت ہے جاگ کر جتنا ہو سکے اچھے اچھے عمل کر لینا چاہئیں۔ موت کے بعد جب عمل کا وقت نہیں رہے گا پھر تو قیامت تک سونا ہی ہے۔ کبھی کہا کرتی تھیں کہ میں کیوں سوؤں؟ کیا معلوم کب موت آ جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور خدا کی یاد سے غافل رہتے ہوئے میرا دم نکل جائے۔ غرض ان پر خوف خدا کا بہت زیادہ غلبہ تھا۔ جو ولایت کی خاص نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہر مسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائے۔ (آمین) (الکمال ص ۳۰ ۲۴ وغیرہ)

تبصرہ اللہ کی بندیو! آنکھیں کھولو، اور دیکھو کہ کیسی کیسی نیک بیبیاں اس دنیا میں ہو گئیں کیا تم کو بھی نیک بننے کا کوئی شوق ہے؟ ہائے افسوس! آج کل کی مسلمان عورتوں کی زندگی اور ان کی غفلتوں اور بد اعمالیوں کو دیکھ دیکھ کر ڈر لگتا ہے کہ کہیں ان گناہوں کی نحوست سے خدا کا عذاب نہ اتر پڑے، اے سینما دیکھ دیکھ کر جاگنے والیو! کیا خدا کے خوف سے بھی تم کبھی جاگتی رہی ہو۔ اور اے ناول اور جھوٹے افسانے پڑھنے والیو! کیا تمہیں اس کی بھی توفیق ہوئی کہ قرآن اور دینی و ایمانی کتابیں پڑھو، سوچو اور عبرت پکڑو اور اپنی حالتوں کو بدلو اور یہ نہ بھولو کہ دنیا کی زندگی چند روزہ اور آنی فانی ہے۔ لہٰذا جلد کچھ آخرت کا کام کر لو۔

۵۲۔ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا

یہ وہ نیک بی بی اور کرامت والی ولیہ ہیں کہ تمام دنیا میں ان کی دھوم مچی ہوئی ہے، یہ دن رات خدا کے خوف سے رویا کرتی تھیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی جہنم کا ذکر کر دیتا تو یہ مارے خوف کے بیہوش ہو جایا کرتی تھیں۔ بہت زیادہ نفل نمازیں پڑھا کرتی تھیں۔ خدا نے ان کا دل اس قدر روشن کر دیا تھا کہ ہزاروں میل کے واقعات کی خبر ان کو ہو جایا کرتی تھی۔ بلکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتی تھیں۔ بڑے بڑے بزرگانِ دین ان کی دعا لینے کے لیے ان کی خدمت میں حاضری دیا کرتے تھے ان کی کرامتیں اور ان کے اقوال بہت زیادہ ہیں جو عام طور پر مشہور ہیں۔

۵۳۔ حضرت فاطمہ نیشاپوریہ رضی اللہ عنہا

یہ بڑی اللہ والی ہوئی ہیں۔ مصر کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ اس اللہ والی نیک بی بی سے مجھے بہت زیادہ فیض ملا ہے۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ کہ فاطمہ کے برابر بزرگی میں عورت کوئی میری

نظر سے نہیں گذری۔ وہ یہ فرمایا کرتی تھیں کہ جو خدا کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے سو تمام گناہوں میں پڑ جاتا ہے، جو منہ میں آتا ہے بک ڈالتا ہے اور جو دل چاہتا ہے کر بیٹھتا ہے اور خدا کی یاد میں مصروف رہتا ہے وہ فضول کاموں اور گناہ کی باتوں کے کرنے اور بولنے سے محفوظ رہتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں عمرہ کے راستہ میں سنہ ۲۲۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۵۴۔ حضرت آمنہ رملیہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی بہت بلند مرتبہ اور باکرامت ولیہ ہیں۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے محدث اور صاحب کرامت ولی ہیں۔ ان کی ملاقات کے لیے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بشر حافی بیمار ہو گئے تو حضرت آمنہ رملیہ ان کی بیمار پرسی کے لیے گئیں اتفاق سے اسی وقت حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی عیادت کے لیے آ گئے جب ان کو پتہ چلا کہ بی بی آمنہ رملیہ آئی ہوئی ہیں تو حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ان بی بی صاحبہ سے ہمارے حق میں دعا کرائیے۔ چنانچہ حضرت بی بی آمنہ رملیہ نے اسطرح دعا مانگی کہ یا اللہ! بشر حافی اور احمد بن حنبل کو جہنم کے عذاب سے امان دے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اسی رات کو ایک پرچہ آسمان سے ہمارے آگے گرا۔ جس میں بسم اللہ کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ ہم نے بشر حافی اور احمد بن حنبل کو دوزخ کے عذاب سے امان دے دی اور ہمارے یہاں ان دونوں کے لیے اور بھی نعمتیں ہیں۔

۵۵۔ حضرت میمونہ سوداء رضی اللہ عنہا

یہ پاک باطن عورت بھی اپنے زمانے کی ایک بہت ہی مشہور کرامت والی ولیہ ہیں۔ ان کے زمانے کے ایک بہت بلند مرتبہ باکرامت ولی حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خدا سے یہ دعا مانگی کہ یا اللہ! جنت میں دنیا کی جو عورت میری بیوی

بنے گی مجھے وہ عورت دنیا ہی میں ایک مرتبہ دکھائے۔ خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ عورت "میمونہ سودا" ہے اور وہ کوفہ میں رہتی ہے۔ چنانچہ میں کوفہ گیا اور جب لوگوں سے اس کا پتہ ٹھکانا پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک دیوانی عورت ہے جو جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔ میں اس کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا تو یہ دیکھا کہ وہ کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہے اور بھیڑیئے اور بکریاں ایک ساتھ چل پھر رہے ہیں۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئیں تو مجھ سے فرمایا کہ اے عبدالواحد! جاؤ ہماری تمہاری ملاقات بہشت میں ہوگی۔ مجھے بیحد تعجب ہوا کہ ان بی بی صاحبہ کو میرا نام اور میرے آنے کا مقصد کیسے معلوم ہوگیا۔ مجھے یہ خیال آیا ہی تھا کہ انہوں نے کہا کہ اے عبدالواحد! کیا تم کو معلوم نہیں کہ روز ازل میں جن جن روحوں کو ایک دوسرے کی پہچان ہوگئی ہے ان میں دنیا کے اندر الفت و محبت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ بھیڑوں اور بکریوں کو میں ایک ساتھ چرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں یہ کیا معاملہ ہے؟ یہ سن کر انہوں نے جواب دیا کہ جایئے اپنا کام کیجئے مجھے نماز پڑھنے دیجئے۔ میں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کرلیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا ہے۔

تبصرہ ماں بہنو! یہ مختلف زبانوں کی ۴۳ باکمال عورتوں کا تذکرہ ہم نے لکھ دیا ہے تاکہ مسلمان عورتیں ان اللہ والیوں کے حالات و واقعات کو پڑھ کر عبرت اور سبق حاصل کریں۔ اور اپنی اصلاح کر کے دونوں جہان کی صلاح و فلاح حاصل کرنے کا سامان کریں۔ خداوند کریم اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل میں سب کو ہدایت دے اور سب کو صراط مستقیم پر چلا کر خاتمہ بالخیر نصیب فرمائے۔ (آمین)

نیک بیبیوں کا انعام

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت خدا سے پائیں گی سب نیک بیبیاں

حورانِ خلد آنکھیں بچھائیں گی راہ میں
جنت میں جبکہ جائیں گی سب نیک بیبیاں

ہر ہر قدم پر نعرۂ تکبیر و مرحبا
اعزاز ایسا پائیں گی سب نیک بیبیاں!

کوثر بھی سلسبیل بھی پیتی رہیں گی یہ
جنت کے میوے کھائیں گی سب نیک بیبیاں

دیدارِ حق تعالیٰ کا ہوگا انہیں نصیب
انوار میں نہائیں گی سب نیک بیبیاں

تاروں میں جیسے چاند کی ہوتی ہے روشنی
اس طرح جگمگائیں گی سب نیک بیبیاں

جنت کے زیورات بہشتی لباس میں
سج دھج کے مسکرائیں گی سب نیک بیبیاں

جنت کی نعمتوں میں مگن ہو کے وجد میں
نغمات شوق گائیں گی سب نیک بیبیاں

اے بیبیو! نماز پڑھو، نیکیاں کرو
انعام خلد پائیں گی سب نیک بیبیاں

تم اعظمی کے پند و نصائح کو مان لو
جلوہ تمہیں دکھائیں گی سب نیک بیبیاں

۸

متفرق ہدایات

یہ آسمانِ ہدایت کے چند تارے ہیں
خدا کرے تمہیں مل جائے روشنی ان سے

دستکاری اور پیشوں کا بیان

اس زمانے میں سینکڑوں تعلیم یافتہ لڑکے اور لڑکیاں ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے ہیں اور اپنا خرچ چلانے سے عاجز ہیں۔ اسی طرح بعض لاوارث غریب عورتیں خصوصاً بیوہ عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہر لڑکا اور ہر لڑکی کوئی نہ کوئی دستکاری اور اپنے ہاتھ کا ہنر ضرور سیکھ لے۔ مگر افسوس کہ ہندوستان کے بعض جاہل مسلمان خصوصاً شرفاء کہلانے والے دستکاری اور ہاتھ کے ہُنر کو عیب سمجھتے ہیں بلکہ ہاتھ کے ہنر سے پیشہ کرنے والوں کو حقیر و ذلیل شمار کر کے ان پر طعنہ بازی کرتے رہتے ہیں اور پیشہ ور لوگوں کا مذاق اڑایا کرتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ مکر و فریب کر کے رشوت خوروں کی دلالی کر کے یہاں تک کہ چوری کر کے اور بھیک مانگ کر کے کھانا ان بدنصیبوں کو گوارا ہے مگر کوئی دستکاری اور پیشہ کرنا ان کو قبول و منظور نہیں۔

عزیز بھائیو اور پیاری بہنو! اس لو کہ دستکاری اور اپنے ہاتھوں کی کمائی اسلام میں بہترین کمائی شمار کی گئی ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث میں اس کو خدا کے نبیوں اور رسولوں کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ کوئی کھانا کبھی اس کھانے سے اچھا

اور بہتر نہیں ہوگا جس کو آدمی اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی سے کما کر کھائے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے ہنر کی کمائی کھاتے تھے۔ یعنی لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ باب الکسب جلد ا ص ۲۴۱)

اس لیے ماں بہنو! خبردار، خبردار کبھی ہرگز ہرگز کسی دستکاری اور اپنے ہاتھ کے ہنر کو حقیر و ذلیل مت سمجھو اور اگر کوئی نادان اس کو حقیر سمجھے اور اس کا مذاق اڑائے تو ہرگز اس کی پرواہ مت کرو اور ضرور کوئی نہ کوئی ہنر سیکھ لو کہ یہ خدا کے پیارے نبیوں کی صفت ہے اور حلال کمائی حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے یہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اس لیے اس پر جی جان سے عمل کرو۔

بعض نبیوں کی دستکاری

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کھیتی کی، حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے اور درزی کا کام کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا پیشہ ہے۔ حضرت ذوالقرنین جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعض مفسرین نے ان کو نبی بھی کہا ہے۔ وہ زنبیل یعنی ڈلیا اور ٹوکری بنایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھیتی کرتے تھے اور آپ نے اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی جو معماری کا کام ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے تیر بنایا کرتے تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی اولاد بکریاں چرایا کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام لوہے کی زرہیں بنایا کرتے تھے جو لوہار کا کام ہے حضرت سلیمان علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام ایک دکاندار کے ہاں کپڑا رنگتے تھے اور خود ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۲۵۸ باب الاجارہ وغیرہ مختلف کتب)

اگرچہ ان مقدس پیغمبروں کا گزر بسر ان چیزوں پر نہیں تھا مگر یہ تو قرآن مجید

اور حدیثوں سے ثابت ہے کہ ان پیغمبروں نے ان کاموں کو ذکر کیا ہے اور ان دھندوں کا عار اور عیب نہیں سمجھا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے اولیا اور فقہاء و محدثین میں سے بعض نے کپڑا بنا ہے کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے۔ کسی نے جوتا بنانے کا پیشہ کیا ہے کسی نے مٹھائی بنانے کا دھندا کیا ہے کسی نے درزی کا کام کیا ہے۔

بعض آسان دستکاریاں

لڑکوں کے لیے بعض آسان دستکاریاں اور پیشے یہ ہیں سلائی کا ہنر، اور مشین سے کپڑے سینا، کپڑا بننا، سائیکلوں اور موٹروں کی مرمت کرنا، بجلی کی فٹنگ کرنا، بڑھئی کا کام، لوہار، معمار اور سنار کا کام کرنا، ٹائپ کرنا، کتابت کرنا، پریس چلانا، کپڑوں کی رنگائی چھپائی، دھلائی کرنا، کھیتی کرنا۔

لڑکیوں کے لیے آسان دستکاریاں یہ ہیں سوئٹر بننا، اونی اور سوتی موزے بنانا، چکن کاڑھنا، ٹوپیاں اور کپڑے سی سی کر بیچنا، سوت کاتنا، چوٹیاں بنانا، رسی بٹنا، چارپائی بننا، کتابوں کی جلد بنانا، اچار، چٹنی، مربّے وغیرہ بنا کر بیچنا۔

لڑکے اور لڑکیاں ان پیشوں اور ہنروں کو اگر سیکھ لیں تو وہ کبھی بھی ان شاء اللہ اپنی روزی روٹی کے لیے محتاج نہ رہیں گے۔

نہ تکلیف دو، نہ تکلیف اٹھاؤ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

یعنی مسلمان کا اسلامی نشان یہ ہے کہ تمام مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے سلامت رہیں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ کسی مسلمان کو کوئی تکلیف نہ دے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ بھی فرمایا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ وہ جو کچھ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے اسلامی بھائیوں کے لیے بھی پسند کرے۔

ظاہر ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے لیے یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ تکلیفوں میں مبتلا ہو اور دکھ اٹھائے تو پھر فرمانِ رسول کے مطابق ہر شخص پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے کسی قول و فعل سے کسی کو ایذا اور تکلیف نہ پہنچائے اس لیے مندرجہ ذیل باتوں کا خاص طور پر ہر مسلمان کو خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔

۱۔ کسی کے گھر مہمان جاؤ یا بیمار پرسی کے لیے جاتا ہو تو اس قدر زیادہ دنوں تک یا اتنی دیر تک نہ ٹھہرو کہ گھر والا تنگ ہو جائے اور تکلیف میں پڑ جائے۔

۲۔ اگر کسی کی ملاقات کے لیے جاؤ تو وہاں اتنی دیر تک مت بیٹھو یا اس سے اتنی زیادہ باتیں نہ کرو کہ وہ اکتا جائے یا اس کے کام میں حرج ہونے لگے۔ کیونکہ اس سے یقیناً اس کو تکلیف ہو گی۔

۳۔ راستوں میں چارپائی یا کرسی یا کوئی دوسرا سامان زنج یا اینٹ پتھر وغیرہ مت ڈالو کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ روزانہ کی عادت کے مطابق بے کھٹکے تیزی کے ساتھ چلے آتے ہیں اور ان چیزوں سے ٹھوکر کھا کر الجھ کر گر پڑتے ہیں بلکہ خود ان چیزوں کو راستوں میں ڈالنے والا بھی رات بھر کے اندھیرے میں ٹھوکر کھا کر گرتا ہے اور چوٹ کھا جاتا ہے۔

۴۔ کسی کے گھر جاؤ تو جہاں تک ہو سکے ہرگز ہرگز اس سے کسی چیز کی فرمائش نہ کرو بعض مرتبہ بہت ہی معمولی چیز بھی گھر میں موجود نہیں ہوتی اور وہ تمہاری فرمائش پوری نہیں کر سکتا ایسی صورت میں اس کو شرمندگی اور تکلیف ہو گی اور تم کو بھی اس سے کوفت ہو گی کہ خواہ مخواہ میں نے اس سے ایک گھٹیا درجے کی چیز کی فرمائش کی اور زبان خالی گئی۔

۵۔ ہڈی یا لوہے شیشے وغیرہ کے ٹکڑوں یا خاردار شاخوں کو نہ خود راستوں میں ڈالو نہ کسی کو ڈالنے دو، اور اگر کہیں راستوں میں ان چیزوں کو دیکھو تو ضرور راستوں سے ہٹا دو

ورنہ راستہ چلنے والوں کو ان چیزوں کے چبھ جانے سے تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ غفلت میں تمہیں کو تکلیف پہنچے۔ اسی طرح کیلے اور خربوزہ وغیرہ کے چھلکوں کو راستوں پر نہ ڈالو، ورنہ لوگ پھسل کر گریں گے۔

۶۔ کھانا کھاتے وقت ایسی چیزوں کا نام مت لیا کرو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو کیونکہ بعض نازک مزاج لوگوں کو اس سے بہت تکلیف ہو جایا کرتی ہے۔

۷۔ جب آدمی بیٹھے ہوئے ہوں تو جھاڑو مت دلواؤ، کیونکہ اس سے لوگوں کو تکلیف ہوگی۔

۸۔ تمہاری کوئی دعوت کرے تو جتنے آدمیوں کو تمہارے ساتھ اس نے بلایا ہے خبردار اس سے زیادہ آدمیوں کو لے کر اس کے گھر نہ جاؤ، شاید کھانا کم پڑ جائے، تو میزبان کو شرمندگی اور تکلیف ہوگی اور مہمان بھی بھوک سے تکلیف اٹھائیں گے۔

۹۔ اگر کسی مجلس میں دو آدمی پاس پاس بیٹھے باتیں کر رہے ہوں تو خبردار تم ان دونوں کے درمیان میں جا کر نہ بیٹھ جاؤ کہ ایسا کرنے سے ان دونوں ساتھیوں کو تکلیف ہوگی۔

۱۰۔ عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی دوسرے مرد کی خوبصورتی یا اس کی کسی خوبی کا ذکر نہ کرے، کیونکہ بعض شوہروں کو اس سے تکلیف ہوا کرتی ہے اسی طرح مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و جمال یا اس کی چال ڈھال کا تذکرہ اور تعریف نہ کرے، کیونکہ بیوی کو اس سے تکلیف پہنچے گی۔

۱۱۔ کسی دوسرے کے خط کو کبھی ہرگز نہ پڑھا کرو۔ ممکن ہے خط میں کوئی ایسی راز کی بات ہو جس کو وہ ہر شخص سے چھپانا چاہتا ہو تو ظاہر ہے کہ تم خط پڑھ لوگے تو اس کو تکلیف ہوگی۔

۱۲۔ کسی سے اس طرح ہنسی مذاق نہ کرو جس سے اس کو تکلیف پہنچے اسی طرح کسی کو ایسے نام یا القاب سے نہ پکارو جس سے اس کو تکلیف پہنچتی ہو، قرآن مجید

میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

۱۳۔ جس مجلس میں کسی عیبی آدمی کے عیب کا ذکر کرتا ہو تو پہلے دیکھ لو کہ وہاں اس قسم کا کوئی آدمی تو نہیں ہے ورنہ اس عیب کا ذکر کرنے سے اس آدمی کو تکلیف اور ایذا پہنچے گی۔

۱۴۔ دیواروں پر پان کھا کر نہ تھوکو کہ اس سے مکان والے کو بھی تکلیف ہوگی اور ہر دیکھنے والے کو بھی گھن پیدا ہوگی۔

۱۵۔ دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں۔ اور تم سے کچھ پوچھتے گچھتے نہ ہوں تو خواہ مخواہ تم ان کو کوئی رائے مشورہ نہ دو۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے، یہ تکلیف دینے والی بات ہے۔

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ تم اس کوشش میں لگے رہو کہ تمہارے کسی قول یا فعل یا طریقے سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور تم خود بلا ضرورت خواہ مخواہ تکلیف میں پڑو۔

آداب سفر

۱۔ سفر میں روانہ ہونے سے پہلے پیشاب و پاخانہ وغیرہ ضروریات سے فراغت حاصل کر لو۔

۲۔ اکیلے سفر کرنا خصوصاً خطروں کے دور میں اچھا نہیں ایک دو رفقاء سفر میں ساتھ ہوں تاکہ وقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد کریں یہ مسنون طریقہ ہے۔

۳۔ سفر میں کم سے کم سامان ہو یہ آرام دہ اور اچھا ہے بعض عورتوں میں یہ عیب ہے کہ وہ سفر میں بہت زیادہ سامان لاد لیا کرتی ہیں۔ جس سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ خاص کر سب سے زیادہ مصیبت مردوں کو اٹھانی پڑتی ہے۔ تمام سامانوں کو سنبھالنا، لادنا، اتارنا، مزدوری کے پیسے دینا یہ

یہ ساری بلائیں مردوں کے سروں پر نازل ہوتی ہیں عورتیں تو اچھی خاصی بے فکر بیٹھی رہتی ہیں، پان چباتی رہتی ہیں اور باتیں بناتی رہتی ہیں۔

۴۔ لڑاکا اور جھگڑالو آدمیوں کے ساتھ ہرگز سفر نہ کیا کرو، ہر قدم پر کوفت اور تکلیف اُٹھاؤ گے۔

۵۔ سفر میں جب تم کسی کے مہمان بنو تو سب سے پہلے پیشاب پاخانہ کی جگہ معلوم کر لو۔

۶۔ سفر میں مطالعہ کے لیے کوئی کتاب، چند کارڈ، لفافے، پنسل، سادہ کاغذ لوٹا، گلاس، مصلّٰی، چاقو، سوئی دھاگہ، کنگھا، آئینہ ضرور ساتھ رکھ لو، اگر میزبان کے گھر بستر ملنے کی اُمید ہو تو خیر ورنہ مختصر بستر بھی ہونا چاہیئے۔

۷۔ جہاں جانا ہے وہاں دن میں اور جلد پہنچنا چاہیئے۔ بعض مردوں اور عورتوں میں یہ عیب ہے کہ خواہ شہر میں یا سفر میں کہیں بھی جانا ہے تو ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتے ہیں۔ بعض کی گاڑیاں چھوٹ جاتی ہیں۔ اور بلاوجہ تاخیر سے منزلِ مقصود پر پہنچتے ہیں اور سارا پروگرام بگڑ جاتا ہے۔

اللہ و رسول کا مُحب یا محبُوب کون؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کا محب بن جائے یا اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جائے تو اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ سچّی بات بولے اور جب اس کو کسی چیز کا امین بنا دیا جائے تو وہ اس امانت کو ادا کرے اور اپنے تمام پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۴)

مسلمانوں کے عیوب چھپاؤ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو دیکھ لے اور پھر اس کی پردہ پوشی کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ اتنا بڑا ثواب عطا فرمائیگا جیسے کہ زندہ درگور کی ہوئی بچّی کو کوئی قبر سے نکال کر اس کی پرورش اور اس کی زندگی کا سامان کر دے۔ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۲۴ باب الشفقۃ والرحمتہ)

دِل کی سختی کا علاج

ایک شخص نے دربارِ رسالت میں یہ شکایت کی کہ میرا دل سخت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلاؤ (مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۲۵)

بوڑھوں کی تعظیم کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جوان آدمی کسی بوڑھے کی تعظیم اس کے بڑھاپے کی بناپر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کچھ ایسے لوگوں کو تیار فرمادے گا جو بڑھاپے میں اس کا اعزاز واکرام کریں گے۔

(مشکوٰۃ جلد۲ ص ۴۲۳ اصح المطابع)

بہترین گھر اور بدترین گھر

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سب سے بہترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس کے ساتھ بہترین سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے کہ اس میں کوئی یتیم ہو اور

اس کے ساتھ بُرا سلوک کیا جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۳ اصح المطابع)

غرور اور گھمنڈ کی بُرائی

غرور یا گھمنڈ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں دیانتداری یا حسب نسب میں یا مال وسامان میں یا عزت و آبرو میں یا کسی اور بات میں دوسروں سے بڑا سمجھے، اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بہت بڑا گناہ اور نہایت ہی قابلِ نفرت خصلت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے برابر ایمان ہوگا وہ جہنم میں (ہمیشہ کے لیے) نہیں جائیگا اور جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں سزا بھگتنے کے بعد داخل ہوگا۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہر سرکش اور سخت دل اور متکبر جہنمی ہے۔ اسی طرح ایک تیسری میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تین آدمی وہ ہیں کہ اللہ تعالے قیامت کے دن نہ ان سے بات کریگا، نہ ان کی طرف رحمت کی نظر فرمائیگا نہ انہیں گناہوں سے پاک کریگا بلکہ ان لوگوں کو دردناک عذاب دیگا۔ ایک بڈھا زناکار دوسرے جھوٹا بادشاہ تیسرے متکبر فقیر (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۳۳، اصح المطابع)

دنیا کے لوگ بھی مغرور اور گھمنڈی مردوں اور عورتوں کو بڑی حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں یہ اور بات ہے کہ اس کے ڈر سے اور اس کے فتنوں سے بچنے کے لیے ظاہر میں لوگ اس کی آؤ بھگت کر لیتے ہیں۔ مگر دل میں اس کو انتہائی برا سمجھ کر اس سے بے انتہا نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب متکبر آدمی پر کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو کسی کے دل میں ہمدردی اور مروّت کا جذبہ نہیں پیدا ہوتا بلکہ لوگوں کو ایک طرح کی خوشی ہوتی ہے بہرحال گھمنڈ و غرور اور شیخی مارنا جیسا کہ اکثر مالدار مردوں اور عورتوں کا طریقہ ہے یہ بہت بڑا گناہ اور بہت ہی خراب عادت ہے۔

اگر آدمی اتنی بات سوچ لے کہ میں ایک ناپاک قطرہ سے پیدا ہوا ہوں اور میرے پاس جو بھی مال یا کمال ہے وہ سب اللہ کا دیا ہوا ہے اور وہ جب چاہے ایک سیکنڈ میں سب لے لے پھر میں گھمنڈ کس بات پر کروں اور اپنی کونسی خوبی پر شیخی ماروں، تو ان شاء اللہ یہ بری خصلت اور خراب عادت بہت جلد چھوٹ جائے گی۔

بڑھیا عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بڑھیا عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگاتار روزے رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۲، اصح المطابع)

لڑکیوں کی پرورش

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ ارشادِ نبوی سن کر صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اس کے لیے بھی یہی اجر و ثواب ہے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی ایک ہی لڑکی کو پالے؟ تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس کیلئے بھی یہی ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص ۴۲۳)

ماں باپ کی خدمت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآن مجید کی قراءت کر رہا ہے جب میں نے دریافت کیا کہ قراءت

کرنے والا کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ آپ کے صحابی حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو یہ ہے نیکوکاری اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی ماں کے ساتھ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۱۹، اصح المطابع)

دوسری حدیث میں ہے کہ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۱۹)

بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی ۲ دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کے لیے آئی تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہیں پایا، وہی ایک کھجور میں نے اس کو دے دی تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضور سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا کیا گیا اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لیے جہنم سے پردہ بنیں گی اور آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۴۲۱، اصح المطابع)

انسان کی ۳۰ تیس غلطیاں

(۱) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی (۲) مصیبتوں میں بے صبری کر کے چیخ پکار کرنا (۳) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا (۴) دشمن کو حقیر سمجھنا (۵) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا (۶) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا (۷) کسی بدکار کو بار بار آزما کر

بھی اس کی چاپلوسی میں آجانا (۸) بیکاری میں خوش رہنا اور روزی تلاش نہ کرنا (۹) اپنا راز کسی دوسرے کو اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا (۱۰) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا (۱۱) لوگوں کی تکلیف میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی اُمید رکھنا (۱۲) ایک دو ہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کرلینا (۱۳) والدین کی خدمت نہ کرنا اور اولاد سے خدمت کی اُمید رکھنا (۱۴) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمّل کرلیا جائے گا (۱۵) ہر شخص سے بدی کرنا اور لوگوں سے اپنے لیے نیکی کی توقع رکھنا (۱۶) گمراہوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا (۱۷) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا (۱۸) خود حرام و حلال کا خیال نہ کرنا اور دوسروں کو بھی اس راہ پر لگانا (۱۹) جھوٹی قسم کھاکر، جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا (۲۰) علم دین اور دینداری کی عزت نہ سمجھنا (۲۱) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا (۲۲) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا (۲۳) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا۔ (۲۴) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا (۲۵) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا (۲۶) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا (۲۷) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا (۲۸) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا (۲۹) اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا (۳۰) ہر شخص کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کرنا۔

سلیقہ اور آرام کی چند باتیں

۱۔ رات کو دروازہ بند کرتے وقت گھر کے اندر اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ کوئی اجنبی یا کتا، بلی اندر تو نہیں رہ گیا۔ یہ عادت ڈال لینے سے ان شاء اللہ گھر میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

۲۔ گھر اور گھر کے تمام سامانوں کو صاف ستھرا رکھو اور ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو۔

۳۔ سب گھر والے آپس میں طے کرلیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ پر رہے گی پھر سب گھر والے اس کے پابند ہو جائیں کہ جب اس چیز کو وہاں سے اٹھائیں تو استعمال کر کے پھر اسی جگہ رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو بغیر پوچھے اور بلا ڈھونڈے وہ مل جایا کرے اور ضرورت کے وقت تلاش کرنے کی حاجت نہ پڑے۔

۴۔ گھر کے تمام برتنوں کو دھو مانجھ کر کسی الماری یا طاق پر الٹا کر کے رکھ دو اور پھر دوبارہ اس برتن کو استعمال کرنا ہو تو پھر اس برتن کو بغیر دھوئے استعمال نہ کرو۔

۵۔ کوئی جھوٹا برتن یا غذا یا دوا لگا ہوا برتن ہرگز ہرگز نہ رکھ دیا کرو۔ جھوٹے یا غذاؤں اور دواؤں سے برتن آلودہ برتنوں میں جراثیم پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریوں کے پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

۶۔ اندھیرے میں بلا دیکھے ہرگز ہرگز پانی نہ پیو نہ کھانا کھاؤ۔

۷۔ گھر یا آنگن کے راستہ میں چارپائی یا کرسی یا کوئی برتن یا کوئی سامان مت ڈال دیا کرو، ایسا کرنے سے بعض دفعہ روز کی عادت کے مطابق بے کھٹکے چلے آنے والے کو ٹھوکر ضرور لگتی ہے اور بعض مرتبہ تو سخت چوٹیں بھی لگ جاتی ہیں۔

۸۔ صراحی کے منہ یا لوٹے کی ٹونٹی سے منہ لگا کر ہرگز کبھی پانی نہ پیو کیونکہ اولاً تو یہ خلافِ تہذیب ہے اور دوسرے یہ خطرہ ہے کہ صراحی یا ٹونٹی میں کوئی کیڑا مکوڑا چھپا ہوا ہو اور وہ پانی کے ساتھ پیٹ میں چلا جائے۔

۹۔ ہفتہ یا دس دنوں میں ایک دن گھر کی مکمل صفائی کے لیے مقرر کر لو کہ اسی دن سب کام دھندا بند کر کے پورے مکان کی صفائی کر لو۔

۱۰۔ دن رات بیٹھے رہنا یا پلنگ پر سوئے یا لیٹے رہنا تندرستی کے لیے بیحد نقصان دہ ہے۔ مردوں کو صاف اور کھلی ہوا میں کچھ چل پھر لینا اور عورتوں کو کچھ محنت کا کام ہاتھ سے کر لینا تندرستی کے لیے بہت ضروری ہے۔

۱۱۔ جس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں اس جگہ بیٹھ کر نہ تھوکو نہ کھنکھار نکالو، نہ

ناک صاف کرو کہ خلافِ تہذیب بھی ہے۔ اور دوسروں کے لیے گھن پیدا کرنے والی چیز ہے۔

۱۲۔ دامن یا آنچل یا آستین سے ناک صاف نہ کرو، نہ ہاتھ منہ ان چیزوں سے پونچھو کیونکہ یہ گندگی ہے اور تہذیب کے خلاف بھی۔

۱۳۔ جوتی اور کپڑا یا بستر استعمال سے پہلے جھاڑ لیا کرو ممکن ہے کوئی موذی جانور بیٹھا ہو جو بے خبری میں تمہیں ڈس لے۔

۱۴۔ چھوٹے بچوں کھلاتے کھلاتے کبھی ہرگز ہرگز اچھال اچھال کر نہ کھلاؤ خدانخواستہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو بچے کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔

۱۵۔ بیچ دروازہ میں نہ بیٹھا کرو سب آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور خود تم بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔

۱۶۔ اگر پوشیدہ جگہوں میں کسی کے پھوڑا پھنسی یا درد و ورم ہو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ کہاں ہے؟ اس سے خواہ مخواہ اس کو شرمندگی ہوگی۔

۱۷۔ پاخانہ یا غسل خانہ سے کمر بند یا تہبند یا ساڑھی باندھتے ہوئے باہر مت نکلو بلکہ اندر ہی سے باندھ کر باہر نکلو۔

۱۸۔ جب تم سے کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو پہلے اس کا جواب دو پھر دوسرے کام میں لگو۔

۱۹۔ جو بات کسی سے کہو یا کسی کا جواب دو تو صاف صاف بولو اور اتنے زور سے بولو کہ سامنے والا اچھی طرح سن لے اور تمہاری باتوں کو سمجھ لے۔

۲۰۔ زبان بند کر کے ہاتھ یا سر کے اشاروں سے کچھ کہنا یا کسی بات کا جواب دینا یہ خلافِ تہذیب اور حماقت کی بات ہے۔

۲۱۔ اگر کسی کے بارے میں کوئی پوشیدہ بات کسی سے کہتی ہو اور وہ شخص اس مجلس میں موجود ہو تو آنکھ یا ہاتھ سے بار بار اس کی طرف اشارہ مت کرو کہ ناحق اس شخص کو طرح طرح کے

شبہات ہوں گے۔

۲۲۔ کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو اپنے ہاتھ سے اسکے ہاتھ میں دو یا برتن میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کرو، دور سے پھینک کر کسی کو کوئی چیز مت دیا کرو، شاید اسکے ہاتھ میں نہ پہنچ سکے اور زمین پر گر کر ٹوٹ پھوٹ جائے یا خراب ہو جائے۔

۲۳۔ اگر کسی کو پنکھا جھلو تو اس کا خیال رکھو کہ اس کے سر یا چہرہ یا بدن کے کسی حصہ میں پنکھا لگنے نہ پائے، اور پنکھے کو اتنے زور سے بھی نہ جھلا کرو کہ تم خود یا دوسرے پریشان ہو جائیں۔

۲۴۔ میلے کپڑے جو دھوبی کے یہاں جانے والے ہوں گھر میں ادھر ادھر پڑا یا بکھرا ہوا زمین پر نہ رہنے دو، بلکہ مکان کے کسی کونے میں لکڑی کا ایک معمولی بکس رکھ لو اور سب میلے کپڑوں کو اسی میں جمع کرتے رہو۔

۲۵۔ اپنے اونی کپڑوں کو کبھی کبھی دھوپ میں سکھایا کرو اور کتابوں کو، تاکہ کیڑے مکوڑے کپڑوں اور کتابوں کو کاٹ کر خراب نہ کر سکیں۔

۲۶۔ جہاں کوئی آدمی بیٹھا ہو وہاں گرد و غبار والی چیزوں کو نہ جھاڑو۔

۲۷۔ کسی دکھ یا پریشانی یا غم اور بیماری وغیرہ کی خبروں کو ہرگز اس وقت تک نہیں کہنا چاہیئے جب تک کہ اس کی خوب اچھی طرح تحقیق نہ ہو جائے۔

۲۸۔ کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو۔ ہمیشہ ڈھانک کر رکھا کرو اور مکھیوں کے بیٹھنے سے بچاؤ۔

۲۹۔ دوڑ کر منہ اوپر اٹھا کر نہیں چلنا چاہیئے اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

۳۰۔ چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر اور پورا پاؤں زمین پر رکھ کر چلا کرو، پنجوں یا ایڑی کے بل چلنا یا پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلنا یہ تہذیب کے خلاف بھی ہے۔

۳۱۔ کپڑا پہنے پہنے نہیں سینا چاہیئے۔

۶۲۔ ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو، جب تک کسی کو ہر طرح سے بار بار آزما نہ لو، اس کا اعتبار مت کر لیا کرو، خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی حجن صاحبہ بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لیے ہوئے کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی گھروں میں گھستی پھرتی ہیں اور عورتوں کے مجمع میں بیٹھ کر اللہ و رسول کی باتیں کرتی ہیں، خبردار خبردار ان عورتوں کو ہرگز ہرگز گھروں میں آنے ہی مت دو، دروازے ہی سے واپس کر دو۔ ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کا صفایا کر ڈالا ہے۔ ان عورتوں میں بعض چوروں اور ڈاکوؤں کی مخبر بھی ہوا کرتی ہیں۔ جو گھر کے اندر گھس کر سارا ماحول دیکھ لیتی ہیں پھر چوروں اور ڈاکوؤں کو ان کے گھروں کا حال بتا دیتی ہیں۔

۳۵۔ جہاں تک ہو سکے کوئی سودا سامان ادھار مت منگایا کرو، اور اگر مجبوری سے منگایا کرو اور اگر مجبوری سے منگانا ہی پڑ جائے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب روپیہ تمہارے پاس آ جائے تو فوراً ادا کر دو، زبانی یاد پر بھروسہ مت کرو۔

۳۴۔ جہاں تک ہو سکے خرچ چلانے میں بہت زیادہ کفایت سے کام لو اور روپیہ پیسہ بہت ہی انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ کرو۔ لیے تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

۳۵۔ جو عورتیں بہت سے گھروں میں آیا جایا کرتی ہیں جیسے دھوبن، نائن وغیرہ انکے سامنے ہرگز ہرگز اپنے گھر کے اختلاف اور جھگڑوں کو مت بیان کرو۔ کیوں کہ ایسی عورتیں گھر کی باتیں گھروں میں کہتی پھرتی ہیں۔

۳۶۔ کوئی مرد تمہارے دروازہ پر آ کر تمہارے شوہر کا دوست یا رشتہ دار ہونا ظاہر کرے تو ہرگز اس کے اپنے مکان کے اندر مت بلاؤ نہ اس کا کوئی سامان اپنے گھر میں رکھو نہ اپنا کوئی قیمتی سامان اس کے سپرد کرو ایک غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ اس کے لیے باہر بھیج دو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے ہرگز اس پر بھروسہ مت کرو۔ نہ گھر میں آنے دو ایسے لوگوں نے بہت سے گھروں کو لوٹ لیا ہے اسی طرح اگر بے پہچانا ہوا آدمی گھر پر آ کر یا سفر میں کوئی

کھانے کی چیز دے تو ہر گز مت کھاؤ وہ لاکھ بُرا مانے پرواہ مت کرو بہت سے سفید پوش ٹھگ نشہ والی یا زہریلی چیز کھلا کر گھر والوں یا مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔

۳۷۔ محبت میں اپنے بچوں کو بلا بھوک کے کھانا مت کھلاؤ، نہ اصرار کر کے زیادہ کھلاؤ کہ ان دونوں صورتوں میں بچے بیمار ہو جاتے ہیں جس کی تکلیف تم کو اور بچوں دونوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔

۳۸۔ بچوں کو سردی گرمی کے کپڑوں کا خاص طور پر دھیان لازمی ہے بچے سردی گرمی لگنے سے بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔

۳۹۔ بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کراؤ اور کبھی کبھی پوچھا کرو تاکہ یاد رہے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدا نخواستہ بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تیرے باپ کا کیا نام ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتا دے گا پھر کوئی نہ کوئی اس کو تمہارے پاس پہنچا دے گا۔ یا تمہیں بلا کر بچہ تمہارے سپرد کر دے گا اور اگر بچے کو ماں باپ کا نام یاد نہ رہا تو بچہ یہی کہے گا کہ ابا یا اماں کا بچہ ہوں۔ کچھ خبر نہیں کہ کون ابا؟ کون اماں؟

۴۰۔ چھوٹے بچوں کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے باہر نہ چلی جایا کرو۔ ایک عورت بچے کے آگے کھانا رکھ کر باہر چلی گئی۔ بہت سے کوؤں نے بچے کے آگے کا کھانا چھین کر کھا لیا، اور چونچ مار مار کر بچے کی آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ اسی طرح ایک بچے کو بلی نے اکیلا پا کر اس قدر نوچ ڈالا کہ بچہ مر گیا۔

۴۱۔ کسی ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر بہت زیادہ اصرار مت کرو بعض مرتبہ اس میں مہمان کو الجھن یا تکلیف ہو جاتی ہے بھر سوچو کہ بھلا ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور بدنامی ہو۔

۴۲۔ وزن یا خطرہ والی کوئی چیز کسی آدمی کے اوپر سے اٹھا کر مت دیا کرو خدا نخواستہ وہ

چیز ہاتھ سے چھوٹ کر آدمی کے اوپر گر پڑی تو اس کا انجام کتنا خطرناک ہوگا؟

۴۳۔ کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینی ہوگی تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو خدانخواستہ اگر کسی نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو کتنی بڑی مصیبت سر پر آن پڑے گی۔

۴۴۔ اگر تم کسی کے گھر مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکے ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے کہہ دو کہ ہم کھانا کھا کر آئے ہیں کیونکہ گھر والے لحاظ کی وجہ سے پوچھیں گے نہیں اور چپکے چپکے کھانا تیار کرلیں گے اور جب کھانا سامنے آگیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم تو کھانا کھا کر آئے ہیں سوچو کہ اس وقت گھر والوں کو کتنا افسوس ہوگا؟

۴۵۔ مکان میں اگر رقم یا زیور وغیرہ دفن کر رکھا ہے تو اپنے گھروں میں سے جس پر بھروسہ ہو اس کو بتا دو ورنہ شاید تمہارا اچانک انتقال ہو جائے تو وہ زیور یا رقم ہمیشہ زمین ہی میں رہ جائے گی۔

۴۶۔ مکان میں جلتا چراغ یا آگ چھوڑ کر باہر مت چلے جاؤ۔ چراغ اور آگ کو مکان سے نکلتے وقت بجھا دیا کرو۔

۴۷۔ اتنا زیادہ مت کھاؤ کہ چورن کی جگہ بھی پیٹ میں باقی نہ رہ جائے۔

۴۸۔ جہاں تک ممکن ہو رات کو مکان میں تنہا مت رہو خدا جانے رات میں کیا اتفاق پڑ جائے؟ لاچاری اور مجبوری کی تو اور بات ہے مگر جب تک ہو سکے مکان میں رات کو اکیلے نہیں سونا چاہیے۔

۴۹۔ اپنے ہنر پر ناز نہ کرو۔

۵۰۔ بُرے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اس لیے صرف خدا پر بھروسہ رکھو۔

کارآمد تدبیریں

۱۔ پلنگ کی پائنتی اجوائن کی پوٹلیاں باندھنے سے اس پلنگ کے کھٹمل بھاگ

جائیں گے۔

۲۔ اگر مچھر دانی میسر نہ ہو اور گرمیوں کے موسم میں مچھر زیادہ تنگ کریں تو بستر پر جا بجا تلسی کے پتے پھیلا دیں مچھر بھاگ جائیں گے۔

۳۔ لکڑی میں کیل ٹھوکتے ہوئے لکڑی کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو اس کیل کو پہلے صابن میں ٹھونکنے کے بعد لکڑی میں ٹھوکنا چاہیے اس طرح لکڑی نہیں پھٹے گی۔

۴۔ کاغذی لیموں کا رس اگر دن میں چند بار پی لیں تو ملیریا کا حملہ نہیں ہوگا۔

۵۔ لُو سے بچنے کے لیے تیز دھوپ میں سفر کرتے وقت جیب میں ایک پیاز رکھ لینا چاہیئے۔

۶۔ ہیضہ کے حملے سے بچنے کے لیے سرکہ، لیموں اور پیاز کا بکثرت استعمال کرنا چاہیے۔

۷۔ سبزیوں کو جلد اگانے اور آٹے میں خمیر جلد آنے کے لیے خربوزہ کے چھلکوں کو خوب سکھا لیں اور اس کو باریک پیس کر سفوف تیار کرلیں پھر اسی سفوف کو سبزیوں میں جلد گلانے کیلئے ڈالیں اور آٹے میں خمیر جلد آنے کے لیے تھوڑا سفوف آٹے میں ڈال دیا کریں۔

۸۔ روغن زیتون دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے اور ہلتے ہوئے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔

۹۔ ہچکی آرہی ہو تو لونگ کھا لینے سے بند ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ سر میں جوئیں پڑ جائیں تو ست پودینہ صابن کے پانی میں حل کر کے سر میں ڈالیں اور سر کو خوب دھوئیں دو تین مرتبہ ایسا کر لینے سے کل جوئیں مر جائیں گی۔

۱۱۔ لیموں کی پھانک چہرہ پر کچھ دنوں ملنے اور پھر صابن سے دھو لینے سے چہرہ کے کیل مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔

۱۲۔ پیدل چلنے کی وجہ سے اگر پاؤں میں تھکن زیادہ معلوم ہو تو نمک ملے ہوئے گرم پانی

میں کچھ دیر پاؤں رکھ دینے سے تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

۱۳۔ لیموں کو اگر بھوبھل میں گرم کر کے نچوڑیں تو عرق آسانی کے ساتھ دوگنا نکلے گا۔

۱۴۔ آگ سے جل جائیں تو جلے ہوئے مقام پر فوراً روشنائی لگائیں یا چونا کا پانی ڈالیں یا بروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں گھول کر لگائیں۔

۱۵۔ سانپ یا کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو کاٹنے سے ذرا اوپر فوراً کسی مضبوط دھاگے سے کس کر باندھ دو پھر کاٹنے کی جگہ افیون لگا دو، تاکہ وہ جگہ سن ہو جائے پھر بلیڈ سے زخم لگا کر دبا دو، تاکہ چند قطرہ خون نکل جائے، پھر پیاز کو چولہے میں بھون کر اور نمک لگا کر اس جگہ باندھ دیں اور مریض کو سونے نہ دیں۔ یہ فوری ترکیب کر کے پھر ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔ اور انجکشن لگوائیں۔

۱۶۔ اگر کوئی سنکھیا یا افیون یا دھتورہ کھالے تو فوراً اسویہ کا بیج دو تولہ آدھ سیر پانی میں پکا کر اس میں پاؤ بھر گھی ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرائیں جب خوب قے ہو جائے تو دودھ پلائیں اور اگر دودھ سے بھی قے ہو جائے تو بہت اچھا ہے اور مریض کو سونے نہ دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مریض صحت یاب ہو جائے گا۔

کیڑوں مکوڑوں کو بھگانا

سانپ ایک پاؤ نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر گھر کے تمام بلوں سوراخوں اور کونوں میں چھڑک دیں اگر گھر میں سانپ ہو گا تو بھاگ جائیگا اور کبھی کبھی یہ پانی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں کبھی سانپ نہیں آئے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ گھر کے بلوں میں اور دوسرے سب سوراخوں میں رائی ڈال دیں۔ سانپ فوراً ہی مر جائے گا اور اگر اپنے آس پاس رائی ڈال کر سوئیں۔ تو سانپ قریب نہیں آسکتا۔

بچھو مولی کا عرق اگر بچھو کے اوپر ڈال دیا جائے تو بچھو ضرور مر جائے گا اور اگر بچھو کے سوراخ میں مولی کے چند ٹکڑے ڈال دیے جائیں تو بچھو سوراخ سے باہر نہیں نکل سکے گا بلکہ سوراخ کے اندر ہی ہلاک ہو جائے گا۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ چرچٹہ گھاس کی جڑ اگر بچھونے پر رکھ دی جائے تو بچھو بستر پر نہیں چڑھ سکے گا۔

اگر بچھو ڈنک مار دے تو بہروزہ کا تیل لگائیں۔ یا چرچٹہ کی جڑ گِس کر لگائیں زہر اتر جائے گا۔

کنکھجورا (گوجر) اگر کسی کے بدن میں چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو شکر اس کے اوپر ڈالیں فوراً ہی اس کے پاؤں کھال میں سے باہر نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورہ کے اوپر ڈال دیں تو وہ جگہ بھی چھوڑ دے گا اور پھر فوراً ہی مر جائے گا اور اگر اس کے پاؤں چبھنے سے زخم ہو گیا ہے تو پیاز بھلبھلا کر اس زخم پر باندھنا اکسیر ہے۔

پِسّو اندرائن کے پھل یا جڑ پانی میں بھگو کر تمام گھر میں پانی چھڑک دیں، تو اس مکان سے پِسّو بھاگ جائیں گے۔

چیونٹیاں ہینگ سے بھاگ جاتی ہیں

کپڑوں اور کتابوں کا کیڑا افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں تو کپڑے اور کتابیں کیڑوں کے کھانے سے محفوظ رہیں گی۔

زمانۂ حمل کی احتیاط و تدابیر

۱۔ حمل کے زمانے میں عورت کو اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ ایسی ثقیل غذائیں

نہ کھائے جس سے قبض پیدا ہو جائے اور اگر ذرا بھی پیٹ میں گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت روٹی چاول نہ کھائیں، بلکہ صرف شوربہ گھی ڈال کر پی لیں، یا دو تین تولہ منقیٰ یا ایک ہڑ کا مربہ کھالیں۔

۲۔ حاملہ عورت کو چاہیئے کہ چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر نہ پڑے اور نہ دوڑ کر چلے اسی طرح اونچی جگہ سے نیچے کو ایک دم جھٹکے کے ساتھ نہ اترے۔ اسی طرح سیڑھی پر دوڑ کر نہ چلے بلکہ آہستہ آہستہ چڑھے، غرض اس کا خیال رکھے کہ پیٹ نہ زیادہ ہلے اور نہ پیٹ کو جھٹکا لگنے دے نہ بھاری بوجھ اٹھائے نہ کوئی سخت محنت کا کام کرے، نہ غم اور نہ غصہ کرے، نہ دست لانے والی دوائیں کھائے، نہ زیادہ خوشبو سونگھے۔

۳۔ حاملہ عورت کو چلنے پھرنے کی عادت رکھنی چاہیے۔ کیونکہ ہر وقت بیٹھے اور لیٹے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے معدہ خراب ہو جاتا ہے اور قبض کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔

۴۔ حاملہ عورت کو شوہر کے پاس نہیں سونا چاہیے۔ خصوصاً چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔

۵۔ اگر حاملہ عورت کو قے آنے لگے تو پودینہ کی چٹنی یا کاغذی لیموں استعمال کریں۔

۶۔ اگر حمل کی حالت میں خون آنے لگے تو "قرص کہربا" کھائیں اور فوراً حکیم یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

۷۔ اگر حمل گر جانے کی عادت ہو تو اس عورت کو چار مہینے تک پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت زیادہ احتیاط رکھنے کی ضرورت ہے گرم غذاؤں سے بالکل پرہیز رکھے اور اچھا یہ ہے کہ لنگوٹ باندھے رہے اور بالکل کوئی بوجھ نہ اٹھائے۔ اور نہ محنت کا کوئی کام کرے اور اگر حمل گرنے کے کچھ آثار ظاہر ہوں مثلاً پانی جاری ہو جائے یا خون گرنے لگے۔ تو فوراً ہی حکیم یا ڈاکٹر کو بلانا چاہیئے۔

۸۔ اگر خدانخواستہ حاملہ کو مٹی کھانے کی عادت ہو تو اس عادت کو چھڑانا ضروری ہے اور

اگر مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی ٹکیاں یا طباشیر کھایا کرے اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

9. اگر حاملہ کی بھوک بند ہو جائے تو مٹھائی اور مرغن غذائیں چھڑا دیں اور سادہ غذائیں کھلائیں اور اگر پیٹ میں درد اور ریاح معلوم ہو تو "نمک سلیمانی" یا "جوارش کمونی" کھلائیں بہرحال تیز دواؤں کے استعمال اور انجکشن وغیرہ سے بچنا بہتر ہے۔ ایسی حالت میں علاج سے بہتر پرہیز اور احتیاط ہے۔

۱۰۔ بعض حاملہ عورتوں کے پیروں پر ورم آجاتا ہے یہ کوئی خطرناک چیز نہیں ہے ولادت کے بعد خود بخود یہ ورم جاتا رہتا ہے۔

زچہ کی تدبیروں کا بیان

۱۔ حاملہ کو جب نواں مہینہ شروع ہو جائے تو بہت زیادہ احتیاط کرنے کرانے کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں حاملہ کو طاقت پہنچانے کی ضرورت ہے لہٰذا مندرجہ ذیل تدبیروں کا خاص طور پر خیال رکھنا چاہیے۔ روزانہ گیارہ عدد بادام مصری میں پیس کر چاٹائیں اور دو عدد ناریل اور شکر دونوں کو ہاون دستہ سے کوٹ کر سفوف بنا لیں اور دو تولہ روزانہ کھائیں۔ گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پلائیں، مکھن وغیرہ بھی کھلائیں ان سب دواؤں کی وجہ سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ جب ولادت کا وقت آجائے اور دردِ زہ شروع ہو جائے، تو بائیں ہاتھ میں مقناطیس لینے سے اور بائیں ران میں مونگے کی جڑ باندھنے سے بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ ولادت کی آسانی کے لیے مجرّب تعویذات بھی ہیں۔ جن کا ذکر آگے "عملیات" کے بیان میں ہم لکھیں گے۔

۳۔ پیدائش کے وقت کسی ہوشیار دائی یا لیڈی ڈاکٹر کو ضرور بلا لینا چاہیے اناڑی دائیوں کی

غلط تدبیروں سے اکثر زچہ و بچہ کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

۴۔ پیدائش کے بعد زچہ کے بدن میں تیل کی مالش بہت مفید ہے جیسا کہ پرانا طریقہ ہے کہ ولادت کے بعد چند دنوں تک مالش کرائی جاتی ہے یہ بہت ہی مفید ہے۔

۵۔ جس عورت کے دودھ بہت کم ہوتا ہو اگر وہ دودھ آسانی کے ساتھ ہضم کر سکتی ہو تو اس کو روزانہ دودھ پینا چاہیئے اور مرغ وغیرہ کا مرغن شوربہ اور گاجر کا حلوہ وغیرہ عمدہ غذائیں ہیں اور پانچ ماشہ کلونجی اور پانچ ماشہ تودری سرخ پیس کر پلائیں۔

بچوں کی احتیاط اور تدابیر

۱۔ پیدائش کے بعد بچے کو پہلے نمک ملے ہوئے گرم پانی سے نہلائیں پھر اس کے بعد سادہ پانی سے غسل دیں تو بچہ پھوڑے پھنسی کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نمک ملے ہوئے پانی سے بچوں کو کچھ دنوں تک نہلاتے رہیں، تو یہ بچوں کی تندرستی کیلئے بہت مفید ہے اور نہلاتے رہیں تو یہ بچوں کی تندرستی کے لیے بہت مفید ہے اور نہلانے کے بعد بچوں کے بدن میں سرسوں کے تیل کی مالش بچوں کے لیے اکسیر ہے۔

۲۔ بچوں کو دودھ پلانے سے پہلے روزانہ دو تین مرتبہ ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو یہ بہت مفید ہے۔

۳۔ بچوں کو خواہ مخواہ جھولے میں جھلائیں یا بچھونے پر سلائیں یا گود میں کھلائیں ہر حال میں بچوں کا سر اونچا رکھیں سر نیچا اور پاؤں اونچے نہ ہونے دیں۔

۴۔ پیدائش کے بعد بچوں کو ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں روشنی بہت تیز ہو کیونکہ بہت تیز روشنی میں رہنے سے بچے کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

۵۔ جب بچے کے مسوڑھے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مسوڑھوں پر مرغ کی چربی ملا کریں اور روزانہ ایک دو مرتبہ مسوڑھوں پر شہد بھی ملا کریں اور بچے کے سر

سر اور گردن پر تیل کی مالش کرتے رہیں۔

۶۔ جب دودھ چھڑانے کا وقت آ گئے بچّہ کچھ کھانے لگے تو خبردار! بچّے کو کوئی سخت چیز نہ چبانے دیں بلکہ نہایت ہی لطیف اور نرم اور جلد ہضم ہونے والی غذائیں بچّے کو کھلائیں اور گائے یا بکری کا دودھ بھی پلاتے رہیں۔ اور پھل وغیرہ بھی بچے کو کھلاتے رہیں اور جس قدر ماں باپ کو مقدور ہو بچّوں کو اس عمر میں اچھی خوراک دیں اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آ جائے گی وہ تمام عمر کام آئے گی۔ ہاں اس کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ بچّوں کو بار بار نہیں غذا دینی چاہیے جب تک ایک غذا ہضم نہ ہو جائے دوسری غذا ہرگز نہ دیں۔

۷۔ بچّوں کو مٹھائی اور کھٹائی کی عادت سے بچانا بہت ہی ضروری ہے کہ یہ دونوں چیزیں بچّوں کی صحت کے لیے بہت مضر اور نقصان دینے والی ہیں۔ سوکھے اور تازہ میووں کا بچّوں کو کھلانا بہت ہی اچھا ہے۔

۸۔ ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے تکلیف بھی کم ہوتی ہے اور زخم بھی جلدی بھر جاتا ہے۔

۹

عملیات

یہ ایماں ہے خدا شاہد کہ ہیں آیاتِ قرآنی
علاجِ جملہ علتہائے جسمانی و روحانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس ناموں اور قرآن مجید کی مبارک آیتوں اور وظائف اور دعاؤں میں اس قدر فیوض و برکات اور عجیب عجیب تاثیرات ہیں کہ جن کو دیکھ کر بلاشبہ قدرتِ خداوندی کا جلوہ نظر آتا ہے۔ بہت سے مریض جن کو تمام حکیموں اور ڈاکٹروں نے لاعلاج کہہ کر مایوس کر دیا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ اور قرآنِ مجید کی مقدس آیتوں سے صحیح طریقے پر چارہ جوئی کی گئی۔ تو دم زدن میں بڑے بڑے خوفناک اور بھیانک امراض اس طرح ختم ہو گئے کہ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا۔ جادو اور آسیب وغیرہ کی بلائیں اتنی خطرناک ہیں کہ حکیموں کی طب اور ڈاکٹروں کی ڈاکٹری اس منزل میں بالکل لاچار ہے لیکن دعاؤں، وظیفوں اور قرآنی آیتوں کی تاثیرات قہرِ الٰہی کی وہ تلوار ہیں کہ جن کی تیز دھار سے جادو، ٹونا، آسیب سب کے سر قلم ہو جاتے ہیں۔ جادو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور آسیب بھی بھاگ جاتا ہے اور کبھی گرفتار ہو کر جل جاتا ہے۔ اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ چند عملیات اور قرآنی آیات کے تعویذات تحریر کر دیں تاکہ اہلِ حاجت ان کے فیوض و برکات سے فائدہ اٹھائیں

اعمال اور دُعاؤں کی شرائط

یاد رکھو کہ جس طرح جڑی بوٹیوں اور تمام دُعاؤں کی تاثیر اسی وقت ظاہر ہوتی ہے جب کہ اسی ترکیب سے وہ دوائیں استعمال کی جائیں جو ان کے استعمال کا طریقہ ہے۔ اسی طرح عملیات اور تعویذات کی بھی کچھ شرائط، کچھ ترکیبیں، کچھ لوازمات ہیں کہ جب تک ان سب چیزوں کی رعایت نہ کی جائے گی۔ عملیات کی تاثیرات ظاہر نہ ہوں گی اور فیوض و برکات حاصل نہ ہوں گی۔ ان شرائط میں سے سات شرطیں نہایت ہی اہم اور انتہائی ضروری ہیں کہ جن کے بغیر قرآنی اعمال میں تاثیرات کی امید رکھنا نادانی ہے اور وہ سب شرطیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اکل حلال یعنی حلال لقمہ کھانا اور حرام غذاؤں سے بچنا۔

۲۔ صدق مقال یعنی ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہنا۔

۳۔ اخلاص یعنی نیت کو درست اور پاکیزہ رکھنا ہر نیکی اللہ ہی کے لیے کرنا۔

۴۔ تقویٰ یعنی شریعت کے احکام کی پوری پوری پابندی کرنا۔

۵۔ شعائر الٰہی کی تعظیم یعنی اللہ کے دین کے ستونوں مثلاً قرآن، کعبہ، نبی، نماز وغیرہ کی تعظیم اور بزرگانِ دین کا ہمیشہ ادب واحترام کرنا۔

۶۔ حضور قلب یعنی جو وظیفہ بھی پڑھیں دل کی حضوری کے ساتھ پڑھنا۔

۷۔ مضبوط عقیدہ یعنی جو عمل اور وظیفہ پڑھیں اس کی تاثیر پر پورا پورا اور

پختہ عقیدہ رکھنا، اگر تذبذب یا تردد رہا تو وظیفہ یا عمل میں اثر نہ رہے گا۔

وظائف کے ضروری آداب

اُوپر ذکر کی ہوئی سات شرطوں کے علاوہ اعمال وظائف کے کچھ ضروری آداب بھی ہیں ہر عمل کرنے والے کو لازم ہے کہ ان آداب کا بھی لحاظ و خیال رکھے، ورنہ دعاؤں اور وظیفوں کی تاثیرات میں کمی ہو جانا لازمی ہے۔ آداب دعا اور وظائف کی تعداد یوں تو بہت زیادہ ہے۔ مگر ہم ان میں سے چند نہایت اہم اور ضروری آداب کا تذکرہ کرتے ہیں جو یہ ہیں۔

۱۔ بارگاہِ حق میں عجز و نیاز یعنی ہر عمل کرنے یا تعویذات لکھنے کے وقت نہایت ہی خشوع و خشوع کے ساتھ خدا وند قدّوس کی بارگاہ میں عاجزی و نیازمندی کا اظہار کرے۔

۲۔ صدقہ و خیرات یعنی ہر عمل اور وظیفہ شروع کرنے سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کرے۔

۳۔ درود شریف یعنی ہر عمل، ہر دُعا، ہر وظیفہ کے اوّل و آخر درود شریف کا ورد کرے۔

۴۔ بار بار دُعا مانگے یعنی وظیفوں کے بعد جب اپنے مقصد کے لیے دعا مانگے تو ایک ہی مرتبہ دُعا مانگ کر بس نہ کر دے بلکہ بار بار گڑگڑا کر خدا سے دُعا مانگے۔

۵۔ تنہائی یعنی جہاں تک ہو سکے ہر دعا اور وظیفہ وغیرہ عملیات کو تنہائی میں پڑھے جہاں نہ کسی کی آمد و رفت ہو نہ کسی کی کوئی آواز آئے۔

۶۔ کسی کو نقصان نہ پہنچائے یعنی کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کے لیے ہرگز ہرگز نہ کوئی عمل کرے نہ کوئی وظیفہ پڑھے۔

۷۔ خوراک میں کمی یعنی جب کوئی عمل کرے یا وظیفہ پڑھے تو اس دوران میں بہت کم کھائے اور سادہ غذا کھائے بھر پیٹ نہ کھائے، کیونکہ پیٹ بھرے لوگ دعاؤں کی تاثیر سے اکثر محروم رہتے ہیں۔

۸۔ پاکی اور صفائی اعمال اور وظائف پڑھنے کے دوران بدن اور کپڑوں کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال و لحاظ رکھے بلکہ خوشبو بھی استعمال کرے اور ظاہری پاکی و صفائی کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق و کردار اور باطنی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

۹۔ پاک روشنائی جو تعویذ لکھے وہ زعفران سے لکھے یا ایسی روشنائی سے لکھے جس میں سپرٹ نہ پڑی ہو بلکہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی روشنائی ہونی چاہیئے جو زمزم شریف میں گھولی ہوئی ہو یا دریاؤں کے جاری پانی میں۔

۱۰۔ اچھی ساعت اچھی نیت ہر عمل اچھی ساعت میں کرے اور ہر تعویذ اچھی ساعت میں قبلہ رو ہو کر لکھے۔ اور تعویذ لکھتے وقت ہرگز کوئی طمع اور لالچ دل میں نہ لائے۔ بلکہ اخلاص کے ساتھ تعویذ لکھ کر حاجت مندوں کو دے وہاں اگر لوگ اپنی طرف سے تعویذوں کا نذرانہ خوشی کے ساتھ پیش کریں تو اس کو رد نہ کرے۔

سفلی و رحمانی عملیات

عملیات کی دو قسمیں ہیں ایک سفلی۔ دوسری رحمانی، سفلی عملیات ناجائز اور حرام ہیں بلکہ ان میں سے بعض صریح کفر اور شرک ہیں۔ لہٰذا تمام سفلی عملیات جادو ٹونا وغیرہ کوئی مسلمان کبھی ہرگز ہرگز نہ کرے۔ ورنہ ایمان برباد ہو جائے گا۔ ہاں رحمانی عملیات جائز ہیں۔ جو قرآن شریف کی آیتوں اور مقدس دعاؤں کے ذریعہ کئے جاتے ہیں۔ مگر رحمانی عمل بھی اسی وقت جائز ہیں جب کہ شریعت اجازت

دے، مثلاً دشمنی ڈالنے کے لیے کوئی رحمانی عمل کیا جائے تو یہ ایسی صورت جائز ہو گا کہ شریعت اس کو جائز قرار دے۔ چنانچہ کسی مرد و عورت میں ناجائز تعلق ہو گیا ہے تو ان دونوں میں عداوت ڈالنے کے لیے کوئی رحمانی عمل کرنا جائز ہے بلکہ ثواب کا کام ہے کہ دونوں کو گناہ سے بچانا مقصود ہے لیکن میاں بیوی، یا بھائی بھائی کے درمیان دشمنی ڈالنے کے لیے کوئی رحمانی عمل کرنا حرام اور گناہ ہے۔

مؤکلاتی عملیات سے بچتے رہو

رحمانی عملیات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مؤکلاتی جو مؤکلوں کے واسطہ سے ہوتا ہے، دوسرے غیر مؤکلاتی جس میں مؤکلوں کا واسطہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ مؤکلاتی عملیات بہت ہی مؤثر ہوا کرتے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے خطرات بھی ہیں بلکہ جان کا بھی ڈر رہتا ہے۔ اس لیے مؤکلاتی عملیات سے ہمیشہ دور ہی بھاگتے رہنا چاہیئے۔ جو لوگ بھی مؤکلاتی عملیات کے چکر میں پڑے وہ خطرات کے بھنور میں پھنس گئے کوئی کوڑھی ہوا کوئی پاگل ہو گیا۔ کوئی جان سے مارا گیا۔ شیخ کامل کی تعلیم و اجازت مؤکلاتی عملیات میں نہایت ضروری ہے۔ اور اس زمانے میں "شیخ کامل" کا ملنا بہت دشوار ہے۔ اس لیے ہم یہاں چند غیر مؤکلاتی عملیات لکھتے ہیں ان عملیات میں مؤکلوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور یہ سنی مسلمان مرد و عورت جو پابند شریعت ہوں ان سب کو ان اعمال و تعویذات کے کرنے کی اجازت ہے وہ اگر شرائط آداب کی پابندی کریں گے تو فائدہ اٹھائیں گے۔ ورنہ فائدہ سے محروم رہیں گے۔ لیکن بہرحال ان کو نہ کوئی خطرہ ہو گا نہ کوئی نقصان۔

خواص بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

"بسم اللہ شریف" کے خواص اور اس آیت مبارکہ کی تاثیرات بہت

ہیں۔ ان میں سے چند فوائد یہاں لکھے جاتے ہیں جو بزرگوں کے مجرّب اور آزمودہ ہیں۔

ہر طرح کی حاجت روائی

اگر کوئی سخت مشکل یا حاجت پیش آجائے تو بدھ جمعرات جمعہ کو مسلسل تین دن روزہ رکھے اور جمعہ کا دن غسل کرکے نماز جمعہ کے لیے جائے اور کچھ خیرات بھی کرے پھر نماز جمعہ کے بعد یہ دعا پڑھ کر اپنے مقصد کے لیے دل لگا کر اور گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگے ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول ہو گی۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَلَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اَلْحَیُّ الْقَيُّوْمُ ۝ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط اَلَّذِیْ مَلَئَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ط وَ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط اَلَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط وَعَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَوَجِلَتِ الْقُلُوْبُ مِنْ خَشْيَتِهٖ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ تُعْطِيَنِیْ مَسْئَلَتِیْ وَتَقْضِیَ حَاجَتِیْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

(فیوض قرآنی بحوالہ الترغیب والترہیب و مفتاح الحسن وغیرہ)

لفظ حاجتی کے بعد اپنی ضرورت کا نام ذکر کرو۔

جس صحابی سے یہ دعا منقول ہے ان کا ارشاد ہے کہ یہ دعا نادانوں کو ہرگز مت سکھاؤ، کیونکہ وہ ناجائز کاموں کے لیے پڑھیں گے اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے بزرگوں کے فرمان کے مطابق میں بھی سخت تاکید کرتا ہوں کہ ناجائز کاموں کے لیے کبھی ہرگز اس دعا کو نہ پڑھنا ورنہ سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

دشمنی دور ہو جائے اور محبت پیدا ہو جائے

اگر پانی پر ۷۸۶ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر مخالف

پلا دو تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مخالفت چھوڑ دے گا اور محبت کرنے لگے گا۔ اور محبت کرنے لگے گا۔ اور اگر موافق کو پلا دو تو محبت بڑھ جائے گی۔ (فیوضِ قرآنی)

ہر درد و مرض دُور ہو جائے جس درد یا مرض پر تین روز تک سو مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حضورِ دل سے پڑھ کر دم کیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے آرام ہو جائے گا۔ (فیوضِ قرآنی)

چور اور اچانک موت سے حفاظت اگر رات کو سوتے وقت اکیس ۲۱ مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لو تو ان شاء اللہ تعالیٰ مال و اسباب چوری سے محفوظ رہیں گے اور مرگِ ناگہانی سے بھی حفاظت ہوگی۔ (فیوضِ قرآنی)

حاجتوں کے لیے بسم اللہ اور نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اس طرح پڑھو کہ جب ایک ہزار مرتبہ ہو جائے تو دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھو، اور اپنی مراد کے لیے دعا مانگو، پھر ایک ہزار مرتبہ بسم اللہ پڑھ کر دو ۲ رکعت نماز پڑھو، اور درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کے لیے دعا مانگو، غرض اسی طرح بارہ ہزار مرتبہ بسم اللہ پڑھو اور ہر ہزار پر دو ۲ رکعت نماز پڑھو اور نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر اپنی مراد کے لیے دعا مانگو ان شاء اللہ تعالیٰ مراد حاصل ہوگی۔ (مرقع کلیمی و مجربات دیربی)

اولاد زندہ رہے گی جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو وہ ایک کاغذ پر ایک سو ساٹھ بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوا کر اس کا تعویذ بنا کر ہر وقت پہنے رہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد زندہ رہے گی (فیوضِ قرآنی)

زہر کا اثر نہ ہو بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ؕ یہ دعا پڑھ کر ہمیشہ کھانا کھائیں اور پانی پئیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ زہر کا اثر دور ہو جائے گا۔ اور زہر

کوئی نقصان نہیں دے گا۔ لیکن پختہ عقیدہ اور شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔
(فیوضِ قرآنی)

بخار سے شفاء جس کو بخار ہو سات بار یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ
اگر مریض خود نہ پڑھ سکے تو کوئی دوسرا نمازی آدمی سات بار پڑھ کر دم کر دے یا پانی پر دم کر کے پلا دے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بخار اتر جائے گا۔ ایک مرتبہ میں بخار نہ اترے تو بار بار یہ عمل کریں۔ (فیوضِ قرآنی بحوالہ مستدرک)

تپ لرزہ سے شفاء جس کو جاڑا بخار آتا ہو اس نقش کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں۔

۷۸۶

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
اللہ	الرحمن	الرحیم	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمن

بازار میں نقصان نہ ہو بلکہ فائدہ ہو بازار جاؤ تو یہ دُعا پڑھو: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ
ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ یَمِیْنًا فَاجِرَۃً اَوْ صَفْقَۃً خَاسِرَۃً ط
اس دُعا کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ بازار میں خوب نفع ہو گا اور کوئی گھاٹا نہیں ہو گا۔ اس دعا کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے۔
(طبرانی، تحفۃ الذاکرین ص ۲۰۹)

آسیب دُور ہو جائے آسیب زدہ مریض پر یہ پڑھا جائے بِسْمِ اللّٰہِ

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ الٓمٓصٓ ۔ طٰہٰ ۔ طٰسٓمٓ ۔ کٓھٰیٰعٓصٓ ۔ یٰسٓ
وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ قٓ ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ۔

ان شاء اللہ تعالیٰ آسیب نکل جائے گا اور پھر نہ آئے گا، پڑھنے والے میں تقویٰ اعتقادِ کامل اور روحانی قوت ہونی چاہیئے اور حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے
(فیوضِ قرآنی)

خطرہ میں پڑ جانے کے وقت

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی خطرہ میں پڑ جائے۔ تو یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے خطرہ ٹل جائے گا۔ (الدر المنثور جلد ۱ ص ۶)

ہر آفت سے امان

جو شخص روزانہ صبح شام اس دعاء کو پڑھے وہ ہر آفت و بلا سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ اَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔ وَاَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۔ اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۔ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔

اس دعاء کا بڑا حصّہ شرح سفر السعادۃ ص ۴۸۷ میں مذکور ہے اور پوری دعاء متعدد بزرگوں نے لکھی ہے "القول الجمیل" ص ۷۷ میں لکھا ہے کہ میں نے اس دعاء کو نہایت مفید پایا ہے۔

دفعِ آسیب ورَدِّ سحر کی چھ دُعائیں

اِن چھ دعاؤں کو "ششش قفل" (چھ تالا) بھی کہتے ہیں جو شخص رات کو ہمیشہ شش قفل پڑھتا رہے یا لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ ہر خوف و خطرہ سے اور جادو سے اور ہر قسم کی بلاؤں سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر شش قفل کو آسیب زدہ یا سحر و جادو کے مریض کے کان میں پڑھ کر پھونک ماردی جائے تو آسیب بھاگ جائے گا۔ اور جادو اُتر جائے گا۔ (فیوضِ قرآنی)

قفلِ اوّل:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْبَصِيْرِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔

قفلِ دوم:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الْخَلَّاقِ الْعَلِيْمِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۔

قفلِ سوم:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ الْبَصِيْرِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ الْعَلِيْمُ الْبَصِيْرُ ۔

قفلِ چہارم:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الْحَكِيْمُ ۔ فَاللّٰهُ

قفلِ پنجم:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۔

قفلِ ششم:۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَّهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ الْحَكِيْمُ ۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۔

ظالم اور شیطان کی شر سے پناہ

اس کے لیے حضرت انس صحابی رضی اللہ عنہ کی دعا بے حد نافع اور بہت ہی فائدہ بخش ہے۔ امام الہند حضرت شیخ عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک

مکتوب میں اس کی پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس مکتوب کا نام "اقتباس الانوار القبس فی شرح دعاء انس" ہے۔ یہ مکتوب "اخبار الاخیار" ص ۱۹۱ کے حاشیہ پر چھپا ہے اس میں آپ لکھتے ہیں:

"امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "جمع الجوامع" میں محدث ابوالشیخ کی کتاب الثواب اور تاریخ ابن عساکر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حجاج بن یوسف ثقفی ظالم گورنر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو مختلف اقسام کے چار سو گھوڑے دکھا کر کہا کہ اے انس! کیا تم نے اپنے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس بھی اتنے گھوڑے اور یہ شان و شوکت دیکھی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس سے بہتر چیزیں دیکھی ہیں اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ گھوڑے تین طرح کے ہیں۔ ایک وہ گھوڑا جو جہاد کے لیے رکھا جائے پھر اس کے رکھنے کا ثواب بیان فرمایا۔ (یہ عام طور پر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے) دوسرا وہ گھوڑا جو اپنی کے لیے رکھا جاتا ہے۔ تیسرا وہ گھوڑا جو نام و نمود کے لیے رکھا جاتا ہے، تیسرا وہ گھوڑا جو نام و نمود کے لیے رکھا جاتا ہے اس کے رکھنے سے آدمی جہنم میں جائے گا۔ اے حجاج! تیرے گھوڑے ایسے ہی ہیں"۔

حجاج اس حدیث کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور کہا کہ اے انس! اگر مجھ کو اس کا لحاظ نہ ہوتا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے، اور امیر المومنین (عبدالملک بن مروان) نے تمہارے ساتھ رعایت کرنے کی ہدایت کی ہے تو میں تمہارے ساتھ کوئی برا معاملہ کر ڈالتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے حجاج! قسم بخدا تو میرے

ساتھ کوئی بدعنوانی نہیں کر سکتا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند کلمات سُنے ہیں، جن کی برکت سے میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتا ہوں اور ان کلمات کی بدولت کسی ظالم کی سختی اور کسی شیطان کے شر سے ڈرتا ہی نہیں، حجاج اس کلام کی ہیبت سے دم بخود رہ گیا اور سر جھکا لیا، تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر بولا اے ابو حمزہ (یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) یہ کلمات مجھے بتا دیجئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ہرگز تجھے نہ بتاؤں گا، اس لیے کہ اس کا اہل نہیں ہے راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آگیا تو ان کے خادم حضرت ابان رضی اللہ عنہ ان کے سرہانے آکر رونے لگے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا چاہتا ہے؟ حضرت ابان نے عرض کی وہ کلمات ہمیں تعلیم فرمائیے جن کے بتانے کی حجاج نے درخواست کی تھی، اور آپ نے انکار فرمایا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا لو سیکھ لو۔ ان کو صبح و شام پڑھنا وہ کلمات یہ ہیں:

دعاءِ انس رضی اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ. بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَوَلَدِیْ. بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مَآ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ. اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا ط اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَعَزُّ وَاَجَلُّ وَاَعْظَمُ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُكَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ وَّمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَكَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ اِنَّ وَلِیِّ اللّٰہُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْکِتٰبَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ ۝

اس دعا کو تین مرتبہ صبح کو اور تین مرتبہ شام کو پڑھنا بزرگوں کا معمول ہے۔

(فیوض قرآنی)

ہر مرض سے شفاء یہ کلمات پڑھے جائیں اور ان کا تعویذ پہنا جائے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اُسْكُنْ اَيُّهَا الْوَجَعُ سَكَّنْتُكَ بِالَّذِیْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ط اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۔

یہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مجرب عمل ہے امام موصوف کا قول ہے کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے کبھی طبیب (ڈاکٹر) کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔

(فیوض قرآنی)

حرز ابودجانہ جو جن و شیطان وغیرہ کے شر اور شرارتوں سے بچانے والا بہترین وظیفہ اور اعلیٰ درجے کا عمل ہے۔ حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "خصائص کبریٰ"، جلد ۲ ص ۹۸ میں امام بیہقی کی روایت لکھتے ہیں کہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں گذارش کی کہ یارسول اللہ میں رات کو بستر پر لیٹتا ہوں تو اپنے گھر میں چکی چلنے کی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنتا کرتا ہوں اور کبھی کبھی بجلی کی سی چمک بھی دیکھتا ہوں، ایک رات میں نے کچھ خوفزدہ ہو کر سر اٹھایا تو صحن میں ایک کالا سایہ نظر آیا جو اونچا اور لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے بڑھ کر اس کو چھوا تو اس کی کھال ساہی کھال کی طرح کاٹنے والی تھی۔ پھر اس نے میرے منہ پر آگ کا ایک شعلہ پھینکا اور مجھے محسوس ہوا کہ میں جل جاؤں گا۔ یہ سن کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے حکم فرمایا کہ قلم دوات اور کاغذ لاؤ میں نے پیش کیا تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ لکھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِيْنَ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّا رَحْمٰنُ ۝ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِى الْحَقِّ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُّقْتَحِمًا اَوْ رَاعِيًا حَقًّا مُّبْطِلًا فَهٰذَا كِتَابٌ يَّنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ۝ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِىْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَصْنَامِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ تُقْلَبُوْنَ ۝ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

یہ حرز آسیب زدہ کی گردن میں تعویذ بنا کر پہنا دیا جائے۔ ان شاء اللہ آسیب جاتا رہے گا۔ اگر گھر میں آسیب کا اثر ہے تو دیوار پر چسپاں کر دیا جائے ... ان شاء اللہ آسیب بھاگ جائے گا۔ چنانچہ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ اس حرز کو لے کر گھر آئے اور رات کو اپنے سر کے نیچے رکھ کر سوئے تو ان کی آنکھ اس وقت کھلی جب کوئی چلّا چلّا کر کہہ رہا تھا کہ اے ابودجانہ! لات و عزّیٰ کی قسم ہے کہ میں ان کلمات سے جل رہا ہوں۔ میں اس تحریر والے کے حق کا وسیلہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم نے اس حرز کو اٹھا لیا تو ہم تمہارے گھر اور تمہارے ہمسایہ کے گھر نہ آئیں گے۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ فجر کو مسجدِ نبوی میں آئے اور نماز پڑھ کر رات کا ماجرا سنایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اے ابودجانہ! اس ذات کی قسم ہے مجھے جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔

ایسا یہ آسیب قیامت تک عذاب میں رہے گا۔ (فیوضِ قرآنی)

خفقان کا تعویذ دل دھڑکتا ہو یا دل گھبراتا ہو یا دل میں درد یا جلن ہو تو یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے اور ڈورا اتنا بڑا ہو کہ تعویذ دل کے پاس لٹکا رہے، تعویذ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم یا اللہ یا رحمن یا رحیم دل ما را کن مستقیم بحق ایاك نعبد و ایاك نستعین وبحق الا بذکر اللہ تطمئن القلوب وبحق طٰہٰ ولیٰس وبحق نٓ وصٓ وبحق یا بدوح

خواص سورۂ فاتحہ

امام دارمی، امام بیہقی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اس سورۂ کا ایک نام "شافیہ" اور ایک نام سورۃ "الشفاء" ہے اس لیے کہ یہ ہر مرض کے لیے شفا ہے (بیضاوی)

روزی کی فراوانی وغیرہ مسند دارمی میں ہے کہ سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر جو دعا مانگی جائے اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

مکان سے جن بھاگ جائے اگر کسی گھر میں جن رہتا ہو اور پریشان کرتا ہو تو سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور سورۂ جن کی ابتدائی پانچ آیتیں پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے مکان کے اطراف وجوانب میں چھڑک دینے کے بعد جن مکان میں سے چلا جائے گا۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ پھر نہ آئے گا۔

(فیوضِ قرآنی)

شفاءِ امراض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ فجر کی سنتوں اور فرض کے درمیان میں اکتالیس بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر مریض پر دم کرنے سے آرام ہو جاتا ہے اور آنکھ کا درد بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے اور اگر اتنا پڑھ کر اپنا تھوک آنکھوں میں

لگا دیا جائے تو بہت مفید ہے۔ (فیوضِ قرآنی)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مشکل پیش آ جائے تو سورۂ فاتحہ اس طرح چالیس مرتبہ پڑھو کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد کے لام میں ملاؤ اور الرحمٰن الرحیم کو تین بار پڑھو اور ہر مرتبہ آخر میں تین بار "آمین" کہو ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد ہوگا۔ (فوائد الفواد ص ۴۷)

بیماری اور آفتوں کو دفع کرنے کے لیے سات دنوں تک روزانہ گیارہ ہزار مرتبہ صرف اتنا پڑھے:

اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اول و آخر تین تین بار درود شریف پڑھو، بیماریوں اور بلاؤں کو دور کرنے کے لیے بہت ہی مجرب عمل ہے۔ (فیوض قرآنی)

خواص سورۂ بقرہ

شیطان بھاگ جائے حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

(احمد و ترمذی و مسلم)

بڑی برکت حدیث شریف میں ہے کہ سورۂ بقرہ سیکھو کہ اس کا حاصل کرنا بڑی برکت ہے اور اس کو چھوڑنا اور حاصل نہ کرنا بڑی حسرت کی بات ہے۔ باطل پرست (جادوگر) اس کی تاب نہیں لا سکیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ)

خواص آیۃ الکرسی

حدیث شریف میں ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی آیتوں میں بہت ہی عظمت والی آیت ہے۔ (دارمی، درمنثور)

اس کے فوائد بہت زیادہ ہیں۔ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا

اس کو حسبِ ذیل برکتیں نصیب ہوں گی۔

۱۔ وہ مرنے کے بعد جنّت میں جائے گا۔

۲۔ وہ شیطان اور جن کی تمام شرارتوں سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ اگر محتاج ہوگا تو چند دنوں میں اس کی محتاجی اور غریبی دور ہو جائے گی۔

۴۔ جو شخص صبح و شام اور بستر پر لیٹتے وقت آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں خالدون تک پڑھا کرے گا وہ چوری، غرق آبی اور جلنے سے محفوظ رہے گا۔

۵۔ اگر مکان میں کسی اُونچی جگہ پر لکھ کر اس کا کتبہ آویزاں کر دیا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس گھر میں کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ بلکہ روزی میں برکت اور اضافہ ہوگا۔ اور اس مکان میں کبھی چور نہ آسکے گا۔ (فیوضِ قرآنی)

تمہیں کوئی نہ دیکھ سکے

اگر تم کسی خطرناک جگہ دشمنوں کے نرغے میں پھنس جاؤ یا دشمن تمہیں گرفتار کرنا چاہیں تو اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ ایک دوسرے سے پیٹھ لگا کر بیٹھیں پھر تم ان کے ارد گرد آیۃ الکرسی پڑھتے ہوئے ایک دائرہ کھینچو، پھر تم بھی دائرہ کے اندر لوگوں سے پیٹھ لگا کر بیٹھو اور سات مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھو پھر قرآن کی ان آیتوں کو بھی پڑھیں:

وَلَا يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ وَحِفْظًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ الرَّجِيْمِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۝ اَللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۝ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ اس کے بعد تین مرتبہ یَا حَفِیْظُ۔ کہو پھر تین بار یہ پڑھو یَا حَفِيْظُ احْفَظْنَا اَللّٰهُمَّ احْرُسْنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنَا بِكَنَفِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ

پھر تین بار یَا اَللّٰہُ پڑھو اور تین بار یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اب دائرہ کے تمام لوگ اور تم خود بھی بالکل خاموش ہو جاؤ، آپس میں بھی بات چیت نہ کی جائے، ان شاء اللہ تم لوگوں کو کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا، اور کوئی بھی ضرر نہ پہنچا سکے گا۔ بہت مجرّب عمل ہے۔ (فیوضِ قرآنی)

خواص سُورۂ آلِ عمران جو شخص قرضدار ہوگیا اگر وہ روزانہ سات بار سورۂ آلِ عمران پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ قرض سے سبکدوش ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی روزی کا سامان اور انتظام فرمائے گا۔

خواص سُورۂ نساء اس سورۂ کو سات مرتبہ پڑھ کر پانی پر دم کر کے میاں بیوی کو پلادو تو دونوں میں محبت و موافقت پیدا ہو جائے گی اور اگر اس سورۂ کو مشک و زعفران سے لکھ کر اور دھو کر خفقان کے مریض کو پلا دیں تو مرض خفقان زائل ہو جائے گا۔

خواص سُورۂ مائدہ جو شخص اس سورۂ کو روزانہ پڑھے گا وہ قحط اور فاقہ سے محفوظ رہے گا اور غیب سے اس کی روزی کا انتظام ہو جایا کریگا، اس سورہ کو لکھ کر اور دھو کر استسقاء کے مریض کو پلادیں تو آرام ہو جائے گا۔

خواص سُورۂ انعام اس کے پڑھنے سے ہر طرح کی مشکل آسان ہو جاتی ہے کہا گیا ہے کہ مشکل دُور ہونے کے لیے ایک بیٹھک میں اس کو اکتالیس ۴۱ بار پڑھو۔

خواص سُورۂ اعراف تین بار پڑھ کر حاکم کے پاس جاؤ حاکم مہربان ہو جائے گا۔ اور روزانہ اِس کی تلاوت کرنے سے ہر آفت سے محفوظ رہو گے۔

خواص سُورۂ انفال جو بلا قصور قید ہوگیا ہو سات بار اس سورۃ کو پڑھے ان شاء اللہ قید سے رہائی ہو جائے گی۔

خواص سُورۂ توبہ ۱۔ گیارہ[۱۱] مرتبہ پڑھ کر حاکم کے سامنے جاؤ وہ نرمی سے پیش آئے گا۔

۲۔ اس کا نقش مال و اسباب میں رکھو برکت ہو گی۔

خواص سُورۂ یُونس ۱۔ اکیس[۲۱] بار پڑھنے دشمن پر فتح ہو گی۔

۲۔ تیرہ بار پڑھنے سے مصیبت دور ہوتی ہے۔

خواص سُورۂ ہُود دشمن پر فتح پانے کے لیے اس کو ہرن کی جھلی پر لکھ کر تعویذ بنالو۔

خواص سُورۂ یُوسف ۱۔ حفظِ قرآن کی سہولت کے لیے پہلے سُورۂ یوسف یاد کرلو۔ اس کی برکت سے پُورا قرآنِ مجید حفظ کرنا آسان ہو جائے گا۔

۲۔ جو شخص عہدہ سے معزول ہو گیا ہو وہ اس سُورۂ کو تیرہ بار پڑھے۔ عہدہ بحال ہو جائے گا۔

۳۔ مفلس آدمی اسے پڑھ کر دُعا مانگے ان شاء اللہ چند روز میں غنی ہو جائیگا۔

خواص سُورۂ رعد جس گھر کے کاروبار کا فروغ اور جس باغ اور کھیت کی پیداوار کی ترقی منظور ہو تو اس کے چاروں کونوں پر اس سُورۂ کی ابتدائی آیتیں لقوم یتفکرون تک لکھ کر دفن کر دو لیکن دفن اس طرح کرو کہ تعویذ کو ہانڈی میں رکھ کر اور ہانڈی کے منہ کو بند کر کے دفن کرو تاکہ بے ادبی نہ ہو، اگر رونے والے بچوں پر انیس[۱۹] بار پڑھ کر اس سُورۂ کو دم کر دیں تو بچے ہنسنے کھیلنے لگیں گے۔

خواص سُورۂ ابراہیم جو شخص جادو کے زور سے نامرد بنا دیا گیا ہو وہ روزانہ تین بار اس سُورۂ کو پڑھے، ان شاء اللہ جادو دفع ہو جائے گا اور نامردی دُور ہو جائے گی۔

خواص سُورۂ حجر ۱۔ اس سُورۃ کو لکھ کر تعویذ پہننے والا لوگوں کی نظروں میں محبوب ہو گا۔

۲۔ اس کے کاروبار میں ترقی اور روزی میں برکت ہو گی۔

خواص سُورۂ نحل اگر اس کو لکھ کر دشمن کے مکان میں دفن کر دیں تو گھر ویران ہو جائے گا۔ کھیت اور باغ میں دفن کر دیں تو ستیا ناس ہو جائے گا۔ لیکن یہ اسی دشمن کے لیے کرنا جائز ہے۔ جس کو تباہ کرنے کے لیے شریعت اجازت دے۔

خواص سُورۂ بنی اسرائیل اگر کوئی لڑکا کند ذہن یا توتلا ہو تو اس سُورہ کو مشک و زعفران سے لکھ کر گھولو اور پلاؤ، ان شاء اللہ ذہن کھل جائے گا اور لڑکا فصیح زبان والا ہو جائے گا۔

خواص سُورۂ کہف اس سورۂ کو ہمیشہ پڑھنے والا برص و جذام اور بلا خصوصاً دجّال کے فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سُورۂ مریم پریشان حال آدمی سات بار پڑھے تو غنی ہو جائے اس سورۂ کو لکھ کر پینا تمام آفتوں سے بچنے کا تعویذ ہے باغ اور کھیت میں اس کا پانی ڈال دو تو پیداوار بڑھ جائے گی۔

خواص سُورۂ طٰہٰ جس لڑکی کا نکاح نہ ہوتا ہو وہ اکیس ۲۱ بار پڑھے، ان شاء اللہ کسی صالح مرد سے شادی ہو جائے گی، اس کو بکثرت پڑھنے والے کی روزی کشادہ ہو جاتی ہے۔ اور اس پر کوئی جادو نہیں چل سکتا۔

خواص سُورۂ انبیاء جو شخص روزانہ اس کو تین مرتبہ پڑھے، اس کا دل نورِ ایمان سے روشن ہو جاتا ہے۔ اور اس کا رنج و غم دور ہو جائے گا۔

خواص سُورۂ حج کشتی اور جہاز پر سوار ہو کر تین بار پڑھ لو، ان شاء اللہ سلامتی

کے ساتھ کشتی ساحل پر پہنچے گی۔ اور اس کی تلاوت سے جان و مال محفوظ رہے گا۔

خواص سُورۂ مومنون اس کی تلاوت کی برکت سے نماز کی کاہلی دور ہو جائے گی۔ فسق و فجور سے نفرت اور شراب کی عادت چھوٹ جائے گی۔ اس کا تعویذ پہننا مفلسی کو دور کرتا ہے۔

خواص سُورۂ نُور جسے احتلام ہو جایا کرتا ہے وہ تین بار اس سورۂ کو پڑھ کر سوئے، دشمنوں کی زبان بندی کے لیے پانچ بار پڑھیں زناکار کو تین مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے پلادو، ان شاء اللہ اس کی یہ بری عادت چھوٹ جائے گی۔

خواص سُورۂ فرقان اس کی تلاوت سے ظالم کے ظلم سے پناہ رہے گی اس کے نقش کا تعویذ سانپ بچھو سے محفوظ رکھتا ہے۔

خواص سُورۂ شعرا اگر اولاد آدم یا ملازم نافرمان ہوں اور شرارت کرتے ہوں تو ان کی اصلاح کی نیت سے سات مرتبہ اس سورۂ کو باوضوء پڑھ کر دعا مانگو ان شاء اللہ اصلاح ہو جائے گی۔

خواص سُورۂ نمل اس کو ہرن کی جھلی میں لکھ کر صندوق میں رکھ دینے سے سانپ بچھو وغیرہ سے حفاظت رہے گی۔

خواص سُورۂ قصص بیمار کو تین روز تک اس سورۂ کو پانی پر دم کر کے پلائیں ان شاء اللہ شفاء ہو گی۔ بالخصوص جذام دور کرنے کے لیے بہت مفید ہے۔

خواص سُورۂ عنکبوت غم دور کرنے کے لیے اس سُورۂ کو سات بار پڑھو۔

خواص سُورۂ رُوم دشمنوں پر فتح پانے کے لیے اس کو اکیس ۲۱ بار پڑھیں۔

خواص سورۂ لقمان اس کو پڑھنے والا کبھی پانی میں غرق نہیں ہوگا اور ہر بیماری سے شفا پائے گا۔

خواص سورۂ سجدہ اس کو سات مرتبہ مریض بالخصوص جذامی اور دق والے پر پڑھ کر دم کریں ان شاء اللہ شفاء ہوگی۔

خواص سورۂ احزاب جس لڑکی کے نکاح کا پیغام نہ آتا ہو اس کو اس سورۃ کا نقش پہنا دو بہت جلد اس کی شادی ہو جائے گی۔

خواص سورۂ سبا ظالم کے ظلم سے نجات پانے کے لیے اس کو سات بار پڑھو اور موذی جانوروں سے بچنے کے لیے اس کو لکھ کر تعویذ بناؤ اور پہن لو۔

خواص سورۂ فاطر اگر اسے روزانہ بلا ناغہ باوضو پڑھا جائے تو روح میں بڑی طاقت اور بلند پروازی آجائے گی۔ اور غیبی نعمتوں کے ملنے کا انتظام ہو جائے گا۔

خواص سورۂ یٰس کسی مُردہ پر اس کو پڑھا جائے تو اس کو راحت ملتی ہے جو شخص ہر جمعہ کو اپنے والدین یا دونوں میں سے ایک کی زیارت کے لیے ان کی قبر پر جائے اور سورۂ یٰسین پڑھے تو ان کے اتنے گناہ بخش دیئے جائیں اس سورہ میں جتنے حروف ہیں۔ (الدر المنثور جلد ۵ ص ۲۵۷)

علامہ خواجہ احمد دیربی نے "فتح الملک المجید" میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ سورۂ یٰس پڑھو، اس میں بیس برکتیں ہیں (۱) بھوکا آدمی اس کو پڑھے تو آسودہ کیا جائے (۲) پیاسا پڑھے تو سیراب کیا جائے (۳) ننگا لباس پڑھے تو لباس ملے (۴) مرد بے عورت والا پڑھے تو جلد اس کی شادی ہو جائے (۵) عورت بے شوہر والی پڑھے تو جلد شادی ہو جائے (۶) بیمار پڑھے تو شفا و پائے (۷) قیدی پڑھے تو رہا ہو جائے (۸) مسافر

پڑھے توسفر میں اللہ کی طرف سے مدد ہو (۹) غمگین پڑھے تو اس کا رنج وغم دور ہو جائے (۱۱) جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو وہ پڑھے تو جو کھویا ہے وہ پا جائے۔ باقی برکتوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ سورۂ یٰسین کی ایک آیت سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ ۝ کو ایک ہزار چار سو نہتر بار پڑھو، ان شاء اللہ جس مقصد سے پڑھوگے مراد پوری ہو گی۔ خواجہ دیربی لکھتے ہیں کہ یہ مجرب ہے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ کو پانچ جگہ ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ باندھو تو حوادثات اور چور وغیرہ سے حفاظت رہے گی۔ جو شخص صبح کو سورۂ یٰسین پڑھے گا۔ اس کا پورا دن اچھا گزرے گا اور جو شخص رات میں اس کو پڑھے گا اس کی پوری رات اچھی گذرے گی۔ حدیث شریف میں ہے کہ یٰسین قرآن کا دل ہے۔ (نسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ)

خواص سورۂ الصافات

جس مکان میں جن رہتے ہوں وہاں اس سورۂ کو لکھ کر صندوق میں مقفل کر دیں ان شاء اللہ جن کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔

خواص سورۂ ص

نظر بد کو دفع کرنے کے لیے سات بار اس سورۂ کو پڑھ کر دم کریں۔

خواص سورۂ زمر

اس کو روزانہ سات بار پڑھنے سے عزت اور دولت غیب سے ملتی ہے۔

خواص سورۂ مومن

جسے پھوڑے نکلتے ہوں وہ روزانہ اس سورۂ کو ایک بار پڑھ لیا کرے اور اگر اس سورۂ کو لکھ کر دکان میں آویزاں کریں تو خریدار بکثرت آئیں گے۔

خواص سورۂ حٰم السجدہ

جس کی آنکھوں میں کوئی عارضہ ہو وہ اس سورۂ کو لکھ کر پاک وصاف پانی میں دھوئے اور آنکھوں میں لگائے یا اسی پانی میں سرمہ گھس کر آنکھوں میں لگائے۔ ان شاء اللہ شفا ہوگی۔

خواص سُورۂ شُوریٰ جو شخص اس سُورۃ کو روزانہ ایک بار پڑھتا رہے گا۔ وہ دشمنوں پر غالب رہے گا۔

خواص سُورۂ زخرف اس کو سات بار روزانہ پڑھنے سے تمام حاجتیں پوری ہوتی ہیں اور اس کا تعویذ تمام امراض کے لیے شفاء ہے۔

خواص سُورۂ دُخان کوئی مشکل در پیش ہو تو اس کو سات بار پڑھیں اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف بھی پڑھ لیں۔

خواص سُورۂ جاثیہ جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس پر اس سُورہ کو پڑھ کر دم کرو۔ ان شاء اللہ سکرات کی سختی سے نجات پا جائے گا۔ اور خاتمہ بالخیر ہو گا۔

خواص سُورۂ احقاف اس کا دم کیا ہوا پانی آسیب والے کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔

خواص سُورۂ محمّد اس کو آبِ زمزم میں مشک و زعفران حل کر کے لکھو اور پیو! عزّت و عظمت ملے گی اور طرح طرح کی بیماریوں سے شفا حاصل ہو گی۔

خواص سُورۂ فتح دشمنوں پر فتح پانے کے لیے اس کو اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھو۔ اگر رمضان کا چاند دیکھ کر اس کے سامنے پڑھا جائے تو انشاء اللہ سال بھر امن رہے گا۔

خواص سُورۂ حجرات محبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان کی سلامتی اور گھر میں خیر و برکت کے لیے اس کو اکتالیس ۴۱ بار پڑھ کر دعا مانگو اور پانی پر دم کر کے پی لو۔

خواص سُورۂ قٓ باغ میں پھلوں کی کثرت اور کھیتوں میں پیداوار بڑھانے کے لیے اس سُورۃ کو اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے درختوں

اور کھیتوں پر چھڑک دیں۔ بے شمار خیر و برکت ان شاء اللہ ہوگی۔

خواص سورۂ ذاریات اس کو ستر بار پڑھنے سے آدمی غنی ہو جاتا ہے۔ اور قحط دفع ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ طور اگر جذامی اس کو پڑھے شفایاب ہو اگر مسافر پڑھے سفر میں بلاؤں اور آفتوں سے محفوظ رہے۔

خواص سورۂ نجم اسے اکیس ۲۱ بار پڑھنے سے حاجت بر آتی ہے۔ اور اس کا پڑھنے والا دشمنوں پر فتح پاتا ہے۔

خواص سورۂ قمر شب جمعہ میں اس کو پڑھنے سے دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور مرادیں پوری ہوتی ہیں۔

خواص سورۂ الرحمٰن اسے گیارہ ۱۱ بار پڑھنے سے تمام مقاصد پورے ہوتے ہیں اسکو لکھ کر اور دھو کر طحال کے مریض کو پلانا مفید ہے۔

خواص سورۂ واقعہ مشکوٰۃ جلد اص ۱۸۹ میں حدیث ہے کہ جو شخص روزانہ سورۂ واقعہ پڑھے گا اس کو کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ حضرت خواجہ کلیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ادائے قرض اور فاقہ دور کرنے کے لیے اس کو بعد مغرب پڑھو۔ (مرقع کلیمی ص ۱۳)

بعض بزرگوں کا ارشاد ہے کہ مغرب کے بعد بلا کچھ بات کیے سورۂ واقعہ پڑھ کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَیَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَیَا سَرِیْعَ الْحِسَابِ یَسِّرْ لَنَا الْحِسَابَ ۝ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ رِزْقِیْ فِی السَّمَآءِ فَاَنْزِلْہُ وَاِنْ کَانَ فِی الْاَرْضِ فَاَخْرِجْہُ وَاِنْ کَانَ بَعِیْدًا فَقَرِّبْہُ اِلَیَّ وَاِنْ کَانَ قَرِیْبًا فَیَسِّرْہُ وَاِنْ کَانَ قَلِیْلًا فَکَثِّرْہُ وَاِنْ کَانَ کَثِیْرًا فَخَلِّدْہُ وَطَیِّبْہُ وَاِنْ کَانَ طَیِّبًا فَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ان شاء اللہ کبھی فاقہ نہ ہوگا۔

خواص سُورۂ حدید بیمار آدمی یا دشمن سے پریشان آدمی اس کو لکھ کر اپنے پاس رکھے تو ان شاءاللہ بیماری اور پریشانی دُور ہو جائے گی۔

اور بعض بزرگوں کا قول ہے کہ جو شخص اس سُورۂ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے گا۔ تلوار وغیرہ کے حملوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سُورۂ مجادلہ دُو شخصوں یا دُو جماعتوں کی باہمی جنگ و جدائی ختم کرنے کے لیے اس کا پڑھنا مفید ہے۔

خواص سُورۂ حشر اگر حاجت براری کے لیے چار رکعت نماز پڑھی جائے اور ہر رکعت میں سُورۂ حشر ایک بار پڑھی جائے تو ان شاءاللہ حاجت پوری ہوگی۔ چینی کی تختی پر اس کو لکھ کر پلنا نسیان کا علاج ہے۔ اس سورۂ کی آخری تین آیتیں بہت اہم ہیں حدیث میں ہے ان آیتوں میں "اسم اعظم" ہے۔

خواص سُورۂ ممتحنہ جس لڑکی کی شادی نہ ہوتی ہو اس کے لیے سُورۂ ممتحنہ پانچ بار پڑھی جائے۔ ان شاءاللہ اس کا نکاح کسی نیک مرد سے ہو جائے گا۔

خواص سُورۂ صف جو لڑکا ماں باپ کا نافرمان ہو اس پر تین بار سُورۂ صف پڑھ کر دم کر دو۔ ان شاءاللہ فرمانبردار ہو جائے گا مسافر اس کو پڑھے تو امن و امان سے رہے روزی میں خیر و برکت ہو۔

خواص سُورۂ جُمعہ میاں بیوی میں اگر مخالفت ہو جائے تو جمعہ کے دن اس سُورۂ کو تین بار پڑھ کر اور پانی پر دم کر کے دونوں کو پلا دو، دونوں میں ان شاءاللہ موافقت ہو جائے گی۔

خواص سُورۂ مُنافقون چغلخوروں کے شر سے بچنے کے لیے اسے روزانہ پڑھو اور اگر آنکھ میں درد ہو تو اس کو پڑھ کر دم کر دو۔

خواص سُورۂ طلاق رنج و غم دور کرنے کے لیے اور ہر بیماری سے شفاء

کے لیے اس کی تلاوت بہت مفید ہے

خواص سُورۂ تحریم | ادائے قرض اور حصولِ غنا کے لیے اکیس۲۱ بار پڑھو۔

خواص سُورۂ ملک | حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ہر رات میں اسے پڑھے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔ (صحیح نسائی)

خواص سُورۂ نون | نماز میں اس سُورۂ کو پڑھنے سے فقر و فاقہ دُور ہو جاتا ہے اور ستّر بار پڑھنے سے چغلخوروں سے حفاظت ہو جاتی ہے۔

خواص سُورۂ حاقّہ | ۱۔ پانی پر دم کر کے آسیب زدہ کو پلاؤ۔
۲۔ جو بچّہ زیادہ روتا ہو اس کو بھی پلاؤ۔
۳۔ جب بچّہ پیدا ہو تو نہلانے کے بعد اس کا پڑھا ہوا پانی بچّے کے منہ پر ملدو تو بچّہ ان شاء اللہ بہت ذہین ہوگا۔

خواص سُورۂ معارج | احتلام کو روکنے کے لیے سونے سے پہلے آٹھ بار پڑھنا مفید ہے۔

خواص سُورۂ نوح | اس کی تلاوت دشمنوں پر غالب آنے کے لیے بہت مفید ہے۔

خواص سُورۂ جن | اس کی تلاوت سے آسیب اور جنّوں کا اثر دور ہو جاتا ہے۔

خواص سُورۂ مزّمل | اس کو گیارہ بار پڑھنے سے ہر مشکل آسان ہو جاتی ہے۔

خواص سُورۂ مدّثر | اس کو پڑھ کر حفظِ قرآنِ مجید کی دُعا مانگو ان شاء اللہ قرآن مجید کا یاد کرنا آسان ہو جائے گا۔

خواص سُورۂ قیامہ | اس کو پڑھ کر پانی پر دم کر کے پینے سے قلب میں نرمی اور

رقت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور روزانہ پڑھنے سے مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

خواص سورۂ دہر اس کو بکثرت پڑھنے سے علم و حکمت کی باتیں زبان پر جاری ہو جاتی ہیں۔ اور چھتیس بار پڑھنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔

خواص سورۂ مرسلات اس کو پڑھ کر دم کرنے سے ہر مرض خاص کر پھوڑا اچھا ہو جاتا ہے۔

خواص سورۂ نباء اس کو پڑھنے سے ضعفِ بصر کی شکایت دور ہو جاتی ہے۔ پانی پر دم کر کے آنکھوں میں لگانا بھی مفید ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عصر کے بعد اس سورۃ کو پانچ مرتبہ پڑھے گا وہ اسیرِ عشقِ الٰہی ہو جائے گا۔ (فوائد الفواد ص ۹۴)

خواص سورۂ والنازعات جو شخص روزانہ اس کو پڑھے اس کو جان کنی کی تکلیف نہیں ہوگی۔

خواص سورۂ عبس اس کی تلاوت نظر کی کمزوری اور رتوندھے کے لیے مفید ہے۔

خواص سورۂ تکویر پڑھ کر آنکھوں پر دم کرنے سے آشوبِ چشم اور جالا وغیرہ دور ہو جاتا ہے اور اگر اس سورہ کو زعفران سے لکھ کر سات روز تک نامرد کو پلایا جائے تو امید ہے کہ انقلابِ حال شروع ہو جائے گا۔

خواص سورۂ انفطار اس کی تلاوت کی برکت سے قیدی جلد چھوٹ جاتا ہے۔

خواص سورۂ تطفیف جس چیز پر پڑھ دو گے ان شاء اللہ وہ دیمک سے محفوظ رہے گی اور اگر لکھ کر بانجھ عورت کے گلے میں تعویذ پہنا دو تو ان شاء اللہ وہ صاحبِ اولاد ہو جائے گی۔

خواص سُورۂ انشقاق
جس بچّے کا دودھ چھڑانا منظور ہو اس سُورۂ کا تعویذ پہنا دو، دردِ زِہ کی تکلیف میں گڑ اور پانی پر دم کر کے پلانے سے بہت جلد پیدائش ہو جاتی ہے۔

خواص سُورۂ بروج
عصر کے بعد تلاوت کرنے سے پھوڑے پھنسی سے نجات مل جاتی ہے۔

خواص سُورۂ طارق
اگر کان میں گونج یا درد پیدا ہو جائے تو اس کو پڑھ کر دم کرنے سے ان شاء اللہ آرام ہو جائے گا اور بواسیر کا مریض پڑھتا رہے تو ان شاء اللہ جلد شفا پائے گا۔

خواص سُورۂ اعلیٰ
اگر مسافر پڑھتا رہے سفر کی تمام آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

خواص سُورۂ غاشیہ
اس کو پڑھ کر دم کرنے سے مریض کو شفاء ملتی ہے۔

خواص سُورۂ فجر
آدھی رات کو پڑھ کر اگر بیوی سے صحبت کریں تو نیک بخت اولاد پیدا ہوگی۔

خواص سُورۂ بلد
اس کو پڑھنے سے امن و عافیت اور لوگوں کی محبت ملے گی۔

خواص سُورۂ والشمس
اس کو پڑھ کر مرگی والے کے کان میں پھونک مارنا بہت مفید ہے اگر بکری کے دودھ پر دم کر کے بدزبان آدمی کو پلاؤ۔ ان شاء اللہ بدزبانی جاتی رہے گی۔

خواص سُورۂ واللیل
بچّہ کی ولادت کے وقت اس کو تعویذ بنا کر بچّے کو پہنا دو۔ بچّہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہے گا۔ جاڑا بخار والے کو اس کا تعویذ بڑا نفع بخش ہے۔

خواص سُورۂ والضحیٰ اس کو ۳۵ مرتبہ پڑھ کر دُعا مانگیں تو ان شا اللہ بھاگا ہوا آدمی واپس آجائے گا۔

خواص سُورۂ الم نشرح جس مال پر خریدنے کے بعد تین مرتبہ اسے پڑھ دیا جائے اس میں ان شاءاللہ خوب برکت ہو گی۔

خواص سُورۂ والتین اس کو روزانہ تین مرتبہ جو پڑھے گا اس کے اخلاق و کردار نہایت بہترین ہو جائیں گے اگر حاملہ عورت کو ابتداءِ حمل سے روزانہ یہ سُورۂ پاک دھو دھو کر پلاتے رہیں تو ان شاءاللہ لڑکا حسین و جمیل پیدا ہو جائے گا۔ سفید چینی کی طشتری پر زعفران سے لکھ کر پلائیں۔

خواص سُورۂ اقراء گٹھیا اور جوڑوں کے درد کا علاج، ترکیب یہ ہے کہ نماز فجر کے پہلے سات مرتبہ اس سُورۂ کو پڑھ کر تلاوت کا ایک سجدہ کریں اور سجدہ میں حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ۝ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ سات مرتبہ پڑھیں۔

خواص سُورۂ قدر جو شخص روزانہ اس کو صبح و شام تین تین بار پڑھے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کی عزت بڑھا دے گا۔

خواص سُورۂ بیّنہ یہ برص اور یرقان کا علاج ہے ترکیب یہ ہے کہ اس سُورۂ کو بکثرت پڑھا کریں اور اس کا نقش پانی میں گھول کر پلائیں ان شاءاللہ صحت ہو جائے گی۔

خواص سُورۂ زلزال یہ سُورۂ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ اس کو ستر مرتبہ پڑھنے سے مشکل دُور ہو جاتی ہے اور اس کے پڑھنے سے آسیب دُور ہو جاتا ہے۔

خواص سُورۂ والعادیات جس آدمی یا جانور کو نظر لگی ہو اس پر سات مرتبہ اس سورہ کو پڑھ کر دم کرو نظر دفع ہو جائیگی، درد جگر والے کو

یہ لکھ کر دھو کر تین دن تک پلائیں۔

خواص سُورۃ القارعہ

اس سُورۃ کو ایک سو ایک بار پڑھ دینے سے نظر دفع ہو جاتی ہے۔ مکان میں لکھ کر لگانے سے بلاؤں سے امان اور حفاظت رہتی ہے۔

خواص سُورۃ تکاثر

یہ ہزار آیتوں کے برابر ہے اس کو تین سو بار پڑھنے سے قرض بہت جلد ان شاء اللہ ادا ہو جائے گا اگر کسی مردہ سے ملاقات کرنی ہو تو اس سُورۃ کو شب جمعہ میں ایک سو تیرہ مرتبہ پڑھ کر سو جاؤ۔

خواص سُورۃ والعصر

اس کو پڑھنے سے غم دور ہو جاتا ہے مصیبت زدہ پر سات مرتبہ اس سُورۃ کو پڑھ کر دم کر دو۔

خواص سُورۃ الہمزہ

دشمن کے شر سے حفاظت کے لیے روزانہ گیارہ مرتبہ پڑھو۔

خواص سُورۃ فیل

دشمن کے شر سے حفاظت کے لیے اس سُورۃ کو ایک سو بار پڑھ کر دعا مانگو۔

خواص سُورۃ قریش

جان کی حفاظت اور فاقہ سے امن کے لیے روزانہ اس سُورۃ کو ستائیس مرتبہ پڑھنا مجرب ہے۔

خواص سُورۃ الماعون

بڑی مشکل پیش آجائے تو اس سُورۃ کو ہزار بار پڑھنا بہت مفید ہے۔

خواص سُورۃ الکوثر

لاولد صاحبِ اولاد ہو جائے اس کے لیے اس سُورۃ کو روزانہ پانچ سو مرتبہ پڑھے تین ماہ تک پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ حمل قرار پا جائے گا اور آدمی صاحبِ اولاد ہو جائے گا۔

خواص سُورۃ کافرون

یہ چوتھائی قرآن کے برابر ہے جو ضرورت اتوار کے دن طلوع آفتاب کے وقت دس بار اس سُورۃ کو

پڑھے اس کا کام بن جائے گا۔

خواص سورۂ لہب دشمنوں کی مغلوبیت کے لیے اس کو بکثرت پڑھنا مفید ہے۔

خواص سورۂ اخلاص یہ سورۂ پاک تہائی قرآن کے برابر ہے جو بیمار اپنی بیماری کے زمانے میں اس کو پڑھتا رہے اگر وہ اسی بیماری میں مر گیا تو حدیث کا بیان ہے کہ وہ قبر کے دبوچنے اور قبر کی تنگی کے عذاب سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے کر اور اپنے بازوؤں پر بٹھا کر پل صراط پار کرا دیں گے اور جنت میں پہنچا دیں گے۔

جو شخص اس سورۂ کو صبح و شام تین تین مرتبہ نیچے لکھی ہوئی دعا کی صورت میں پڑھے گا۔ ان شاء اللہ اس کی ہر دعا پوری ہوگی، پڑھنے کی ترکیب یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ ۝ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ اَحَدٌ ۝ لَا تُسَلِّطْ عَلَىَّ اَحَدًا ۝ وَّلَا تُحْوِجْنِيْ اِلٰى اَحَدٍ ۝ وَاَغْنِنِيْ يَا رَبِّ عَنْ كُلِّ اَحَدٍ ۝ بِفَضْلِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ وَاحِدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ اِلٰهِيْ يَا مَنْ هُوَ قَدِيْمٌ وَّ اَئِمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ اِقْضِ حَاجَتِيْ يَا فَرْدُ يَا فَرْدُ يَا صَمَدُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ ۝

خواص سورۂ الفلق والناس صحیح مسلم میں حدیث ہے کہ (امن و پناہ کے باب میں) سورۂ فلق و سورۂ ناس جیسی کوئی سورۂ نہ دیکھو گے۔ ان دونوں سورتوں میں جن و شیطان اور حاسدوں کے شر سے محفوظ رہنے کی بے نظیر تاثیر ہے۔ ان کو عمل میں لانے کی چند صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ مسحور پر سَو مرتبہ ان دونوں سورتوں کو پڑھ کر دم کرنے سے ان شاء اللہ سحر کا اثر زائل ہو جائے گا اور اگر پانی پر اتنی ہی بار پڑھ کر دم کر دیا جائے اور پلایا جائے جب بھی جادو ٹوٹ جائے گا۔

۲۔ اگر گیارہ گیارہ مرتبہ بھی پڑھیں جب بھی فائدہ ہوگا مگر کئی روز تک ایسا کرنا ہوگا۔

۳۔ جن بچوں کو ان دونوں سورتوں کا تعویذ پہنا دیا جائے وہ جن و شیطان اور تمام زہریلے جانوروں سے محفوظ رہیں گے۔ (فیوضِ قرآنی)

دوسرے مختلف عملیات

دماغ کی کمزوری | پانچوں نمازوں کے بعد سر پر داہنا ہاتھ رکھ کر گیارہ مرتبہ یَا قَوِیُّ پڑھو۔

نظر کا کمزور ہونا | پانچوں نمازوں کے بعد گیارہ مرتبہ یَا نُوْرُ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں لکنت | فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس مرتبہ پڑھیں: رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ

وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝

اختلاجِ قلب | یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں۔ ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

دردِ شکم | یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلا دیں یا لکھ کر پیٹ پر باندھ دیں۔ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ۝

تلی بڑھ جانا | اس آیت کو لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۞

ناف ٹل جانا اس آیت کو لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۞

بخار اگر بغیر جاڑے کے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں۔ اور اسی کو پڑھ کر دم کریں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۞ اور اگر بخار جاڑے کے ساتھ ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں باندھیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞

پھوڑا پھنسی ایک صاف ڈھیلا پیس کر اس پر یہ دعا تین مرتبہ پڑھ کر تھوک دیں اور اس مٹی پر تھوڑا سا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ پر دن میں دو چار بار مَل لیا کرے چاہے پھوڑے پر یہ مٹی لگا کر پٹی باندھ دے۔

گھر میں سے سانپ بھگانا لوہے کی چار کیلیں لے کر ایک ایک کیل پر پچیس پچیس مرتبہ یہ آیت دم کر کے مکان کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں۔ ان شاء اللہ سانپ اس گھر میں نہیں رہے گا اور آسیب بھی چلا جائے گا۔ آیت یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۞

باؤلے کتے کا کاٹ لینا اوپر ذکر کی ہوئی آیت کو روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روزانہ اس شخص کو کھلا دیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس شخص کو باؤلا پن اور ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ پن چالیس لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اور جس دن عورت حیض سے پاک ہو کر غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزمرّہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پیوے اور اس درمیان میں ضرور شوہر کے ساتھ سوئے۔ آیت یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ ان شاء اللہ ضرور اولاد ہو گی۔

حمل گر جانا اس آیت کا تعویذ بنا کر کمر میں باندھے اور تعویذ ناف کے نیچے پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ ان شاء اللہ حمل گرنے سے محفوظ رہے گا۔

پیدائش کا درد یہ آیت ایک پرچے پر لکھ کر کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھ دیں یا سات مرتبہ گڑ پانی پر پڑھ کر کھلائیں بچّہ آسانی کے ساتھ پیدا ہو گا وہ آیت یہ ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝

بچّہ زندہ نہ رہنا اجوائن اور کالی مرچ آدھ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن سورج ڈھلنے کے بعد چالیس بار سورۂ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے اور ہر مرتبہ اجوائن اور کالی مرچ پر دم کرے اور شروع حمل سے دودھ چھڑانے تک روزانہ تھوڑی اجوائن اور کالی مرچ کھالیا کرے۔ ان شاء اللہ اولاد زندہ رہے گی۔

بچّوں کو نظر لگنا یا رونا یا سوتے میں ڈر کر چونکنا قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ

برب الناس بسم اللہ سمیت تین تین بار پڑھ کر بچے پر دم کرے اور یہ تعویذ لکھ کر بچے کے گلے میں پہنائے : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطٰنٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

ہیضہ اور وبائی امراض میں ان دنوں میں ہر کھانے پینے کی چیز پر سورۂ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھ کر دم کر لیا کریں۔ ان شاء اللہ حفاظت رہے گی۔ اور جس کو مرض ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلائیں یا پلائیں۔ ان شاء اللہ شفا ہو گی۔

چیچک کا گنڈہ نیلا سات رنگ کا گنڈہ لے کر اس پر سورۂ الرحمٰن پڑھیں اور ہر فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ پر پھونک مار کر ایک گرہ لگا دیں۔ پھر یہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں۔ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو ان شاء اللہ چیچک کی زیادہ تکلیف نہ رہے گی۔

دودھ کم ہونا یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر اُڑد کی دال میں کھلائیں اور بسم اللہ سمیت دونوں آیتوں کو پڑھیں پہلی آیت وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ دوسری آیت وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَۃً ؕ نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِہٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝

جادو ٹونا کے لیے یہ آیت لکھ کر مریض کے گلے میں پہنائیں اور پانی پر پڑھ کر پانی پلائیں اور اسی طرح پڑھے ہوئے پانی سے مریض کو

کسی بڑی لگن یا ٹب میں بٹھا کر نہلائیں اور پانی کسی جگہ ڈال دیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قل اعوذ برب الناس پوری پوری سورۃ ایک ایک مرتبہ۔

ایام ماہواری کی کمی اگر ایام ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیات کو لکھ کر گلے میں ڈالیں اور ڈورا اتنا بڑا ہو کر تعویذ ناف کے نیچے پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۝ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ایام ماہواری کی زیادتی اگر کسی عورت کو ایام ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو ان آیتوں کو لکھ کر تعویذ گلے میں ڈالیں

اور ڈورا اتنا بڑا ہو کر تعویذ ناف کے نیچے پڑا رہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

غائب کو واپس بلانا اگر کسی کا لڑکا یا کوئی بھی کہیں چلا گیا اور لاپتہ ہو گیا تو اس کو واپس بلانے کے لیے نیچے کی آیتوں کو لکھ کر اس تعویذ کو گلے یا نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر کی اندھیری کوٹھڑی میں دو پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جائے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے، پتھر نہ ہوں تو چکی کے دو پاٹوں کے درمیان اس کو دبا دینا چاہیئے۔ اور لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ

فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الضَّالِّ وَيَا رَادَّ الضَّالَّةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ فُلاں

غریبی دُور ہونے کے لئے بعد نمازِ عشاء اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف، اور درمیان میں گیارہ مرتبہ تسبیح یا مُعِزُّ کی پڑھ کر دعا مانگیں اور اگر چاہیں تو یہ دوسرا وظیفہ لیا کریں کہ بعد نمازِ عشاء آگے پیچھے سات مرتبہ درود شریف پڑھ کر بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانہ یا وَهَّابُ پڑھ کر دعا کریں۔ ان شاء اللہ روزی میں فراخی اور برکت ہوگی۔

بچوں کا زیادہ رونا یہ تعویذ لکھ کر بچوں کے لیے گلے میں پہنائیں۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝
وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِيْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا ۝

۷۸۶

د	ط	ب
ج	ه	ز
ح	ا	و

دَردِ سر کے لیے یہ دعا پڑھ کر بار بار سر پر دم کریں اور اسی کو لکھ کر سر میں باندھیں۔
بِسْمِ اللّٰہِ خَیْرِ الْاَسْمَآءِ بِسْمِ اللّٰہِ رَبِّ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ
بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ بِیَدِہِ الشِّفَآءُ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ
فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝

دَردِ سر آدھا سیسی یہ تعویذ لکھ کر سات تار کورے سوت کے دھاگہ میں باندھ کر سر میں باندھیں اور جس طرف دَرد ہو اُدھر تعویذ رہے۔

۷۸۶

محمد	احمد
مرتضٰے	مصطفٰے

صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہ وعلی راسہ الشریف وَاٰلہٖ وصحبہ وبارک وسلم

چند مفید باتیں

۱۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ط

اس درود شریف کو بعد نماز جمعہ مدینۂ منورہ کی طرف رُخ کر کے اور ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر ایک سو مرتبہ پڑھیں تو دین و دنیا کی بیشمار نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔

۲۔ مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھ کر داخل ہوں اور یہ دُعا پڑھیں:
اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔

۳۔ مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالو اور یہ دعا پڑھو:
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔

۴۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ یَا ھِلَالُ۔

۵۔ کشتی اور جہاز پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں امن وامان سے سفر تمام ہو گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

۶۔ موٹر، ٹرین، رکشا، ہوائی جہاز وغیرہ پر سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھو سلامتی سے رہو گے

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۝

۷۔ جب سونے لگے تو یہ دُعا پڑھ لے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی۔

۸۔ جب سو کر اُٹھے تو یہ دُعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ۝

۹۔ جب کوئی ڈراؤنا یا بُرا خواب دیکھے اور آنکھ کھل جائے تو تین مرتبہ یہ پڑھے:
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پھر تین مرتبہ بائیں طرف تھوکے پھر اگر سونا چاہے تو کروٹ بدل کر سو جائے ان شاء اللہ بُرے خواب سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

۱۰۔ جب آسمان سے کوئی تارا ٹوٹتا ہوا نظر آئے تو نگاہ نیچی کر لے اور یہ دُعا پڑھے:

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

۱۱۔ کوڑھی، اندھے، لنگڑے وغیرہ مریض یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو یہ دعا پڑھ لے ان شاء اللہ اس مرض اور مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ مگر زکام و آشوبِ چشم اور خارش کے مریضوں کو دیکھ کر یہ دعا نہ پڑھے، کیونکہ ان بیماریوں سے بدن کی اصلاح ہوتی ہے وہ دعا یہ ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ط

۱۲۔ زہریلے جانوروں سے حفاظت کے لیے یہ دعا صبح و شام کو پڑھ لیا کرو:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔

اس دعا کو جو صبح پڑھ لے وہ دن بھر زہریلے جانوروں سے محفوظ رہے گا اور جو شام کو پڑھ لے وہ رات بھر ان جانوروں سے امن و امان میں رہے گا۔

۱۳۔ قرض ادا ہونے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

ہر نماز کے بعد گیارہ گیارہ مرتبہ اور صبح و شام سو سو بار روزانہ پڑھے اور اوّل و آخر تین تین بار درود شریف بھی پڑھ لے۔

۱۴۔ بازار میں داخل ہو تو یہ کلمات پڑھ لے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ؕ

۱۵۔ جب نیا لباس پہنے تو یہ پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ؕ

۱۶۔ جب آئینہ دیکھے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ۔

۱۷۔ جب کسی کو رخصت کرے تو یہ دعا پڑھے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ۔

۱۸۔ سفر کے لیے روانہ ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لے تو امن و سلامتی کے ساتھ سفر تمام ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی۔ اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا ھٰذَا السَّفَرَ وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ وَکَاٰبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ ؕ

۱۹۔ جب سفر سے واپس ہو تو یہ دعا پڑھے:

اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔

۲۰۔ جب کسی منزل یا اسٹیشن پر اترے تو یہ دعا پڑھے۔ ان شاء اللہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔

رَبِّ اَنْزِلْنِيْ مُبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ۔

۲۱۔ نیا لباس پہنے تو یہ دُعا پڑھے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ

۲۲۔ آنکھوں میں سُرمہ لگاتے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیئے :

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔

۲۳۔ کھانا کھانے کے بعد اس دُعا کو پڑھے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَهَدٰنَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ط

۲۴۔ جب کوئی نعمت ملے تو یہ پڑھے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ۔

۲۵۔ ہر بلا ہر نقصان سے امان ملنے کے لیے صبح کو اور شام کو تین تین مرتبہ اس دعا کو پڑھ لے ان شاء اللہ ہر بلا اور ہر نقصان سے محفوظ رہے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

۲۶۔ جب آندھی چلے تو یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ۔

۲۷۔ بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک کے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔

۲۸۔ اگر کسی قوم یا کسی گروہ سے جان و مال کا خوف ہو تو یہ دُعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

۲۹۔ مُرغ کی آواز سُن کر یہ دُعا پڑھے :

اَسْئَلُ اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہِ الْعَظِیْمِ ہ

۳۰۔ گدھا بولے تو یہ دُعا پڑھیں۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہ

۱۰

میلاد و نعت

(از حضرت مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ)

☆☆☆☆☆

صبا نے کس کی آمد کی سنائی ۔۔۔ مرادِ بلبلِ بے تاب لائی

مچی ہیں شادیاں کیسی گلوں میں ۔۔۔ مبارکبادیاں ہیں بلبلوں میں

یہ نرگس کس کا رستہ دیکھتی ہے ۔۔۔ یہ سوسن کس کی مدحت کر رہی ہے

کھلے پڑتے ہیں سب غنچے یہ کیا ہے ۔۔۔ انہیں کس پھول کا شوقِ لقا ہے

نئی پوشاک بدلی ہے گلوں نے ۔۔۔ مچایا شور ہے کیوں بلبلوں نے

نئی معلوم ہے یہ ماجرا کیا ۔۔۔ یہ کیسا حکم ہے رضواں کو آیا

بنا دے تو یہ چمن ہر اک چمن کو ۔۔۔ نہ ہو جنّت سے کچھ نسبت دُلہن کو

ہوا مالک کو یہ حکمِ خداوند ۔۔۔ کہ دروازے جہنّم کے ہوں سب بند

فرشتے جانور کیوں بولتے ہیں ۔۔۔ یہ کس کے وصف میں لب کھولتے ہیں

زمیں کی سمت کیوں ڈئے ہیں تارے ۔۔۔ یہ کس کی دید کے سائل ہیں تارے

یہ بُت کس واسطے اُوندھے پڑے ہیں ۔۔۔ زمیں پر کیوں خجالت سے گرے ہیں

زمیں پر کیوں ملائک آرہے ہیں
یہ کیوں تحفے پہ تحفے لا رہے ہیں
یہ آمد کون سے ذیشان کی ہے
یہ آمد کون سے سلطان کی ہے

اِسی حیرت میں تھے اہلِ تماشہ
کہ ناگہ ہاتفِ غیبی یہ بولا

وہ اُٹھی دیکھ لو گردِ سواری
عیاں ہونے لگے انوارِ باری
نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں
کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے
چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے

فِدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں
یہی ہیں وُہ یہی ہیں وُہ یہی ہیں
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے
یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
انہیں کی ذات ہے سب کا سہارا
انہیں کے در سے ہے سب کا گزارا
انہیں سے کرتی ہیں فریاد چڑیاں
انہیں سے چاہتی ہیں داد چڑیاں
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت
کریں خود جو کی روٹی پر قناعت
انہیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں
انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
فزوں رتبہ ہے صبح و شام اُن کا
محمد مصطفےٰ ہے نام اُن کا
کوئی دامن سے لپٹا رو رہا ہے
کوئی ہر گام محوِ التجا ہے
اِدھر بھی اک نظر ہو تاج والے
کوئی کب تک دلِ مضطر سنبھالے
بہت نزدیک آپہنچا وہ پیارا
فدا ہے جان و دل جس پہ ہمارا

اُٹھیں تعظیم کو یارانِ محفل
ہوا جلوہ نما وہ جانِ محفل

میلاد شریف

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

سَلِّمُوْا يَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَى الصَّدْرِ الْاَمِيْنِ

مُصْطَفٰى مَا جَاءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

محفل ہے ذکر مولدِ خیرالانام کی
آوازہ ہو بلند درود و سلام کی

کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی
اللہ کا وظیفہ ہے اور قدسیوں کا بھی

رَبِّ سَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

مَرْحَبَا ، مَرْحَبَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اپنے پیارے نبی پر بھیج مدام
بھیج لے رب! میرے درود و سلام

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ٥

گلشنِ دہر کی بہار آئے
بزمِ ہستی کے تاجدار آئے

وہ رسولِ کرم شعار آئے
جس کے دامن میں چھپ سکے دنیا

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان بلکہ تمام عالم اور سارے جہان کے پیدا کرنے سے بہت پہلے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس نور سے اپنی تمام کائنات کو شرفِ وجود سے سرفراز فرمایا۔ جیسا کہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا وَكُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِيْ اور تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے میرے نور سے خلق فرمایا وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰهِ - اور میں اللہ کا نور ہوں۔

برسہا برس بلکہ ہزاروں برس تک یہ نور محمدی خداوند قدوس کی تسبیح و تقدیس میں مشغول و مصروف رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس مقدس نور کو ان کی پیشانی میں امانت رکھا اور جب تک خداوند عالم کو منظور تھا حضرت آدم علیہ السلام کے باغوں میں اپنی بیوی حضرت حوا کے ساتھ سکونت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تک خداوند عالم کے حکم سے حضرت آدم و حوا علیہما السلام بہشت بریں سے روئے زمین پر تشریف لائے۔ اور بال بچوں کی پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا تو نور محمدی جو آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ وہ آپ کے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کی پیشانی میں منتقل ہوا۔ اور سلسلہ بسلسلہ درجہ بدرجہ نور محمدی مقدس پیٹھوں سے مبارک شکموں کی طرف تفویض ہوتا رہا۔ اور جن جن مقدس پیشانیوں میں یہ نور چمکتا رہا ہر جگہ عجیب عجیب معجزات و خوارق عادات کا ظہور ہوتا رہا۔ اور اس نور پاک کی برکتوں کے فیوض طرح طرح سے ظاہر ہوتے رہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی مقدس پیشانی میں اس نور محمدی نے جلوہ دکھایا کہ حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ ہو گئے۔ اور تمام فرشتوں نے ان کے سامنے سجدہ کیا۔ یہی نور جب حضرت نوح علیہ السلام کو ملا تو طوفان میں اسی نور کی بدولت ان کی کشتی سلامتی کے ساتھ جودی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہر گئی۔ اسی نور محمدی کا فیضان تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب نمرود کافر نے آگ کے شعلوں میں ڈال دیا تو وہ آگ جس کے بلند شعلوں کے اوپر سے کوئی پرند بھی نہیں گذر سکتا تھا۔ ایک دم ٹھنڈی اور سلامتی و راحت کا باغ بن گئی۔

یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ کی تشریف آوری کے مشتاق و

منتظر رہے۔ اور ہر دور کے مقدس رسولوں کی جماعت آپ کی آمد آمد کے انتظار میں آپ کی مدح و ثناء کا خطبہ پڑھنے میں مشغول رہی۔ چنانچہ ہر زمانے کے مقدس نبیوں اور رسولوں کا یہ حال رہا کہ ؎

خلیل اللہ نے جس کے لیے حق سے دعائیں کیں
ذبیح اللہ نے وقت ذبح جس کی التجائیں کیں
جو بن کے روشنی پھر دیدۂ یعقوب میں آیا
جسے یوسف نے اپنے حسن کے نیرنگ میں پایا
دلِ یحییٰ میں ارماں رہ گئے جس کی زیارت کے
لبِ عیسیٰ پہ آئے وعظ جس کی شانِ رحمت کے

الغرض نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم برابر ایک پیشانی سے دوسری پیشانیوں میں منتقل ہوتا رہا اور اپنے فیوض و برکات کے جلووں سے ہر دور کے لوگوں کو نورانیت بخشتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ نور پاک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب کو ملا۔ اسی نور اقدس کا طفیل تھا کہ ابرہہ بادشاہ حبش کا وہ لشکر جو کہ کعبہ ڈھانے کے لیے چڑھائی کر کے آیا تھا۔ حضرت عبدالمطلب کی بدولت چھوٹے چھوٹے پرندے ابابیلوں کی کنکریوں سے پورا لشکر مع ہاتھیوں کے ہلاک و برباد ہو گیا۔ اور خدا کا مقدس گھر خانہ کعبہ ایک کافر کے حملوں سے سلامت رہا۔

سَلِّمُوْا یَا قَوْمِ بَلْ صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْن
مُصْطَفٰی مَا جَآءَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّسَلَامًا عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حضرت عبدالمطلب سے یہ نور پاک منتقل ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ملا اور حضرت عبداللہ سے آپ والدہ ماجدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو تفویض ہوا۔ ایام حمل میں طرح طرح کے فیوض و برکات کا ظہور ہوتا رہا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ ہر رات خواب میں ایک فرشتہ آکر مجھے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت و خوشخبری سناتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ مقدس وقت قریب سے قریب تر ہوتا رہا کہ خزانۂ قدرت کی سب سے زیادہ انمول دولت روئے زمین کی طرف متوجّہ ہو اور خداوند قدّوس کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت کا ظہور ہو چنانچہ ؎

ربیع الاوّل اُمیدوں کی دنیا ساتھ لے آیا
دُعاؤں کی قبولیّت، کو ہاتھوں ہاتھ لے آیا

خُدا نے ناخدائی کی خود انسانی سفینے کی
کہ رحمت بن کے چھائی بارہویں شب اس مہینے کی

ربیع الاوّل کے مبارک مہینے کی بارہویں تاریخ آگئی اس رات میں عجیب عجیب مناظرِ قدرت کے جلوے نظر آئے جن کے بیان سے زبان قاصر و عاجز ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ستّر ہزار مقدس فرشتوں کی فوج لے کر آسمان سے حرم کعبہ میں اُتر پڑے، سُبحان اللہ!

یکایک ہو گئی ساری فضا تمثال آئینہ
نظر آیا معلّق عرش تک اک نور کا زینہ

خدا کی شان رحمت کے فرشتے صف بہ صف اترے
پرے باندھے ہوئے سب دین و دنیا کے شرف اُترے

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ایک مرتبہ خانہ کعبہ میں جا کر خداوند قدوس کے حضور سر بسجود ہو کر دُعا مانگتے کہ یا اللہ! جلد اپنے محبوب کو دنیا میں بھیج دے۔ اور

ایک مرتبہ کاشانۂ نبوت پر حاضر ہو کر بصد ذوق و شوق التجائیں کرتے کہ اِظْہَرْ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ اِظْہَرْ یَا خَاتَمَ النَّبِیّیْنَ۔ اِظْہَرْ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ۰

یعنی اے تمام رسولوں کے سردار ظاہر ہو جائیے اور اے تمام نبیوں کے خاتم تشریف لائیے۔ اور اے تمام گناہگارانِ امت کو اپنی شفاعت کی کملی میں چھپانے والے آقا جلد ظہورِ پُر نور فرمائیے۔ یہی عالم تھا کہ صبح صادق نمودار ہوئی اور سارے جہان کی سوئی ہوئی قسمت بیدار ہوئی کہ ؎

ابھی جبرئیل اترے بھی نہ تھے کعبہ کے منبر سے
کہ اتنے میں صدا آئی یہ عبداللہ کے گھر سے
مبارک ہو کہ دورِ راحت و آرام آ پہنچا
نجاتِ دائمی کی شکل میں اسلام آ پہنچا
مبارک ہو کہ ختم المرسلیں تشریف لے آئے
جنابِ رحمۃٌ للعالمین تشریف لے آئے

یعنی نبی آخر الزمان خاتم پیغمبراں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اور ہر طرف مبارک باد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں اور سرزمین حرم کا ذرّہ ذرّہ زبانِ حال سے یوں مترنم ریز تھا کہ ؎

مبارک ہو کہ وہ شہ پردے سے باہر آنے والا ہے
گدائی کو زمانہ جس کے در پہ آنے والا ہے
فقیروں سے کہو حاضر ہوں جو مانگیں کے پائینگے
کہ سلطانِ جہاں محتاج پرور آنے والا ہے
چکوروں سے کہو ماہِ دل آرا ہے چمکنے کو
خبر ذرّوں کو دو، مہرِ منوّر آنے والا ہے

حسن کہہ دے اُٹھیں سب اُمتی تعظیم کی خاطر
کہ اپنا پیشوا اپنا پیمبر آنے والا ہے

صلوٰۃ وسلام
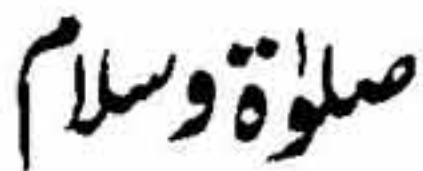
یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک

السلام اے تاج والے | دو جہاں کے راج والے
عاصیوں کی لاج والے | اے مرے معراج والے

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک

کاش حاصل ہو حضوری | دُور ہو جائے یہ دُوری
دیکھ لوں وہ شکل نوری | دل کی یہ حسرت ہو پوری

یا نبی سلام علیک | یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک

دُکھ بھرے نالوں کا صدقہ | ناز کے پالوں کا صدقہ
کربلا والوں کا صدقہ | بھیک دو لالوں کا صدقہ

یا نبی سلام علیک | یا رسول اللہ علیک
یا حبیب سلام علیک | صلوات اللہ علیک

تم شفیع المذنبیں ہو | سرورِ دُنیا و دیں ہو
صادق الوعد و امیں ہو | رحمۃٌ للعالمین ہو

یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک
بانیِ محفل کی سن لو — سامعیں کے دل کی سن لو
رحم کے قابل کی سن لو — عاشقِ بسمل کی سن لو
یا نبی سلام علیک — یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک — صلوات اللہ علیک
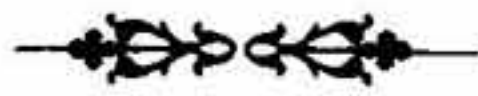
حمدِ باری تعالیٰ

پوچھا گل سے یہ میں نے کہ اے خوبرو — تجھ میں آئی کہاں سے نزاکت کی خو
یاد میں کس کی ہنستا مہکتا ہے تو — ہنس کے بولا کہ اے طالبِ رنگ و بو
اللہ — اللہ — اللہ — اللہ

عرض کی میں نے سنبل سے اے مشکبو — صبح کو کر کے شبنم سے تازہ وضو
جھوم کر کون سا ذکر کرتا ہے تو — سن کے کرنے لگا دمبدم ذکرِ ھو
اللہ — اللہ — اللہ — اللہ

جب کہا میں نے بلبل سے اے خوش گلو — کیوں چمن میں چہکتا ہے تو چار سو
دیکھ کر گل کسے یاد کرتا ہے تو — وجد میں بول اٹھا وحدہٗ وحدہٗ
اللہ — اللہ — اللہ — اللہ

جب پپیہے سے پوچھا اے نیم جاں — یاد میں کس کی کہتا ہے تو "پی کہاں"
کون ہے "پی ترا" کیا ہے نام و نشاں؟ — بول اٹھا بس وہی جس پہ شیدا ہے تو
اللہ — اللہ — اللہ — اللہ

میں نے قمری سے کی جا کے یہ گفتگو
گاتی رہتی ہے "کوکو"، تو کیوں کو بکو
ڈھونڈتی ہے کسے کس کی ہے آرزو؟
بولی سن میرا نغمہ ہے "حق سرّہٗ"

اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ

آ کے جگنو جو چمکا مرے روبرو
عرض کی میں نے اے شاہدِ شعلہ رُو
کس کی طلعت ہے تو کس کا جلوہ ہے تو؟
یہ کہا جس کا جلوہ ہے ہر چار سُو

اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ

میں نے پوچھا یہ پروانے سے دُو بدُو
کس لیے شمع کی لَو پہ جلتا ہے تو
شعلہ نار میں کس کی ہے جستجو؟
جلتے جلتے کہا اس نے "یا نورُہٗ"

اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ

اعظمیؔ گرچہ بے حد گنہ گار ہے
مجرم و بے عمل ہے خطا کار ہے
حق تعالیٰ مگر ایسا غفّار ہے
اس کی رحمت کا نعرہ ہے لَا تَقْنَطُوْا

اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ ـــــ اَللّٰہ

دیگر

اے میرے معبودِ حق اے کردگار
سارے عالم کا تو ہے پروردگار
فضل سے تیرے ہی اے ربِّ کریم
گلشن ہستی کی ہے ساری بہار
کردیا مجھ کو غلام مصطفیٰؐ
ہوگیا میں دو جہاں کا تاجدار
بخش دے یارب خطائیں سب مری
تو ہے غفار اور میں عصیاں شعار
تیری رحمت پر بھروسا ہے مجھے
فضل کا تیرے میں ہوں امیدوار
کس طرح ہو شُکرِ نعمت کا ادا
شکر ہے محدود نعمت بے شمار
ناز ہے اتنی سی نسبت پر مجھے
میں ہوں مجرم اور تو آمرزگار
تیرے سجدوں نے وہ رفعت دی مجھے
رفعتِ افلاک ہے مجھ پر نثار

بندہ فرما کہ بڑھایا کس قدر　　قدسیوں میں میرا شاہانہ وقار
خاک بوسِ طیبہ ہے یہ اعظمیؔ
حشر میں یا رب نہ ہو یہ شرمسار

☆☆☆☆☆

نعت شریف

سرورِ عالم، نبیُ الانبیاء میرے رسُول　　اوّلیں و آخریں کے پیشوا میرے رسُول
صدرِ بزم انبیاء مولائے کل فخرِ رُسل　　محرمِ اسرارِ حق شانِ خدا میرے رسُول
مظہرِ شانِ الٰہی، تاجدارِ کائنات　　نائبِ حق، حاکمِ ہر ماسوا میرے رسُول
مہبطِ لولاک، سیّارِ فلک، عرش آستاں　　صاحبِ معراج و مصداقِ "دنیٰ" میرے رسُول
سورۂ والفجر عکس روئے روشن کا بیاں　　مطلعِ والشمس و شرحِ والضحیٰ میرے رسُول
مطلعِ انوار رشکِ آفتاب و ماہتاب　　نیّرِ برجِ شرف نورِ خدا میرے رسُول!
ابنِ مریم کی بشارت، روحِ پیغامِ کلیم　　بانیِ کعبہ کی تاریخی دُعا میرے رسُول
منصبِ شانِ رسالت لقبِ ختم الرسل　　منزلِ محبوبیت میں مصطفےٰ میرے رسُول
جن کے قدموں سے ہے وابستہ دو عالم کی نجات　　وہ امیرِ کارواں، وہ حق نما میرے رسُول

اعظمیؔ مومن ہوں، ربّ العالمین میرا خدا
رحمۃٌ للعالمیں صلِّ علیٰ میرے رسُول

☆☆☆☆☆

نگارِ طیبہ! ازل سے ہے تیری آرزو　　میرے وجود کا مقصد ہے جستجو تیری
ترا سکوت ہے لطف و کرم کی اک دُنیا　　نسیمِ خُلد کی جنّت ہے گفتگو تیری
نسیمِ خلد نے مانگی ہے بھیک خوشبو کی　　کھلی مدینہ میں جب زلفِ مشکبو تیری
میری وفات کا دن میری عید کا دن ہو　　بوقتِ مرگ جو صورت ہو روبرو تیری

گناہ کر کے بھی اُمیدوارِ جنت ہوں — سُنا ہے جب سے کہ لطف و کرم ہے خُو تیری
کہاں نہیں رُخِ انور کی جلوہ سامانی — جہاں میں طلعتِ زیبا سے چار سُو تیری
حریمِ کعبہ میں بھی یاد آئی طیبہ کی — کہ یادگار حرم میں ہے کُو بکُو تیری

نہ چھوٹے دامنِ عبدیت اعظمیؔ ان کا
اسی سے دونوں جہاں میں ہے آبرو تیری

☆☆☆☆☆

یہ حالت ہے اب سانس لینا گراں ہے — مگر آپ کا نام وردِ زباں ہے
کوئی جانے کیا اس کا پرچم کہاں ہے — سرِ عرش جس کے قدم کا نشاں ہے
وہ فانوسِ فطرت ہیں دونوں جہاں میں — انہیں کی تجلی یہاں ہے وہاں ہے
یہ سارا جہاں ان کے زیرِ قدم ہے — کہ پامال ان کا مکاں لامکاں ہے
کفِ دستِ رحمت میں ہے سارا عالم — زمیں آپ کی آپ کا آسماں ہے
مسلّم ہے ان کو خدا کی نیابت — کلامِ خدا مصطفیٰ کی زباں ہے

نہ پُوچھ اعظمیؔ منزلِ سربلندی
مرا سر ہے محبُوب کا آستاں ہے

☆☆☆☆☆

حاجیو! اب گنبدِ سرکار تھوڑی دُور ہے — رحمتِ حق کا علمبردار تھوڑی دُور ہے
ہے خریدارِ گنہ رحمت کا تاجر جس جگہ — عاصیو! وہ مصطفیٰ بازار تھوڑی دُور ہے
عشق و مستی میں قدم آگے بڑھا کر دیکھ لو — گنبدِ خضراء کا وہ مینار تھوڑی دُور ہے
نعمتِ کونین ملتی ہے گداؤں کو جہاں — وہ محمد کا سخی دربار تھوڑی دور ہے
بھیک لینے آتے تھے جہاں جبریل بھی فوجِ ملک — وہ اُحد کا جنتی کوہسار تھوڑی دور ہے

وہ شہیدانِ محبت کی مبارک خوابگاہ
وہ بقیعِ پاک خلد آثار تھوڑی دُور ہے

اللہ، اللہ! وہ گلستانِ مدینہ مرحبا — پھول سے بہتر ہیں جسکے خار تھوڑی دُور ہے
چل پڑا ہوں گرتا پڑتا سوئے طیبہؐ المدد — اے مسیحا اب تیرا بیمار تھوڑی دُور ہے

دشتِ طیبہؐ ہے یہاں چل سر کے بل اے اعظمیؔ
مصطفےٰ کا جنتی دربار تھوڑی دُور ہے

☆☆☆☆☆

حاجیوں کا استقبال

مبارک آ گئے مکہ مدینہ دیکھنے والے — خدا کا گھر، رسولِ حق کا روضہ دیکھنے والے
حریم کعبہ میں مسنتوں کا میلہ دیکھنے والے — مزارِ مصطفےٰ پہ حق کا جلوہ دیکھنے والے
جلالِ کعبہ کا اُونچا منارہ دیکھنے والے — جمالِ گنبدِ خضرا کا نظارا دیکھنے والے
لپٹ کر رونے والے کعبہ جاں کے غلافوں سے — نبی کے در پہ رحمت کا برسنا دیکھنے والے
طوافِ کعبہ میں ہر ہر قدم پہ جھومنے والے — بھرے پیالوں میں زم زم کا چھلکنا دیکھنے والے
جمالِ اقدس روضہ بستا ہے انکی آنکھوں میں — حقیقت میں یہی ہیں یہ جنت کا نقشہ دیکھنے والے
کمالِ شوق سے ہم ان کو سو سو بار دیکھیں گے — بڑے پیارے ہیں یہ مکہ مدینہ دیکھنے والے
مبارک ہیں مبارک ہیں خدا شاہد مبارک ہیں — یہ مکہ دیکھنے والے، مدینہ دیکھنے والے

ملا ہے اعظمیؔ مکہ مدینہ سے شرف ان کو
نگاہِ دل سے دیکھیں ان کا رتبہ دیکھنے والے

☆☆☆☆☆

دیگر

مبارک مرحبا، مکہ مدینہ دیکھنے والے
زمیں پر عرش کی منزل کا زینہ دیکھنے والے

حطیم کعبہ میں سجدے وہ بوسے سنگِ اسود کے
درِ کعبہ پہ روتا گڑگڑاتا دیکھنے والے

مقامِ ملتزم، میزاب اور رکنِ یمانی پہ
ہمیشہ ابرِ رحمت کا برستا دیکھنے والے

وہ پیاسوں کا ہجوم عاشقانہ کیف کا عالم
وہ پیمانوں میں زمزم کا چھلکنا دیکھنے والے

طوافِ کعبہ کی مستی، صفا مروہ کے منظر میں
شرابِ معرفت کا جام و مینا دیکھنے والے

منیٰ میں عید قربانی کا منظر دیکھنے والے
سرِ عرفات پروانوں کا میلہ دیکھنے والے

فرشتے پر بچھاتے ہیں جہاں تیرے قدم پہنچے
خدا کا گھر رسولِ حق کا روضہ دیکھنے والے

ستارہ تیری قسمت کا ثریا سے بھی اونچا ہے
جمالِ گنبدِ خضراء کا جلوہ دیکھنے والے

مبارک ہیں مبارک اعظمیؔ بیشک مبارک ہیں
خدا کا گھر، نبی کے در کا جلوہ دیکھنے والے

☆☆☆☆☆

حسنِ یوسف اور ہے طٰہٰ کا جلوہ اور ہے
ماہِ کنعاں اور ہے، مہرِ مدینہ اور ہے

آسمانوں پر گئے ادریس و عیسٰے شک نہیں
دم میں سیرِ لامکاں معراج اسریٰ اور ہے

ہے خلیل اللہ، حبیب اللہ میں فرقِ عظیم
شانِ خلت اور ہے، تاجِ فترضیٰ اور ہے

انفلاقِ بحر برہان عظیم الشان ہے
انشقاقِ بدر کا لیکن نتیجہ اور ہے

مفت بھی لیتے نہیں عاشق حیاتِ خضر کو
خالی جینا اور ہے، مر مر کے جینا اور ہے

جنتی پھولوں کی خوشبو تو مسلّم ہے مگر
نکہتِ گل اور ہے ان کا پسینہ اور ہے

اعظمی تھی نوح کی کشتی میں عالم کی نجات
اہلِ بیت پاک کا لیکن سفینہ اور ہے

٭٭٭٭
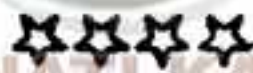
از اعلیحضرت قبلہ بریلوی علیہ الرحمۃ

سب سے اعلیٰ و اَولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

خلق سے انبیاء ابنیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دِل آرا ہمارا نبی

جس کی دو بوندیں ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے
پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی

جس نے مردہ دلوں کو دی عمرِ ابد
ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی

دیگر

زہے عزت و اعتلائے محمد
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمد

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمانِ سرائے محمد

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

عصائے کلیم اژدہائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

خدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے
جو آنکھیں ہیں محوِ لقائے محمد

اجابت کا سہرا، عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

رضاؔ پل سے اب وجد کرتے گذریئے
کہ ہے رَبِّ سَلِّمْ صدائے محمد

☆☆☆☆
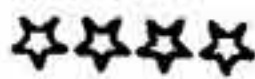
سر تا بہ قدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول!
لب پھول، دہن پھول، ذقن پھول، بدن پھول

واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے، دلہن پھول

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا!
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہِ محن پھول

دل اپنا بھی شیدائی ہے اس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہہِ نو پہ نہ اے چرخِ کہن پھول!

دل بستہ و خوں گشتہ نہ خوشبو نہ لطافت
کیوں غنچہ کہوں ہے مرے آقا کا دہن پھول

کیا بات رضاؔ اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

ہے لبِ عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

ابرِ نیساں مومنوں پر، تیغِ عریاں کفر پر
جمع ہیں شانِ جلالی و جمالی ہاتھ میں

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

سایہ افگن سر پہ ہو پرچم الٰہی جھوم کر
جب "لواءُ الحمد" لے امت کا والی ہاتھ میں

دستگیر ہر دو عالم کر دیا سبطین کو
اے میں قرباں جانِ جاں انگشت کیا لی ہاتھ میں

آہ دو عالم کہ آنکھیں بند اور لب پر درود
وقف سنگِ در جبیں، روضہ کی جالی ہاتھ میں

حشر میں کیا کیا مزے وارفتگی کے لوں رضا
لوٹ جاؤں پا کے وہ دامانِ عالی ہاتھ میں

وہ کمالِ حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں!
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانیِ دل و جاں نہیں!
کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک "نہیں" کہ وہ ہاں نہیں

وہی نور حق وہی ظلِ رب انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

سرِ عرش پر ہے تری گذر، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملک و ملکوت میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

کروں مدح اہلِ دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا، میرا دین پارہ ناں نہیں

❁

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

قبریں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہو گی جب طلعت رسول اللہ کی!

لَا وَرَبِّ الْعَرْشِ جو جس کو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

ٹوٹ جائیں گے گنہ گاروں کے فوراً قید و بند
حشر میں کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

یا رب! اک ساعت میں دھل جائینگے گنہگاروں کے جرم
جوش پہ آجائے اب رحمت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحبِ قرآں ہے مدّاحِ رسول
تجھ سے کب ممکن ہے! پھر مدحت رسول اللہ کی

از مولانا حسن بریلوی علیہ الرحمۃ

اے مدینے کے تاجدار سلام
اے غریبوں کے غم گسار سلام

تری اک اک ادا پہ اے پیارے
سو درودیں فدا، ہزار سلام

"ربِّ سَلِّم" کے کہنے والے پر
جان کے ساتھ ہوں نثار سلام

میری بگڑی بنانے والے پر
بھیج اے میرے کردگار سلام

پردہ میرا نہ فاش حشر میں ہو
اے میرے حق کے رازدار سلام

عرض کرتا ہے یہ حسنؔ تیرا
تجھ پر اے خلد کی بہار سلام

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنّتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک ہو اے عندلیبو! تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

مری خاک یارب! نہ برباد ہو جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

رگِ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں
مجھے یاد آتے ہیں خارِ مدینہ

جدھر دیکھئے باغِ جنّت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے
مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

بنا آسماں منزلِ ابنِ مریم
گئے لامکاں تاجدارِ مدینہ

تمہارا نام مصیبت میں جب لیا ہو گا
ہمارا بگڑا ہوا کام بن گیا ہو گا

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہو گا

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی ان کی چاہتا ہو گا

کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہونگے
کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہو گا

کسی کے پلے پہ ہوں گے یہ وقتِ وزنِ عمل
کوئی اُمید سے مُنہ اُن کا تک رہا ہو گا

کوئی کہے گا دُہائی ہے یا رسول اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا

کسی کو لے کے فرشتے چلیں گے سوئے جحیم
وہ ان کا راستہ پھر پھر کے دیکھتا ہو گا

کوئی قریب ترازو، کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پہ ان کو پکارتا ہو گا

وہ پاک دِل کہ نہیں جس کو اپنا اندیشہ
ہجوم فکر و تردّد میں گھر گیا ہو گا

از مولانا جمیل الرحمٰن بریلوی علیہ الرحمۃ

سلطانِ جہاں محبوبِ خُدا! تیری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام ترا، ترے ذکر کی رفعت کیا کہنا

معراج ہوئی سُما عرش گئے حق تم سے ملا، تم حق سے ملے
سب رازِ ''قَا دُ نٰی'' دل پہ کھلے، یہ عزت و حشمت کیا کہنا

ہر ذرہ تیرا دیوانہ ہے، ہر دل میں تیرا کاشانہ ہے
ہر شمع تری پروانہ ہے، اے شمع ہدایت کیا کہنا

آنکھوں سے کیا دریا جاری اور لب پہ دعا پیاری پیاری
رو رو کے گذاری شب ساری اے حامی امت کیا کہنا

عالم کی بھریں ہر دم جھولی، خو کھائیں فقط جو کی روٹی!
وہ شان عطا و سخاوت کی، یہ زہد و قناعت کیا کہنا

وہ پھول بتولی گلشن کے اک سبز ہوئے اک سرخ ہوئے
بغداد و عرب جن میں مہکے، ان پھولوں کی نکہت کیا کہنا

❁

جا کے صبا تو کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم
لا کے سنگھا خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم

چاک ہے ہجر سے اپنا سینہ، دل میں بسا ہے شہر مدینہ
چشم لگی ہے سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم

رنگ ہے انکا باغ جہاں میں انکی مہک ہے خلد و جناں میں
سب میں بسی خوشبوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم

ہو نہ کبھی تا حشر نمایاں ایسا ہلالِ عید ہو قرباں
دیکھے اگر ابروئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم

تشنہ دہانو! غم ہے تمہیں کیا؟ ابر کرم اب جھوم کے برسا
لو وہ کھلے گیسوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم

شمس و قمر ہیں، ارض و فلک ہیں، جن و بشر ہیں، حور و ملک ہیں
سایہ فگن ہے روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم

دین کے دشمن ان کو ستائیں دینے رہیں یہ سب کو دُعائیں
سب سے نرالی خو ئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہو نہ جمیل قادری مضطر ہاتھ اُٹھا کر حق سے دعا کر
مجھ کو دکھا دے کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

اے دینِ حق کے رہبر تم پر سلام ہر دم
میرے شفیعِ محشر تم پر سلام ہر دم

اس بیکس و حزیں پر جو کچھ گذر رہی ہے
ظاہر ہے سب وہ تم پر، تم پر سلام ہر دم

بندہ تمہارے در کا آفت میں مبتلا ہے
رحم اے حبیب داور! تم پر سلام ہر دم

بے وارثوں کے وارث بے والیوں کے والی
تسکینِ جانِ مضطر تم پر سلام ہر دم

للہ! اب ہماری فریاد کو پہنچیئے
بے حد ہے حال ابتر تم پر سلام ہر دم

دریوزہ گر ہوں میں بھی ادنیٰ سا اس گلی کا
لطف و کرم ہو مجھ ہو تم پر سلام ہر دم

کوئی نہیں ہے میرا میں کس سے داد چاہوں
سلطانِ بندہ پرور تم سلام ہر دم

بہر خدا بچاؤ ان خار ہائے غم سے
اک دل ہے لاکھ نشتر تم پر سلام ہر دم

میرے مولا میرے سرور رحمۃٌ للعالمیں
میرے آقا میرے رہبر رحمۃٌ للعالمیں

مظہرِ ذاتِ خدا، محبوبِ ربِّ دوسرا
بادشاہِ ہفت کشور رحمۃٌ للعالمیں

عالمِ علمِ لدُنی آپ کو حق نے کیا
حال سب روشن ہیں تم پر رحمۃٌ للعالمیں

تو نے فرمایا ہُوَ المُعطی و اِنّی قاسمٌ
کیوں نہ مانگوں تیرے در پر رحمۃٌ للعالمیں

ہیں پیامِ زندگی سمجھوں اگر یوں موت آئے
آپ کا در ہو مرا سر رحمۃٌ للعالمیں

ہم سیہ کاروں کی بخشش کا کوئی ساماں نہیں
ناز ہے تیرے کرم پر رحمۃٌ للعالمیں

بس خدا ان کو کہنا اور جو چاہو کہو
سب سے بالا سب سے بہتر رحمۃٌ للعالمیں

دستِ اقدس سینے پر ہو روح کھنچتی ہو مری
لب پہ جاری ہو برابر رحمۃٌ للعالمیں

سایۂ عرشِ الٰہی میں کھڑا کرنا مجھے
ہیں سیہ عصیاں سے دفتر رحمۃٌ للعالمیں

آئینہ منفعل تیرے جلوے کے سامنے
ساجد ہیں مہر و مہر ترے تلوے کے سامنے

جاری ہے حکم یہ کہ دوپارہ قمر ہوا
انگشت مصطفےٰ کے اشارے کے سامنے

کیوں دَر بدَر فقیر تمہارا کرے سوال
جب تم ہو بھیک مانگنے والے کے سامنے

جنّت تو کھینچتی ہے کہ میری طرف چلو
ایمان لے چلا ہے مدینے کے سامنے

اہلِ نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھُلا
کعبہ جھکا ہوا ہے مدینے کے سامنے

یہ وہ کریم ہیں کہ جو مانگو وہی ملے
اے سائلو! چلو تو دُعا لے کے سامنے

ربّ کریم! یہ ہے دُعا میری روزِ محشر
شرمندہ میں نہ ہوں ترے پیارے کے سامنے

❁

بیان ہو کس سے کمالِ محمّد عربی
ہے بے مثال جمالِ محمّد عربی

مجال کیا ہے کہ انس ملک کریں تعریف
خدا سے پوچھئے حالِ محمّد عربی

زمانہ پلتا ہے اس آستانِ عالی سے
عجب ہے جود و نوالِ محمّد عربی

لگا رہے ہیں ہمیشہ سے مہر و مہ چکّر
ملا نہ کوئی مثالِ محمّد عربی

اندھیری رات نہ ہوگی مری لحد میں کبھی
میں ہوں غلام بلالِ محمّد عربی

گیاہ و خار و خس و خاک سے وہ بدتر ہے
نہیں ہے جس کو خیالِ محمّد عربی

یہ جان کیا دو جہاں مجھے گر میسّر ہوں
کروں فدا بجمالِ محمّد عربی

جمیلؔ قادری شکر خدا کہ تو بھی ہوا
غلام عترت و آلِ محمّد عربی

از حضرت آسی علیہ الرحمۃ

کہاں گلشن! کہاں روئے محمد
کہاں سنبل؟ کہاں موئے محمد

ہے عالم آہن و آہن ربا کا
کھنچا جاتا ہے دل سوئے محمد

نہ چھانی مشتِ خاک اپنی کسی نے
ہے دل ہی میں رہِ کوئے محمد

دلِ صد چاک میں مانندِ شانہ
بسی ہے بوئے گیسوئے محمد

دمِ جاں بخش اعجازِ مسیحا
نسیمِ گلشنِ کوئے محمد

حیاتِ جاوداں پاتا ہے آسی
قتیلِ تیغِ ابروئے محمد

دیگر

نہ میرے دل نہ جگر پر نہ دیدۂ تر پر
کرم کرے وہ نشانِ قدم تو پتھر پر

تمہارے حسن کی تصویر کوئی کیا کھینچے
نظر ٹھہرتی نہیں عارضِ منور پر

کسی نے لی رہِ کعبہ کوئی گیا سوئے دیر
پڑے رہے ترے بندے مگر ترے در پر

گناہ گار ہوں میں واعظو! تمہیں کیا فکر
مرا معاملہ چھوڑ دو شفیعِ محشر پر

پلادے کہ آج تو مرتے ہیں رند اے ساقی
ضرور کیا کہ یہ جلسہ ہو حوضِ کوثر پر

آخیر وقت ہے آسیؔ چلو مدینے کو
نثار ہو کے مرو تربتِ پیمبر پر

از حضرت شفیق جونپوری علیہ الرحمۃ

نظر آتی ہے گلشن میں ہوا ناسازگار اپنی
گل باغِ خلیلی بھیج دے بادِ بہار اپنی

اُٹھا اے اُمّت کے والی کفر دھمکاتا ہے مُسلم کو
علی کو بھیج دے آجائیں لے کر ذوالفقار اپنی

طریقِ مصطفےٰ کو چھوڑنا ہے وجہِ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

ہمیں کرنی ہے شاہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمتِ پروردگار اپنی

بنے گی گرمیٔ خورشید خنکی باغِ جنت کی
وہ جس دم لے کے آئیں گے نسیم خوشگوار اپنی

وہ بیٹھے ہوں اُٹھا ہو بارگاہِ پاک کا پردہ
کہاں دَر پہ کہتا ہو شفیقؔ جاں نثار اپنی

دیگر

اُجالی رات ہو گی اور میدانِ قُبا ہو گا
زبانِ شوق پر یا مصطفےٰ یا مصطفےٰ ہو گا

کہ اترے ہونگے رحمت کے فرشتے آسمانوں سے
خدا کا نور ہوگا، روضۂ خیرالوریٰ ہوگا

وہ نخلستانِ مکہ وہ مدینہ کی گذر گاہیں
کہیں نور نبی ہوگا، کہیں نور خدا ہوگا

یلملم ہی سے شورش ہوگی دل کی بیقراری میں
پہن کر جامۂ احرام زائر جھومتا ہوگا

نہ پوچھو عاشقوں کا ولولہ جدّہ کے ساحل پر
لبوں پر نغمہ اِنْ نِلْتَ یَارِیْحَ الصَّبَا ہوگا

جھکی ہوگی مری گردن گناہوں کی خجالت سے
زباں پر یا رسول اللہ اُنْظُرْ حَالَنَا ہوگا

کچھ اونٹوں کی قطاروں میں انوکھی سادگی ہوگی
حُدِی خوانوں سے طیبہ کا بیاباں گونجتا ہوگا

کبھی "کوہِ مفرح" سے نظارے ہونگے گنبد کے
کبھی "بیرِ علی" پر عاشقوں کا جمگھٹا ہوگا

شفیقؔ اس دن نہ پوچھو دردِ الفت کی فراوانی
کہ ہم ہوں گے حجازِ پاک کا دارالشفا ہوگا

دیگر

نہیں تیرے سوا کوئی پیامی
اِلَیْہِ یَا صَبَا بَلِّغْ سَلَامِیْ

وہ سو جائیں تو معراجِ منامی
وہ جاگیں تو خدا سے ہم کلامی

ہے شاہوں کو بھی وجہ نیک نامی
شہِ خوباں ترے در کی غلامی

ہر اک شیدا ہے سلطانِ عرب کا
عراقی ہو کہ رومی ہو کہ شامی

نگاہ سیر گاہ رِیُ مَعَ اللہ　　تعالیٰ اللہ تری عالی مقامی
اسی سروِ خراماں کا ہے صدقہ　　نسیمِ صبح! تیری خوش خرامی

شفیقؔ انداز حسرت کے علاوہ
مرے اشعار میں ہے رنگِ جامی

از مولانا نسیم بستوی مدظلہٗ

محمدؐ کا دار السلام اللہ اللہ　　وہ بارانِ فیضِ دوام اللہ اللہ
جہانِ رسالت کے خورشید تاباں　　نبوّت کے ماہِ تمام اللہ اللہ
نگاہوں میں طیبہؔ کی پھرتی ہے اکثر　　حسیں صبح، پُر نور شام اللہ اللہ
سرِ حشر تشنہ لبوں کو وہ اپنے　　پلائیں گے کوثر کا جام اللہ اللہ
جبیں اس کے قدموں پہ جھکتی ہے سب کی　　جو ہے مصطفےٰ کا غلام اللہ اللہ
دلِ مضطرب بہرِ طیبہؔ ہے نالاں　　کریں اب کوئی اہتمام اللہ اللہ

نسیمؔ اور ان کی محبت کی منزل
زہے عاشقِ تیز گام اللہ اللہ

دیگر

یہ کیسا مبارک مقام آرہا ہے!　　لبوں پر درود و سلام آرہا ہے!
ادب سے چلو اور سروں کو جھکا لو　　محمدؐ کا دارالسلام آرہا ہے
بسائی گئی راہ میں نکہتِ گل　　رسولِ خدا کا غلام آرہا ہے
قدم چومنے آرہے ہیں فرشتے　　زمیں پر وہ ماہِ تمام آرہا ہے
مدینے کے آقا کا ہر ہر سوالی　　تبسّم بہ لب شادکام آرہا ہے
وہ دیکھو اٹھیں رحمتوں کی گھٹائیں　　زباں پر محمدؐ کا نام آرہا ہے

غریبوں کا مونس، یتیموں کا ہمدم ۔۔۔ لیے زندگی کا پیام آ رہا ہے
رسولِ گرامی کے روضہ کی جانب ۔۔۔ زمانہ بصد احترام آ رہا ہے

تبسّم ثنا خوانِ سرور! مبارک
خدا کی طرف سے سلام آ رہا ہے

طیبہ کے مسافر سے

سلطانِ دو جہاں سے میرا سلام کہنا
محبوبِ دو جہاں سے میرا سلام کہنا

اُمّت کے پاسباں سے میرا سلام کہنا
وحدت کے رازداں سے میرا سلام کہنا

عظمت کے حکمراں سے میرا سلام کہنا
رفعت کے آسماں سے میرا سلام کہنا

روضے کے نوری جلوے آنکھوں میں رکھ کے لانا
پُر نور آستاں سے میرا سلام کہنا

عرشِ علا کی شوکت خُلدِ جناں کی زینت
پیغمبرِ اماں سے میرا سلام کہنا

عرض و سما کے سرور، صد رشک ماہ و اختر
تنویرِ کہکشاں سے میرا سلام کہنا!

تجھ پر نثار جاؤں بادِ صبا خدارا
تسکین قلب و جاں سے میرا سلام کہنا

روضے کی جالیوں سے بھی ہم کنار ہو کر
خُلدِ نظر سماں سے میرا سلام کہنا

شاہ وگدا کے خالی دامن کو بھرنے والے
عالم کے حکمراں سے میرا سلام کہنا

اے عازمِ مدینہ! عرضِ نسیمؔ لے جا
غم خوار بیکساں سے میرا سلام کہنا

دیگر

زمیں پر مالکِ خلدِ بریں تشریف لاتے ہیں
جہاں میں رحمۃٌ للعالمین تشریف لاتے ہیں

مبارک وہ شہِ دنیا و دیں تشریف لاتے ہیں
امامِ انبیاء و مرسلیں تشریف لاتے ہیں

سکوں بخشِ دلِ اندوہ گیں تشریف لاتے ہیں
بہارِ گلشنِ علم و یقیں تشریف لاتے ہیں

سلاطینِ جہاں جس کے قدم پر سر جھکائیں گے
وہی محبوبِ ربُّ العالمیں تشریف لاتے ہیں

نبوت کے، رسالت کے، شریعت کے، طریقت کے
مقدس تاجدارِ اوّلیں تشریف لاتے ہیں

فقیر و بے نوا اب دل شکستہ رہ نہیں سکتے
دو عالم جس کے ہے زیرِ نگیں تشریف لاتے ہیں

زمیں سے آسماں تک روشنی ہی روشنی ہو گی
کہ شمعِ پُر ضیا، نورِ مبیں تشریف لاتے ہیں

ہزاروں عید ہے قرباں اس پُر نور ساعت پر
کہ جس میں رحمۃٌ للعالمیں تشریف لاتے ہیں

جہانِ حسن کے مسند نشیں کی آمد آمد ہے
شہِ خوباں و رشکِ مہ جبیں تشریف لاتے ہیں
نسیمؔ آواز دو جن و بشر بہرِ سلام آئیں
سریر آرائے بزم مرسلیں تشریف لاتے ہیں

سلام

فخرِ علیائے نازِ آدم الصلوٰۃ والسّلام
روحِ ایمان، جانِ عالم، الصّلوٰۃ والسّلام

تاجدارِ عرشِ اعظم الصّلوٰۃ والسلام
شمعِ حق نورِ مجسّم الصّلوٰۃ والسّلام!

سرورِ ارض و سما، سلطانِ بزمِ انبیاءؑ
خلق میں سب سے مکرم الصّلوٰۃ والسّلام

رنج و غم کی شام ہو یا لطف و راحت کی سحر
با ادب پڑھتے رہیں الصّلوٰۃ والسّلام

جب شبِ معراج رکھا عرش پر تم نے قدم
مسکرائی روحِ آدم الصّلوٰۃ والسّلام

راحتِ قلبِ حزیں ہے آپ کا ذکرِ جمیل
اے سکونِ چشمِ پُر نم الصّلوٰۃ والسّلام

ہم اسیرانِ غم و افکار پر بہرِ خدا
ہو کرم سلطانِ اکرم الصّلوٰۃ والسّلام

ہر گھڑی آغوشِ رحمت میں وہ رہتا ہے نسیمؔ
جو پڑھا کرتا ہے ہر دم الصّلوٰۃ والسّلام

دیگر

نبی کی نگاہِ کرم اللہ اللہ
بیاباں ہے رشکِ ارم اللہ اللہ

کہاں بارگاہِ رسالت کی رفعت
کہاں معصیت کار ہم اللہ اللہ

وہ شہرِ مدینہ کی صبحِ دل آراء
وہ پُر کیف شام و سحر اللہ اللہ

جب آمد ہوئی سرورِ دو جہاں کی
گرے منہ کے بل سب صنم اللہ اللہ

سوالی کوئی ان کا محروم کیوں ہو
وہ ہیں شاہِ جود و کرم اللہ اللہ

وہ چاہیں تو ذرّے بنیں ماہ و انجم
اشاروں میں رب کی قسم اللہ اللہ
نسیمؔ ان کے جنّت بکف آستاں پر
فرشتوں کے سر بھی ہیں خم اللہ اللہ

مالکِ کونین!

مکیں آپ کے ہیں مکاں آپ کا ہے
حقیقت میں سارا جہاں آپ کا ہے
ہیں شاہانِ عالم جہاں سر خمیدہ
وہ جنّت بکف آستاں آپ کا ہے
حقیقت کی آنکھوں سے دیکھے تو کوئی
ہر اک شے میں جلوہ عیاں آپ کا ہے
سرِ عرش ہے ان کی عظمت کا پرچم
دو عالم میں سکّہ رواں آپ کا ہے
یہاں سے وہاں تک ہے رحمت ہی رحمت
اگر نام وردِ زباں آپ کا ہے
مقدّس، مطہّر، مبارک، منوّر
ازل ہی سے نام و نشاں آپ کا ہے
حبیبِ خُدا، تاجدارِ مدینہ
زمیں آپ کی آسماں آپ کا ہے
نسیمؔ حزیں پر نگاہِ کرم ہو!
کہ وہ بھی شہا! مدح خواں آپ کا ہے

جانِ ایمان

جانِ ایمان یا رسول اللہ
تیرے قربان یا رسول اللہ
عرش و فرش و فلک ہیں سب تیرے
زیرِ فرمان یا رسول اللہ
اور کس کے حضور لے جاؤں
خالی دامان یا رسول اللہ
تیری ہستی بتائی ہے رب نے
کیسی ذیشان یا رسول اللہ
منزلیں قبر و حشر کی ہوں گی
تم سے آسان یا رسول اللہ

ہوگا محشر میں سائبان سر پر ۔۔۔ تیرا دامان یا رسول اللہ
تا ابد قلب میں رہے روشن ۔۔۔ شمعِ ایمان یا رسول اللہ
تیرے انسانیت پہ ہیں بے شک ۔۔۔ لاکھوں احسان یا رسول اللہ
کعبۂ دل نہ کیوں ہوں عرش مقام ۔۔۔ تم ہو مہمان یا رسول اللہ

کر دو پورے نسیم کے دل کے
سارے ارمان یا رسول اللہ

از حضرت مفتی اعظم صاحب قبلہ بریلوی مد ظلہ،

تو شمعِ نبوت ہے عالم ترا پروانہ
تو ماہِ رسالت ہے اے جلوۂ جانانہ

جو ساقیِ کوثر کے چہرے سے نقاب اُٹھے
ہر دل بنے مے خانہ، ہر آنکھ ہو پیمانہ

دل اپنے چمک اُٹھے ایمان کی طلعت سے
کر آنکھیں بھی نورانی اے جلوۂ جانانہ

میں شاہ نشیں ٹوٹے دل کو نہ کہوں کیسے
ہے ٹوٹا ہوا دل ہی سرکار کا کاشانہ

کیوں زلفِ معنبر سے کوچے نہ مہک اُٹھتے
ہے پنجۂ قدرت جب زلفوں کا تری شانہ

ہر پھول میں بُو تیری، ہر شمع میں ضَو تیری
بلبل ہے ترا بلبل، پروانہ ہے پروانہ

اس دور کی حضوری ہی عصیاں کی دوا ٹھہری
ہے زہرِ معاصی کا طیبہ ہی دوا خانہ

آباد اسے فرما ویراں ہے دلِ نوریؔ
جلوے ترے بس جائیں آباد ہو ویرانہ

از حضرت محدّث اعظم قبلہ کچھوچھوی علیہ الرحمۃ

شبِ معراج عجیب نور ہے سبحان اللہ
پتّہ پتّہ شجر طور ہے سبحان اللہ

اِک قدم فرش پر ہے ایک قدم عرش پر ہے!
ان کو نزدیک ہے جو دُور ہے سبحان اللہ

غیب کیا چیز ہے؟ دیکھ آئے ہیں وہ غیب الغیب
یعنی وہ ذات جو مشہور ہے سبحان اللہ

دیکھ آئے ہیں وہ آیاتِ خُدائے برتر
یہی قرآن میں مسطور ہے سبحان اللہ

مرحبا کہتا ہے کوئی تو کوئی صلِّ علیٰ
نغمہ سنجی میں لبِ حور ہے سبحان اللہ

رَبِّ ھَبْ لِیْ یہ کہا رب نے کہ اے میرے حبیب
تم کو منظور، تو منظور ہے سبحان اللہ

اے شفاعت کے دھنی تیری شفاعت سُن کر
شادماں ہر دلِ رنجور ہے سبحان اللہ

پا لیا ان کو تو کونین کو پایا سیّد
یعنی جھولی مری بھرپور ہے سبحان اللہ

از مولانا قدرت اللہ صاحب عارف بستوی رحؒ

نہ ہوتی جو منظور بعثت کسی کی — تو دنیا میں ہوتی نہ خلقت کسی کی
خدا کی قسم! انبیاء بھی نہ آتے — نہ مقبول ہوتی عبادت کسی کی
یہ چاند اور سورج کی نوری شعائیں — نمایاں ہے ان میں صباحت کسی کی
شفاعت کی کنجی عطا کر کے مولیٰ — دکھائے گا محشر میں عزت کسی کی
سبھی انبیاء تا بموسیٰ و عیسیٰ — سنانے کو آئے بشارت کسی کی
کسی کی محبت سے جنت ملے گی — دلائے گی دوزخ عداوت کسی کی

لبوں پہ گنہ گار عارف کے یا رب
دم نزع جاری ہو مدحت کسی کی

مدح چار یار

جہاں میں جو آئینہ دارِ نبی ہیں — حقیقت میں وہ چار یارِ نبی ہیں
رفیقِ نبی غمگسارِ نبی ہیں! — فدائے نبی جاں نثارِ نبی ہیں

بڑا ان کا رتبہ ہے اللہ اکبر
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

یہ چاروں خلافت کے مسند نشیں ہیں — یہ چاروں ارکینِ دینِ نبی ہیں
یہی باغبانِ ریاضِ یقیں ہیں — یہی رازدارِ رسولِ امیں ہیں

یہ محبوبِ سرور، یہ مقبولِ داور
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

یہ پروانے ہیں شمعِ بانغِ حرا کے — فدائے نبی اور مقرب خدا کے
نمونے ہیں یہ سیرتِ انبیاء کے — یہ مپتلے وفا کے، یہ پیکر حیا کے

یہ عدلِ مجسّم، یہ صدقِ مصوّر
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

یہ معراجِ ایماں کے ہیں چار زینے — یہ چاروں ہیں تاجِ شرف کے نگینے
مجلّٰی ہیں انوار سے ان کے سینے — سنوارا ہے ان کو جمالِ نبی نے
مزکّٰی، مصفّا، مقدّس، مطہّر
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

الٰہی تڑپتی ہے جب تک رگِ جاں — محبت رہے ان کے سینے میں رقصاں
دلا ان کی ہے، جانِ دیں روحِ ایماں — خدا سے دعا ہے یہی میری ہر آں
رہے تادمِ مرگ میری زباں پر
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر

از جناب خمار بارہ بنکوی!

واہ رے داغِ عشقِ رسول — شام کو تارا، صبح کو پھول
کیسے چھپیں انوارِ رسول — چاند پہ کس نے ڈالی دھول
پیشِ نظر ہے شکلِ رسول — دیدے خدایا حشر کو طول
نام محمدؐ لے کے تو دیکھ — رحمتیں ہیں بے تابِ نزول
بات مدینے جیسی کہاں — کون کرے فردوس قبول
ان سے یہ کہنا جا کے صبا — دل ہے بہت دوری سے ملول
اب تو بلا لو پاس مجھے — اب تو گزارش کر لو قبول
پیشِ نظر روضہ ہو خمارؔ
اور پڑھوں میں نعتِ رسول

از حضرت بیدم وارثی علیہ الرحمۃ

عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسُول
کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوئے رسُول

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزوئے رسُول
خوشا! وہ آنکھ کہ ہو محوِ حسنِ روئے رسُول

تلاشِ نقشِ کفِ پائے مصطفٰے کی قسم
چُنے ہیں آنکھوں سے ذرّاتِ خاکِ کوئے رسُول

پھران کے نشۂ ایماں کا پُوچھنا کیا ہے
جو پی چکے ہیں ازل میں مئے سبوئے رسُول

بلائیں لوں تری اے جذبِ شوقِ صلِّ علٰی
کہ آج دامن کھینچ رہا ہے سوئے رسُول

شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گُل تر ہے
کسی میں رنگِ علی ہے کسی میں بُوئے رسُول

عجب تماشہ ہو میدانِ حشر میں بیدم
کہ سب ہوں پیشِ خُدا اور میں روبروئے رسُول

از جناب حیات وارثی صاحب

حُبِّ احمد ازل ہی سے سینے میں ہے
میں یہاں ہوں مرا دل مدینے میں ہے

عطرِ جنّت میں بھی ایسی خوشبو نہیں
جیسی خوشبو نبی کے پسینے میں ہے

اس لیے ہے اسی سمت کعبہ جھکا
گھر خدا کا محمّد کے سینے میں ہے

پھُول تو پھُول کانٹوں میں بھی حسن ہے
لطف جنّت سے بڑھ کر مدینے میں ہے

کیا مقدّر ہے بوبکر و فاروق کا
جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے
بے سہارا نہ سمجھے زمانہ مجھے
میرے آقا کا مسکن مدینے میں ہے

موت لائی حیات اب نئی زندگی
یہ مزہ میرے مر مر کے جینے میں ہے

ترانۂ نماز

دیدارِ حق دکھائے گی اے بیبیو! نماز
جنت تمہیں دلائے گی اے بیبیو نماز
دیدارِ مصطفیٰ بھی تمہیں ہوگا یقین جانئے گی
خالق سے بخشوائے گی اے بیبیو نماز
عزت کے ساتھ نوری لباس اچھے زیورات
سب کچھ تمہیں پہنائے گی اے بیبیو نماز
جنت میں نرم نرم بچھونوں کے تخت پر
آرام سے سلائے گی اے بیبیو نماز
خدمت تمہاری حوریں کریں گی ادب کے ساتھ
رتبہ بہت بڑھائے گی اے بیبیو نماز
کوثر کے سلسبیل کے شربت پلائے گی
میوے تمہیں کھلائے گی اے بیبیو نماز
سب عطر و پھول ہونگے نچھاور پسینے پر
خوشبوئیں جب بسائے گی اے بیبیو نماز
رحمت کے شامیانوں میں خوشبو کے ساتھ ساتھ
ٹھنڈی ہوا چلائے گی اے بیبیو نماز
باغِ بہشت، روضۂ رضواں، بہارِ خلد
سب کچھ تمہیں دکھائے گی اے بیبیو نماز
حوریں ترانے گائیں گی اور جھوم جھوم کر
نغمے تمہیں سنائے گی اے بیبیو نماز
پڑھتی رہو نماز کہ دونوں جہان میں
سب کچھ تمہیں دلائے گی اے بیبیو نماز
فاقہ سے مفلسی سے جہنم کی آگ سے
سب سے تمہیں بچائے گی اے بیبیو نماز

بات اعظمی کی مانو، نہ چھوڑو کبھی نماز
اللہ سے ملائے گی اے بیبیو نماز

شجرۂ نقشبندیہ مجددیہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
حضرتِ ابوبکر باصدق وصفا کے واسطے

بہرِ سلماںؓ، قاسمؒ و جعفرؒ، بحق بایزید
ابوالحسنؒ اور بوعلیؒ با خدا کے واسطے

خواجہ یوسفؒ عبد خالقؒ، عارفؒ و محمودؒ حق
شہ عزیزاںؒ علی صدرالعلاء کے واسطے

باباسماسیؒ محمد، سید میرؒ کلال
شہِ بہاؤالدین امام الاولیاءؒ کے واسطے

شیخ علاؤالدین و یعقوبؒ و عبیداللہ ولی
خواجہ زاہدؒ شاہ درویشِ خدا کے واسطے

شاہ امکنگی محمد، خواجہ باقی بحق
حضرتِ احمدؒ مجدد حق نما کے واسطے

خواجہ معصوم وسیف الدین و محسنؒ دہلوی
سید نور محمدؒ پارسا کے واسطے

مظہرِ حق جانِ جاں و شاہ عبداللہؒ ولی
مولوی عبیدالرحمٰن مقتدیٰ کے واسطے

مولوی عبدالغفور و سید احمد میاں
حافظ ابرارِ حسن پیرِ ہدیٰ کے واسطے

حضرتِ محبوب احمد کے توسل کر عطا
نعمتِ دارین عبید المصطفےٰ کے واسطے

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

شجرۂ قادریہ رضویہ

یا الٰہی رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہیدِ کربلا کے واسطے

سید سجادؓ کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق[6] کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم[7] اور رضا[8] کے واسطے

بہرِ معروف[9] و سری[10] معروف دے بیخود سری
جندِ حق میں گن جنید[11] باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی[12] شیرِ حق دُنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبدِ واحد[13] بے ریا کے واسطے

بوالفرح[14] کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن[15] اور بوسعید[16] سعد زا کے واسطے

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اُٹھا
قدر عبد القادر[17] قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللہُ لَہٗ رِزْقاً سے دے رزقِ حسن
عبدرزاق[18] ابنِ غوث الاولیاء کے واسطے

نصر ابی صالح[19] کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محی[20] جاں فزا کے واسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی[21] موسیٰ[22]، حسن[23]، احمد[24] بہا[25] کے واسطے

بہرِ ابراہیم[26] مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری[27] بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا[28] مولیٰ جمال الاولیاء[29] کے واسطے

دے محمد[30] کے لیے، روزی کر احمد[31] کے لیے
خوانِ فضل اللہ[32] سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات[۳۳] سے
عشقِ حق دے عشقی عشق[۳۴] انتما کے واسطے

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد[۳۵] کے لیے
کر شہیدِ عشق حمزہ[۳۶] پیشوا کے واسطے

دِل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمسِ دیں[۳۷] بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسول[۳۸] مقتدیٰ کے واسطے

نورِ جان و نورِ ایمان نورِ قبر و حشر دے
ابوالحسین[۳۹] احمدِ نوری لقا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولا حضرتِ احمد رضا[۴۰] کے واسطے

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
میرے مرشد حضرت حامد رضا[۴۱] کے واسطے

یا الٰہی ان مشائخ کے وسیلے کر عطا
نعمتِ کونین عبدالمصطفٰے کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عزّ، علم و عمل
عفو، عرفان، عافیت اس بینوا کے واسطے

(رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

فاتحہ سلسلہ

شجرہ مبارکہ ہر روز بعد نماز فجر ایک بار پڑھ لیا کریں اس کے بعد درودِ غوثیہ

سات بار، الحمد شریف ایک بار، آیتہ الکرسی ایک بار، قل ھو اللہ شریف سات بار پھر درود غوثیہ، تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخ کرام کی ارواحِ طیبہ کو نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لیے دعائے عافیت وسلامت کریں۔ ورنہ اس کا نام بھی شاملِ فاتحہ کر لیا کریں۔

درودِ غوثیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ

وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ!

پنج گنج قادری

بعد نمازِ فجر یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ ظہر یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ عصر یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ مغرب یَا سَتَّارُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ عشاء۔ یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰہُ

سب سو سو بار اوّل و آخر تین تین بار درود شریف ان کو روزانہ پڑھنے سے دین و دنیا کی بے شمار برکتیں ظاہر ہوں گی۔

برائے قضائے حاجات

۱۔ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ آٹھ سو چوہتر بار اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار اس قدر معین تعداد میں با وضو قبلہ رُو دو زانو بیٹھ کر تا حصولِ مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار پڑھتے رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مراد پوری ہو گی۔

۲۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ساڑھے چار سو مرتبہ روزانہ تا حصولِ مراد

پڑھیں، اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کو بکثرت پڑھیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کام بن جائے گا۔

۳۔ "طفیلِ حضرتِ دستگیر دشمن ہوئے زیر" بعد نمازِ عشاء ایک سو گیارہ بار، اور اوّل گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھیں، یہ تینوں عمل نہایت مجرب اور آسان ہیں۔ ان سے غفلت نہ کی جائے۔

مُناجات

یاالٰہی! ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھُول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حُسنِ مُصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے مُنہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے مُصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
ساقیٔ کوثر شہِ جُود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبُوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم سے
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے!
رَبِّ سَلِّم کہنے والے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی! جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ حُسنِ مُصطفےٰ کا ساتھ ہو